قانون اسلام　　　　هٰذَا کِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ　　　　سلسلۂ عبادات

فتاویٰ عثمانی

جلد ۶

یعنے

زبان اردو میں شرع اسلام کا ایک جامع ذخیرہ - جو علمائے حنفیہ کی جملہ مستند کتب کا مجموعہ ہے - اور ایک نئی طرز پر ترتیب دیا گیا ہے اور جس میں احادیث و دلائل وغیرہ بھی جگہ جگہ درج کئے گئے ہیں

کتاب الحج والزیارۃ

مصنفہ

مولوی محمد منور الدین

خلف فاضل اجل عالم بے بدل - حاجی الحرمین الشریفین عالیجناب شمس العلما مولوی سید محمد ضیاء الدین خان صاحب خان بہادر ایل ایل ڈی (ایڈنبرگ) - ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنجاب - رئیس اعظم دہلی - مرحوم و مغفور -

سنہ ۱۹۲۴ عیسوی مطابق سنہ ۱۳۴۳ ہجری

هندوستان الیکٹرک پرنٹنگ ورکس دہلی میں باہتمام منشی شاہ بہاری لال طبع ہوئی

ملنے کا پتہ - مولوی محمد منور الدین محلہ چاہ رہٹ نزد بیات مسجد دہلی　　　　قیمت مجلد فی نسخہ کلاں تین روپیہ آٹھ آنہ

نذر

بحضور

آفتاب عالمتاب دولت قاہرہ و ماہ جہاں افروز سلطنت باہرہ

حضرت عالی جاہ

ہز اگزالٹڈ ہائی نس رستم دوراں ارسطوئے زماں سپہ سالار آصف جاہ مظفر الممالک والممالک نظام الملک نظام الدولہ محی الملۃ والدین

نواب میر عثمان علیخاں بہادر

جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ بی۔ ای۔

والی مملکت حیدرآباد دکن

خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

گر قبول افتد زہے عز و شرف

منور الدین

فہرست مضامین

کل کتاب سات باب پر منقسم ہے اور آخر میں ایک فہرست ہے جس میں کل کتاب کے مضامین بلحاظ حروف تہجی ترتیب دیئے گئے ہیں تاکہ مسائل کی تلاش کرنے میں بہت سہولت ہو۔

دیباچہ

مقدمہ

باب اوّل (حج کی تفسیر اور مختلف صورتیں)

فصل اوّل۔ عمرہ اور حج کی تفسیر ۷

فصل دوم ۔ حج کرنیکے مختلف طریق ۔ (یعنی عمرہ اور حج اور قران اور تمتع مع مناسک) ... ۲۲

باب دوم (حج کی ادائگی کا وقت اور جگہ)

فصل اوّل ۔ حج کے مہینے اور مناسک کی ادائگی ... ۳۵

فصل دوم ۔ حج کا مقام اور وہاں پہنچنا ... ۳۷

باب سوم (حج کی ادائگی کی کیفیت)

افعال حج علی الترتیب مع افعال عمرہ و تمتع و قران مع جملہ مناسک و احکام بالتفصیل ۔ ... ۴۳

موقع ۱ ۔ گھر سے روانہ ہونا ... ۴۳

باب چہارم

(حج سے متعلق بعض احکام کی تشریح)

باب پنجم

(حج کے جنایات اور کفارات)

فصل اول۔ جزا و کفارے۔ ۱۵۳

فصل دوم۔ ممنوعات احرام اور ان کی جزا۔ ۱۵۶

فصل سوم۔ ممنوعات افعال حج اور اُن کی جزا۔ ۱۷۷

باب ششم (زیارت مزار مقدس)

باب ہفتم (اماکن محترمہ مکہ و مدینہ و نواح)

فہرست نقشہ جات

نقشہ کلاں متعلق کتاب ہذا جسمیں مکہ معظمہ مدینہ طیبہ مساجد متبرکہ مشاہد مشرفہ مقابر مکرمہ آبار مبارکہ اماکن محترمہ وطرائق شارع وغیرہ دیے گئے ہیں

بعض غلطیاں جن کو کتاب پڑھنے سے پہلے درست کرلینا چاہئے

کاتبوں سے اکثر جگہ کتابت میں غلطی ہوگئی ہے لہذا کتاب کے مطالعہ سے پہلے ذیل کی غلطیاں درست کرلینی چاہئیں۔

یہ صرف ضروری غلطیاں لکھی جاتی ہیں۔ جو اسوقت نگاہ سے گذری ہیں۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
				۲۰۱	۱۸	دمیان	درمیان	۹۳	۱	افکار	اذکار
۲۱	۴	نابیتا	نابینا	۵۴	۱۸	چا	چادر	۱۸۱	۵	دو	دہ
۲۲	۲۴	ضفا	صفا	۷۰	۲۱	اس	اس کا	۱۵۲	۲۲	تبرکا	تبرکًا
۴۱	۷	جمعرات ۱۴ ذالحجہ	جمرات ۱۳-ذی الحجہ	〃	۲۰	اسطلاع	اصطباع	۱۸۱	۲	سرخسن	سرخسی
۴۷	۱۲	جس	بس	۸۶	۴	ستغفار	استغفار	〃	۹	وغیرہ	عمرہ
۴۹	۵	کعتبہ	کعبہ	〃	۱۰	اورعرفات پرری	اورعرفات پیری	۱۸۲	۸	سرالوہاج	سراج الوہاج
〃	۱۸	کعتبہ	کعبہ	۸۹	۳	جائزنا	جائز ہونا	〃	۸	توہی	وہی
۵۰	۱۰	گمی	گئی	۹۱	۵	وادی مرنہ	وادی عرنہ	〃	۱۲	امام کے اخر	امام زفر کے نزدیک
۵۱	۲۵	احراج	اخراج	۹۱	۸	گر	گرد	۱۲	موقع ۱۴ ج	[illegible]	[illegible]

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا معشر المسلمین! عقل انسانی نے اس زمانہ مین دنیا مین کچھہ ایسی کامیابی حاصل کی ہے کہ اب وہ بہت مغرور ہوگئی ہے اور اسرار مذہبی کے سمجھنے کے واسطے دلائل طلب کرتی ہے۔ اسلامی دنیا مین ایک ایسا طوفان بے تمیزی برپا ہوا ہے کہ "ہر کس بخیال خویش خبطے دارد" کوئی کہتا ہے کیسی جنت اور کیسا دوزخ یہ توسب ڈھکوسلے ہین۔ کوئی کہتا ہے۔ ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ○ یہ فلسفہ جدید نے آکر ایمان مین خلل ڈالا ہے۔ یا معشر الفلاسفیین! آیئے ہم آپکے فلسفہ ہی کو مسلمان کرینے مین۔ ہمارے ہاتھ مین اسوقت کتاب الحج ہے۔ آیئے توجہ ہی کے کسی رکن کو فلسفہ کے پنج ستون سے پرکھہ دین۔ فلسفہ جدید کی ایک یہ بھی تھیوری ہے کہ جو محسوس نہین۔ وہ موجود نہین۔ یعنی جس چیز کو حواس خمسہ کے ذریعہ معلوم کر سکین صرف اسی ہی کی ہستی ہے۔ واقعی جدید فلسفہ اور سائنس نے محسوسات کے انکشاف مین بے حد ترقی کی ہے۔ اور ایسے ایسے ایجادات کئے ہین کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فلاسفر نہ خدا کے قائل رہے۔ نہ فرشتون کے اور نہ بقائے روح کے بعد مرنے کے۔ پھر کیا تھا۔ وہ تو اس اصول کے پابند ہوگئے۔ ع۔ بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔ اچھا تھوڑی دیر ہم ان ہی کی فلاسفی مان لیتے ہین۔ بتایئے تو سہی جمرات پر جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے کنکر مارے جاتے ہین (یا آپ آئندہ ہی زمانے سے سمجھئے یعنی چودہ ہی برس کا زمانہ لیجیے۔ کہ جس کی آپکی تاریخ شہادت دے سکتی ہے) تو وہان کنکرون کے پہاڑ کے پہاڑ بن جاتے۔ بتایئے کیون نہ بنے وہ کنکر جو مزدلفہ سے لاکر مارے گئے تھے کدھر گئے اور ہر سال کدھر جاتے ہین ہم تو کہینگے جو محسوس ہے وہ موجود ہے۔ اور جو محسوس نہین وہ موجود نہین۔ یعنی ہم کنکر پھینکتے ہین تو ہم انکو محسوس کرتے ہین کہ ہان پھینکا رہے ہین۔ اور یہ جاکر جگہ گھیرے گا۔ مگر جب لاکھون آدمی پھینک چکتے ہین۔ اور ان کا ٹیلہ ہم نہین پاتے۔ تو ہم معاً فلسفی خیال پر کہہ دیتے ہین کہ موجود نہین۔ کیونکہ وہان ٹیلہ ہم نہین پاتے۔ اب بتایئے وہ کہان گئے۔ یا تو آپکو اسکا جواب دینا چاہیے۔ یا قبول کرنا چاہئے کہ فِيهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ ۔ ورق گنجایش نہین دیتے۔ ورنہ آج ہم پورے طور پر سائنس اور مذہب کو گلے ملوا دیتے۔

یا معشر الاخوان والخلان۔ ادھر تو فلسفہ جدید نے اپنا رنگ ایسا چڑھایا کہ علم عربی و فارسی کو تو آخر کار مریدان فلسفہ جدید نے یہ کہہ دیا کہ "این دفتر بے معنی غرق مئے ناب اولی۔" عربی و فارسی کا مفقود ہونا تھا کہ علوم دینیات رفوچکر ہوگئے۔ اور انکی ہستی زیادہ تر مولویون کے دائرہ مین محدود رہ گئی۔ اب اردو کا دور دورہ ہوا۔ مگر نام ہی کی اردو ہے۔ اسکے پاس علم دین کا کوئی مہذب ذخیرہ نہین۔ صرف چھوٹے چھوٹے رسالے ہین۔ جن کا نہ سر نہ پاؤن۔ جن مین اکثر دلائل علمی سے مبرا اور سندات اجتہادی سے معرا ہین نہ عوام پر ان باتون کا جو اثر ہوا وہ قابل غور ہے۔ نہ تو وہ پورے طور پر مریدان فلسفہ کے پیرو رہے۔ اور نہ مولویون کے۔ انکی وہی مثل ہوئی ہے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ اصول مذہبی تو یہی بتاتے ہین کہ ان لوگون کی نماز مین محض ٹکرین ہین۔ روزہ محض فاقہ۔ چنانچہ بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسطرح آیا ہے۔ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ (یعنی جو کوئی نہ چھوڑے جھوٹی بات اور اسپر عمل کرنیکو تو اللہ تعالی کو اسکی کچھہ حاجت نہین کہ وہ اسکے نام پر اپنا کھانا پینا چھوڑ دے) اگر نیت کا حال تو خدا ہی کو معلوم ہے ۔ شنیدم کہ درروز امیدو بیم ۔ بدان را بہ نیکان ببخشد کریم ۔ بادر کھیئے اسلام ہمیشہ دنیا کو دوربین کے الٹے رخ سے دیکھا کرتا ہے۔ ہان آخرت کو سیدھے رخ سے دیکھا کرتا ہے وہ خدا تعالی کے اس حکم کا پابند ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۔ اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ ۔ ان ہی اصول کی پابندی سے اسکے دلدادہ ان رتبون پر پہنچے تھے کہ بڑے بڑے بادشاہ انکے روبرو سر تسلیم خم کرتے تھے۔ کبھی انکی ہیئت کذائی کیا تھی۔ ایک کمبل کا چوغہ جس مین کیکر کے کانٹے کے بٹن لگے ہوئے۔ مگر ع شاہون پہ رعب غالب شکلین مسافرانہ۔

یا معشر العلماء والفضلاء! آپکا اتنی موٹی موٹی ضخیم کتابین لئے لئے پھرنا اور دوسرے لوگون سے فائدہ نہ پہنچانا اور انکی نسبت یہ خیال رکھنا کہ سمجھتے ہین گمراہ انکو مسلمان ہی نہین انکو عقبی مین امید غفران و نجات نہین۔ اتق اللہ یا معشر العلماء والفضلاء واحفظوا السانکم واصلحوا اعمالکم۔ آپکا کام یہ ہے کہ ان سے نہایت نرمی اور ملائمت سے پیش آئین۔ انکو مذہب کے مسائل سمجھائین۔ وَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ہم کو تو یہ تعلیم ملی ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ پھر ہم اسکی پابندی کیون نہ کرین۔ یاد رکھیے انکم لم تتذکروا سدی۔ وان مع الیوم غدا۔

یا معشر الاغنیاء! اترضی بان تقضے الحیوۃ وتنقضی۔ ودینک منقوض ومالک وافر۔ آپکو لازم ہے کہ آپ اپنی پاک کمائی سے اسلام کی مدد کرین۔ بہت ممکن ہے کہ آپ اسلام کو درست حالت پر لے آئین۔ حضرت خدیجۃ الکبری نے اپنا تمام مال اسلام کے نام پر لٹا دیا تھا۔ اور اسیطرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ہجرت کے وقت ۴۰ ہزار اشرفیان تھین وہ اسلام کی مدد کین۔ یہانتک کہ ایکروز آپ کمبل کا کرتا پہنے اور بٹن کی جگہ کیکر کا

لے پنج ستون۔ یعنی کسوٹی۔ ۲ھ تھیوری یعنی مسئلہ ۔ ۳ھ جمرات کے پاس سے کنکر اٹھانے کی شرعا ممانعت ہے۔ لہذا کوئی ایسا نہین کرتا کہ وہان ہی سے کنکر اٹھائے اور وہان ہی مار دے۔

کا نشا لگائے نہایت خوش بیٹھے تھے۔ سرداران قوم کا یہی حال رہا ہے ؎ سر احکام دین پر جھکا دینے والے ؛ خدا کے لئے گھر لٹا دینے والے۔ اور سچ بھی ہے سید القوم خادمهم۔

یا معشر المسلمین۔ اسلام کی حالت کا مختصر خاکہ جو ہم نے کھینچا ہے۔ صحیح ہے یا نہیں۔ اگر آپکو اسلام کی کچھ بھی ہمدردی ہے تو آئیے۔ کچھ قلم کے ہی گھوڑے دوڑائیں ؎ تھک گئے ہم تو ان ہی باتوں کو کہتے کہتے ؛ ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے ؛ صف دشمن کو کیا ہم نے بہ حجت پامال ؛ سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے ؛ بہت سوچا اور غور کیا تو معلوم ہوا کہ زمانہ کی حالت کو فقہ کی ایسی جامع اور مدلل کتاب درپیش ہے جو ان سائکلو پیڈیا کیطور پر ترتیب دی گئی ہو یعنی جسکی ترتیب مسائل اس طرح کی جائے۔ کہ اُس رِسٹ واچ کی طرح ہو۔ کہ جس کے ہندسے ریڈیم کے اثر سے نصف شب کو بھی وقت بتا سکتے ہیں۔ نہ روشنی تلاش کرنے کی ضرورت نہ دیا سلائی جلانے کی حاجت۔ نہ اُٹھنے کی زحمت۔ کلائی کو موڑا اور وقت معلوم کر لیا۔ گویا ترتیب میں یہ خوبی ہونی چاہیئے کہ اگر کسی مسئلہ کی معلوم کرنیکی ضرورت ہوئی تو فوراً نکال لیا۔ اور بلا مدد اُستاد سمجھ لیا۔ اگرچہ ؎ سخن ہرچہ گوییم ہمہ گفتہ اند ؛ بر باغ دانش ہمہ رُفتہ اند ؛ میں نے کیا کیا۔ میں نے یہ کیا۔ مولانا برہان الدین۔ مولانا علاء الدین حصکفی۔ علامہ اورنگ زیبی۔ مولانا ابوالبرکات نسفی وغیرہ وغیرہ کو ایک موقعہ پر جمع کر کے مباحثہ کی مجلس گرم کر دی اب جو مسائل اس مجلس نے طے کئے وہ اردو میں قلمبند کئے گئے۔ اور اس مجموعہ کا نام **فتاویٰ عثمانی** قرار پایا۔ پھر اسکو دو سلسلوں میں یعنی معاملات اور عبادات میں تقسیم کیا گیا۔ یہ کتاب الحج والزیارت سلسلہ عبادات کی چھٹی جلد ہے۔ اور بلحاظ اشاعت پہلی ہے ۔ یہ کتاب باوجود ضخیم ہونے کے کیونکہ علمائے حنفیہ کی جملہ مستند کتب کا مجموعہ ہے) اَلدِّینُ یُسْرٌ۔ کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ چنانچہ کتاب الحج میں عمرہ و حج و قران و تمتع کے جملہ مسائل علی الترتیب باب سوم میں تھوڑے سے ورقوں میں آپ کو ملینگے اور باب اول میں حج کی تفسیر اور حج کی مختلف صورتیں۔ اور اُنکے ادا کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ باب دوم میں حج کی ادائگی کا وقت اور جگہ بتائی گئی ہے۔ تو جس کو وقت کے متعلق معلوم کرنا ہو وہ اس باب کو دیکھے۔ یا وہ شخص دیکھے جس کو چین یا جاپان یا دیگر ممالک سے مکہ شریف کا فاصلہ معلوم کرنا ہو۔ باب چہارم میں وہ مسائل جمع کر دئے گئے ہیں جن کی ضرورت شاذ و نادر پڑتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص موقع پر بیمار ہو جائے۔ تو معذور کے متعلق مسائل اس میں دیکھ لے اسی طرح اگر کسی کو اپنا حج دوسرے سے کرانے کی ضرورت پڑے۔ تو وہ بھی اس باب کو دیکھے۔ باب پنجم کے دیکھنے کی ضرورت اُس صورت میں ہوگی جبکہ دوران افعال حج میں کوئی گناہ سرزد ہو۔ اور باب ششم میں مزار مقدس کی زیارت کا طریقہ ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام سے منقول ہے۔ باب ہفتم میں صرف اماکن محترمہ کے نقشہ جات ہیں اور کچھ بیان ہے ۔

کتاب الحج والزیارت۔ ابھی زیر تصنیف ہی تھی کہ علماء کو بھی خبر لگ گئی ؎ ہر کجا چشمہ بود شیرین ؛ مردم و مرغ و مور گرد آیند ؛ ایک دو مسئلوں پر ایسی بحث ہوئی کہ گھنٹوں گذر گئے۔ اب کیا تھا ؎ نہاں کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ؛ تھوڑے دنوں میں پشاور کے ایک مولوی صاحب کو بھی خبر لگی وہ سفر کر کے کتاب الحج کو دیکھنے آئے۔ وہ مسائل حج میں شہرہ آفاق تھے مگر تمتع کے متعلق بعض مسئلوں میں الجھ گئے۔ آخر در مختار لائی گئی۔ اور طویل بحث کے بعد فتاویٰ عثمانی کے مسائل کو تسلیم کر لیا ۔ فتاویٰ عثمانی کے تمام سلسلہ میں علیحدہ علیحدہ عنوان (انکو ہم نے فقروں کے نام سے نامزد کیا ہے) کے نیچے علیحدہ علیحدہ قسم کے مسائل جمع کر دئے ہیں۔ ہاں اگر کوئی مسئلہ ایسا ہے جس کا تعلق ایک سے زیادہ عنوان سے ہے تو ایک عنوان کے نیچے اس مسئلہ کا ذکر کر کے باقی عنوان میں اسکا حوالہ دیا گیا ہے ۔ سب سے بڑی بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ جن مستند کتب سے مسائل اخذ کئے گئے ہیں انکا نام مسئلہ کے سامنے درج کر دیا ہے۔ اور کتاب المیراث میں کتاب کا نام اور صفحہ بھی دیا گیا ہے ۔ فقروں کے نمبر جلی قلم سے صفحہ کے کونے پر لکھدئے گئے ہیں تاکہ ہر فقرہ جلد تلاش کیا جا سکے ۔ مسائل کے زیادہ جلدی ملنے کے واسطے ہر کتاب کے آخر ایک انڈکس (یعنی فہرست مطالب بترتیب حروف تہجی) بھی دیا ہے ؛ کتاب کی ترتیب وہی رکھی گئی ہے جس ترتیب سے افعال حج ادا کئے جاتے ہیں ۔

چونکہ یہ کتاب قبلۂ کعبۂ ام جناب شمس العلما مولوی ضیاء الدین صاحب کے فیضان صحبت کا نتیجہ ہے لہذا حاج بیت العتیق سے گذارش ہے کہ اس جسم مقدس پر بھی فاتحہ پڑھیں جو لباس احرام میں جنت المعلیٰ کی چار دیواری میں آرام فرما ہے۔ اگر عدیم الفرصتی اجازت نہ دے تو ارکان حج کے دوران ہی میں کسیوقت اس عربی نژاد کو دعائے خیر سے یاد کرلیں۔ خصوصاً وقوف عرفات کے وقت ۔۔۔

یہ مشہور بات ہے کہ مَنْ صَنَّفَ اِسْتُهْدِفَ۔ تاہم علماء فضلا کیخدمت میں التماس ہے۔ کہ اگر وہ ترتیب مسائل وغیرہ میں کسی قسم کی غلطی پائیں۔ تو اس سے چشم پوشی فرمائیں ؛ بفحوائے وَعَينُ الرِّضَا عَنْ كُلِّ عَيبٍ كَلِيلَةٌ ؛ وَلَكِنَّ عَينَ السُّخْطِ تُبْدِى الْمَسَاوِيَا۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسلامی دنیا کے دل میں ان کتابوں سے دلچسپی پیدا کر دے اور پھر ؎ یا رب لا تَسْلُبْ حُبَّهَا اَبَدًا ؛ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ آمِينَا۔ اور اس زمانہ کے مسلمان اگلے قرنوں کے سے مسلمان بن جائیں آمین ثم آمین۔ بات کے پکے قول کے سچے۔ بغض و کینہ و حسد سے مبرا۔ اپنی جان و مال کو اسلام کی نذر کرنے والے ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ اَنْ تَنْفَعَ بِهِ النَّاسَ اِنْتِفَاعًا كَامِلًا وَاَنْ تَنْفَعَ بِتَالِيفِهِ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْمُجِيبُ۔ وَعَلَيكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيكَ اُنِيبُ۔

۱۵ - ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۳ ہجری
محلہ چاہ رہٹ نزو جامع مسجد دہلی

محمد منورالدین

لہ ان سائکلو پیڈیا - ذخیرہ علوم یعنی فقہ کا ذخیرہ جو بلحاظ حروف تہجی ترتیب دیا گیا ہو۔ لہ رسٹ واچ یعنی کلائی پر لگانیکی گھڑی۔ لہ ریڈیم ایک قسم کی دھات ہے جو رات کے وقت اندھیرے میں خوب چمکتی ہے۔

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل کلمۃ التوحید لعبادہ حرزا وحصنا وجعل البیت العتیق مثابۃ للناس وامنا واکرمہ بالنسبۃ الی نفسہ تشریفا وتحصینا ومنا وجعل زیارتہ والطواف بہ حجابا بین العبد وبین العذاب ومجنا۔ والصلوٰۃ علی محمد نبی الرحمۃ وسید الامۃ وعلی الہ وصحبہ قادۃ الحق وسادۃ الخلق۔ وسلم تسلیما کثیرا ✦ **اما بعد**۔ تفسیر عزیزی

وتفسیر بیضاوی وغیرہ میں لکھاہے۔ کہ جب حضرت آدمؑ زمین پر بھیجے گئے تو خدا تعالےٰ کا حکم ہوا کہ ہمارے واسطے ایک مکان بناؤ اور اُس کے گرد طواف کرو جس طرح بیت المعمور کے گرد فرشتہ طواف کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت جبرئیل نے بحکم الٰہی حضرت آدمؑ کو وہ جگہ جہاں کی مٹی سے اُن کے جسم کا پتلا بنا تھا بتائی اور فرشتوں کی مدد سے وہاں خانہ کعبہ کی بنیاد قائم کی۔ جب بنیاد خاصی اونچی ہوگئی تو حکم ہوا کہ بیت المعمور کو اسپر رکھدو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ اور بیت المعمور حضرت نوحؑ کے زمانہ تک وہاں قایم رہا۔ مگر جب طوفان نوح آیا تو بیت المعمور یہاں سے اٹھا کر ساتویں آسمان پر رکھ لیا۔ مگر ٹھیک موجودہ خانہ کعبہ کے مقابل۔ اور اُس کے گرد آجتک فرشتہ طواف کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث معراج میں اسکا صاف ذکر ہے۔ جب طوفان نوح فرو ہوا تو موجودہ کعبہ شریف کی جگہ ایک سرخ رنگ کا ٹیلہ رہگیا۔ مگر اس زمانے کے لوگ اس ٹیلہ ہی کا بڑا ادب کرتے تھے سینکڑوں منتیں وہاں مانی جاتی تھیں۔ اور ہزاروں نذریں اور تحفے وہاں چڑہائے جاتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت ابراہیمؑ نارنمرود سے بچکر نکلنے کا مرحلہ طے کر چکے تھے۔ اور اپنی قوم کو راہ راست پر نہ لا سکنے کی وجہ سے بہت آزردہ دل رہتے تھے۔ چنانچہ ایک روز آپنے حران جانیکا اور اپنے چچا سے ملنے کا ارادہ کیا جب وہاں پہونچے تو تارخ آپسے محبت سے پیش آئے اور بہت خاطر کی۔ اور آپسے ایسا خوش رہنے لگے کہ آخر کار اپنی بیٹی سارہ کی شادی آپکے ساتھ کردی۔ مگر اُن کا مطلب یہ تھا کہ مال واسباب اور خانہ داری کے جھگڑوں میں پڑکر حضرت ابراہیم بت پرستی کی طرف مائل ہوجائیں خلیل پر نعم دنیوی کا جادو کس طرح چل سکتا تھا۔ بلکہ انکی دینمان صحبت سے حضرت سارہ بھی انکی ہم خیال بن گئین۔ اور یہ دونون بہان سے روانہ ہوکر پہلے مصر اور پھر فلسطین مین جاکر آباد ہوئے۔ حضرت سارہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ دیگر حضرت ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے۔ کچھ مدت بعد حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مجبور کیا۔ کہ جا کر اس لڑکے اور عورت کو ایسی جگہ چھوڑ آؤ جہان پانی نہ ہو اور نہ دانہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہتیرا انکو اس خیال سے بازرکھنا چاہا۔ مگر وہ نہ مانین۔ آخر جب جناب الٰہی سے بھی یہی حکم ہوا۔ کہ حضرت سارہ کے کہنے کے مطابق کرنا چاہئے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو سوار کرا کر اسی میدان مین پہنچے جہان اب خانہ کعبہ ہے۔ اور ایک مشک پانی اور کچھ چھوہارے انکو دیکر وہان سے واپس آگئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واپسی کے وقت دعا مانگی۔ کہ خدا میری اولاد کو اس زمین مین سب قسم کی آسایش دے۔ تو کہا جاتا ہے۔ کہ مکہ مین ہر قسم کے میودن کی کثرت اس دعا کا اثر ہے۔ الغرض جب پانی وغیرہ ختم ہوگیا۔ تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھوک پیاس کی شدت سے بہت بیتاب ہوئے۔ اور حضرت ہاجرہ انکی تکلیف دیکھکر پانی کی تلاش مین ہر طرف گھبرائی ہوئی پھرنے لگین چنانچہ اُن کے اسطرح گھبرا کر دوڑنے کی یادگار مین صفا و مروہ کی سعی حج مین قائم رکھی گئی۔ اسی اثنا مین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جو پیاس کی گھبراہٹ مین زمین پر پاؤن رگڑ رہے تھے۔ اُن کے پاؤن مین خدانے ایک چشمہ پیدا کر دیا۔ یہی چاہ زمزم ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت ہاجرہ اگر اس پانی کو مٹی کی منڈیر سے گھیر نہ دیتین تو تمام عالم اسکا پانی پیتا۔ کچھ مدت بعد بنی جرہم یمن کیطرف سے آکر اس جگہ اترے۔ اور جہان خانہ کعبہ ہے وہان جانوروں کو اڑتے دیکھکر قریب آئے۔ تو دیکھا کہ ایک عورت بچے کو لئے بیٹھی ہے۔ اور قدرتی پانی کا چشمہ اُبل رہا۔ اس قوم نے حضرت ہاجرہ سے وہان آباد ہونے کی اجازت چاہی۔ تو آپ نے اس شرط پر اجازت دی۔ کہ پانی پر اُن کا کوئی حق نہ ہوگا۔ رفتہ رفتہ وہان ایک چھوٹی سی بستی بن گئی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جرہمیون سے عربی زبان سیکھی۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بڑے ہونے پر اس قوم کے سردار نے اپنی بیٹی کی شادی اُن سے کردی۔ اس عرصے مین

حضرت ہاجرہ کا انتقال ہوگیا۔ اور اسوقت حضرت سارہ کے ہاں حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوچکے تھے۔ کچھ مدت بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربانی کرو۔ چنانچہ دونون باپ بیٹے حکم آلہی بجالانے کو تیار ہوگئے۔ لیکن خداوند کریم نے اپنی مہربانی سے بجائے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ایک دنبہ چھری کے نیچے پیدا کردیا اور وہ ذبح ہوگیا۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام قدرت آلہی سے محفوظ رہے۔ کچھ مدت بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے اجازت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پاس جانے کی چاہی۔ آپ نے اس شرط پر اجازت دی۔ کہ نہ سواری سے اترین۔ نہ وہان کو قیام کرین۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گھر پہنچے۔ تو وہ موجود نہین تھے انکی بیوی نے اثنائے کلام مین کچھ مذمت آپ کے سامنے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی کی۔ آپ یہ کہکر واپس چلے آئے۔ کہ جب تمہارا خوہر آئے۔ تو کہناکہ یہ چوکھٹ تمہارے دروازے کے قابل نہین + دوبارہ کچھ مدت بعد پھر اسی شرط پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے اجازت لی۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دیکھنے کے واسطے روانہ ہوئے۔ لیکن اس مرتبہ بھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنے گھر پر نہ تھے۔ لیکن انکی دوسری بیوی ملین۔ کیونکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنی پہلی بیوی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی واپسی کے بعد علیحدہ کردیا تھا۔ انہون نے آپکی بہت خاطر کی۔ گو آپ سپنے وعدہ کے مطابق سواری سے نہ اترے۔ مگر آپ نے سواری پر ہی آپ کا منہ ہاتھ دھلوایا۔ اور بہت تواضع کی۔ اس مرتبہ چلتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن سے کہہ آئے۔ کہ اپنے شوہر سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ یہ چوکھٹ تمہارے دروازے کے لائق اور بہت اچھی ہے۔ اسکی قدر کرنا چنانچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنی بیوی کی بہت عزت وتوقیر کرتے تھے۔

کچھہ اور مدت گذرنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر حضرت سارہ سے کہا۔ کہ دو مرتبہ گیا لیکن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ملنا نہ ہوا۔ اس مرتبہ اجازت دو۔ کہ مین کچھہ دن وہان ان کے پاس رہ کر ان سے اچھی طرح ملون۔ حضرت سارہ نے اجازت دی۔ اور آپ سہ بارہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گھر کیطرف تشریف لیگئے۔ اسوقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام قریب زمزم کے تشریف رکھتے تھے اور تیرون کو درست کررہے تھے۔ اپنے والد کو دیکھکر بے اختیار دوڑے۔ اور دونون ملکر اسقدر روئے کہ آوازین بند ہوگئین اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ اس جگہ خانہ کعبہ بناؤن۔ تم بھی میری مدد کرو چنانچہ دونون باپ بیٹے ملکر اس کی تعمیر مین مشغول ہوئے۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بنانے کا کام کرتے تھے یکم ذی قعدہ کو کعبہ شریف کی تعمیر شروع ہوئی اور ۲۵ ذیقعدہ کو ختم ہوئی۔

یہ دوسرا موقع تھا کہ اس مبارک زمین پر پھر عمارت بنی (کیونکہ سب مین پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے حکم آلہی کے بموجب کعبہ شریف کی بنیاد ڈالی تھی) جب یہ عمارت ضائع ہوگئی تو تیسری بار جرہم کی قوم نے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی سسرال سے تعلق رکھتے تھے اسکو پھر از سر نو بنایا۔ پھر چوتھی بار عمالقہ نے جو مصر اور شام کا بادشاہ تھا بنایا پھر پانچوین مرتبہ قریش نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے اپنی طرز پر بنایا۔ اور حطیم کو اس عمارت سے باہر کردیا۔ پھر چھٹی دفعہ عبداللہ بن زبیر نے جو حاکم مکہ تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے موافق اس ہی بنیاد پر جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم کی تھی پھر عمارت بنائی۔ اور اس طرح حطیم کعبہ مین داخل ہوگیا۔ اسوقت اس مین دو دروازے آمنے سامنے بنائے گئے تھے تاکہ لوگ ایک طرف سے اندر جائین تو دوسری طرف سے باآسانی باہر آسکین۔ ساتوین دفعہ حجاج بن یوسف نے جو اسوقت حاکم مکہ تھا سامنے کے دروازے کو تو بند کردیا اور حطیم کی طرف کی دیوار توڑکر اور کعبہ شریف کو چھوٹا کرکے پہلی بنیاد پر قائم کردیا۔ اب اس زمانہ مین کعبہ شریف اس ہی طور پر قائم ہے۔ اس کے بعد کوئی توڑ پھوڑ نہین واقع ہوئی۔

الغرض جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے۔ آپ کو بارگاہ ایزدی سے حکم ہوا۔ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (اور پکار لوگون کو حج کے لئے آئینگے تیرے پاس پیدل اور دبلی اونٹنیون پر سوار ہوکر دور دراز کے راستون سے) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا مَا یَبْلُغُ صَوْتِیْ (نہین پہونچے گی آواز میری) حکم ہوا عَلَیْكَ الْاَذَانُ وَعَلَیْنَا الْبَلَاغُ (تیرا کام پکارنا ہے پہنچادینا ہمارا کام ہے) حکم الٰہی کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک پتھر پر کھڑے ہوئے (اور اس ہی وجہ سے اس پتھر کو مقام ابراہیم کہتے ہین) اور وہ اتنا بلند ہوا کہ سب پہاڑون سے اونچا ہوگیا تب انہون نے پکارا یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ قَدْ بَنٰی لَكُمْ بَیْتًا وَّكَتَبَ عَلَیْكُمُ الْحَجَّ فَاَجِیْبُوْا رَبَّكُمْ (اے لوگو! تحقیق تمہارے پروردگار نے تمہارے لئے بنایا گھر اور فرض کیا واسطے تمہارے حج پس خدا کے حکم کی تعمیل کرو)۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ۔ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءُ الزَّكٰوةِ۔ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ۔ (یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزون پر ہے اول گواہی دینی اس امر پر کہ نہین کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہین۔ اور نماز کا ٹھیک طور پر پڑھنا۔ اور زکوۃ دینا۔ اور حج کرنا۔ اور رمضان کے روزے رکھنے)۔ اس سے معلوم ہوا کہ حج ارکان اسلام سے ہے اور جس نے حج نہین کیا درحالیکہ اس مین حج کرنے کی استطاعت تھی تو گویا اس نے ارکان اسلام ناتمام رکھے؛ جامع ترمذی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ مَلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗ اِلٰی بَیْتِ اللّٰهِ وَلَمْ یَحُجَّ فَلَا عَلَیْهِ اَنْ یَّمُوْتَ یَهُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا (جو مالک ہو خرچ اور سواری کا کہ پہنچائے اسکو بیت اللہ تک اور وہ حج نہ کرے پس کچھ فرق نہین کہ وہ مرے یہودی ہوکر یا نصرانی ہوکر)۔ مسند دارمی مین ابی امامہ سے اس طرح آیا ہے قال رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ

ظَاهِرَةٌ أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ أَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ. فَلْيَمُتْ إِنْ شَاءَ يَهُودِيًّا. وَإِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا (فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو منع نہ کرے حج کرنے سے کوئی ضرورت ظاہری یا بادشاہ ظالم یا مرض مانع اور وہ مر جائے ایسے حال میں کہ اس نے حج نہیں کیا تھا پس وہ مرے گا یہودی ہو کر یا نصرانی ہو کر) بعض روایتوں کے بموجب آدم علیہ السلام کے وقت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک جتنے پیغمبر علیہم السلام ہوئے ہیں سب نے خانہ کعبہ کا حج کیا ہے چنانچہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سرندیپ یعنی لنکا سے حج کو چلے تو فرشتوں نے کہا یَا آدَمُ بَرَّ حَجُّكَ. فَإِنَّا حَجَجْنَا قَبْلَكَ بِأَلْفَيْ عَامٍ (اے آدم اچھا کر حج اپنا کہ تحقیق ہم نے حج کیا ہے تجھ سے دو ہزار برس پہلے) + اسی امر میں مختلف روایتیں ہیں کہ پہلے حج خانہ کعبہ کا صرف پیغمبر علیہم السلام وں ہی پر فرض تھا یا انکی امتوں پر بھی۔ اگرچہ بحر العمیق میں یہی لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کے وقت سے حج پیغمبر علیہم السلام وں پر بھی اور انکی امتوں پر بھی فرض تھا۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے سے ملائک بیت اللہ کا حج کرتے تھے۔ لیکن صحیح یہی ہے جو ملا علی قاری نے شرح مناسک متوسط میں لکھا ہے۔ اور علماء کا اس پر اتفاق بھی ہے کہ پہلے حج صرف پیغمبروں پر ہی فرض تھا اور انکی امتوں پر نہیں تھا۔ لیکن ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آپ پر فرض ہوا اور آپ کی امت پر بھی۔ پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ پہلی امتیں حج کے ارکان بطور نفل ادا کیا کرتی تھیں۔

جائز کمائی کے روپیہ سے حج کرنا چاہئے۔ اسکے متعلق ہم نے فقرہ ۵۰ کے مسئلہ میں ذکر کیا ہے۔ اگر کسی کے پاس ناجائز یا مشتبہ مال ہو تو اسکو چاہئے کہ کسی کا روپیہ قرض لیلے اور اس قرض کو اپنے مشتبہ مال میں سے ادا کر دے۔ بڑے بڑے بزرگوں کو اکثر حج کے موقع پر شبہ ہوتا تھا کہ جس کمائی سے ہم حج کر رہے ہیں اسمیں کچھ ناجائز کمائی تو شامل نہیں ہے حالانکہ انکی بالکل جائز اور پاک کمائی ہوتی تھی۔ چنانچہ ابی سلیمان دارانی رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے کہ جب آپ احرام باندھنے لگے تو غش کھا کر گر پڑے اور بہت دیر تک غش میں پڑے رہے جب ہوش آیا تو اپنے ساتھی سے کہا کہ مجھے ایک حدیث یاد آئی تھی کہ اگر کوئی شخص مال حرام سے حج کرتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ وَحَجُّكَ هٰذَا مَرْدُوْدٌ عَلَيْكَ۔ (یعنی تیری لبیک پکار نی ہم کو منظور نہیں اور تیرا حج تجھ ہی کو مبارک رہے) تو مجھے خوف ہوا کہ کہیں مجھے بھی ایسا نہ کہا جائے۔ اسیطرح علی بن حسین رضی اللہ عنہ اسی خیال سے غش کھا کر گر گئے تھے۔ اور بے ہوش رہے تھے۔

متوکلین کا حج۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ یمن کے لوگ بغیر خرچ راہ اور سامان سفر کے حج کو جایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم خدا تعالیٰ پر توکل کر کے حج کو جا رہے ہیں۔ اُن کے حق میں خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَتَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى۔ (توشہ ساتھ لیکر چلا کرو کیونکہ توشہ ساتھ لینے سے کسی سے سوال کرنے سے بچو گے)۔ اور درحقیقت یہ بات صحیح ہے کہ بعض لوگ اگرچہ صابر بننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر درحقیقت وہ ایسے نہیں ہوتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ حج کو چلے کچھ فقراء نے آپ سے عرض کی کہ ہم بھی ہمراہ چلیں گے آپ نے فرمایا کہ چلو مگر شرط یہ ہے کہ توشہ ساتھ نہ لو اور کسی سے سوال نہ کرو اور کوئی کچھ دے تو قبول نہ کرو۔ تیسری شرط میں ان کو تامل ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بس تم نے خدا تعالیٰ پر توکل کیا کیا۔ لوگوں کے دینے پر توکل کیا۔ غرض یہ ہے کہ توکل کر کے جانا بہت مشکل ہے اور اسی وجہ سے توشہ ساتھ نہ لیکر چلنے کی ممانعت آئی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ جس وقت تو حاجی سے ملاقات کرے تو سلام کر اسکو اور مصافحہ کر اس سے اور اس سے اپنے لئے بخشش کو کہہ اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو۔ اور یہ اسلئے ہے کہ وہ بلاشک بخشا گیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حاجی مستجاب الدعوات ہو جاتے ہیں جسوقت کہ وہ مکہ شریف میں داخل ہوتے ہیں اور گھر واپس آنے کے چالیس روز بعد تک ایسے ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ زمانہ گذشتہ میں یہ دستور تھا (اور اب بھی ہے مگر اب کسی اور خیال پر) کہ جب حجاج اپنے گھر واپس آتے تھے تو لوگ انکے استقبال کیواسطے جایا کرتے تھے اور انکی غرض یہ ہوتی تھی کہ چونکہ اس شخص کی مغفرت ہو چکی ہے اور یہ گناہوں سے پاک ہو کر آیا ہے اس سے چلکر مصافحہ کریں پیشتر اسکے کہ وہ دنیا میں ملوث ہو جائے تاکہ ہم کو بھی اُن سے کچھ فیض پہنچے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حج۔ جب آپ نے حج کا ارادہ کیا۔ صحابہ کو جمع کیا اور سفر کی تیاری شروع ہوئی مدینہ کے اطراف و جوانب میں یہ خبر مشہور ہو گئی۔ دور دور کے مسلمان آکر جمع ہو گئے۔ حاجیوں کی تعداد بے شمار تھی پنجشنبہ یا ہفتہ کے دن ۲۴ ذی القعدہ کو ظہر کی نماز مدینہ شریف کی مسجد میں ادا کی۔ اور نماز سے پہلے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو ارکان حج تعلیم فرمائے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ دن جمعہ کا تھا لیکن احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ پنجشنبہ کو سفر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں اسیطرح سے آیا ہے ماکان رسول اللہ يخرج في سفر اذا خرج الا يوم الخميس۔ نہ نکلتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر کو مگر جب نکلتے تھے تو جمعہ کے دن۔ الغرض نماز ظہر کے بعد سر میں تیل ڈالا اور کنگھا کیا۔ اور چادر اوڑھی اور سفر کو روانہ ہوئے دگویا ظہر عصر کے درمیان سفر کیا) جب ذو الحلیفہ میں پہنچے تو نماز قصر کر کے پڑھی اور شب کو وہاں قیام کیا۔ اور وہاں پانچ نمازیں ادا کیں۔ یعنی عصر مغرب۔ عشاء صبح۔ ظہر۔ صبح کو آپ نے خطمی اور اشنان سے غسل کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو لگائی جس میں مشک ملا ہوا تھا۔ اور وہ آپکے بدن اور سر مبارک پر ملا۔ غسل کے بعد تہمد باندھا اور چادر اوڑھی یہ آپ نے نماز ظہر کے بعد کیا۔ اور منقول نہیں کہ سوائے نماز ظہر کے اور کوئی نماز خاص احرام کیواسطے پڑھی۔ اور احرام باندھنے سے پہلے اونٹ کے کوہان میں دائیں جانب چھیر دیا۔ اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا لبیک آپ نے حج کی کہی یا عمرہ اور

حج کی ملاکر۔ اس کے بعد آپ اونٹنی پر سوار ہوئے۔ تو پہلی مرتبہ جب لبیک کہی جب احرام باندھ چکے۔ اور دوسری مرتبہ جب لبیک کہی جب اونٹنی کھڑی ہوئی۔ پھر جب بیدا کی پہاڑی پر آپ چڑھے جب لبیک کہی۔ اور کبھی لبیک بحجۃ و عمرۃ کہتے۔ اور کبھی لبیک بحجۃ کہتے اور فرماتے تھے ۔ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ۔ اور آپ یہ بلند آواز سے فرماتے تھے۔ کہ صحابہ سنتے اور آپ اُن سے فرماتے کہ آواز بلند کرو۔ اور صحابہ تلبیہ کے الفاظ میں کمی بیشی بھی کرتے تھے۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم منع نہ فرماتے تھے۔ آپکی سواری میں ایک اونٹنی تھی جس پر کجاوہ تھا نہ محل۔ جب روحاء کے مقام میں پہنچے تو ایک جنگلی گدھا ملا جو زخم کھایا ہوا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ اسکا شکار کرنیوالا ابھی آجائیگا۔ اتنے میں شکاری دوڑا ہوا آیا اور اُس نے کہا آپکو اختیار ہے کہ اس شکار کو جو چاہیں کریں۔ تو آپنے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اس شکار کو لوگوں کو تقسیم کر دو۔ اس کے بعد اثایہ کی منزل میں پہنچے تو ایک ہرن کو دیکھا کہ درخت کے سایہ میں سوتا ہے تو آپنے ایک شخص کو اس پر متعین کیا کہ کوئی حاجی اسکا شکار نہ کرنے پائے۔ جب عرج میں پہنچے۔ تو اتفاقاً ایک غلام پیچھے رہ گیا تھا۔ جس کے پاس آپ کا اونٹ تھا بہت دیر تک اس کا انتظار کیا جب وہ آیا تو اونٹ اس کے پاس نہ تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تادیباً اسکو مارنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انظروا الی ھذا المحرم ما یصنع اور آپ ہنستے تھے اور آپنے صرف یہی الفاظ فرمائے اور کچھ نہیں کہا۔ جب آپ ابواء میں پہنچے تو صعب بن جثامہ نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا ہوا ہدیۃً پیش کیا آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور جب انکو آزردہ پایا تو آپ نے فرمایا کہ ہم سب محرم ہیں۔ اور اسی وجہ سے میں نے ہدیہ رد کیا۔ اور جب وادی عسفان میں پہنچے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ کونسی وادی ہے۔ وہ بولے کہ یہ وادی عسفان ہے تو آپ نے فرمایا کہ ایک روز تھا کہ حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام اس وادی میں اپنے سرخ اونٹوں پر چلے جاتے تھے اور تہمد بندھا ہوا اور کمبل اوڑھے ہوئے تھے اور حج کی تلبیہ کہتے جاتے تھے۔ اب جب آپ سرف میں پہنچے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا تو افسردہ ہوئیں اور رونے لگیں تو آپ نے فرمایا کیوں روتی ہے کچھ فکر نہ کر کہ اسکو خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کیواسطے لکھدیا ہے اور اس سے حج میں تجکو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ جو کچھ حاجی کرتے ہیں تو بھی کر مگر صرف طواف نہ کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ غسل کر اور حج کا احرام باندھ لے۔ تو آپنے ایسا ہی کیا اور کل افعال حج کے کئے سوائے طواف کے اور پاک ہونے کے بعد طواف کیا اور سعی کی۔ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تو حج اور عمرہ کے احرام سے باہر ہوئی۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے شک ہے کہ میں نے وقوف عرفات کے بعد عمرہ کا طواف کیا تو وہ طواف صحیح ہوا یا نہیں۔ تو آپ نے اُنکے بھائی عبد الرحمٰن سے کہا کہ انکو تنعیم لیجاؤ اور وہاں سے عمرہ کا احرام بندھوا کر لاؤ کہ یہ عمرہ کرے علماء لکھتے ہیں کہ یہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے شبہہ رفع کرنیکو کیا گیا ورنہ طواف اور سعی اُنکے حج اور عمرہ کو کافی تھی اور وہ پہلے متمتع تھیں اور حج اور عمرہ جمع کیا تھا۔ لیکن بعض علماء لکھتے ہیں کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ عمرہ ترک کر دے اور حج کا احرام باندھ لے اور حج ختم کرنے کے بعد آپنے اس عمرہ کی قضا کیواسطے فرمایا اور وہی عمرہ تھا جس کے واسطے عبد الرحمٰن سے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم سے عمرہ کا احرام بندھوا کر لائیں۔ یہ قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ۔ اس کے بعد آپ نے وادی ذی طوی میں قیام فرمایا اور یہ یکشنبہ کی شب تھی اور ذی الحجہ کی پانچ تاریخ تھی۔ دوسرے روز صبح کی نماز ادا فرما کر غسل کیا اور مکہ کے شہر میں داخل ہوئے اب آفتاب نکلے کو ایک گھنٹہ گذر چکا تھا۔ اب دروازہ بنی شیبہ پر پہنچے تو فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّ مَهَابَةً۔ لیکن بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جب آپکی نظر کعبہ شریف پر پڑی تو تکبیر پڑھی اور یہ دعا پڑھی اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ (دیکھو فقرہ ۷۷) جب مسجد کے اندر داخل ہوئے تو سیدھے کعبہ شریف کی طرف تشریف لے گئے اور جب حجر اسود کے مقابل آئے تو سلام کیا مگر ہاتھوں کو نہ اٹھایا۔ اسکے بعد طواف شروع کیا اسطرح کہ خانہ کعبہ بائیں ہاتھ کی طرف رہا اور دوران طواف میں صرف درمیان حجر اسود اور رکن یمانی کے فرمایا۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اور اول کے تین چکر میں جلدی چلے اور پاؤں کو نزدیک نزدیک رکھا جیسا کہ پہلوان چلا کرتے ہیں اور ردائے مبارک کو دائیں بغل کے نیچے سے نکالکر بائیں کندھے پر ڈالا (یعنی داہنا کندھا کھلا رکھا) اور باقی چار چکروں میں آہستہ چلے۔ اور ہر بار حجر اسود کے مقابل آکر اس لکڑی سے جو دست مبارک میں تھی حجر اسود کی طرف اشارہ کرتے اور اس کو چوم لیتے (وہ لکڑی ایک عصا تھا جسکا سرا ادھر کو مڑا ہوا تھا) اور حجر اسود کو بوسہ دیتے تو لب مبارک کو اس پر رکھتے۔ اور حدیثوں میں آیا ہے کہ کبھی اپنے لبوں کو اس پر رکھتے اور کبھی دست مبارک کو اس پر رکھتے اور پھر ہاتھوں کو چومتے۔ اور استلام کے وقت فرماتے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور کبھی حجر اسود پر پیشانی بھی رکھتے اور اس پر سجدہ کر کے بوسہ دیتے۔ یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقام ابراہیم پر آئے یہ پڑھتے ہوئے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى۔ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی (مقام ابراہیم اسوقت خانہ کعبہ کے قریب تھا دیکھو فقرہ ۲۲۵)۔ اور آپ نے پہلی رکعت میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو حجر اسود کی طرف تشریف لائے اور استلام کیا اور باب صفا سے باہر صفا کیطرف تشریف لے گئے۔ اور جب صفا پر پہنچے تو اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ الخ پڑھا۔ اسکے بعد اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِہٖ فرمایا (نسائی کی روایت میں ابدأ امر کا صیغہ ہے)۔ اسکے بعد کوہ صفا پر اتنا چڑھے کہ کعبہ شریف نظر آنے لگا۔ اور کعبہ شریف کیطرف منہ کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی بڑائی کی اور کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ الخ۔ تین بار تہلیل کہا اور اسکے درمیان دعا پڑھتے تھے۔ اسکے بعد نیچے آئے۔ شیبہ کی بیٹی صفیہ روایت کرتی ہیں کہ صفا و مروہ کے درمیان آپنے یہ پڑھا تھا (رب اغفر وارحم انك انت الاعز والاكرم) اور سعی آپ نے پیدل کی تھی مگر جب لوگوں کی تعداد بہت ہوگئی تو آپ اونٹنی پر سوار ہوگئے اور سعی تمام کی۔ اور جب مروہ پر پہنچے تو وہی کیا جو صفا پر کیا تھا اور جب سعی تمام ہوئی تو آپ نے صحابہ

سے فرمایا کہ جو قربانی نہیں لایا ہے وہ احرام کھول سکتا ہے۔ تو اس طرح صحابہ ترویہ کے دن تک یعنی ۸۔ ذی الحجہ تک بلا احرام رہے۔ اور فرمایا کہ اگر ہمارے پاس بھی قربانی نہ ہوتی تو ہم بھی احرام کھول دیتے۔ (بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ نے بھی احرام کھول دیا۔ مگر یہ غلط ہے)۔ اور سر منڈوانے والوں کے واسطے آپنے فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ۔ انکے واسطے تین دفعہ ایسا فرمایا اور ایک بار مقصرین کا لفظ فرمایا حضرت ابوبکر عمر علی رضی اللہ عنہم اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہیں کھولے تھے بوجہ اسکے کہ انکے ساتھ قربانی تھی۔ اور سب امہات المومنین نے احرام کھول دیا تھا کیونکہ قربانی انکے ساتھ نہ تھی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی بوجہ قربانی ساتھ نہ ہونے کے احرام کھول دیا تھا۔ ان ایام میں جو لوگ ساتھ آئے تھے وہ نماز قصر پڑھتے رہے۔ پنجشنبہ کو آفتاب نکلنے پر منی کی طرف چلے۔ سب لوگ ساتھ چلے جس نے احرام کھول رکھا تھا اس نے اس روز احرام باندھا اور ساتھ ہولیا۔ منی میں پہنچے تو نماز ظہر و عصر و مغرب اور عشاء پڑھی اور رات سب وہاں رہے یہ جمعہ کی شب تھی۔ آفتاب نکلنے پر منی سے بائیں طرف کی راہ سے عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ بعض صحابہ تکبیر کہتے تھے اور بعض تلبیہ۔ آپ منع نہ فرماتے تھے۔ جب نمرہ میں پہنچے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ اس جگہ کھڑا کیا گیا۔ آپ اس میں اترے۔ جب آفتاب کو زوال ہوا تو فرمایا کہ اونٹنی تیار کیجائے تو آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑھا۔ اس خطبہ میں اسلام کے قواعد بیان فرمائے۔ اور شرک اور جاہلیت کی بنیاد جڑ سے اکھیڑ ڈالی۔ اور امت کو وصیت کی کہ عورتوں پر مہربانی رکھنا اور انکے حقوق کو نگاہ رکھنا۔ اور عورتوں کا جو حق مردوں پر ہے وہ بیان فرمایا۔ اور پھر فرمایا کہ تم لوگ گواہی دیتے ہو سب یکزبان بولے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپنے خدا تعالیٰ کے احکام ہمارے پاس پہنچائے اور امت کو خوب نصیحت کی اور حق رسالت ادا کیا۔ تب آپ نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف کرکے تین مرتبہ فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ یہ سب باتیں ان لوگوں کو جو اس مجلس میں حاضر نہیں ہیں پہنچا دینا۔ اس کے بعد آپ اونٹنی سے اترے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اذان دے۔ اذان دی گئی اور آپ نے نماز ظہر اور عصر ملاکر قصر کرکے پڑھائی۔ اور جو لوگ مکہ کے ساتھ آئے تھے انہوں نے بھی نماز قصر ہی آپکے ساتھ پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوکر قصواء پر سوار ہوئے اور میدان عرفات میں آئے۔ اور وہاں دامن کوہ میں بڑے بڑے پتھروں پر روبقبلہ اونٹنی پر کھڑے ہوئے۔ اور دعا و زاری شروع کی یہانتک کہ آفتاب غروب ہوا۔ پھر آپنے فرمایا کہ جس جگہ ہم کھڑے ہوئے ہیں یہی جگہ مخصوص نہیں ہے۔ عرفات میں جہاں چاہو کھڑے ہو۔ عرفات میں آپ دعا کے واسطے ہاتھ خدا تعالیٰ کے روبرو سینہ تک اٹھاتے تھے اور اسطرح دعا مانگتے تھے جیسا کوئی مسکین روٹی طلب کرتا ہے۔ آپ نے یہ دعا مانگی تھی (دیکھو فقرہ ۲۷)۔ آج کے روز ایک شخص میدان عرفات میں اونٹ پر سے گر پڑا اور مرگیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اسکو پانی اور بیری کے پتہ سے غسل دو۔ اور جو چادر احرام کی اور تہبند باندھے ہوئے ہے اسمیں اسکو دفن کردو اور نہ اس کے خوشبو لگاؤ اور نہ اس کے سر اور منہ کو چھپاؤ۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن یہ لبیک کہتا ہوا اٹھیگا۔ جب غروب آفتاب پر آپ روانہ ہوئے تو اسامہ بن زید کو قصواء پر پیچھے سوار کیا اور اونٹنی کی مہار اتنی کھینچے رہے کہ اسکا سر زین سے لگتا تھا۔ اور راستہ میں فرماتے تھے کہ اے لوگو آہستہ چلو کہ دوڑنا ٹھیک نہیں اور بھاگ دوڑ پرہیزگاری کے خلاف ہے۔ اب واپسی پر آپ مازمین کے راستہ سے آرہے تھے (جس طرح آپ عیدگاہ جاتے ہوئے ایک راستہ سے جاتے دوسرے سے واپس آتے تھے وہی طور یہاں بھی جاری رکھا) راستہ میں کسی جگہ جب میدان آجاتا تھا تو کچھ اونٹنی کو تیز کر دیتے تھے۔ اور راستہ میں تلبیہ کہتے تھے۔ اور راستہ میں وضو کیا تو اسامہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ آپ نماز پڑھیں گے تو فرمایا اَلصَّلٰوةُ اَمَامَكَ نماز آگے ہے۔ پھر سوار ہوئے اور مزدلفہ پہنچے۔ پھر وضو کامل کیا۔ اور اذان کہی گئی اور اقامت اور اسباب اتارنے سے پہلے نماز مغرب ادا کی۔ پھر اسباب اتار کر اقامت دوسری کہی گئی اور عشاء کی نماز بھی پڑھی گئی۔ نماز عشاء کی اذان نہیں کہی گئی۔ اور نماز مغرب اور عشاء کے درمیان نماز نفل نہ پڑھی اور درمین آرام کیا۔ اسکے بعد کوئی تہجد کی نماز نہیں پڑھی [احادیث صحیحہ سے بھی معلوم ہوتا ہے] ضعفاء کو اجازت دی کہ صبح ہونے سے پہلے اگلے مقام یعنی منا پہنچیں۔ اور فرمایا کہ جبتک آفتاب نہ نکلے جمرہ پر کنکری نہ ماریں۔ لیکن حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے ام سلمہ کو نحر کی رات روانہ کیا اور انہوں نے کنکر رات ہی کو مارے اور مکہ تشریف لے گئیں اور طواف صدر ادا کیا اور واپس منا آگئیں۔ اس کی اسناد ضعیف ہیں اور عورتوں کو رات کو بھیجا اور سب نے رات کو جمرہ کی رمی کی (اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ شافعیؒ و احمدؒ کہتے ہیں کہ رمی جائز نہیں مگر بعد طلوع آفتاب۔ لیکن اور علماء کہتے ہیں کہ معذور کو جائز ہے) صبح ہونے پر نماز صبح کی اول وقت پڑھی۔ اسکے بعد سوار ہوئے اور مشعر حرام میں آئے۔ [مشعر حرام وہ جگہ ہے جہاں اب ایک گنبد بنایا گیا ہے] اور وہاں قیام کیا اور قبلہ کیطرف منہ کیا۔ اور دعا اور تضرع اور التجا میں مشغول ہوئے اور تکبیر اور تہلیل اور ذکر کرتے رہے یہانتک کہ آفتاب نکلنے کے قریب ہوا تو قصواء پر سوار ہوئے اور فضل بن عباس کو اپنے پیچھے بٹھایا اور اسامہ ابن قریش کے ساتھ پیدل چلے۔ فضل سے راستہ میں فرمایا کہ رمی کیواسطے کنکر چن لے۔ تو انہوں نے سات کنکر چنکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیے آپنے دونوں ہاتھوں سے انکی گرد جھاڑی اور کہا اَمْثَالَ هٰؤُلَاءِ فَارْمُوْا اِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ (اسیطرح پر مارو اور بچتے رہو غلو سے دین میں سو بس ہلاک ہوئے اگلے تمہارے غلو سے دین میں)۔ اس راستہ میں ایک عورت قبیلہ خثعم کی نہایت خوبصورت ملی اور آپ سے دریافت کیا کہ میرا باپ نہایت بڈھا اور ضعیف ہے اور وہ اونٹ پر بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ تو کیا میں اسکی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپنے فرمایا کہ ہاں تو اسکی طرف سے حج کر۔ فضل اس عورت کی طرف دیکھتے رہے تو آپ نے اپنا دست مبارک فضل کے منہ کے سامنے کر لیا کہ اسکو نہ دیکھ سکیں۔ پھر ایک بڑھیا عورت ملی اور کہا کہ میری ماں بہت ضعیف اور ناتوان ہے اگر اونٹ پر باندھکر بٹھاؤں تو ممکن ہے کہ وہ ہلاک ہو جاوے۔ فرمایا کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو تو ادا کرتی یا نہیں؟ اس نے کہا ہاں ادا کرتی۔ تو آپنے فرمایا کہ حج بھی اس پر خدا کا قرض ہے تو

اسکی طرف سے اوا کرو۔ اب جو منا پہنچے تو وادی کے نشیب مین جمرۃ العقبہ کی رمی کے واسطے کھڑے ہوئے۔ اس طرح پر تھہرنا دائین طرف رہا اور مکہ شریف بائین کو۔ تو آپ نے سواری پر سے ایک ایک کنکر کرکے جمرہ پر مارا۔ اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے تھے۔ اور پہلی کنکری پر تلبیہ موقوف کردی اور اسوقت بلال رضی اللہ عنہ اور اسامہ ابن زید بھی ساتھ تھے ایک اونٹ کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور ایک چھتری لگائے ہوئے تھا۔ وہان آپ نے خطبہ پڑھا اور تمام مخلوق کو آپکی آواز خیمون کے اندر تک پہنچتی تھی اور یہ معجزہ تھا۔ اس خطبہ مین آپنے نحر کے دن کا حال بیان کیا اور اس دن کی فضیلت بتائی۔ اور فرمایا کہ حج کے ارکان سیکھ لو۔ کہ شاید دوسری بار مین حج نہ کرون۔ اور فرمایا کہ جو کچھ کتاب اللہ مین لکھا ہے وہ سب مانو۔ اور مہاجر اور انصار کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ ہمارے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ جاؤ۔ اور فرمایا کہ جان لو کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اسکی جواب دہی اس ہی کے ذمہ ہے۔ اور فرمایا کہ جو لوگ اس مجلس مین حاضر ہین وہ اورون کو بھی جو غیر حاضر ہین احکام بتا دین۔ پھر ذبح گاہ پر آئے۔ (یہ جگہ بھی وہین قریب ہی ہے) وہان ترسیٹھ اونٹ ٹانگ بندھے کھڑے تھے۔ (اور ترسیٹھ ہی برس کی آپ کی عمر شریف ہوئی)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ گوشت اور کھال اور جھول کو مسکینون کو تقسیم کر دو۔ اور قصائی کو اسمین سے کچھ دینا اسکو علیحدہ اجرت دی جائیگی۔ (حدیث انس رضی اللہ عنہ سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سات اونٹ آپ نے اپنے دست مبارک سے ذبح کئے اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ترسیٹھ۔ تو اہل حدیث لکھتے ہین کہ انس رضی اللہ عنہ نے سات اونٹ ذبح کرتے دیکھے ہونگے پھر وہ اس جگہ سے چلے گئے ہونگے)۔ جب نحر سے فارغ ہوئے تو آپ نے باواز بلند کہا۔ مِنًا کُلُّهَا مَنْحَرٌ وَفِجَاجُ مَكَّةَ كُلُّهَا مَنْحَرٌ۔ اس کے بعد حجام کو بلاکر سر مبارک کو اپنے منڈوایا۔ اور محمد بن عبد اللہ بن فضل نے آپکی حجامت کی۔ آپنے فرمایا یا مَعْمَرُ اَمْكَنَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ فِيْ يَدِكَ الْمُوْسٰى فَقَالَ مَعْمَرٌ ذٰلِكَ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيَّ (اے معمر اختیار دیا تجکو خدا کے رسول نے اپنے دونون کانون کی لو کے درمیان کا اور تیرے ہاتھ مین استرا ہے۔ پس کہا معمر نے یہ خدا تعالیٰ کی نعمت ہے مجھپر۔) پھر اشارہ کیا حجام کو کہ داہنی طرف سے مونڈنا شروع کرے۔ جب اسی طرف کا ختم ہوا تو ان بالون کو حاضرین کو تقسیم کیا۔ اور اشارہ فرمایا کہ بائین طرف سے مونڈے۔ اور ان بالون کو ابو طلحہ کو دیا اور ابو طلحہ کو کچھ بائین طرف کے بال بھی ملے تھے۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو ناخن ترشوائے۔ لوگون کو ایک ایک بال یا ناخن مشکل سے ملا۔ اس کے بعد زوال سے پہلے مکہ مین گئے۔ اور طواف زیارت کیا۔ (بعض محدثین لکھتے ہین کہ طواف زیارت کو رات تک دیر کی۔ یہ ٹھیک نہین ہے) یہ طواف آپنے اونٹنی پر سوار ہوکر کیا تھا (بعضون کے خیال مین بوجہ کثرت اژدحام کے تاکہ سب آپکو دیکھ سکین اور طواف سیکھین۔ اور بعض کہتے ہین کہ پاؤن مبارک مین زخم تھا اور ضرورت کی وجہ سے سواری پر طواف کیا)۔ اسکے بعد چاہ زمزم پر آئے۔ عباس اور انکی اولاد زمزم کا پانی کھینچتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگون کا ہجوم بہت ہو جائیگا تو مین خود پانی کھینچتا۔ پھر ایک ڈول پانی آپکے پاس لایا گیا۔ آپنے کھڑے ہوکر پیا۔ (یہ کھڑے ہوکر پینا جواز کے واسطے تھا یا ضرورت کے واسطے) پھر اسیوقت منا تشریف لیگئے۔ اور نماز ظہر وہان ادا کی۔ اور صحیحین مین یہی پایا جاتا ہے۔ مگر صحیح مسلم کی دوسری روایت مین یہ ہے کہ نماز ظہر مکہ مین پڑھی۔ اور اس ہی کو علما ترجیح دیتے ہین کیونکہ یہ دو روایت سے ثابت ہے جابر رضی اللہ عنہ کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔ اور پہلا صرف ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے۔ منا مین رات قیام کیا۔ آفتاب ڈھلتے ہی نماز ظہر پڑھنے سے پہلے جمرہ اولیٰ کی طرف آئے۔ یعنی اس جمرہ کے پاس جو مسجد خیف کے نزدیک ہے اور اس پر سات کنکریان مارین۔ اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے۔ اس کے بعد ایک طرف کو کئی قدم گئے۔ اور مکان سہل تک پہنچے۔ اور قبلہ کیطرف منہ کرکے دعا کی۔ اور اتنی دیر قیام کیا جتنی دیر سورۂ بقر پڑھ سکتے ہین۔ اسکے بعد دوسرے جمرہ کے طرف آئے۔ اور اسیطرح رمی کی۔ اور اسی طرح کھڑے ہوکر دعا کی۔ اور اتنی ہی دیر قیام کیا اس کے بعد جمرۂ عقبہ کے پاس آئے اور جمرہ کے برابر کھڑے ہوکر رمی کی۔ اس طور پر کہ بازار منا دائین طرف رہا اور مکہ شریف بائین کو اس جگہ قیام نہ فرمایا۔ اس کی دو وجہ بتائی جاتی ہین۔ ایک یہ کہ بھیڑ بہت تھی اور کھڑے ہونیکی جگہ نہ تھی اور ایک یہ کہ اثنائے عبادت ہی مین آپ نے دعا کر لی۔ اور یہ بہتر ہے بہ نسبت عبادت کے پیچھے کرنیکے۔ منا مین تین دن قیام کیا۔ اور کچھ حصہ چوتھے روز بھی۔ یعنی شنبہ۔ یکشنبہ۔ دوشنبہ۔ اور سہ شنبہ کو بعد ظہر رمی کی اور روانہ ہوئے۔ اور مکہ جاتے ہوئے محصب مین جسکو ابطح بھی کہتے ہین اترے (دیکھو فقرہ ۱۱۹) اسکی وجہ یہ بھی کہ ابو الفتح نے آپکے اتفاقیہ حکم سے وہان ڈیرہ لگا دیا تھا۔ اور ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا وہان پڑھی۔ اسوقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت چاہی کہ ایک عمرہ کر لون تو آپنے انکے بھائی عبد الرحمن کے ساتھ انکو مسجد تنعیم سے احرام باندھنے بھیجا۔ غرض وہ عمرہ کرکے بعد نصف شب آگئین) جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واپس آگئین تو آپ نے دریافت کیا کہ عمرہ سے فارغ ہوگئین کہا ہان تو اسوقت آپنے حکم کوچ کا دیا۔ اور مکہ سوار ہوکر چلے۔ وہان پہنچکر طواف وداع کیا اور اس طواف مین رمل نہ کیا۔ اب حج کے ارکان ختم کرکے آپ خانہ کعبہ مین داخل ہوئے (دیکھو فقرہ ۷۵)۔ اکثر علمار کہتے ہین (جیسے مجاہد۔ وشافعی رح) کہ مستحب یہ ہے کہ بعد طواف وداع کے ملتزم پر آئے اور دعا مانگے کیونکہ ایسا کبھی نہین ہوا کہ کسی شخص نے کبھی ملتزم پر دعا مانگی ہو اور مستجاب نہ ہوئی ہو۔ اس کے بعد صبح کو نماز کعبہ شریف کے قریب پڑھی اور اس نماز مین سورۂ والطور پڑھی پھر مدینہ کیطرف روانہ ہوئے۔ راستہ مین جب مقام روحا پہنچے تو آدمیون کا ایک گروہ ملا جو اونٹون پر سوار تھے تو آپ نے ان کو سلام کیا اور پوچھا تم کون لوگ ہو وہ بولے ہم مسلمان ہین۔ انہون نے پوچھا تم کون ہو۔ آپ نے فرمایا مین رسول خدا ہون تب ایک عورت ان مین سے آگے بڑھی اور لڑکے کو آگے کیا اور پوچھا کہ یا حضرت اس لڑکے پر حج ہے یا نہین آپنے فرمایا کہ حج تو درست ہوگا مگر اس کا ثواب تجکو ہوگا۔ جب ذو الحلیفہ مین پہنچے تو رات کو مقام کیا۔ اور صبح کو مدینہ کیطرف روانہ ہوئے جب مدینہ پر نگاہ پڑی تو دعا پڑھی (فقرہ-۱۹۸) کو مع

کتاب الحج والزیارت

باب اوّل

حج کی تفسیر اور مختلف صورتیں

باب ۱

فصل اوّل۔ عمرہ اور حج کی تفسیر

ہدایہ میں لکھا ہے کہ حج کسی شخص پر اس حالت میں فرض ہے جبکہ وہ آزاد ہو۔ عاقل ہو۔ بالغ ہو۔ صحیح البدن ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ زاد اور راحلہ پر قادر ہو یعنی راستہ اور سواری کا خرچ برداشت کر سکے۔ مگر یہ خرچ وہ ہو کہ اسکی اپنی رہنے کے مکان اور ضروریات زندگی سے زائد ہو سکے۔ امام اعظم کے نزدیک حج فرض ہے اور عمرہ سنت لیکن امام شافعی کے نزدیک عمرہ بھی فرض ہے ہم احادیث ذیل درج کرتے ہیں جن سے نکالتے ہیں وہ یہ ہے کہ حج کے ذیل میں عمرہ بھی فرض ہو جاتا ہے کیونکہ اکثر مستند احادیث میں حج کیساتھ عمرہ کا ذکر ہے۔ علیحدہ عمرہ کیا ہے مختصر ایک عنوان اور ایک ہی تو ہی عبادت حج کے ذیل میں ادا کرنی مشکل نہیں۔

۱۔ عمرہ اور حج کے معنی اور فضائل

۱۔ حج کے لغوی معنی قصد کے ہیں۔ اور شرع میں اس سے مطلب قصد بیت اللہ شریف ہے۔

۲۔ عمرہ کے معنی زیارت کے ہیں۔ اور شرع میں اس سے مطلب خانہ کعبہ کا طواف اور سعی صفا و مروہ ہے۔

۳۔ فضیلت عمرہ کے متعلق ذیل کی احادیث ہیں۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَلْعُمْرَۃُ اِلَی الْعُمْرَۃِ کَفَّارَۃٌ لِمَا بَیْنَھُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ۔ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کا جزا کچھ نہیں ہوسکتا سوائے جنت کے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ثَلَاثُ عُمْرَاتٍ کَحَجَّۃٍ۔ یعنی تین عمرہ مانند ایک حج کے ہیں۔ اور ایک روایت میں آیا ہے۔ عُمْرَتَانِ کَحَجَّۃٍ۔ یعنی دو عمرے مانند ایک حج کے ہیں۔ اور رمضان میں ایک ہی عمرہ ایک حج کے مانند ہے۔ جیسا کہ آیا ہے عن ابن عباس۔ عُمْرَۃٌ فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً۔ رواہ البخاری۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے۔ کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عمرہ کرنا رمضان میں گویا میرے ساتھ حج کرنا ہے۔ ابو داؤد و طبرانی اور حاکم بروایت ابن عباس کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رمضان کا عمرہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے بغیر شک کے۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ آئیں ام سلمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ اور اس کے بیٹے نے حج کیا اور مجھکو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا اے ام سلیم عمرہ کرنا رمضان شریف میں میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ ابی طلیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ عرض کیا انہوں نے کہ یا رسول اللہ کیا عمل ہے وہ جس کے کرنے سے آپ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ عمرہ کرنا رمضان میں۔ روایت کیا اس کو ابن منذر وغیرہ نے۔

۴۔ فضیلت حج کے متعلق ذیل کی احادیث ہیں۔

حدیث میں آیا ہے۔ اَعْظَمُ النَّاسِ ذَنْبًا مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَۃَ فَظَنَّ اَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَغْفِرْ لَہٗ۔ آدمیوں میں بڑا گناہگار وہ ہے جو عرفات پر وقوف کرے اور گمان یہ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو نہیں بخشا۔ سنن ابن ماجہ میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات پر حجاج کے گناہ بخشوانے کے واسطے دعا کی۔ حکم ہوا کہ بخشا میں نے ہر گناہ مگر حق العباد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ اگر چاہے تو ظالم کو بھی بخش سکتا ہے تو کچھ جواب نہ ملا۔ جب مزدلفہ میں آکر آپ نے وقوف کیا تو اسوقت بھی یہی دعا کی تو دعا قبول ہوئی تو آپ ہنسے تو اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ایسے موقع پر تو ہنسا نہیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میری دعا خدا تعالیٰ نے قبول کرلی تو شیطان کو بڑا افسوس ہوا اور وہ وادی محسر میں کھڑا ہوا بہت آہ و زاری کر رہا ہے۔ (دیکھو فقرہ ۷)۔ گویا معلوم ہوا کہ حج سے حق العباد بھی بخشے جاتے ہیں اور کوئی عبادت ایسی نہیں جس سے حق العباد بخشے جائیں۔ ایک فرقہ علماء کا یہی مذہب ہے لیکن بعض کے نزدیک حقوق العباد کی معافی اس کی مشیت پر موقوف ہے۔ اگر وہ چاہے تو بخشدے۔ جو شخص حج کے قصد سے نکلے اور راستہ میں مرجائے تو وہ داخل کیا جائیگا جنت میں بغیر حساب اور عذاب کے بلکہ فقرہ

۲ ۔ حج کے متعلق آیات قرآنی اور انکی تفسیر

(اجملہ آیات قرآنی معہ تفسیر ذیل میں ہیں)

۱ ۔ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ

سیقول البقر ۔ رکوع ۳ متعلق سعی صفا و مروہ

تفسیر ۔ خانہ کعبہ میں ایک مرد اور ایک عورت سے جن کا نام اساف و نائلہ تھے بدفعلی ظہور میں آئی تھی جسکی پاداش میں وہ پتھر کے بن گئے تھے ۔ لوگوں نے انکو اٹھا کر کعبہ کے باہر رکھدیا تھا تاکہ لوگ انکو دیکھیں اور عبرت پکڑیں پھر رفتہ رفتہ وہ دونوں بت صفا و مروہ پر رکھدیے گئے ۔ صفا پر اساف اور مروہ پر نائلہ جیسا کہ اس زمانہ کا دستور تھا ان بتوں کی بھی اور بتوں کی طرح پوجا ہونے لگی ۔ زمانہ اسلام میں لوگوں کو صفا و مروہ پر دوڑنے میں تامل ہُوا کہ مبادا بت پرستی کا اتہام انکو لگے ۔ تو یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حج کی عبادت ابراہیم علیہ السلام کو سکھائی گئی تھی صفا و مروہ کا دوڑنا اس میں شامل تھا کیونکہ ہاجرہ پانی کی تلاش میں ان پہاڑوں کے درمیان زمزم کے ظاہر ہونے سے پہلے دوڑی تھیں ۔ تو خدا تعالیٰ نے انکے اس فعل کو حج کے افعال میں داخل کر دیا تھا ۔ تو اگر بیچ کے دنوں میں وہاں بت رکھدیے گئے تو اصل عبادت پر اسکا کچھ اثر نہیں پڑتا ۔

صفا و مروہ کے دوڑنے کو بعض رکن حج بھی کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک مستحب ہے حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا و مروے کے مابین دوڑے اور عبادات کو ادا کرتے وقت آپ نے صحابہ سے فرمایا تھا خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ یعنی مجھ سے حج کے مناسک سیکھ لو ۔ یعنی آپکا مطلب یہ تھا کہ میں اسواسطے تفصیل سے حج کے مناسک ادا کرتا ہوں ۔ کہ تم سیکھ جاؤ ۔

وَمَن تَطَوَّعَ الخ کا یہ مطلب ہے کہ کچھ صفا و مروہ کی سعی پر ہی منحصر نہیں جو شخص نیک نیتی سے نیک کام کرے اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے اور ایک دن اسکا بدلہ ملیگا ۔

۲ ۔ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۚ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۖ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۚ فَإِذَا أَمِنتُمْ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذَٰلِكَ لِمَن لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

سیقول البقر ۔ رکوع ۸ متعلق احصار و تمتع

تفسیر ۔ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ حج اور عمرہ کو پورے پورے ارکان کے ساتھ ادا کرو ۔ بعض مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے عمرہ کے متعلق دریافت کیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اسکی صحت میں کلام ہے ۔ کیونکہ صحیحین میں اس شخص کے متعلق جس نے یہ دریافت کیا تھا جو حدیث ہے اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا ۔

ہجرت کے چھٹے سال جب آپ مدینہ سے زیارت مکہ کے ارادہ سے تشریف لے گئے تو حدیبیہ تک پہنچے تھے کہ مشرکین نے سب کو روک لیا (اسکا حال ہم نے کتاب [illegible] میں لکھا ہے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں یہ حکم ہوا کہ اگر تم حج کرنے سے روک لئے جاؤ تو جیسا کچھ میسر ہو قربانی بھیجو اور جبتک قربانی حرم میں نہ پہنچ جائے اپنے سر نہ منڈاؤ ۔ (دیکھو فقرہ ۱۵۰ سے ۱۵۵ تک) بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ احصار صرف دشمن ہی کے روکنے کی وجہ سے ہو سکتا ہے ۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے مگر صحیح احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بیماری کی حالت میں بھی احصار ہو سکتا ہے صحیحین میں آیا ہے بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زبیر بن عبد المطلب کی بیٹی ضباعہ نے دریافت کیا کہ میرا ارادہ حج کا ہے لیکن مجھکو بیماری کا دورہ ہوا کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم ایسی شرط سے حج کا سفر کرو کہ جس جگہ بیماری کا دورہ ہوگا وہیں رک جاؤنگی ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بیماری کے عذر سے بھی احصار ہو سکتا ہے ۔

۳ ۔ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۗ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

سیقول ۲ ۔ البقر رکوع ۸ ۔ قمری مہینوں کے حساب پر [illegible]

تفسیر ۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ چاند کا کیا حال ہے کہ کبھی گھٹتا کبھی بڑھتا اور مہینے کے آخر کبھی بالکل چھپ جاتا ہے

توخداتعالی نے یہ آیت نازل فرمائی (چاند کی گردش کے متعلق پوراحال سورۂ یونس اورسورۂ یسین مین لکھا ہوا ہے) کہ دنیا کے کام مثلاً دین-عدت کا حساب حج کا وقت سب چاند کے تغیر وتبدل پر منحصر ہے-حج کے متعلق جواس مین ذکر آیا ہے وہ اسوجہ سے ہے کہ اہل مکہ چاند کے حساب کے علاوہ اپنے طریق پر کچھ حساب لگاکر ذی الحجہ کے سوا اور مہینہ مین حج ٹھیرالیا کرتے تھے (دیکھوسورۂ توبہ) تو یہ حساب بتا کر خداتعالی نے انکو تنبہ کردیا-

زمانہ قدیم مین یہ دستور تھا کہ اہل مدینہ احرام باندھنے کے بعد حالت احرام مین دروازہ سے اندر آنا ناجائز خیال کرتے تھے-اور یا توگھر کی دیوار مین نقب لگاکر یاکوئی سیڑھی لگاکر گھر مین آیاکرتے تھے توخداتعالی نے اس آیت مین ذکر کیاکہ یہ شرعی بات نہین ہے جوتم کرتے ہو-

۴- اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ۝ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاۗءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

تفسیر-حج کے مہینے مقرر ہین-یعنی شوال ذیقعدہ ذی الحجہ (دیکھوفقرہ ۱۵)-توجب احرام حج کا باندھ لیوے-توسب اشرت اور خلاف شرع باتون سے بموجب اس آیت شریف کے حکم کے بچے-اور جوشخص ان احکام کی پابندی رکھیگا اسی کا حج مقبول ہوگا- (دیکھوفقرہ ۴۹)

سیقول-۲
سورۃ البقر
رکوع-۹

اکثر لوگ حج کے موقعہ پر بے سروسامان چلے جاتے تھے-اور لوگون سے سوال کرکے انکو تنگ کرتے تھے-چنانچہ اس آیت شریف مین خدائے پاک نے اپنا سفر خرچ ساتھ لانیکا حکم دیاہے-اور فرمایاہے آئندہ ایسا کرنیسے پرہیز کرو-اور خدائے تعالی سے ڈرتے رہو-

اسلام سے پہلے موسم حج مین بازار لگاکرتے تھے-جن مین خوب خرید وفروخت ہوتی تھی-اور لوگون کاسال بھر کاگذارہ اس آمدنی پر چلتا تھا-اسلام کے بعد لوگون کوخیال ہوا-کہ اس طرح تجارت اور حج ساتھ کرنے سے حج مین فتور تونہین پڑتا-توآیت پاک نازل ہوئی-اور لوگون کے فکر دور ہوگئے-اس آیت شریف کا شان نزول اس طرح بتایا جاتا ہے-اور تفسیر ابن ابی حاتم مین اس طرح لکھاہے-کہ حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس ایک شخص آیا-اور اُس نے کہاکہ ہم لوگ مکہ تک اپنے اونٹ کرایہ پر چلاتے ہین-چنانچہ اونٹون کولے کر جاتے ہین-تو حج بھی کرآتے ہین-سولوگ ہم کو کہتے ہین کہ تمہارا حج اس طور پر صحیح نہین ہوتا-کہ تجارت کو جاتے ہو-اور حج بھی کرآتے ہو-توآپ نے فرمایا-کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اُنکی خدمت مین ایک شخص نے اسی قسم کا واقعہ بیان کیا تھا اور مین بھی موجود تھا-اسوقت یہ آیت شریف نازل ہوئی تھی-اور آپ نے تجارت پیشہ لوگون کو بلاکر اس آیت کا مطلب اچھی طرح سمجھادیاتھا-اور کہدیا تھا-کہ تمہارا حج صحیح ہوتا ہے-صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے بھی یہی پایا جاتا ہے

زمانہ قدیم مین قریش لوگ حج مین عرفات تک نہین جاتے تھے-کہ عرفات حرم کی حد سے باہر ہے-حجۃ الوداع کے وقت جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو حج کے مسائل بتائے-توتین بار فرمایا-کہ بڑی چیز حج مین وقوف عرفات ہے-اس آیت مین حکم دیا گیا کہ جہان سے سب لوگ عرفات کو چلتے ہین تم بھی وہین سے چلاکرو کہ حج میں عرفات جانا ضروری ہے-یہ اسلیئے فرمایاکہ باقی ماندہ ارکان حج اور عمرہ مین مشترک ہین-صرف وقوف عرفات ہی ایک ایسا رکن ہے جو حج کے واسطے مخصوص ہے اور عمرے مین نہین ہے-اس لحاظ سے جب وقوف عرفات ترک ہوجائے-توحج-حج نہین ہوتا-بلکہ عمرہ ہوتا ہے-

عرفات سے روانگی کے متعلق ہم فقرہ ۸۳ مین ذکر کر آئے ہین-

اسلام سے پہلے حج سے فارغ ہونے کے بعد لوگ مشعر الحرام مین جاکر اپنے آباواجداد کی تعریف مین قصیدے پڑھاکرتے تھے-اسلیئے یہ آیت شریف نازل ہوئی-اور حکم دیاگیا-کہ ان قصائد کا پڑھنا چھوڑ کر خداتعالی کا ذکر کیاکرو-اور اللہ سے ایسی دعا مانگنی چاہیئے جسمین

دین اور دنیا کی بھلائی ہو فقط دنیا کی بہتری کے خیال میں نہ رہنا چاہئے۔ اسلئے کہ اس طور پر انسان آخرت کی بھلائی سے محروم ہو جاتا ہے۔
ایام معدودت سے چار دن مراد ہین - ایک دن عید الضحی کا اور تین روز اسکے بعد کے - ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے - ان دنون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے منع فرمایا ہے - اور ارشاد کیا - کہ یہ دن کھانے پینے اور اللہ کو یاد کرنے کے ہین - صحیح مسلم اور مسند امام احمد رحمۃ اللہ سے بھی پایا جاتا ہے - حشر کا ذکر یہان اسواسطے آیا کہ حشر کے روز لوگ اس ہی طرح جمع ہونگے - جس طرح عرفات کے میدان مین جمع ہوتے ہین -
اسلام سے پہلے بعض لوگ گیارہوین کو مکے واپس آجایا کرتے تھے - ور بعض بارہوین کو واپس آتے جلدی آنے والون پر دیر مین آنیوالے اعتراض کیا کرتے تھے - اس پر یہ آیت شریف نازل ہوئی -

۵- اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۚ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۗ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۗ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

لن تنالوا-۴
ال عمران
رکوع-۱

پہلی آیت خانہ کعبہ کی تعظیم ظاہر کرتی ہے یعنی جو گھر کہ اول ہی اول (لوگون کی عبادت کے واسطے) زمین پر بنایا گیا وہ یہی ہی جو شہر مکہ مین واقع ہے - یہ برکت والا ہے اور موجب ہدایت ہے واسطے تمام جہان کے - اس مین بہت سی ظاہر نشانیان ہین جنمین سے ایک مقام ابراہیم بھی ہے - اور جو اس گھر مین داخل ہوا - بس جان لو کہ وہ امن مین آگیا + اس دوسری آیت مین حج کی فرضیت کا ذکر ہے - یعنی خدا کی بندگی کے لئے بیت اللہ کا حج اُن لوگون پر فرض ہے جن مین وہان پہنچنے کی استطاعت ہو - اور اس کی نافرمانی کرے تو خدا تعالے تمام دنیا جہان سے بے نیاز ہے - دیکھو فقرہ - ۱ و ۳ -

۶- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۗ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۗ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۗ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

لا یحب اللہ-۶
المائدة
رکوع-۱

تفسیر - سورۂ مائدہ کی یہ آیتین حجۃ الوداع کے سفر مین نازل ہوئی تھین جیساکہ مسند امام احمد او طبرانی مین اسماء بنت یزید سے روایت آئی ہے - راویون کے سلسلہ مین شہر بن حوشب بھی ہین جنکی روایت اکثر علما ضعیف بتایا کرتے ہین لیکن ہم ان کی روایت کو صحیح مانتے ہین - (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۹۳) + پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو پورا کرو اقرار (یعنی وہ احکام جو حرام و حلال چیزون کے متعلق عہد کے طور پر قرآن شریف مین آئے ہین - چنانچہ یہی مطلب تفسیر ابن جریر سے پایا جاتا ہے) حلال ہوئے تمہارے واسطے چوپایے مویشی (انعام مین درندہ شمار نہین کئے جائینگے کیونکہ عرب کے محاورہ مین انعام صرف چوپایے مویشی کے متعلق بولا جاتا ہے) سوائے انکے جنکے متعلق آگے ہم بتائینگے - (چنانچہ آیت حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ مین بتایا گیا ہے) - مگر نہ حلال جانو شکار کو جبکہ تم احرام مین ہو - اور اللہ تعالی جو چاہے حکم کر سکتے ہین - (دیکھو فقرہ ۱۷۶) + عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ مشرکین اپنے تئین ملت ابراہیمی کا پابند خیال کرتے تھے - اور اسی وجہ سے حج بھی کیا کرتے تھے اور مسلمانون کو اس آیت کے ذریعہ ممانعت کی گئی تھی کہ مشرکین کو حج سے روکین - ہان اس کے بعد جب سورۂ برأت نازل ہوئی تو اس مین حکم دیا گیا کہ مشرکین نجس اور ناپاک ہین - سال آیندہ سے وہ مسجد حرام مین نہ آیا کرین - تب یہ آیت زیر بحث منسوخ ہوئی - لیکن مفسرین کی ایک جماعت اس آیت کے منسوخ ہونے کی قائل نہین ہے - ان مین سے ایک مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جنہون نے فوز الکبیر مین اس آیت کی تنسیخ کو تسلیم نہین کیا - چنانچہ ان مفسرین کا یہ خیال ہے کہ سورۂ برأت کی یہ آیت آیت زیر بحث کی تخصیص کرتی ہے - لہذا ان کو ناسخ و منسوخ نہین کہہ سکتے - اس آیت کے نازل ہونیکی وجہ یہ ہے کہ شریح بن ہند پہلے مدینہ شریف مین آکر مسلمان ہوگیا تھا پھر اپنے وطن مین جاکر مرتد ہوگیا - اور پھر حج کے ارادہ سے جب وہ مکہ شریف آیا تو بہت کچھ تجارت کا مال اور بہت سے جانور بطور ہدی لایا - صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دین تو اس کا سب سامان لوٹ لیا جائے - آپ نے فرمایا یہ کیونکر ہو سکتا ہے - کیونکہ یہ جانور نیاز کے ہین - اس ہی وقت یہ آیت نازل ہوئی - جس کا یہ مطلب ہے کہ اس طرح سے لوٹ مار کرنا اور خدا تعالی کی نشانیون کی توہین کرنا مسلمانون کو جائز نہین ہے - آگے یہ بتایا ہے کہ جب تم احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو + شعائر شعیرہ کی جمع ہے جسکے معنی نشانی کے ہین - جانور کے گلے مین پٹہ ڈالنا ہدی بنانیکے واسطے دیکھو فقرہ ۹ ..

۷ — يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

واذاسمعوا - المائدة
رکوع - ۲

تفسیر - یہ آیت اسوقت نازل ہوئی تھی جبکہ سال حدیبیہ مین صحابہ کرام حالت احرام مین مکہ شریف کے راستہ مین تھے - چنانچہ تفسیر خازن وغیرہ سے بھی پایا جاتا ہے - اور اس سفر مین بیشمار شکاری جانور صحابہ کرام کو راستہ مین ملے کیونکہ خداتعالیٰ کی طرف سے یہ آزمائش تھی کہ صحابہ کرام مین سے کون سا شکار نے نہ پیچ سے احکام الٰہی کی پابندی سے باز رہیگا ۔ نیزہ اور ہاتھ سے شکار مارنیکی ممانعت اسوجہ سے کی ہے کہ ہاتھ سے تو چھوٹے شکار پکڑے جاسکتے ہین اور نیزہ بازی اس زمانہ مین عام تھی - مگر ہر قسم کے ہتیار سے حالت احرام مین شکار کرنا ناجائز ہے - اگلی آیت مین ہے کہ حالت احرام مین شکار کرنا اگرچہ منع کیا گیا ہے پھر بھی اگر کوئی ایسا کر بیٹھو تو اسکی سزا یہ ہے کہ جس جانور کا شکار کیا ہے اسی مشابہت کا جانور خرید کر قربانی کے واسطے حرم شریف مین بھیجے - اور یہ مشابہت کا جانور دو منصفون کے فیصلہ پر مقرر کیا جائے (دیکھو فقرہ ۶۹) یا کفارہ کے طور پر کھانا مساکین کو دے یا اس کے بدلہ روزے رکھے تاکہ سزا بھگتے - اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے جو خطا ہو چکی وہ معاف کی گئی - مگر ہان اب اگر ایسی باتون پر اقدام کروگے تو اسکا بدلہ ضرور تم سے لیا جائے گا - اور یاد رکھو کہ خدا کا بدلہ لینا بڑا زبردست ہے ۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوقتادہ کو حدیبیہ کے سفر سے پہلے کسی کام کو بھیجا تھا کہ وہان سے واپسی پر وہ بغیر احرام باندھے ہوئے لشکر مین شامل ہو گئے - ان کو ایسا اتفاق ہوا کہ ایک گورخر نظر آیا تو جھٹ گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے شکار کو چلے تو نیزہ لینا بھول گئے تو دیگر صحابہ سے انہون نے کوڑا پکڑا دینے کو کہا تو کسی نے توجہ نہ کی بلکہ کوڑا تک دینے سے انکار کیا - تو صحابہ کرام ایسے ثابت قدم رہے کہ خداتعالیٰ کا حکم ایسا مانا کہ شکار کرنا تو درکنار انہون نے دوسرے شخص کو بھی شکار کھیلنے مین مدد دینے سے انکار کیا - اسیوجہ سے صاحب احرام کو شکار کے متعلق اعانت بھی درست نہین - اب جب ابوقتادہ شکار کرکے لائے تو صحابہ کرام کو اُس کے کھانے مین تامل ہوا تو معاملہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش ہوا - آپ نے اُن صحابہ سے جو حالت احرام مین تھے دریافت کیا کہ تم نے ان کو شکار کے بتلانے یا اور کسی قسم کی مدد دی تھی - تو انہون نے کہا ہم نے تو اشارہ سے بتایا اور نہ مدد دی بلکہ مدد دینے سے صاف انکار کر دیا - تب آپ نے حکم دیا کہ تم اس گوشت کو کھا سکتے ہو - (دیکھو فقرہ ۶۵) اس کی اگلی آیت مین ہے کہ دریائی شکار اور کھانیکی دریائی چیزین (احرام کی حالت مین بھی) تمہارے لئے حلال کیجاتی ہین تاکہ تم کو فائدہ پہنچے اور (دوسرے) مسافرون کو (بھی فائدہ پہنچے) اور جنگل کا شکار جبتک احرام مین رہو تم پر حرام ہے - اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کیطرف تم (سب کو) اکھٹے ہو کر جانا ہے خدا نے کعبہ کو کہ وہ (خدا کا) معزز گھر ہے لوگون کے امن و اطمینان کا موجب قرار دیا ہے - اور اسی طرح حرمت والے مہینون کو اور حج کی قربانی کے جانورون کو اور اُن جانورون کو جن کو خدا کی نیاز کے واسطے خاص کر کے شناخت کیلئے اُن کے گلے مین پٹے باندھ دیتے ہین - یہ اسلئے کہ تم کو معلوم رہے کہ جو کچھ آسمانون اور جو کچھ زمین مین ہے اللہ سب جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب چیز سے واقف ہے - جان لو کہ اللہ کا عذاب بھی بڑا سخت ہے اور یہ بھی کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے -

۸ - وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝

اقترب للناس -
الحج - رکوع - ۱۱

اس کا ترجمہ یہ ہے - اور (وہ وقت یاد کرو) جو ہم نے ابراہیم کیلئے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کردی (اور حکم دیا) کہ ہمارے ساتھ کسی چیز کو شریک (خدائی) نہ کرنا اور ہمارے اس گھر کو طواف کرنیوالون اور قیام اور رکوع (اور) سجدہ کرنیوالون (یعنی نمازیون) کیلئے صاف ستھرا رکھنا - اور لوگون مین حج کے لئے پکار دو کہ لوگ تمہاری طرف (دوڑے چلے) آئینگے (کچھ) پیادے اور (کچھ) ہر طرح کی دبلی (دبلی) سواریون پر جو ہر راہ دور (دراز) سے آئی ہونگی اور اس سفر سے اُن کا مقصود یہ ہوگا کہ اپنے فائدون (یعنی تجارت) کیلئے (بھی وقت پر) آ موجود ہون اور خدا نے جو مویشی چارپائے ان کو دے ہین اُن ، خاص دنون مین انکی قربانی کرتے وقت ، اُن پر خدا کا نام لین تو (لوگو !) قربانی (کے گوشت) مین ، سے آپ بھی ، کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو (بھی) کھلاؤ پھر (لوگون کو) چاہیئے کہ (قربانی کئے پیچھے احرام کے وقت کا) اپنا میل کچیل اتار دین اور اپنی منتین پوری کرین اور (معبد) قدیم (یعنی) خانہ کعبہ (کا طواف (بھی) کرین

۳ ـــ حج فرض ہے اور عمرہ سنت (نزد امام اعظم)

۱ - حج کی فرضیت - قرآن شریف کی اس آیت سے ثابت ہے - وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ٥ اور حج بیت اللہ کا کرنا اس شخص پر لازم ہے جس کو استطاعت راستہ کے خرچ کی ہو - اور جو اس حکم کی نافرمانی کرے تو خدا تعالیٰ کو کچھ پروا نہیں -

ب - عن ابی هريرة رضی الله عنه قال خطبنا رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال يا أيها الناس قد فرض عليكم الحج فحجوا - فقال رجل اكل عام يا رسول الله فسكت حتى قالها ثلاثا فقال لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم — رواہ مسلم

ترجمہ - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خطبہ پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے - فرمایا اے لوگو تحقیق فرض کیا گیا تم پر حج - پس تم حج کرو - پس ایک شخص بولا کہ کیا ہر سال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - پس آپ خاموش ہو رہے یہاں تک کہ یہی بات اس نے تین مرتبہ کہی - پھر آپ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو البتہ ہر سال حج واجب ہو جاتا اور تم اس کی استطاعت نہ رکھتے

ج - بنی الاسلام علی خمس - شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله - واقام الصلوة - وايتاء الزكوة - والحج - وصوم رمضان[ف] — رواہ البخاری ومسلم

۲ - عمرہ سنت ہے نزد امام اعظم اور فرض ہے نزد امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ - ہدایہ -

دلیل - (۱) شافعیؒ - پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - اَلْعُمْرَةُ فَرِيْضَةٌ كَفَرِيْضَةِ الْحَجِّ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اَلْحَجُّ فَرِيْضَةٌ وَالْعُمْرَةُ تَطَوُّعٌ - (حج فرض ہے اور عمرہ نفل) دوسرے یہ کہ عمرے کی ادائگی کا کوئی خاص وقت نہیں جب چاہے کرو - اور یہ بھی بات ہے کہ حج کی نیت کرنے سے ہی بعض دفعہ عمرہ ادا ہو جاتا ہے جیسے اگر کسی کا حج فوت ہو جائے تو وہ عمرہ ادا کر لیتا ہے حالانکہ اسکی نیت تو حج ہی کی تھی عمرے کی نہیں تھی - ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ عمرہ نفل ہے - جو حدیث امام شافعیؒ نے پیش کی ہے اور جو امام اعظم رحمۃ اللہ نے پیش کی ان میں بڑا اختلاف ہے - چنانچہ پہلی حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ عمرہ فرض ہے - تب بھی علماء حنفیہ اسکو تسلیم نہیں کرتے - وجہ یہ ہے کہ وہ فرض کے معنی تقدیر کے لیتے ہیں - گویا اس حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ عمرے کے بھی افعال ایسے ہی مقرر ہیں جیسے حج کے - ہدایہ -

۱ - احادیث ذیل امام شافعیؒ کی دلیل ہیں - دارقطنی نے عمر ابن الخطاب سے روایت کیا کہ اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی الله عليه وسلم) - وَاَنْ تُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَاَنْ تَحُجَّ وَتَعْتَمِرَ - ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا - کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کیا ہے - آپ نے فرمایا کہ تو گواہی دے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ کے ہیں - اور قائم کرے تو نماز کو اور دے زکوٰۃ - اور حج کرے اور عمرہ کرے تو - یہ بھی لکھا ہے کہ اسناد اسکے صحیح ہیں - حاکم نے کتاب المخرج علی صحیح مسلم میں اسکو روایت کیا ہے - یہی حدیث صحیحین میں ہے لیکن عمرہ کا ذکر اس میں نہیں ہے - اسکے متعلق اور حدیثیں بھی ہیں لیکن ضعیف ہیں - حاکم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ نہیں ہے کوئی شخص خدا کی مخلوق میں مگر لازم ہے اس پر حج اور عمرہ اور دونوں واجب ہیں جو شخص طاقت رکھے وہاں تک جانے کی - اور تعلیق کی اس کی امام بخاری نے - حاکم نے مستدرک میں اور دارقطنی نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَرِيْضَتَانِ لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِمَا بَدَاْتَ - (حج اور عمرہ فرض ہیں نہیں ضرر کرتا تجھکو جس سے چاہے شروع کر) حاکم نے کہا کہ یہ قول زید ابن ثابت کا ہے نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ بھی ہے کہ اسکی اسناد میں اسمٰعیل بن مسلم مکی ہے جس کو محدثین ضعیف بتاتے ہیں -

(ب) - احادیث ذیل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہیں - روایت ترمذی میں ہے کہ پوچھے گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کے متعلق کہ کیا وہ واجب ہے - فرمایا نہیں مگر یہ کہ عمرہ کرنا افضل ہے (صرف) اس حدیث کے اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ہے اور وہ ضعیف ہے مگر اسکی حدیث درجہ حسن سے کم نہیں اور ترمذی کی روایتیں بھی متفق ہیں اس امر پر کہ انہوں نے اسی حدیث کو حسن کہا) یہ حدیث دارقطنی اور طبرانی میں ہے ابوہریرہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے - ابن ماجہ میں ہے بروایت طلحہ بن عبید اللہ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے - اور اسکی اسناد میں عمرو بن قیس ہے تاہم اسکی حدیث درجہ حسن سے کم نہیں - روایت ابن ابی شیبہ میں ہے بروایت عبد اللہ بن مسعود کہ حج فرض ہے اور عمرہ نفل ہے -

[ف] اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے - اس بات کی گواہی دینی کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں - اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسکے بندہ اور رسول ہیں - اور نماز قائم کرنی - اور زکوٰۃ دینی - اور حج کرنا - اور رمضان کے روزے رکھنے

۴۔ حج دو طرح پر واجب ہوتا ہے

ا۔ انسان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے واجب ہوتا ہے جبکہ شرائط حج موجود ہوں۔ ایسے حج کو حجۃ الاسلام کہتے ہیں۔ فتاوی عالمگیری۔

۲۔ انسان اپنے اوپر خود واجب کر لیتا ہے اور یہ واجب کر لینا حج کی نذر مان لینے سے ہوتا ہے (کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ)۔ ایسے حج کو حج نذر کہتے ہیں۔ فتاوی عالمگیری

تشریح۔ دونوں طرح کا حج ایک ہی طریق پر ادا کیا جاتا ہے۔ ہاں حج کی نذر ماننے کے مختلف طریق ہیں جنکا مفصل ذکر فقرہ ۸۔۱۴ میں کیا گیا ہے

۵۔ حج کس پر فرض ہے اور کن شرائط کیساتھ (شرائط حج)

جب ذیل کی شرائط موجود ہوں تو اسپر حج فرض ہے۔ ان شرائط کے متعلق علماء کا بڑا اختلاف ہے۔ بعض تو شرائط قسم اول کو شرائط وجوب اور قسم دوم کو شرائط ادا خیال کرتے ہیں اور بعض اسکے برعکس ہم نے مختلف مستند کتابوں کے مطالعہ سے جو نتیجہ نکالا ہے اسکے مطابق اُن شرطوں کو ترتیب دیتے ہیں

I ۔ شرائط قسم اول

یعنی وہ شرطیں جنکے موجود ہونے سے حج فرض ہوتا ہے انکو شرائط وجوب کہتے ہیں

ا۔ مسلمان ہو (مرد ہو یا عورت) کافر نہ ہو ۔ فتاوی عالمگیری

ا۔ اگر کوئی شخص کفر کی حالت میں مالدار تھا اس کے بعد جب فقیر ہو گیا تو مسلمان ہو گیا۔ تو اب اسپر حج واجب نہیں۔ (کیونکہ زمانہ کفر میں وہ مالدار تھا۔ اب تو نہیں ہے) ۔ فتح القدیر

ب۔ اگر کسی شخص نے حج کیا اور پھر مرتد ہو گیا اور پھر مسلمان ہوا تو اگر اب اس کو استطاعت حاصل ہے تو اسکو دوبارہ حج کرنا ہوگا ۔ فتاوی عالمگیری
وجہ یہ کہ اب دوبارہ اسلام میں آنے کی وجہ سے اور مستطیع ہونے کی وجہ سے حج اسپر واجب ہوا۔ ارتداد کی وجہ سے پہلا حج باطل ہو گیا

۲۔ آزاد ہو۔ غلام پر حج واجب نہیں ۔ ہدایہ

ا۔ غلام پر حج واجب نہیں ہے گو وہ مدبر ہو یا ام ولد ہو یا مکاتب ہو یا ایسا غلام ہو کہ کچھ حصہ اس کا آزاد بھی ہو گیا ہو۔ بحر الرائق

ب۔ غلام مکہ معظمہ میں (یعنی موقع پر) موجود بھی ہو جب بھی حج اسپر واجب نہیں۔ اگرچہ اس کو مالک نے حج کرنے کی اجازت دے بھی دی ہو۔ بحر الرائق

وجہ۔ یہ کہ وہ زاد و راحلہ کا خود مالک نہیں اور خود حج کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے۔

ج۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَيُّمَا عَبْدٍ حَجَّ عَشْرَ حِجَجٍ ثُمَّ أُعْتِقَ فَعَلَيْهِ حَجَّةُ الْإِسْلَامِ وَأَيُّمَا صَبِيٍّ حَجَّ عَشْرَ حِجَجٍ ثُمَّ بَلَغَ فَعَلَيْهِ حَجَّةُ الْإِسْلَامِ۔ یعنے غلام اگر دس حج کرے پھر آزاد کیا جائے تو حج فرض اسپر لازم ہے۔ اور اسی طرح نابالغ لڑکا اگر دس حج کرے اور اس کے بعد بالغ ہو تو حج فرض اسپر لازم ہے ۔ ہدایہ و عینی شرح کنز

د۔ اگر غلام احرام باندھے اور پھر آزاد ہو جائے اور مناسک حج پورے کرے تو اس سے فرض حج ادا نہ ہوگا حتیٰ کہ اگر وقوف عرفات سے پہلے تجدید احرام کرے اور فرضی حج کی نیت کرے تب بھی فرض حج ادا نہ ہوگا۔ وجہ یہ کہ وہ صرف غلامی سے آزاد ہوا ہے لیکن اور شرائط حج تو اسمیں پوری نہیں ہیں۔ فتاوی قاضی خاں و عینی شرح کنز

ر۔ غلام یا لونڈی اگر نفلی حج کے واسطے احرام باندھ لیں تو آقا کن حالتوں میں احرام کھلوا سکتا ہے ۔ دیکھو فقرہ ۱۰۰-۱۵

س۔ اگر غلام یا لونڈی مالک کے حکم سے احرام باندھے پھر مالک ان کو فروخت کرے تو یہ بیع جائز ہے۔ اور خریدار کو یہ اختیار ہے کہ ان کو

حج سے روک دے اور احرام اتروادے ۔ شرح طحاوی باب الفدیہ

۳۔ صحیح العقل ہو۔ خارج العقل یا مجنوں پر حج واجب نہیں ۔ فتاویٰ قاضی خاں

ا۔ خفیف العقل آدمی کے متعلق علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک کم عقل کو حج کرنا واجب ہے ۔ بعض کے نزدیک واجب نہیں بحرالرائق

ب۔ وقوف عرفات سے پہلے اگر مجنوں کو افاقہ ہو تو از سر نو احرام باندھ کر حج کرے ۔ عالمگیری

۴۔ بالغ ہونا بالغ پر واجب نہیں ۔ فتاویٰ قاضی خاں

ا۔ حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو لڑکا حج کرے اور پھر بالغ ہووے تو اسپر دوسرا حج ہے اور جو غلام حج کرے اور پھر آزاد ہو تو پھر اسپر دوسرا حج ہے ۔

دلیل ۔ حج ایک عبادت ہے اور نابالغ پر عبادت نہیں ۔ لہٰذا جب بالغ ہو جب اسپر عبادت فرض ہوتی ہے ۔ ہدایہ

ب۔ اگر نابالغ احرام باندھنے کے بعد بالغ ہوجائے اور حج ادا کرے تو فرض حج اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا ۔ کیونکہ اس نے حج کا احرام نفل حج کے ادا کرنے کو باندھا تھا اس سے فرض حج ادا نہیں ہو سکتا ۔ اسی طرح اگر غلام احرام باندھنے کے بعد آزاد ہوجائے تو اس کے واسطے بھی یہی حکم ہے ۔ فرق دونوں میں اتنا ہے کہ اگر یہ بالغ وقوف عرفات سے پہلے دوبارہ احرام باندھ کر حج کرے تو اس کا فرض حج ادا ہوجائیگا ۔ بالاجماع بمقابلہ آزاد شدہ غلام کہ اس کا حج فرض اس طرح بھی ادا نہ ہوگا ۔ ہدایہ ۔ درمختار

دلیل ۔ لڑکا جو نفل حج کر رہا تھا اسپر اس حج کا پورا کرنا واجب نہ تھا کیونکہ نابالغ پر کوئی عبادت نہیں ہے لیکن اگر غلام نفل حج ادا کر رہا تھا تو اس کو اس کا پورا کرنا ضروری تھا ۔ لہٰذا غلام کو لازم ہے کہ اس حج کو اختتام تک پہنچائے ۔ ہدایہ شرح طحاوی عینی شرح کنز و درمختار

ج۔ اگر لڑکے نے بلوغ سے پہلے حج کیا تو اس کا فرض حج اس سے ادا نہ ہوگا ۔ فتاویٰ عالمگیری

د۔ اگر نابالغ بغیر احرام میقات سے گذر کر مکہ شریف پہنچ گیا اور وہاں بالغ ہوا اور وہاں احرام باندھا تو حج فرض اس سے ادا ہوجائیگا اور میقات سے بغیر احرام تجاوز کرنے پر اس کو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی ۔ فتاویٰ قاضی خاں ۔ دیکھو فقرہ ۲۷

۵۔ تندرست ہو۔ بیمار پر معاف ہے ۔ ہدایہ

تشریح وجہ یہ کہ بیماری کی حالت میں انسان تکلیف شرعی برداشت نہیں کر سکتا ۔ ہدایہ

ا۔ اپاہج تندرست کے معنوں میں ہے نزد امام اعظم برخلاف امام محمدؒ ۔ ہدایہ

ب۔ اپاہج (یعنے جس کی ٹانگیں رہ جائیں) کو ساتھی ملجاتے پر امام اعظم کے نزدیک حج واجب ہے ۔ کیونکہ بوجہ ساتھی کے وہ ایسا ہو گیا جیسا کہ وہ سواری پر قادر ہے ۔ لیکن امام محمد کے نزدیک اسپر حج درست نہیں کیونکہ وہ بذات خود حج کرنے پر قادر نہیں برخلاف نابینا کے اگر اسکو رہبر ملجائے تو وہ حج کر سکتا ہے ۔ تو نابینا تو ایسا ہوا جیسے کوئی شخص راستہ بھول گیا اور اس کو کسی دوسرے آدمی نے راستہ پر لگا دیا ۔ ہدایہ

ج۔ لنگڑے اور اپاہج اور مفلوج اور اُس شخص پر جسکے پاؤں کٹے ہوئے ہوں حج واجب نہیں ہے نہ خود اسپر نہ اسکے سرمایہ پر نزد امام اعظم یعنی یہ بھی ضرور نہیں کہ وہ اپنے سرمایہ سے اپنے بدلہ کسی اور سے حج کرادے ۔ لیکن صاحبین کے نزدیک اُنپر حج واجب ہے (دیکھو فقرہ ۷) اور نہ ایسے شخص پر حالت بیماری میں اپنی جانب سے حج کرانے کی وصیت لازم ہے (دیکھو فقرہ ۔ ۷) اسی طرح بڈھے آدمی اور مریض پر جو سواری پر بیٹھنے کے قابل نہیں حج واجب نہیں ۔ فتح القدیر ۔ کنز ۔

تشریح ۔ فرع حج میں جو ذکر ہوا یہ مطابق مذہب امام ابو حنیفہؒ ہے اور صاحبین سے بھی یہی روایت ہے لیکن ظاہر روایت صاحبین سے یہ ہے کہ ان اشخاص پر حج واجب ہے ۔ چنانچہ اگر اپنی جانب سے وہ کسی اور سے حج کرادیں تو جبتک ان کا عذر باقی ہے تب تک کافی ہے اور جب عذر جاتا رہے تو ان کو بذات خود اس حج کو دوبارہ کرنا چاہئے ۔ چنانچہ محقق ابن الہمام نے فتح القدیر میں اسی کی طرف رجوع کیا ہے ۔ (دیکھو باب چہارم فصل اول)

د ۔ اگر حج کو جانے کے بعد موقع پر بیمار ہو جائے تو اس کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۴۲ سے ۱۴۴ تک

۶ ۔ دونوں آنکھیں موجود ہوں ۔ نابینا پر معاف ہے ۔ ہدایہ

تشریح ۔ اگر نابینا کو ساتھی بھی ملجائے اور زاد اور راحلہ کافی رکھتا ہو ۔ تب بھی اسپر حج واجب نہیں نزد امام اعظم رح ۔ لیکن صاحبین کے نزدیک بموجب ایک روایت کے واجب ہے اور بموجب دوسری روایت کے واجب نہیں ۔ امام اعظم فرماتے ہیں ۔ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى الْحَجُّ وَلَا الْجُمُعَةُ وَلَا الْجَمَاعَةُ وَإِنْ كَانَ لَهُ أَلْفُ قَائِدٍ وَعَشَرَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ (یعنی نابینا پر حج اور جمعہ اور جماعت نہیں اگر اسکو ایک ہزار رہبر اور دس ہزار درہم ہوں) ۔ عیون المسائل

ا ۔ اگر نابینا اپنے خرچ سے حج کرائے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب نہیں ۔ صاحبین کے نزدیک واجب ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری

ب ۔ اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرانے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۲۷ سے ۱۳۸ تک

۷ ۔ مالدار ہو ۔ یعنی اس قدر استطاعت رکھتا ہو کہ زاد و راحلہ کا متحمل ہو سکے ۔ ہدایہ

ا ۔ روایت کی حاکم نے سعید بن ابی عروبہ سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس سے اللہ کے قول میں وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ الخ (یعنے حج ہے لوگوں پر اللہ کے واسطے جو طاقت سبیل کی رکھتا ہو) کہا گیا یا رسول اللہ کیا چیز ہے سبیل فرمایا کہ توشہ اور سواری ۔ یہ حدیث مرسلاً بھی آئی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سبیل زاد و راحلہ ہے ۔ اس حدیث کو حضرت عائشہ ۔ ابن عمر ۔ ابن عباس وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے ۔

تشریح (۱) زاد سے مطلب اپنا خرچ خوراک جس کی اس کو عادت ہو ۔ راحلہ سے مطلب خود اپنی سواری یا سواری کے واسطے خرچ

تشریح (۲) توشہ اور سواری کے مالک ہونے سے یہ مراد ہے کہ اسکے پاس اپنی ضروریات یعنی اپنے رہنے کے مکان اور لباس اور نوکر چاکر اور گھر کے اسباب اور قرض کے سوا اس قدر سرمایہ ہو کہ سواری پر نہ پیدل مکہ کو جا دے اور اپنے اہل و عیال اور مرمت مکان وغیرہ کے واسطے اتنا خرچ چھوڑ سکے کہ اس کی واپسی تک کے واسطے کافی ہو ۔ محیط سرخسی

تشریح (۳) حج اس شخص پر فرض ہے جسکے پاس اتنا سرمایہ ہو کہ حج کو سواری پر جا سکے اور واپس آسکے یا جب مکہ شریف تین دن سے کم فاصلہ پر ہو تو پیدل جا سکے اور واپس آسکے ۔ اور یہ سرمایہ ان ضروریات کے علاوہ ہو ۔

(۱) رہنے کا مکان
(۲) پہننے کے کپڑے
(۳) اسباب خانہ داری
(۴) نوکر چاکر
(۵) دیگر خاص سامان ضروریات
(۶) قرض
(۷) اہل و عیال کا خرچ اپنی واپسی تک کا

چنانچہ اگر صرف رہنے کا مکان ۔ خدمت کا غلام ۔ پہننے کے کپڑے اور ضروری اسباب ہو تو اسپر حج واجب نہیں ہے عالمگیری ۔ اور اگر کسی کے پاس رہنے کا مکان اور اور اشیاء نہوں مگر سرمایہ اسقدر ہو کہ حج کر سکتا ہے ۔ اور رہنے کا مکان اور ملازم اور نفقہ کا انتظام کر سکتا ہے تو اسپر حج واجب ہے اگر اسکو حج کے سوا کسی اور کام میں خرچ کریگا تو گنا ہگار ہوگا فتاویٰ عالمگیری

تشریح

مالک سرمایہ ۔ مال سے مطلب وہ مال ہے ۔ جو اس کی اپنی جائز کمائی کا ہو ۔ اور اسکی اپنی ملکیت ہو ۔ اگر کسی نے احساناً دیدیا ۔

یا ایسا مال ہے جسکو بغیر احسان کے کام میں لاسکتا ہے تو یہ مال اس کی ملکیت نہیں سمجھا جائیگا۔ اگر کسی کے پاس مال حلال نہو تو چاہئے کہ قرض لیکر حج کرے اور اپنے مال سے قرض ادا کرے ۔ فتاویٰ قاضی خاں

(۱) اگر کوئی شخص کسی مال پر مانگ کر لینے یا مباح ہونے کی وجہ سے مالک ہو تو اسپر حج واجب نہیں چاہے وہ ماں باپ کا مال ہو یا اجنبی لوگوں کا۔ فتاویٰ عالمگیری

(۲) اگر کسی نے حج کرنے کے واسطے مال دیا (بطور احسان خواہ ماں باپ کا ہو جنکے دینے کا احسان نہیں یا غیر کا ہو جنکا احسان ہوتا ہے) تو اس کا قبول کرنا جائز نہیں ۔ فتح القدیر شرح ہدایہ

(۳) فقیر اگر پیدل چلکر حج کرے اور پھر مالدار ہو جائے تو دوبارہ اسپر حج واجب نہو گا۔ فتاویٰ قاضی خاں

تشریح ۔ ناجائز طور پر جمع کئے ہوئے مال سے حج نہیں ہوتا۔ استطاع بن العماد میں روایت ہے کہ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی حج کرتا ہے مال غیر حلال سے اور لبیک کہتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ وَحَجُّكَ مَرْدُودٌ عَلَيْكَ ۔ یعنی لبیک پکارنا تیرا ہم قبول نہیں کرتے اور یہ تیرا حج تجھی کو مبارک رہے۔

سواری پیدل ۔ سواری سے مطلب ایسی سواری ہے جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا سکے ۔ چنانچہ اگر کسی شخص کے پاس ایسی اونٹنی ہے کہ وہ اسپر سفر کر سکتا ہے۔ تو اس پر حج واجب ہے۔ اگر زیادہ مالدار ہے تو حج اسپر اس وقت واجب ہوگا جب وہ ایک طرف کا محمل کرایہ پر لے سکے ۔ فتاویٰ عالمگیری

اگر کوئی شخص اونٹ پر اس طرح قادر ہو کہ دوسرے کے ساتھ باری باری سے سوار ہو۔ یعنی تھوڑی دور ایک سوار ہو۔ اور تھوڑی دور دوسرا تو اس سے حج کی استطاعت ثابت نہیں ہوتی۔ یا اتنا مال ہے کہ ایک منزل اونٹ پر چلتا ہے۔ اور ایک منزل پیدل۔ تو حج کی استطاعت ثابت ہوتی ہے ۔ فتاویٰ قاضی خاں

اہل مکہ اور اسکے گرد و نواح کے لوگوں کو اپنی یا کرایہ کی سواری کی ضرورت نہیں۔ اگر ان کے گھر سے مکہ تین دن سے کم فاصلہ پہ ہے تو ان پر حج واجب ہوگا۔ بشرطیکہ وہ پیدل چل سکتے ہوں۔ (مگر اس قدر خرچ ضروری ہونا چاہئے کہ وہ اپنے اہل وعیال کو اپنی واپسی تک کے واسطے دے سکیں) سراج الوہاج + سوار ہو کر حج کو جانا افضل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ ہاں اگر مکہ قریب ہے تو پیدل جانا افضل ہے اور دور ہو تو سواری پر جانا افضل ہے۔ عالمگیری ۔ گدھے پر سوار ہو کر حج کو جانا مکروہ ہے۔ اونٹنی پر سوار ہو کر جانا مکروہ نہیں ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں + فقیر اگر پیدل چلکر حج کرے اور پھر مالدار ہو جائے تو دوبارہ اسپر حج واجب نہوگا۔ قاضی خاں

نکاح و حج ۔ اگر حج کے لائق سرمایہ ہو اور نکاح بھی کرنا چاہتا ہے تو حج کرے کیونکہ حج فرض ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر لازم کیا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح

(۱) رہنے کا مکان ۔ اگر کسی کے پاس ایسا گھر ہے جس میں وہ نہیں رہتا۔ اور ایسا غلام ہے جس سے خدمت نہیں لیتا تو اُن کو بیچ کر حج کرنا اسپر واجب ہے + عالمگیری ۔ یہ واجب نہیں کہ رہنے کے مکان کو بیچکر حج کرے اور آئندہ کرایہ کے مکان میں رہا کرے۔ بحرالرائق + اگر کسی کے پاس اتنا بڑا مکان ہے کہ اس میں سے تھوڑا سا اس کے رہنے کے واسطے کافی ہے تو اس کو حج کے واسطے اس زیادہ کا بیچنا لازم نہیں۔ عالمگیری + اگر کسی کے پاس رہنے کا مکان ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ اسکو بیچکر اس کی قیمت میں ایک چھوٹا مکان بھی لے لے اور حج بھی کرلے تو یہ لازم نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

(۲) پہننے کے کپڑے ۔ اگر کسی کے پاس ایسے کپڑے ہوں کہ ان کا استعمال نہیں کرتا اور ان کو بیچ کر اس کی قیمت میں حج کر سکتا ہے تو اسپر ان کو بیچکر حج کرنا واجب ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری

(۳) اسباب خانہ داری ۔ یعنی ضروری اسباب ۔

(۴) نوکر چاکر ۔ یعنی خدمتی غلام و نوکر۔

(۵) دیگر خاص سامان ضروری - ۱- فقہ کی کتابیں - اگر کسی شخص کے پاس فقہ کی کتابیں ہوں اور وہ شخص فقیہ ہو اور انکے استعمال کی اسکو ضرورت ہو تو ان کو فروخت کرکے حج کرنا واجب نہیں - اگر وہ جاہل ہے تو انکو فروخت کرکے حج کو جانا اسپر واجب ہے - قاضیخاں

ب- مال تجارت - اگر کوئی شخص تاجر ہو اور تجارت پر ہی اس کی گذر ہو تو اگر اسکے پاس اتنا سرمایہ ہو جائے کہ حج کے جانے آنے میں زاد اور راحلہ کا خرچ اور جانیکے وقت سے واپسی تک کا اہل وعیال کا خرچ دیکر اصل مال تجارت کا باقی رہے تو اسپر حج واجب ہوگا ورنہ نہیں عالمگیری

ج- آلات پیشہ وری - اگر کوئی شخص پیشہ ور ہے تو حج کے واجب ہونیکے واسطے یہ شرط ہے کہ اس قدر مال کا مالک ہو کہ حج کو آنے جانے کا خرچ اور جانیکے وقت سے واپسی تک کا عیال کا نفقہ دیکر اسکے پیشہ کی اوزار باقی رہیں - عالمگیری

د- مزروعہ زمین - اگر کسی شخص کے پاس اتنی مزروعہ زمین ہے کہ اگر اس میں سے تھوڑی سی بیچ ڈالے جو اسکے حج کو جانے اور آنے میں خرچ کو اور اسکی واپسی تک اہل وعیال کے خرچ کو کافی ہو اور باقی زمین اسکے پاس اتنی بچ رہے جسکی آمدنی سے وہ واپس آکر اپنی گذر کرسکے تو اسپر حج فرض ہوگا ورنہ نہیں - فتاویٰ عالمگیری

ہ- آلات زراعت - اگر کوئی شخص کھیتی کرتا ہو اور اسکے پاس اتنا مال ہو جائے کہ اسکو حج کو جانے اور آنے کی خرچ اور اسکے جانیکے وقت سے واپسی تک اہل وعیال کے خرچ کو کافی ہو - اور اسکے پاس کھیتی کے آلات مثل بیل وغیرہ کے باقی رہجاویں تو اسپر حج واجب ہوگا - فتاویٰ قاضیخاں

(۶) اہل وعیال سے مراد وہ لوگ ہیں جنکا نفقہ اسکے ذمہ لازم ہو - بحرالرائق - اہل وعیال کے نفقہ کا خرچ اس طرح حساب میں لگایا جائیگا کہ کم ہو نہ زیادہ اور اسکے واپس آنے کے بعد کا خرچ شمار نہیں کیا جائیگا - فتاویٰ عالمگیری

II- شرائط قسم دوم

یعنی وہ شرطیں جنکے موجود ہونے پر حج کا ادا کرنا واجب ہوتا ہے انکو شرائط ادا کہتے ہیں

۸- راستہ میں امن ہو (یعنی راستہ میں کسی طرح کا خطرہ نہ ہو) ہدایہ

۱- راستہ میں خطرہ بہت نہو یعنی امن غالب ہو - اگر راستہ میں امن بھی ہو اور خطرہ بھی تو امن بہت ہو اور خطرہ تھوڑا سا - ہدایہ - کفایہ

ب- منتقی میں لکھا ہے کہ حج مردوں اور عورتوں پر واجب ہے جبکہ وہ عاقل اور بالغ اور آزاد اور تندرست ہوں اور ساتھ ہی راہ امن بھی ہو - اگر امن راہ نہو اور زاد وراحلہ موجود ہو تو حج واجب نہوگا - چنانچہ اس طرح آیا ہے اَلْحَجُّ وَاجِبٌ عَلَى الْأَحْرَارِ الْمُسْتَطِيعِينَ مِنَ الْكِبَارِ وَهُوَ عَلَى الْإِنَاثِ وَالذُّكُورِ لَوْ أَمِنَ الطَّرِيقَ فِي الْمُرَادِ - یعنی حج فرض ہے آزاد آدمیوں پر جنکو استطاعت ہو اور بالغ ہوں مردوں پر بھی اور عورتوں پر بھی اگر جانے کے واسطے راستہ پر امن ہو)

ج- فتاویٰ ظہیری میں لکھا ہے - لَوْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَكَّةَ بَحْرٌ فَهُوَ كَخَوْفِ الطَّرِيقِ لَا يَجِبُ الْحَجُّ عَلَيْهِ یعنی اگر اسکے اور مکہ کے درمیان دریا ہو تو وہ مانند خوف راہ کے ہے تو حج اسپر واجب نہیں - فتاویٰ ظہیریہ

تشریح (۱) سمندر عذر ہے خوف راہ کے واسطے اور دجلہ اور فرات نہریں ہیں نہ کہ سمندر کہ خوف راہ کے واسطے مانع ہوں اور اسی طرح جیحوں وسیحوں بھی نہریں ہیں اور امن راہ کے مانع نہیں ہیں - فتاویٰ قاضی خاں وجامع صغیر خانی

۹- دارالاسلام میں سکونت رکھتا ہو - فتاویٰ عالمگیری

۱- جو شخص دارالاسلام میں موجود ہے اس کی نسبت یہ سمجھا جائیگا کہ وہ حج کی فرضیت کو جانتا ہے - خواہ وہ حج کی فرضیت جانتا ہو یا نہ جانتا ہو - اور اس نے حالت اسلام میں پرورش پائی ہو یا نہ پائی ہو - فتاویٰ عالمگیری

ب- اگر کوئی مسلمان دارالحرب میں ہے - اسکو اگر دو مرد - یا ایک مرد اور دو عورتیں حج کی فرضیت کے متعلق بتائیں تو اس پر حج واجب ہوگا - یہ مرد یا عورتیں ظاہرا معقول اور آزاد ہوں لیکن صاحبین کے نزدیک ضروری نہیں کہ یہ خبر دینے والے معقول اور بالغ اور آزاد ہوں - فتاویٰ عالمگیری -

۱۰- اگر عورت ہے تو خاوند یا محرم ہمراہ ہو (یا صالحہ عورتیں ہمراہ ہوں - نزد امام شافعیؒ) جبکہ مکہ شریف تین روز یا زیادہ کی مسافت پر ہو - ہدایہ

مسائل - اگر مکہ شریف تین روز سے کم کی مسافت پر ہو تو کسی کی ہمراہی کی ضرورت نہیں اور عورت کو بغیر محرم کے حج کے واسطے چلا جانا چاہئے کیونکہ اس قدر مسافت اسکو بغیر محرم کے طے کرنی جائز ہے - ہدایہ

ا - امام شافعی کے نزدیک اگر کوئی عورت کسی قافلہ میں صالحہ عورتوں کے ساتھ حج کو جائے تو مضائقہ نہیں لیکن امام اعظمؒ اسکو جائز نہیں رکھتے - ہدایہ - کفایہ

دلائل - امام شافعی کے نزدیک صالحہ عورتوں کے ہمراہ جانے سے فتنہ و فساد کا خوف نہوگا - لیکن امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - لا تحجن امراۃ الا ومعھا محرم (حج نہ کرے کوئی عورت مگر کہ اسکے ساتھ محرم ہو) دوسرے یہی بات ہے کہ بغیر محرم کے فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے اور عورتوں کے ہمراہی سے یہ اندیشہ اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے منع ہے کہ کوئی عورت اجنبی عورت کے ساتھ رہے - ہدایہ - کفایہ

ب - اگر محرم مل سکے تو نزدیک امام اعظم کے خاوند اپنی بیوی کو فرض حج کے واسطے جانے سے روک نہیں سکتا - لیکن امام شافعی کے نزدیک روک سکتا ہے کیونکہ خاوند کی حق تلفی ہوتی ہے لیکن امام اعظم کے نزدیک صرف نفلی حج کے واسطے جانے سے روک سکتا ہے نہ فرض کے واسطے اس واسطے کہ خاوند کی حق تلفی بمقابلہ فرائض کے حقیقت نہیں رکھتی - ہدایہ - کفایہ

ج - حج کو جانے کی غرض سے نکاح کرنا واجب نہیں - فتاویٰ قاضی خاں

احادیث - صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ سفر کرے عورت دو دن بھی مگر کہ اسکے ہمراہ اس کا خاوند ہو یا کوئی محرم ہو - ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ نہیں حلال ہے جو ایمان لائی ہے واسطے اللہ کے اور دن قیامت پر یہ کہ سفر کرے ایک رات بغیر محرم کے - اور طبرانی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ تین میل بھی بغیر محرم کے سفر نہ کرے

عورات - عورت سے مطلب بالغ عورت ہے - لیکن اگر کوئی لڑکی بالغ نہ ہوئی ہو مگر جسمانی لحاظ سے ایسی معلوم ہوتی ہو تو وہ بھی بغیر محرم سفر نہیں کر سکتی - عورت جوان ہو یا بڑھیا ان کے واسطے ایک ہی حکم ہے - محیط - کفایہ -

محارم - (۱) محرم وہ شخص ہے جسکے ساتھ اس عورت کا نکاح حرام ہے - جیسے بوجہ رشتہ یا دودھ کی شرکت یا تعلق دامادی کے - فتاویٰ عالمگیری (دیکھو کتاب النکاح فقرہ - ۳) (۲) محرم فاسق - یا مجوسی - یا نابالغ یا مجنوں نہو - کیونکہ مجوسی کے مذہب میں تو محرم سے نکاح درست ہے - اور باقیوں پر عورت کی حفاظت کا پورا اطمینان نہیں ہو سکتا - ہدایہ - عینی شرح کنز - (۳) محرم امین ہو - عاقل ہو - بالغ ہو (جو قریب بلوغ ہو وہ بالغ ہے) آزاد ہو یا غلام کافر ہو یا مسلمان - فتاویٰ قاضی خاں - کفایہ - عالمگیری (۴) عورت کا غلام محرم نہیں ہے - جوہرۃ النیرہ (۵) جس لڑکے کو ابھی احتلام نہیں ہوتا - اور جس مجنوں کا ابھی جنوں نہیں گیا - وہ ہمراہی کے واسطے محرم نہیں ہو سکتے - محیط سرخسی ❖

(۱) محرم فاسق ملنے کی صورت میں عورت کو حج کرنا واجب نہیں - ہدایہ و کفایہ - وجہ یہ ہے کہ وہ فاسق اپنے اشتغال کی وجہ سے عورت کی پوری حفاظت نہیں کر سکتا - (۲) محرم کا نفقہ یعنی خرچ خوراک وغیرہ سب اسی عورت کے ذمہ ہے کیونکہ یہ عورت اسی کی مدد سے حج کو جا رہی ہے - نزد علماء حنفیہ عورت کو اپنے مال میں سے محرم کو بھی سواری اور خوراک دینی واجب ہے - تاکہ وہ بھی اسکے ساتھ حج کرے ہدایہ تشریح - فتاویٰ ابی حفص میں لکھا ہے کہ محرم اپنے خرچ سے حج کرے اور عورت اپنے خرچ سے کرے - چنانچہ اگر ایسا محرم نہ ملے کہ وہ اپنا خرچ کر سکے تو عورت پر حج فرض نہیں ہے - اور ایسی ہی روایت امام محمدؒ سے بھی ہے - کما ذکرہ فی الکفایہ -

خاوند و بیوی - (۱) اگر خاوند نے بیوی کو حج کی اجازت دیدی تو اگر اس نے حج کے مہینوں سے پہلے احرام باندھا تو خاوند احرام کھلوا سکتا ہے لیکن اگر حج کے مہینوں میں باندھا ہے تو نہیں کھلوا سکتا - ہاں حج کے مہینوں سے پہلے اس وقت احرام باندھ سکتی ہے - اور خاوند نہیں کھلوا سکتا جبکہ وہ اتنی دور رہتی ہو کہ وہاں کے لوگ حج کرنے کا حج سے پہلے ہی جا سکتے ہوں - اور پھر بھی اگر دو چار روز روانگی سے پہلے باندھا تب بھی نہیں کھلوا سکتا - عالمگیری (۲) اگر خاوند نے بیوی کو حج کی اجازت نہ دی اور اس نے احرام باندھ لیا تو خاوند کو اختیار ہے اسکو بغیر ہدی کے احرام سے باہر کر دے (احرام سے باہر اس طرح کرے کہ کوئی فعل ممنوعات احرام سے اس کے ساتھ کرے مثلاً اسکے ناخن کاٹے) اب اسپر ایک تو احصار کی ہدی لازم ہوگی اور سال آئندہ میں ایک حج اور عمرہ اسکے

بدلہ کرنا ہوگا - فتاویٰ عالمگیری

۱۱- اگر عورت ہے تو عدت میں نہو۔ یہ عدت خاوند کے مرجانیکی وجہ سے ہو یا طلاق بائن یا طلاق رجعی کی وجہ سے ہو۔ شرح طحاوی

۱- اگر راستہ میں خاوند نے طلاق رجعی دی تو عورت کو چاہئے کہ اپنے خاوند سے جدا نہو۔ اور خاوند کے واسطے افضل یہ ہے کہ رجعت کرے۔ اور اگر طلاق بائن دی ہے تو اس کا خاوند اسکے واسطے اجنبی کے حکم میں ہے۔ سراج الوہاج

ب- اگر عدت حج کے راستہ میں کسی شہر میں واقع ہو تو عورت کو چاہئے کہ وہاں سے آگے نہ جائے اگرمکہ وہاں سے تین دن کی مسافت پر ہو یا زیادہ پر۔ فتاویٰ قاضی خاں — ابھی ذکر کیا گیا ہے کہ خاوند یا محرم کے بغیر عورت تین روز سے کم مسافت طے کر سکتی ہے۔

۱۲- امور ذیل مانع نہوں۔ فتاویٰ عالمگیری

ا- بیٹا حج کو نہیں جاسکتا اگر ماں باپ (یا اگر وہ نہوں تو دادا دادی) اس کی خدمت کے محتاج ہوں۔ فتاویٰ قاضی خاں (مقطعات)

ا- ہاں اگر ماں باپ کے ہلاک ہوجانیکا خوف نہو تو حج کے واسطے نکلنے میں مضائقہ نہیں۔ سیر الکبیر

ب- بیوی اور اولاد اور دیگر اہل وعیال جن کا نفقہ اسپر لازم ہے اگر اسکے حج کے جانے سے ناراض ہوں اور ان کے ہلاک ہونیکا خوف نہیں ہے تو حج کو جانے میں مضائقہ نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

ا- مگر وہ لوگ جن کا نفقہ اسپر نہیں ہے۔ اگر وہ اسکے حج کو جانے سے ناراض ہوں اور ان کی ہلاکت کا خوف بھی ہو تب حج کے واسطے نکلنے میں مضائقہ نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

ج- اگر لڑکا خوبصورت ہے اور حج کو جانا چاہتا ہے تو باپ کو اختیار ہے کہ ڈاڑھی نکلنے تک اسکو حج کو جانے سے منع کرے [۹۲]

د- اگر قرضدار ہے تو حج اور جہاد کو جانا مکروہ ہے جبکہ اس کے پاس اس قدر مال نہو کہ اپنے قرضخواہوں کو ادا کرسکے۔ ہاں اگر قرضخواہوں سے اجازت حاصل کرلے تب جاسکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

ا- اگر کوئی ادائے قرض کے واسطے ضامن بنجائے تو اگر قرضدار کی اجازت سے ضامن بنا ہے تب تو قرضخواہ اور ضامن دونوں کی اجازت سے حج کو جائے اگر بلا اجازت قرضدار کے ضامن بنا ہے تو صرف قرضخواہ کی اجازت چاہیے۔ ضامن سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ فتاویٰ قاضی خاں

یاد رہے کہ جملہ شرائط بالا کے واسطے یہ ضروری ہے کہ حج کے موقع پر موجود ہوں ورنہ حج فرض نہوگا۔

ا- اگر حج کے موقع سے پہلے کوئی شخص زاد وراحلہ پر قادر ہوا اور اُسکو اپنے ضروری کاموں میں خرچ کر ڈالا تو اسپر حج لازم نہیں۔

تشریح۔ حج کے موقع سے مطلب یہ ہے کہ ایسا زمانہ ہو کہ جب اس شہر کے لوگ عام طور پر حج کے واسطے جاتے ہوں۔ فتاویٰ عالمگیری

ب- اگر کوئی شخص پہلے مالدار تھا اور پھر فقیر ہوگیا تو اسپر حج فرض بطور قرض کے باقی رہیگا۔ فتح القدیر

ج- اگر شروع سال میں حج کے مہینوں سے پہلے کسی شخص کے پاس سواری اور خرچ خوراک ہو اور ابھی اس کے شہر کے لوگ مکہ کو نہیں جاتے تو اس کو اختیار ہے اس مال کو جہاں چاہے صرف کرے۔ اور جب وہ مال صرف کر چکے اور پھر اس شہر کے لوگ حج کے واسطے نکلیں تو اس پر حج واجب نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

د- جس وقت اُس شہر کے لوگ حج کو جاتے ہوں اُس وقت کسی کے پاس سرمایہ موجود ہو تو اس کو حج کے سوا اور کام میں خرچ کرنا جائز نہیں اور اگر صرف کریگا تو گنہگار ہوگا۔ اسپر حج واجب ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

ر- اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ راستہ کا امن۔ بدن کی سلامتی۔ اور عورت کے واسطے محرم کا موجود ہونا حج کے واجب ہونے کی شرائط ہیں۔ یا ادا کی۔ بعض فقہا کے نزدیک وجوب کی شرائط ہیں۔ اور بعض کے نزدیک ادا کی۔ مگر زیادہ رجحان اس طرف ہے کہ

---

[۹۱] یہ حج اور عمرہ اسکے ذمہ سے جاتا رہیگا جبکہ خاوند نے پھر اجازت دیدی اور اس نے اسی سال حج کر لیا۔ مگر احرام توڑنے کی قربانی ضرور دینی ہوگی۔ ہاں اگر دوسرے سال حج کیا تو ضرور قضا کا حج اور عمرہ دینا ہوگا۔ شرح طحاوی [۹۲] یہ فتاویٰ ابواللیث میں لکھا ہے

یہ شرائط ادا ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی حج کرنے سے پہلے مرجائے تو صورت اول میں اس کو اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کرنی لازم نہیں ہاں صورت دوم میں ضرور لازم ہے۔ نہایہ وفتاوی عالمگیری۔

۶- حج فرض ہونے پر کب کرنا چاہئے اور کتنی مرتبہ

۱- جبکہ حج فرض ہوجائے اسکو فوراً اسی سال کرنا چاہئے ـ ہدایہ وعینی شرح کنز وکفایہ

ا- سنن ابوداؤد میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَعْجَلْ جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہے اُس کو جلدی کرنی چاہئے یعنی جس سال فرض ہوا ہے اُسی سال ادا کرے ـ

ب- امام ابو یوسفؒ وامام اعظمؒ کے نزدیک جبکہ حج کے شرائط پورے ہوں اسی سال حج کرنا چاہئے۔ دوسرے سال پر ملتوی نہ کرنا چاہئے۔ ہدایہ وکفایہ وعینی شرح کنز۔

دلیل - چونکہ حج کی ادائیگی کا سال میں ایک خاص وقت ہے اور موت انسان کے ساتھ ہے ممکن ہے کہ حج کو دوسرے سال پر ملتوی کرنے سے حج سے پیشتر موت آجائے اور حج نہ کرسکے۔ اس واسطے بہتر ہے کہ شرائط پوری ہونے پر فوراً اسی سال حج کرے۔ اس پر بہت علماء کا اتفاق ہے۔ ہدایہ۔ کفایہ۔ مبسوط میں بھی یہی لکھا ہے ـ

ج- اگر حج فرض ہوتے ہی اسی سال کرسکتا ہے۔ تو دوسرے سال پر ملتوی کرنا جائز نہیں۔ فتاوی عالمگیری

د- اگر سال آیندہ پر حج کو ملتوی کیا۔ اور سال آیندہ میں حج ادا کیا تو ادا واقع ہوگا۔ بحرالرائق

ھ- جبکہ حج واجب ہوا اور وہ فوراً حج نہ کرے تو وہ فاسق ہے اور اُسکی گواہی نہ سنی جائے گی۔ اور اگر آخر عمر میں حج کرلیا تو گناہ اس کے ذمہ باقی نہیں رہیگا۔ اور اگر بغیر حج کئے مرگیا تو بالاجماع گنہگار رہوگا ـ فتاویٰ عالمگیری

۲- جبکہ حج فرض ہوجائے اس کو امام محمدؒ وامام شافعیؒ کے نزدیک دیر کرنے میں کچھ حرج نہیں ـ ہدایہ۔ کفایہ۔ عینی شرح کنز

دلیل - (۱) حج تمام عمر میں ایک مرتبہ کرنا فرض ہے تو گویا تمام عمر کے وقت میں کسی وقت حج کرے جیسے کہ نماز اُسکے تمام وقت میں کسی وقت بڑھ لے۔ یہ ضرور نہیں کہ اول ہی وقت پڑھے یا آخر ہی وقت پڑھے لہذا حج میں دیر کرنیکا کچھ حرج نہیں ـ ہدایہ

دلیل (۲) ہجرت سے چھٹے سال حج کے متعلق احکام الٰہی جاری ہوئے تھے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں سال میں حج کیا ہے۔ لہذا دیر میں کچھ حرج نہیں۔ ہدایہ وکفایہ وعینی شرح کنز

دلیل کا جواب۔ ہجرت کے چھٹے سال یہ آیت نازل ہوئی تھی وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ اس سے یہ مطلب نہ تھا کہ حج فرض کیا گیا ہے لہذا وہ آیت کہ فرضیت حج کے متعلق نازل ہوئی تھی یعنی وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔ وہ دسویں ہی سال نازل ہوئی تھی اور جب ہی آپ نے حج کیا ـ ہدایہ

خلاصہ - غرض خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی کو اپنی صحت اور سلامتی کا گمان غالب ہو تو دیر کا مضائقہ نہیں اور اگر بڑھاپے یا کسی مرض کی وجہ سے موت کا گمان غالب ہو تو بالاجماع فوراً اسی سال حج کرے۔ بہتر یہی ہے کہ حج فرض ہوتے ہی اسی سال کرے کیونکہ اگر التوا میں موت آجائے تو گناہگار رہوگا ـ کذا فی عنایہ شرح ہدایہ ـ

۳- حج تمام عمر میں ایک مرتبہ کرنا فرض ہے (یعنی جبکہ شرائط پوری ہوں)۔ ہدایہ وعینی شرح کنز وکفایہ ـ

ا- اقرع بن حابس نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حج ہر سال کرنا فرض ہے یا تمام عمر میں ایک مرتبہ۔ فرمایا کہ ایک بار فرض ہے اور اس سے زیادہ نفل ہے ـ

ب- صحیح مسلم میں ابوہریرہ کی روایت سے جو حدیث آئی ہے اس سے بھی یہی ثابت ہے کہ حج ایک بار فرض ہے۔

۷ - حج فرض ہونے پر خود ادا کرلے یا بذریعہ نائب یا بذریعہ وصیت

(شرائط حج اول قسم کی اور دوسری قسم کی فقرہ ۵ میں لکھی گئی ہیں)

۱ - اگر اول قسم کی شرائط اور دوسری قسم کی شرائط بھی موجود ہوں تو حج بذات خود کرنا واجب ہے - (دیکھو شرائط حج فقرہ ۵)

ا - اگر اول قسم کی تمام شرطیں ایک مرتبہ موجود ہونے کے بعد کوئی ایک شرط کم ہوجائے تو حج اسکے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا۔ کوئی مالدار ہوا اور بعد میں فقیر ہوگیا۔ تو حج اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر بینا نابینا ہوجائے یا تندرست بیمار ہوجائے حج اسکے ذمہ ہے۔ خود حج کرے یا مجبوراً کی صورت میں کسی کو نائب مقرر کرکے اس سے کرادے۔ (دیکھو فقرہ ۱۲۹)

ب - اگر کچھ شرطیں پہلے موجود تھیں اور کسی نے حج کیا اور بعد میں شرطیں پائی گئیں تو دوسری بار اس پر حج فرض نہیں۔ مگر لڑکے نابالغ، دیوانہ اور غلام اور کافر کو دوبارہ کرنا ہوگا۔

تشریح - اگر کسی غلام یا کافر نے پہلے حج کیا تھا تو اب آزاد یا مسلمان ہو پھر کرنا چاہئے۔

۲ - اگر اول قسم کی شرائط اور دوسری قسم کی شرائط بھی موجود ہوں تو حج بذات خود کرنا واجب ہے اور اگر حج نہ کیا اور موت آگئی تو اپنی طرف سے حج کرنے کے واسطے وصیت کرنی ضرور ہے۔

ا - اگر سخت بیمار ہے اور اپنی طرف سے حج کرنے کو کسی کو بھیجے تو جائز نہیں کیونکہ حج اسی پر فرض ہوچکا ہے۔

ب - حج وصیت کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۳۵ - ۱۳۶ -

۳ - اگر اول قسم کی شرائط اور دوسری قسم کی شرائط بھی موجود ہوں اور دوسری قسم کی شرائط میں سے کوئی سی نہ موجود ہو تو اس پر حج اپنی ذات سے کرنا واجب نہیں بلکہ چاہئے کہ کسی کو نائب مقرر کرکے یہ حج کرائے۔ لیکن جو شرط موجود نہیں ہے وہ ایسی ہو کہ مرنے تک غیر موجود ہی رہے۔

ا - ایسے شخص پر بھی موت کے قریب اپنی طرف سے وصیت کرنی ضروری ہے -

ب - بذریعہ نائب حج کرانے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۲۷ لغایۃ ۱۳۸) -

ج - قیدی یا وہ شخص جو بادشاہ سے خائف ہو کہ وہ اسکو حج کرنے سے روکتا ہو تو اسکو اپنی طرف سے حج کرانا واجب نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

۸ - حج فرض ہونے پر حج کو نکلا اور راستہ میں مرگیا

۱ - جو شخص حج کا ارادہ کرکے اپنے گھر سے نکلے اور راستہ میں مرجائے تو اسکا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے۔

ا - ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی حج کے ارادہ سے نکلے اور راستہ میں مرجائے تو لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے واسطے ثواب ایک حج کا قیامت تک۔ اور جو کوئی عمرے کا قصد کرکے نکلے اور راستہ میں مرجائے تو لکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے واسطے ثواب ایک عمرے کا قیامت تک اور کتاب درۃ الاسرار میں اس حدیث کو مرفوعاً اس طور پر لکھا ہے کہ مقرر کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو جو اس کا نائب ہوکر قیامت تک اس کی طرف سے حج کیا کرے۔

ب - عمدۃ الانابہ فی اکن الاجابہ میں اس طرح آیا ہے - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ خَرَجَ یَوْمَ اَهْلَ الْبَیْتِ مِنْ حَاجٍّ اَوْ مُعْتَمِرٍ ذَائِرًا كَانَ مَضْمُونًا عَلَى اللّٰهِ اِنْ رَدَّهٗ رَدَّهٗ بِاَجْرِهٖ وَغَنِيْمَةٍ وَاِنْ قَبَضَ جَعَلَهٗ الْجَنَّةَ - دجو نکلے اس گھر کے

ارادے سے حج یا عمرے کیلئے نکلے۔ تو ذمہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ واپس بھیجے اسکو اجر وکیرا و غنیمت کے ساتھ اور اگر اس کی روح قبض کرے داخل کرے اس کو جنت میں۔)

۲۔ جو شخص حج کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلے اور مکہ کی طرف آتے یا جاتے مرجائے تو اس کے تمام گذشتہ گناہ خدا تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔

ا۔ انس رضی سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مرگیا مکہ کو راستہ میں آتے ہیں یا جاتے میں حق تعالیٰ اس کے پہلے گناہ بخشتا ہے اور اس کے حساب کا دفتر نہیں کھولا جائیگا اور اس کے اعمال نہیں تولے جائیں گے اور وہ داخل ہوگا جنت میں بغیر حساب و عذاب کے۔

ب۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جو کوئی حج یا عمرے کے ارادے سے چلے اور راستہ میں مرجائے تو قیامت کے روز اسکا حساب نہ ہوویگا بلکہ اس سے کہا جائیگا کہ بہشت میں چلا جا۔

۳۔ جو شخص دوران حج میں مرجائے تو امام شافعی کے نزدیک اسکو احرام ہی کے کپڑوں میں دفن کر دیتے ہیں۔

ا۔ دیکھو فقرہ ۳۳۰

فصل دوم ۔ حج کرنیکے مختلف طریق

باب ا

(یعنی عمرہ ۔ حج ۔ قرآن ۔ تمتع مع مناسک)

حج کرنیکے مختلف طریقے ہیں۔ ایک تو عمرہ ہے جسکو حج اصغر (یعنی چھوٹا حج) کہتے ہیں۔ اور جسکو سال میں جب اور جتنی مرتبہ چاہے کرسکتے ہیں سوائے پانچ دن کے جنکا ذکر ذیل میں ہے اور یہ عمرہ امام اعظم کے نزدیک تو سنت ہے لیکن امام شافعی کے نزدیک حج کی طرح یہ بھی فرض ہے۔ اور عمرہ کیا ہے احرام باندھکر طواف اور سعی کرنا ہے۔ دوسرا حج ہے جو خاص شرائط کیساتھ فرض ہوتا ہے (دیکھو فقرہ ۵) اور ۹۔ ذی الحجہ یوم عرفہ کو عرفات پر ادا کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی اسکے دوسرے روز طواف بیت ہوتا ہے۔ تو حج کے صرف دو رکن ہوئے وقوف عرفات اور طواف زیارت۔ تیسرا تمتع ہے اور وہ یہ ہے کہ عمرہ اور حج ماہ ہائے حج میں ادا کئے جائیں مگر اس طرح ان دونوں کو جمع کرنا صرف آفاقی کیواسطے جائز ہے۔ چوتھا قران ہے وہ یہ ہے کہ عمرہ اور حج کو ایک ہی احرام سے جمع کریں۔ وہ بھی صرف آفاقی کیواسطے جائز رکھا گیا ہے۔ ہمارے خیال میں قرآن کیواسطے ضروری نہیں کہ عمرہ اور حج ماہ ہائے حج میں ادا ہوں۔ امام اعظم کے نزدیک سب سے افضل قرآن ہے لیکن امام شافعی کے نزدیک حج مفرد ہی افضل ہے۔ اور امام مالک اور امام احمد بھی (ایک روایت) اسکی تائید کرتے ہیں اور امام احمد کے نزدیک (ایک روایت) تمتع افضل ہے۔ اب رہی یہ بات کہ عمرہ اور حج اور قران اور تمتع ادا کس طرح کرتے ہیں اسکے متعلق دیکھو فقرہ ۱۱-۱۲ - ۱۳ فقرہ ۱۴ میں ہمنے عمرہ اور حج وغیرہ کے مناسک کے شرائط و فرائض و واجبات وغیرہ ایک جگہ جمع کر دئے ہیں کہ بوقت ضرورت کے جگہ جگہ ڈھونڈنے نہ پڑیں۔

۹۔ عمرہ و حج و قرآن و تمتع سے کیا مطلب ہے

(دیکھو فقرہ ۱۱ و ۲۷)

ا۔ عمرہ سے مطلب خانہ کعبہ کی زیارت اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے جو احرام کیساتھ ہو۔ عالمگیری

ا۔ صرف عمرہ کرنے والے کو مفرد بالعمرہ کہتے ہیں۔

۲۔ حج سے مطلب عرفات پر وقوف کرنا اور طواف زیارت کرنا جو احرام کے ساتھ ایک وقت معین پر ہو (از ہدایہ عالمگیری)

اسمرف حج کرنے والے کو مفرد بالحج کہتے ہیں۔

۳۔ قرآن عمرہ و حج کا مجموعہ ہے جو مجموعی احرام سے لگاتار ادا کیا جائے (قران کرنیوالیکو قارن کہتے ہیں)

ا قران کہتے ہیں لبیک کہنے کو عمرہ اور حج کی ایک ہی دفعہ میقات سے ۔ (شرح وقایہ)

ب۔ قارن وہ شخص ہے جو حج اور عمرہ دونوں کے احراموں کو جمع کرے چاہے حج کے مہینوں میں احرام باندھے یا اس سے پہلے، چاہے حج اور عمرہ کا احرام ساتھ باندھے یا حج کا احرام باندھکر عمرہ کا احرام اسی میں ملائے یا عمرہ کا احرام باندھکر حج کا احرام اس میں ملائے پہلی صورتیں درست ہیں اور گنہگار ہوگا عالمگیری

قرآن کے واسطے احرام کب باندھا جاتا ہے اور کس طرح ۔ (دیکھو فقرہ ۔ ۳۷)

۴۔ تمتع عمرہ اور حج کا مجموعہ ہے جو متفرق احرام سے جسمیں فاصلہ دیکر ادا کیا جاتا ہے (تمتع کرنیوالیکو متمتع کہتے ہیں)

ا۔ تمتع اسے کہتے ہیں کہ احرام باندھکر عمرہ کے افعال کرنا حج کے مہینوں میں اور عمرہ سے فارغ ہونیکے بعد وطن جانیسے پہلے احرام کھول کر (یا اگر قربانی ساتھ ہے تو بغیر کھولے) حج بھی کرنا۔ حاشیہ شرح وقایہ

ب۔ تمتع اس واسطے نام رکھا گیا ہے کہ متمتع فائدہ اُٹھا سکتا ہے احرام عمرہ اور احرام حج کے درمیان اُن چیزوں سے جو احرام میں منع ہیں بخلاف قارن کے کہ وہ اگر عمرہ کے بعد کوئی جنایت کریگا تو قربانی دینی ہوگی۔ شرح وقایہ۔

ج۔ متمتع سایق الہدی ایسا ہی ہے جیسے قارن اور ہمارے خیال میں متمتع کا اطلاق معنوں کے لحاظ سے صرف غیر سائق الہدی پر ہو سکتا ہے۔ م

۱۰۔ عمرہ و حج و قران و تمتع میں سے کونسا افضل ہے

۱۔ امام اعظم کے نزدیک سب سے افضل قران ہے پھر تمتع اور پھر افراد[1]۔ ہدایہ

۱۔ ایک روایت کے بموجب افراد افضل ہے تمتع سے۔ ہدایہ کفایہ عینی شرح کنز

۲۔ امام شافعی کے نزدیک سب سے افضل افراد ہے پھر تمتع پھر قران۔ ہدایہ

۳۔ امام مالک کے نزدیک سب سے افضل تمتع ہے پھر قران اور پھر افراد۔ ہدایہ

نزد امام اعظم	نزد امام شافعی (امام مالک و امام احمد بیک روایت)	نزد امام احمد (بیک روایت)
قرآن	حج	تمتع
تمتع	تمتع	حج
حج	قران	قران
عمرہ	عمرہ	عمرہ

(یہ نقشہ عینی شرح کنز وغیرہ سے مرتب کیا گیا ہے اور کچھ ہدایہ سے)

وجوہات (اس امر کے متعلق کہ افراد قران تمتع میں سے کونسا افضل ہے)

۱۔ افراد۔ افراد افضل ہے تمتع سے (نزد امام اعظم بیک روایت) کیونکہ متمتع ان کے نزدیک عمرہ کے ارادہ سے سفر کر کے آتا ہے کیونکہ وہ پہلے تو آتے ہی عمرہ کرتا ہے اور جب اس سے فارغ ہوتا ہے تو احرام کھول ڈالتا ہے تو گویا وہ ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسے اہل مکہ۔ اب جو حج کریگا تو وہ احرام مسجد حرام سے باندھیگا تو گویا جو سفر طے کر کے وہ آیا تھا اس میں اس نے احرام عمرہ کا باندھا اور عمرہ ہی ادا کیا۔ بمقابلہ اس کے مفرد حج کی غرض سے سفر کر کے آتا ہے اور چونکہ حج فرض ہے اور عمرہ سنت تو فرض کی ادائیگی کی غرض سے سفر

[1] افراد کے معنے اکیلا حج کرنا۔

کرنا مقابلہ سنت کی ادائیگی کی غرض سے سفر کرنے سے بہت ہے۔ لہذا افراد تمتع سے افضل ہے — ہدایہ وکفایہ

افراد افضل ہے قران سے (نزد شافعیؒ) ایک وجہ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ القران رخصۃ۔ یعنی قران رخصت ہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک رخصت سے یہ مطلب ہے کہ اجازت دی گئی ہے یعنی زمانہ جاہلیت میں کفار کہتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سخت گناہ ہے اور اس حدیث سے اہل جاہلیت کے قول کی نفی کی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے عمرہ کو کرنیکی اجازت بھی ماہ ہائے حج میں دیکر غربا کو اجازت دی کہ بار بار سفر کی تکلیف سے بچنے کے لئے عمرہ اور حج ایک ہی موقع پر کریں ورنہ قران بھی عزیمت ہے (ہدایہ۔ کفایہ۔ عینی شرح کنز)

۲۔ قران۔ قران افضل ہے تمتع سے اور افراد سے (نزد امام اعظمؒ)۔ دلیل پیش کی گئی ہے کہ طبرانی نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یَا آلَ مُحَمَّدٍ اَھِلُّوْا بِحَجَّۃٍ وَعُمْرَۃٍ مَعًا۔ (اے آل محمد بلند کرو اپنی آوازیں لبیک کہکر واسطے حج اور عمرہ کے ملاکر) دوم۔ قران میں دو عبادتیں جمع ہوجاتی ہیں ایک عمرہ دوسرے حج۔ پس قران ایسا ہے جیسے روزہ بھی رکھا اور اعتکاف بھی کیا۔ یا ایسا سمجھو جیسے کوئی شخص جہاد میں سرحد اسلام کی نگہبانی کرے اور ساتھ ہی نماز تہجد بھی پڑھ لیا کرے۔ ہدایہ وکفایہ

۳۔ تمتع۔ تمتع افضل ہے افراد سے (بموجب ظاہر روایت) کیونکہ اسمین قران کی طرح دو عبادتین جمع ہوجاتی ہین۔ یعنی حج اور عمرہ۔ اور قران تو افضل مانا ہی گیا ہے۔ دوسری یہ بات کہ اسمین ایک نسک بمقابلہ افراد کے زیادہ ہے۔ یعنی قربانی۔ اور یہ جو کہین کہ متمتع تو عمرہ کے واسطے سفر طے کرکے آتا ہے اور پھر حج بھی کرلیتا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ دراصل حج کی غرض سے سفر کرکے آتا ہے اور عمرہ تو اسکی ذیل مین کرلیتا ہے کیونکہ عمرہ تو حج کے تابع ہے۔ یہ تو ایسی بات ہے جیسے کوئی شخص نماز جمعہ کے واسطے کوشش کرکے آئے (اور یہ کوشش نماز جمعہ کے واسطے واجب ہے) اور آتے ہی سنتین پڑھنے لگے۔ تو اسکے یہ معنی نہین ہونگے کہ وہ سنتین پڑھنے کی غرض سے کوشش کرکے آیا۔ بلکہ سنتین نماز جمعہ کے تابع ہین اور اسکی اصل کوشش نماز جمعہ مین شامل ہونے کی تھی۔ اسکی ذیل مین سنتین بھی پڑھ لین۔ ہدایہ۔ تمتع افضل ہے قران سے (نزد مالکؒ) کیونکہ تمتع کا ذکر کلام مجید مین آیا ہے جیسا کہ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ اور قران کا نہین آیا امام اعظمؒ اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ جیسا کہ تمتع کا ذکر قران مین آیا ہے قران کا ذکر بھی قرآن مین آیا ہے وہ یہ ہے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ۔ یعنی احرام باندھو دونو کا لہٰذا قران افضل ہے — کفایہ عینی شرح کنز۔

۱۱۔ عمرہ اور حج اور قران اور تمتع کس طرح ادا کئے جاتے ہیں

(عمرہ و حج و قران و تمتع سے کیا مطلب ہے اور انمین کونسا افضل ہے دیکھو نقرہ ۹ و ۱۰)

۱۔ عمرہ۔ افاقی کو چاہئے میقات سے (اور مکی زمین حل سے) احرام باندھکر کعبہ کے گرد طواف کرے اور اسکے بعد صفا و مروہ کی سعی کرے اور اسکے بعد حلق یا قصر کرکے احرام کھولدے۔ ہدایہ وکفایہ

۱۔ احرام کس طرح باندھتے ہیں — دیکھو نقرہ ۲۵ لغایت ۴۰ —

۲۔ عمرہ میں طواف قدوم نہیں ہے۔ بجائے طواف قدوم کے طواف عمرہ ہے — دیکھو نقرہ ۵۱ —

۳۔ طواف عمرہ میں تلبیہ موقوف کرے شروع طواف پر۔ لیکن امام مالکؒ کے نزدیک خانہ کعبہ پر نگاہ پڑتے ہی تلبیہ موقوف کرے۔ دیکھو نقرہ ۵۱

۴۔ عمرہ میں طواف صدر نہیں ہے۔ لیکن امام حسنؒ کے نزدیک وطن جانیکے موقع پر معتمر کے ذمہ طواف صدر ہے — دیکھو نقرہ ۱۲۱

۲۔ حج۔ افاقی کو چاہئے میقات سے (اور مکی جوف مکہ سے) احرام باندھکر خانہ کعبہ کے گرد طواف قدوم کرے اسکے بعد صفا و مروہ کی سعی کرے

ـــہ ایسی حدیث طبرانی کی مدیثین ہی بحر سلہ جو حکم الٰہی کہ لوگون کے عذرون پر مبنی ہو اسکو رخصت کہتے ہین۔ اور اسکے مقابلے مین عزیمت ہے یعنی وہ حکم الٰہی جو لوگون کے عذروں پر مبنی نہو۔

اسکے بعد وقوف عرفات کرے پھر وقوف مزدلفہ پھر رمی جمرہ عقبہ۔ پھر حلق یا قصر پھر طواف زیارت پھر رمی جمار پھر طواف وداع (اگر غیر اہل مکہ ہے) کرے۔

ہدایہ وکفایہ

۱- احرام باندھنا۔ اسکے مسائل کے متعلق دیکھو فقرہ ۲۵ سے ۴۴ تک

۲- طواف قدوم غیر اہل مکہ کے واسطے نہیں ہے۔ طواف قدوم کہ تحیۃ المسجد ہے مکہ میں داخل ہونے پر ادا کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے غیر اہل مکہ کے واسطے ضروری نہیں ہے۔ کفایہ دیکھو فقرہ ۵۵

۳- اگر طواف قدوم میں رمل کرے تو سعی صفا و مروہ بھی کرے اور اگر طواف قدوم ہی نہ کرے یا اس میں رمل نہ کرے تو طواف زیارت میں رمل کرے اور سعی بھی جب ہی کرے۔ دیکھو فقرہ ۵۱ مسئلہ ۵۔

۴- وقوف عرفات وقوف مزدلفہ۔ رمی جمار وغیرہ کے متعلق دیکھو فقرہ ۷ سے ۱۳۶ تک۔

۳- تمتع- دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جو میقات سے قربانی ساتھ لیکر چلے۔ دوسرا وہ جو قربانی ساتھ نہ لے۔ ہر دو قسم کے متمع ماہ ہائے حج میں پہلے میقات سے عمرہ کا احرام باندھکر عمرہ کے تمام افعال صرف عمرہ کرنیوالے کی طرح کرینگے۔ اور جسکے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ عمرہ سے فارغ ہو کر احرام کھولکر حج کے دنوں کا منتظر رہیگا اور حاجی مفرد کی طرح حج کے وقت پر تمام افعال حج کے کریگا۔ اور جو قربانی ساتھ لایا ہے وہ عمرہ کرنیکے بعد سر نہیں منڈوائیگا بلکہ عمرہ کے احرام میں ہی رہیگا اور حج کے دنوں میں تجدید احرام کے بعد حج کے افعال اسی طرح کریگا جس طرح حاجی مفرد کرتا ہے۔

۱- تمتع میں پہلے عمرہ اور پھر حج کرتے ہیں۔ عمرہ کے افعال حج کے افعال سے پہلے اس وجہ سے ادا کئے جاتے ہیں کہ قرآن شریف میں آیا ہے فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ- یعنی عمرہ کا ذکر پہلے آیا ہے اور حج کا بعد میں۔ چنانچہ اسی طرح قرآن میں کیا جاتا ہے۔ کیونکہ تمتع اور قرآن تقریباً ایک ہی ہیں۔

۲- اگر حج کے احرام باندھنے پر ایک طواف معہ رمل کرے اور سعی بھی تو اسکو لازم نہیں کہ طواف زیارت میں رمل کرے اور بعد میں سعی۔ کفایہ عالمگیری فقرہ ۱ مسئلہ

۳- عمرہ سے فارغ ہونے پر سر منڈوائے یا نہ منڈوائے اگر ہدی ساتھ لایا ہے تو عمرہ کے بعد سر نہ منڈوائے یہانتک کہ تجدید احرام کرلے اور اگر ہدی ساتھ نہیں لیگیا ہے تو عمرہ کے بعد احرام کھول کر مقیم رہے۔ از کفایہ۔ دیکھو فقرہ ۶۴

۴- عمرہ کے بعد حج کا منتظر رہے۔ عمرہ کے بعد احرام اتار کر (یا احرام میں) حج کا منتظر رہے۔ فتاویٰ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۶۴)

۵- حج کا احرام باندھنا۔ آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام مسجد حرام سے یا حرم کی کسی جگہ سے باندھے ہدایہ + عمرہ اور تمتع میں میقات سے احرام باندھنا شرط نہیں ہے یہانتک کہ اگر اپنے گھر سے یا کہیں اور سے احرام باندھا تو متمتع ہو جائیگا۔ فتاویٰ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۶۸)

۴- قران- میقات سے عمرہ اور حج کا احرام باندھکر پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے اور اسکے بعد اسی احرام سے حج کے افعال ادا کرے یہ قران ہے

۱- قران میں پہلے عمرہ اور پھر حج کیا جاتا ہے۔ اسکے متعلق ابھی تمتع کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے۔ احرام کے متعلق دیکھو فقرہ ۵۱ مسئلہ ۷۔

۲- عمرہ کرنیکے بعد احرام نہ کھولے- عمرہ کے افعال کرنیکے بعد سر نہ منڈوائے۔ بلکہ اسی احرام سے حج کے افعال شروع کرے۔ کفایہ۔ دیکھو فقرہ ۶۴

۳- طواف عمرہ اور طواف حج ساتھ کرنے اور دو سعی کرنی۔ اگر یہ دونوں طواف پہلے ہی سے ساتھ ملا کر کرلے یا دونوں سعی ساتھ کریں تو یہ کر سکتا ہے لیکن ایسا کرنیوالا گنہگار رہوگا مگر اسکی جزا میں قربانی نہیں دینی ہوگی۔ کیونکہ طواف التحیۃ سنت ہے۔ از کفایہ

۴- قران کی ہدی کو عرفات میں لیجانا واجب نہیں۔ ہاں اگر قران کی ہدی کو عرفات میں لیجائے تو بہتر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

۵- قربانی۔ جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد قربانی کرے اور یہ قربانی مناسک حج سے ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

۶- احرام کھولنا۔ امام اعظم کے نزدیک سر منڈانے سے احرام کھولا جاتا ہے (جیسا حج میں) نہ قربانی سے۔ از کفایہ (دیکھو فقرہ ۱۰۲)

۷- قارن سیدھا عرفات گیا۔ اگر قارن مکہ میں داخل نہوا اور سیدھا عرفات چلا گیا تو دم قران اس سے ساقط ہوا کیونکہ عمرہ اس سے ترک ہوا۔ اور اسکی جزا میں قربانی دینی ہوگی۔ اور اس عمرہ کی قضا بھی واجب ہے۔ از کفایہ (دیکھو فقرہ ۷۰)

نقشہ مناسک

١٢۔ ہر قسم کے حج کو ادا کرنے کے طریق بذریعہ نقشہ

١۔ مناسک کی تفصیل کے واسطے دیکھو فقرہ ١١

٢۔ عمرہ و حج اور تمتع اور قران کے متعلق مفصل احکام کے واسطے دیکھو باب سوم۔

حج و عمرہ و تمتع و قران کے جملہ مناسک اس نقشہ میں درج ہیں۔ اور حاجی کو چاہیئے کہ حج کے وقت یہ نقشہ ساتھ رکھیں تاکہ ادائیگی مناسک میں غلطی نہ ہونے پائے۔ جن مناسک پر لکیریں کھینچ دی گئی ہیں وہ ادا نہیں کئے جائینگے

نمبر	عمرہ	حج	تمتع (جبکہ قربانی ساتھ نہ ہو)	تمتع (جبکہ قربانی ساتھ ہو)	قران
١	احرام عمرہ — شرط	احرام حج — شرط	احرام عمرہ — شرط	احرام عمرہ — شرط	احرام حج و عمرہ — شرط
٢	طواف مع رمل — رکن	طواف قدوم — سنت	طواف مع رمل — رکن	طواف مع رمل — رکن	طواف مع رمل — رکن
٣	سعی — واجب	—	سعی — واجب	سعی — واجب	سعی — واجب
٤	سر منڈوانا — شرط	—	سر منڈوانا	—	—
٥		—	دوبارہ احرام	تجدید احرام	—
٦		—	—	—	طواف قدوم
٧		—	—	—	سعی
٨		وقوف عرفات — رکن	وقوف عرفات — رکن	وقوف عرفات — رکن	وقوف عرفات — رکن
٩		وقوف مزدلفہ — واجب	وقوف مزدلفہ — واجب	وقوف مزدلفہ — واجب	وقوف مزدلفہ — واجب
١٠		رمی جمرہ عقبہ — واجب	رمی جمرہ عقبہ — واجب	رمی جمرہ عقبہ — واجب	رمی جمرہ عقبہ — واجب
١١		قربانی — اختیاری	قربانی — واجب	قربانی — واجب	قربانی — واجب
١٢		سر منڈانا اور احرام اتارنا — واجب	سر منڈانا اور احرام اتارنا — واجب	سر منڈانا اور احرام اتارنا — واجب	سر منڈانا اور احرام اتارنا — واجب
١٣		طواف زیارت — رکن	طواف زیارت — رکن	طواف زیارت — رکن	طواف زیارت — رکن
١٤		—	سعی — واجب	سعی — واجب	—
١٥		رمی جمار — واجب	رمی جمار — واجب	رمی جمار — واجب	رمی جمار — واجب
١٦		طواف الوداع — واجب	طواف الوداع — واجب	طواف الوداع — واجب	طواف الوداع — واجب

٢۔ حج۔ طواف قدوم۔ امام مالک کے نزدیک واجب ہے۔

٢۔ قران۔ قارن طواف کے چار چکر سے پہلے بھی حج کا احرام باندھ سکتا ہے۔ یعنی اگر پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا تو اب اس وقت اس احرام کو قران کا احرام کر سکتا ہے۔ اسکے بعد نہیں۔

٣۔ حج۔ ہمنے سعی موقع ٣ پر نہیں لکھی ہے کیونکہ افضل یہی ہے کہ طواف زیارت کے ساتھ (یعنی موقع ١٣ پر) سعی کرے کہ فرض کے ساتھ سعی ادا ہو مگر اس صورت میں طواف زیارت کے ساتھ اضطباع اور رمل بھی کرنا ہوگا۔ اگر سعی مثل تمتع ٣ پر کرے تو جائز ہے اور اکثر لوگ اسی موقع پر ہی کرتے ہیں۔

٤۔ تمتع۔ جبکہ متمتع کے ساتھ قربانی ہے تو اسکو سر منڈوا کر احرام کھولنا جائز نہیں ہے جب تک کہ قربانی نہ ہو لے۔ اسلئے حج کے واسطے اسکو تجدید احرام کرنا چاہیئے یعنی دوسری مرتبہ حج کی نیت احرام میں۔

٦۔ قران۔ درمختار میں لکھا ہے کہ حج کرنا متمتع طواف القدوم وسعی بعد، ابن شامی۔ پھر حج کر کے حج کرتے ہیں پس طواف قدوم کرے اور اگر چاہے تو اسکے بعد سعی بھی کرے۔ طواف قدوم متمتع کے واسطے مسنون نہیں ہے۔

١٦۔ طواف الوداع۔ صرف میقاتی [illegible] کے لئے واجب ہے۔

۱۳- عمرہ و حج کسکو کرنا چاہئے اور تمتع و قران کسکو

(عمرہ حج و قران و تمتع کے ادا کرنیکے اوقات کے متعلق دیکھو فقرہ-۱۵)

۱- عمرہ اور حج اہل مکہ و غیر اہل مکہ سب کے واسطے ہے — از ہدایہ و عالمگیری

ا- دیکھو فقرہ ۹ و ۱۱- ب- حج اور عمرہ علیحدہ علیحدہ سب کر سکتے ہیں چاہے حدود میقات کے اندر رہتے ہوں یا باہر-

۲- تمتع اور قران صرف غیر اہل مکہ کے واسطے ہے- نزد علماء حنفیہ برخلاف علماء شافعی- ہدایہ

دلیل- (علماء حنفیہ) قرآن شریف میں آیا ہے ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (یہ اُن لوگوں کے واسطے ہے جنکے اہل حاضر نہوں مسجد حرام میں یعنی تمتع اور قران ان لوگوں کے واسطے جائز کیا گیا ہے جو مکہ و نواح میں سکونت نہیں رکھتے) کیونکہ تمتع و قران اس وجہ سے مشروع کیا گیا ہے کہ ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج ادا کر سکے اور عمرہ اور حج کے واسطے علیحدہ علیحدہ سفر کر کے نہ آنا پڑے- اور سفر کر کے آنا آفاقی کو ہی ہوتا ہے لہذا اسی کے واسطے یہ کیا گیا ہے — ہدایہ-

ا- اہل مکہ کے حکم میں میقات کے حدود کے اندر رہنے والے بھی داخل ہیں- اور انکو بھی تمتع اور قران کرنا مشروع نہیں ہے- ہدایہ- عالمگیری

ب- ذیل کی صورتوں میں اہل مکہ متمتع ہو سکتا ہے اور نہیں ہو سکتا-

اگر مکی کوفہ جائے اور وہاں سے واپسی پر

۱- تمتع کرے تو اسکو اجازت ہے کیونکہ وہ بمنزلہ آفاقی کے ہو گیا اور آفاقی کی ہی طرح میقات سے احرام باندھے گا — ہدایہ

۲- تمتع کے واسطے عمرہ کرے اور قربانی ہانک کر لے چلے اور احرام کھولنے پر وطن جائے تو متمتع نہیں ہے — ہدایہ

۳- 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 نہ لے چلے 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 — ہدایہ[51]

۴- عمرہ کرے حج کے مہینوں سے پہلے اور احرام اتار دے پھر مکہ میں مقیم ہو جائے پھر ایک عمرہ اور حج کرے ماہ ہائے حج میں تو متمتع نہیں ہے- عالمگیری

۵- 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 {پھر مکہ سے چلا جائے اور حج کے مہینوں سے پہلے میقات سے باہر ہو جائے} 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 متمتع ہے 〃

۶- 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 {پھر مکہ سے چلا جائے اور حج کے مہینوں میں میقات سے باہر ہو جائے} 〃 〃 〃 〃 〃 〃 متمتع نہیں ہے[52] 〃

۷- 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 {پھر مکہ سے چلا جائے اور حج کے مہینوں میں میقات سے باہر ہو جائے اور اپنے اہل و عیال میں چلا جائے} 〃 〃 〃 〃 〃 متمتع ہے[53] 〃

ج- ذیل کی صورتوں میں غیر اہل مکہ متمتع نہیں ہو سکتا اور ہو سکتا ہے-

۱- اگر کسی کوفی نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور پھر مکہ میں یا بصرہ میں سکونت اختیار کر لی اور اسی سال میں حج کیا تو وہ متمتع ہوگا[54]- عالمگیری

۲- اگر کسی کوفی نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور پھر اُسکو فاسد کر دیا اور اسی سال میں حج کیا تو متمتع نہ ہوگا- عالمگیری

---

۵۱ تشریح- کیونکہ اب واپس جانا اسپر واجب نہیں- واپسی سے یہ مطلب ہے کہ اپنے وطن سے حرم کو جانا یا مکہ کو جانا اور یہ مکی کے واسطے ممکن نہیں ہے کیونکہ وہ حرم میں یا مکہ میں موجود ہے- پس اس کا المام اپنے اہل سے صحیح ہے- اور یہ باوجود سوق ہدی کے متمتع نہوا- ہدایہ-

۵۲ تشریح- صاحبین کے نزدیک میقات سے باہر جائے چاہے اہل و عیال میں اور چاہے کہیں اور دونوں صورتوں میں متمتع ہے- برخلاف امام اعظم رح- عالمگیری-

۵۳ تشریح- وجہ یہ ہے کہ اس کا سفر اول بعمرہ جانے سے تمام نہیں ہوا- گویا وہ ایسا ہی ہے کہ ابھی میقات سے باہر نہیں ہوا- برخلاف صاحبین- شرح وقایہ-

۳- اگر کسی کوفی نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور اسکو فاسد کردیا اور فاسد عمرہ کی قضا کی اور اسی سال میں حج کیا تو متمتع نہ ہوگا۔ عالمگیری

نمبر		صورت	حکم
۴-	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	اور فاسد عمرہ کی قضا کی اس طرح کہ میقات پر آکر پھر احرام باندھکر گیا[1]	〃 〃 〃 متمتع ہوگا۔ عالمگیری
۵-	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	اور فاسد عمرہ کی قضا کی اس طرح کہ پہلے ایسی جگہ جا ٹھیرا جہاں کے لوگ تمتع اور قران کرسکتے ہیں اور پھر احرام باندھکر آیا[1]	〃 〃 〃 متمتع نہوگا۔ عالمگیری (نزد ابو حنیفہ)
۶-	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	اور فاسد عمرہ کی قضا کی اس طرح کہ اپنے وطن چلا گیا اور پھر احرام باندھکر آیا	〃 〃 〃 متمتع ہوگا۔ قاضیخاں
۷-	〃 〃 حج کے مہینوں سے پہلے 〃 〃 〃	اور میقات کے اندر رہا	اور قضاء عمرہ اور حج ماہائے حج میں کیا تو متمتع ہوگا۔ عالمگیری (بالاجماع)
۸-	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	اور ایسی جگہ ٹھیرا جہاں کے لوگ تمتع اور قران کرسکتے ہیں اور پھر مکہ آیا شروع شوال سے پہلے[2]	〃 〃 〃 متمتع ہوگا۔ عالمگیری
۹-	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	اور ایسی جگہ ٹھیرا جہاں کے لوگ تمتع اور قران کرسکتے ہیں اور مکہ آیا شوال شروع ہونے پر[3]	〃 〃 〃 تمتع نہوگا۔ عالمگیری

د- تمتع کے متعلق اور صورتیں نقرہ ۱۱ و ۲۷ میں ملینگی۔

۱۳- اگر مکی کوفہ جائے اور وہاں سے واپسی پر قران کرے تو اس کو جائز ہے۔ کیونکہ وہ بمنزلہ افاقی کے ہوگیا اور افاقی ہی کی طرح میقات سے احرام باندھیگا۔ ہدایہ و عالمگیری۔

---

[1] قنشی بحر۔ صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں جبکہ وہ میقات سے باہر ہے تو چاہے وطن جائے یا نہ جائے تمتع کرسکتا ہے لیکن امام اعظم رح کے نزدیک تمتع جب ہی کرسکیگا جب وہ اپنے وطن ہو آئے۔ شرح طحاوی۔

[2] امام ابو حنیفہ کے نزدیک شوال کا چاند میقات سے باہر دیکھے اور جب حج کے مہینے شروع ہوں تو تمتع کی اہلیت رکھتا ہو۔

[3] امام ابو حنیفہ کے نزدیک شوال کا چاند میقات کے اندر دیکھے اور جب حج کے مہینے شروع ہوں تو تمتع کی اہلیت نہ رکھتا ہو۔

۱۴ جملہ مناسک کی شرائط و فرائض واجبات وغیرہ

۱ ۔ حج

شرائط ۔ شرائط کے واسطے دیکھو نقرہ ۵

شرائط صحت حج ۔ ۱۔ احرام۔ بغیر احرام کوئی فعل حج کا صحیح نہیں۔

۲۔ زماں۔ کہ کوئی رکن بغیر اسکے وقت کے صحیح نہ ہوگا (اور کل ارکان ماہ حج میں ادا ہوں)

۳۔ مکان۔ یعنی مسجد حرام طواف کے واسطے اور صفا و مروہ کے سعی کے واسطے عرفات وقوف کے واسطے وغیرہ

فرائض ۔ ۱۔ احرام باندھنا (اور یہ شرط بھی ہے)۔

۲۔ عرفات میں وقوف ۔

۳۔ طواف زیارت (بقدر چار چکر)

واجبات ۔ ۱۔ احرام باندھنا میقات سے ۔

۲۔ سعی کرنا درمیان صفا و مروہ کے ۔

۳۔ زوال سے آفتاب ڈوبنے کے تھوڑی دیر بعد تک وقوف عرفات کرنا

۴۔ وقوف مزدلفہ ۔

۵۔ سر مونڈوانا ۔

۶۔ رمی جمار ۔

۷۔ طواف وداع (بر غیر اہل مکہ)۔

۸۔ طواف زیارت ایام نحر میں کرنا ۔

۹۔ رمی جمار کو ذبح پر مقدم کرنا۔ (قارن اور متمتع کو)

۱۰۔ ذبح کرنا ہدی کا قارن اور متمتع کو ۔

۱۱۔ ہدی کے ذبح کو مقدم کرنا حلق پر قارن اور متمتع کو ۔

۱۲۔ ذبح کرنا ہدی کو ایام نحر میں (قارن اور متمتع کو)۔

سنن ۔ ۱۔ طواف قدوم (آفاقی پر ہے جو مفرد حج ہو یا قارن پر نہ مکی پر اور نہ مفرد عمرہ پر اور نہ متمتع پر)۔

۲۔ خطبہ پڑھنا امام کا ساتویں کو مکہ میں۔ نویں کو بعد زوال کے عرفات میں مسجد نمرہ میں گیارہویں کو منا میں۔

۳۔ مکہ سے منا کی طرف آٹھویں تاریخ بعد نماز فجر حج کی غرض سے نکلنا۔

۴۔ پانچ نمازیں منا میں پڑھنا یعنی آٹھویں کو ظہر و عصر و مغرب و عشاء اور صبح ہی صبح کی نماز۔

۵۔ عرفہ کی اکثر شب منا میں رہنا ۔

۶۔ منا سے عرفات جانا عرفہ کے روز طلوع آفتاب کے بعد۔

۷۔ منا سے مکہ واپس آتے ہوئے ابطح (یعنی محصب) میں ذرا ٹھیرنا اگرچہ ایک ساعت ہو۔

مستحبات ۔ ۱۔ مفرد حج کو ایک قربانی کرنی ۔

۲۔ غسل کرنا مکہ میں داخل ہونے کے وقت (آفاقی کو)۔

۳۔ غسل کرنا مزدلفہ میں جانے کو (مکی اور آفاقی کو)۔

مکروہات اور ممنوعات اور مفسدات } دیکھو باب نجم ۔ اور دیکھو نقرہ ۳۹ ۔

۲ ۔ عمرہ

شرائط صحت ۔ ۱۔ احرام۔ بغیر احرام کے کوئی فعل عمرہ کا صحیح نہیں۔

۲۔ زماں۔ کوئی رکن بغیر اسکے وقت کے صحیح نہیں ہوگا ۔

۳۔ مکان یعنی مسجد حرام طواف کے واسطے اور صفا و مروہ سعی کے واسطے۔

رکن یا فرض ۔ ۱۔ طواف بقدر چار چکر ۔

واجبات ۔ ۱۔ طواف کے تین چکر کرنا (کل سات چکر ہوتے ہیں تو اور چار واجب ہیں)

۲۔ سعی کرنا ۔

۳۔ حلق یا قصر کرنا ۔ (یعنے سر منڈوانا یا بال کتروانے)۔

سنن و مستحبات و مکروہات و ممنوعات } دیکھو ان واجبات کے مکروہات ممنوعات وغیرہ کو ذیل میں۔

۳ ۔ احرام

فرائض ۔ ۱۔ نیت دل میں کرنا (احرام حج یا عمرہ یا تمتع یا قران) کے واسطے جیسی صورت ہو۔ } بغیر ترک احرام صحیح نہیں ہوگا

۲۔ تلبیہ کہنا (یا سوق ہدی کرنا)۔

واجبات ۔ ۱۔ میقات پر سے یا اسکی مقابل کی جگہ سے احرام باندھنا } واجبات کے ترک سے دم یا جزا لازم ہوگی

۲۔ ممنوعات احرام سے بچنا۔

سنن ۔ ۱۔ حج کے مہینوں میں حج کا احرام باندھنا۔

۲۔ اپنے شہر کے میقات کے پاس سے احرام باندھنا۔

۳۔ احرام کے واسطے غسل یا وضو کرنا (حائض و نفسا کو بھی اور نابالغ کو بھی)۔

۴۔ بدن کو خوشبودار مصالحے سے دہونا غسل کے وقت ۔
۵۔ تہمد اور چادر پہننا ۔
۶۔ نماز دو رکعت پڑھنی احرام کے وقت سوائے وقت مکروہ کے ۔
۷۔ تلبیہ کہنی خاص الفاظ ماثورہ میں نہ کم و بیش کرکے (دیکھو فقرہ ۳۶)
۸۔ تلبیہ جب کہنی تو تین بار کہنی ۔
۹۔ تلبیہ بآواز بلند کہنی مرد کو (سوائے اندرون مسجد حرام کے) ۔

مستحبات ۔۔۔ ۱۔ میقات سے پہلے احرام باندہنا آفاقی کو (بشرطیکہ احرام کے ممنوعات سے بچ سکے) ۔
۲۔ احرام باندہنے سے پہلے صحبت کرنی (بشرط ضرورت) ۔
۳۔ ضروری بال اور ناخن دور کرنے (غسل احرام کے وقت) ۔
۴۔ غسل کرنا بہ نیت احرام ۔
۵۔ تہمد اور چادر سفید باندہنی (دہلے ہوئے ہوں یا نئے) ۔
۶۔ دو رکعت نماز کے بعد جانماز ہی پر حج یا عمرہ وغیرہ کی نیت کرنی ۔
۷۔ نیت زبان سے کہنی (بعد اسکے کہ دل سے کہہ چکا ہو) ۔
۸۔ فرض حج کی نیت کرنی حج کی نیت کرتے وقت (اگرچہ بغیر ہو)
۹۔ احرام باندہتے وقت پہلے ہی بار تلبیہ میں ذکر کرنا حج یا قرآن کا ۔ چنانچہ کہے لبیک بحجۃ یا لبیک بعمرۃ یا لبیک بحجۃ وعمرۃ) ۔
۱۰۔ تلبیہ کے بعد درود شریف پڑہنا ۔ (افضل درود شریف وہ ہے جو تشہد میں پڑھا جاتا ہے ۔ یعنی نماز میں) ۔
۱۱۔ دعائیں ماثورہ پڑہنی (لیکن درود شریف اور دعائیں ہلکی آواز سے پڑہنی) ۔
۱۲۔ تلبیہ کثرت سے کہنا (دیکھو فقرہ ۳۷) ۔
۱۳۔ تلبیہ کہنا جبکہ کوئی چیز اچھی معلوم ہو اسکے بعد یہ کہے اَللّٰھُمَّ لاعیشَ اِلَّا عیشُ الآخرۃ ۔
۱۴۔ تلبیہ کے درمیان سلام وکلام نہ کرنا نہ کچھ کھانا پینا ۔
۱۵ تلبیہ کہتے ہوئے شخص کو سلام نہ کرنا ۔

محرمات ۔۔۔ ۱۔ احرام کے واجبات کو ترک کرنا ۔
۲۔ احرام کے ممنوعات کو عمل میں لانا ۔

مکروہات ۔۔ ۱۔ احرام کی سنتوں کو ترک کرنا ۔

مفسدات و ممنوعات } ۔۔ دیکھو باب پنجم ۔

مباحات ۔ ۱۔ غسل کرنا خالص پانی سے چاہے گرم ہو مگر خوشبو اس میں نہ ملی ہو ۔
۲۔ پانی میں غوطہ مارنا غسل کے واسطے ۔
۳۔ بدن کو نہ ملے اور میل دور نہ کرے ۔
۴۔ کپڑے دہونا طہارت کے واسطے (نہ جوئیں مارنے کے واسطے)
۵۔ کمر میں ہتیار باندہنا ۔
۶۔ کمر میں ہمیانی باندہنا
۷۔ کمر پر پٹکا باندہنا ۔
۸۔ چھتری لگانا یا اور طرح سے سر کو سایہ میں کرنا کہ سایہ کرنے والی چیز سر کو نہ لگے
۹۔ سر پر ہاتھ رکھنا اپنا ہو یا غیر کا ۔
۱۰، ۱۱ } سر پر دیگ اٹھانا یا بوری یا طباق یا تختہ یا اسی طرح کی کوئی چیز نہ کپڑے کی گٹھری اٹھانا کہ یہ مکروہ ہے
۱۲۔ تکیہ پر سر اور رخسارہ رکھنا ۔
۱۳۔ سرمہ لگانا (جسمیں خوشبو نہ ہو) بقصد سنت ۔
۱۴۔ آئینہ دیکھنا ۔
۱۵۔ مسواک کرنا ۔
۱۶۔ دانت کو جڑ سے اکھاڑنا ۔
۱۷۔ لٹکا ہوا ناخن علیحدہ کرنا ۔
۱۸۔ فصد کھولنا اور سینگی لگانا (مگر بال نہ مونڈے) ۔
۱۹۔ کھجلانا بدن کا اس طرح پر کہ بال نہ جھڑیں اگر خون نکلے تو مضائقہ نہیں ۔
۲۰ زخم کو شگاف لگانا ۔
۲۱۔ ختنہ کرنا ۔
۲۲۔ ٹوٹے عضو پر پٹی باندہنا ۔
۲۳۔ کپڑا اوڑہنا منہ اور سر کے سوا (خواہ سفید ہو خواہ رنگا ہوا ہو) ۔
۲۴۔ دونو کانوں اور گردن اور ٹھوڑی کے نیچے کی ڈاڑہی ڈہانکنا ۔
۲۵۔ اور بدن کو ڈہانکنا سوائے سر اور منہ کے ۔
۲۶۔ جوتی کا پہننا جو ٹخنوں سے نیچی ہو ۔
۲۷۔ شکار کے گوشت کو کھانا (بشرطیکہ غیر محرم نے بغیر مدد محرم کے غیر حرم میں شکار کرکے ذبح کیا ہو) ۔
۲۸۔ اس کھانے کا کھانا کہ جسمیں خوشبو کی چیزیں ڈالکر پکائی ہوں مثلاً زعفران لونگ دارچینی وغیرہ ۔
۲۹۔ مچھلی کا شکار کرنا ۔
۳۰۔ گائے بکری اونٹ مرغی کا ذبح کرنا ۔

۴۱۔ کوا چیل بچھو سانپ اور کتا کاٹنے والا انکو مارنا[51]

۴۲۔ گھاس کا اکھاڑنا یا کاٹنا زمین حرم سے (گھاس یا درخت خشک ہو یا تر)۔

۴۳۔ شعر پڑھنا یا بنانا کہ جسمیں ممنوعہ مضمون نہو۔

۴۴۔ نکاح اپنا کرنا }[52]
۴۵۔ نکاح کسی کا کرنا }

۴۶۔ عطار کی دکان میں بیٹھنا اگر خوشبو سونگھنے کا ارادہ نہو۔

۴۔ طواف

اقسام طواف۔ طواف ۷ قسم ہیں۔ طواف قدوم۔ طواف الزیارت طواف الصدر۔ طواف العمرۃ۔ طواف النذر۔ طواف تحیت طواف التطوع۔

شرائط صحت طواف۔ ۱۔ موقع طواف یعنے گرد کعبہ شریف۔

فرائض۔ ۱۔ چار چکر (نزد امام شافعی رح سات چکر فرض ہیں)۔
۲۔ نیت طواف (چاہیے دل میں کریں)۔

واجبات۔ ۱۔ پوری طہارت سے طواف کرنا (جتنی نماز کے واسطے ضرور ہے)
۲۔ کپڑے پاک رکھنے (جسقدر نماز کے واسطے ضروری ہیں)۔
۳۔ طواف میں بدن کا ستر رکھنا جس قدر نماز کے واسطے ضروری ہے
۴۔ پیدل طواف کرنا (اگر کوئی عذر نہ ہو)۔
۵۔ کعبہ کو بائیں طرف کرکے طواف کرنا۔
۶۔ حطیم کو طواف کے چکر میں اندر لینا۔
۷۔ تین چکر اور کرنے (اُن چار کے ساتھ جو فرض ہیں)۔
۸۔ طواف کے بعد دو رکعت ادا کرنا۔
۹۔ اگر ان واجبات میں سے کسی کو ترک کرے تو ان کو دوبارہ کرنا اور درصورت نکرنے کے ایک بکری کی قربانی کرنا۔

سنن۔ ۱۔ حجر اسود کو چومنا ہر چکر کے اول و آخر۔
۲۔ حجر اسود کو چومنا وقت سعی میان صفا و مروہ کے۔
۳۔ اضطباع تمام چکروں میں صرف اُس حالت میں کہ جب اسکے بعد سعی کرے (چاہیے طواف عمرہ کا ہو یا حج کا)۔
۴۔ تین چکروں میں رمل کرے۔ اگر طواف کے بعد سعی منظور ہے
۵۔ حجر اسود کے سامنے جاکر تہلیل و تکبیر کے وقت طواف شروع کرنے سے پہلے ہاتھ کانوں تک اُٹھانا اور اس طرح تمام چکروں میں تکبیر و تہلیل کے وقت رفع یدین کرنا (اس میں علماء کا اختلاف ہے)
۶۔ طواف شروع کرنا حجر اسود سے (بعض اسکو واجب کہتے ہیں)۔
۷۔ طواف لگاتار کرنا بغیر وقفہ کے اور اسی طرح چکر کو لگاتار کرنا بغیر وقفہ کے۔
۸۔ طواف کے بعد بغیر وقفہ کے سعی کرنا (جبکہ سعی کا ارادہ ہو)۔
۹۔ کپڑوں کی پاکی بوقت طواف۔ (علاوہ خاص ستر کی جگہ کے)

مستحبات۔ ۱۔ حجر اسود کا چومنا تین بار۔
۲۔ حجر اسود پر سجدہ[53] کرنا اور مکرر ایسا کرنا۔
۳۔ رکن یمانی کو بوسہ دینا۔
۴۔ شروع کرنا طواف حجر اسود سے اس طور پر کہ تمام بدن حجر اسود کے مقابل گذر جائے۔ (دیکھو فقرہ ۵۱)
۵۔ طواف میں ادعیہ ماثورہ وغیر ماثورہ پڑھتے رہنا۔
۶۔ طواف میں دعائیں پکار کر نہ پڑھنا۔
۷۔ طواف کرنا مطاف پر اس طور پر کہ خانہ کعبہ کے قریب قریب رہے بشرطیکہ اوروں کو تکلیف نہو۔
۸۔ شاذرواں کے باہر باہر طواف کرنا۔
۹۔ اگر کسی چکر میں وقفہ ہوجائے تو اس چکر کو از سر نو کرنا (بعذر وقفہ ہو یا بعذر)۔
۱۰۔ نگاہ چار طرف نہ کرنی تاکہ حضوری دل رہے۔
۱۱۔ طواف زیارت دسویں تاریخ تک کرنا۔
۱۲۔ عورتوں کو رات کے وقت طواف کرنا۔
۱۳۔ بات نہ کرنا طواف میں۔
۱۴۔ کوئی ایسا کام نہ کرنا جو عجز و انکساری کے خلاف ہو۔

مباحات۔ ۱۔ طواف میں بات چیت کرنا۔ صرف مسائل دینیہ کے متعلق۔
۲۔ طواف میں دعا وغیرہ نہ پڑھنا۔
۳۔ تھوڑا سا طواف کسی عذر سے چھوڑ دینا۔
۴۔ طواف سواری پر کسی عذر سے کرنا۔
۵۔ اگر طواف میں سلام اور کلام کرے۔

---

۵۱ دیکھو فقرہ ۷، قاعدہ ۲

۵۲ نزد امام شافعی رح تزوج و تزویج جائز نہیں ہے۔

۵۳ یعنی سجدہ کے طور پر سر جھکا کر بوسہ دینا۔

۶۔ اگر طواف میں کسی ضروری حاجت کو جائے مثلاً پانی پینے۔
۷۔ اگر جوتی سمیت طواف کرے تو جوتی پاک ہونی چاہئے۔
۸۔ اگر طواف میں شعر پڑھے جس کا مضمون اچھا ہو۔

محرمات۔ ۱۔ واجبات میں سے کسی کو ترک کرنا۔

مکروہات۔ ۱۔ حجر اسود کا استلام ترک کرنا۔
۲۔ رمل و اضطباع نہ کرنا (جس طواف میں مشروع ہے)۔
۳۔ ضرورت سے زائد بات کرنی۔
۴۔ طواف میں خرید و فروخت کرنی۔
۵۔ طواف میں شعر کہنا۔
۶۔ آواز بلند کرنی اگرچہ دعا پڑھنے کے واسطے ہی ہو۔
۷۔ ہر چکر کے بعد بہت وقفہ کرنا۔
۸۔ دو طوافوں کو جمع کرنا بغیر بیچ میں دو رکعت پڑھنے کے (اگر دو رکعت پڑھنے کا وقت مکروہ ہے تو مضائقہ نہیں)۔
۹۔ طواف کرنا جبکہ خطبہ ہو رہا ہو۔

۵۔ سعی صفا و مروہ

شرائط و فرائض۔ ۱۔ سعی حج کے واسطے ماہ ہائے حج میں کیجائے اور اسی طرح تمتع اور قران کے واسطے لیکن عمرہ کے واسطے ضروری نہیں (حج کے مہینوں کے بعد سعی اُسی وقت جائز ہے جب طواف زیارت ایام نحر کے بعد کیا جائے اور سعی اس کی ساتھ کی جاوے)۔
۲۔ سعی بعد طواف کے کیجائے (چاہے نفلی طواف کرے مگر اس طواف میں رمل و اضطباع بھی مسنون ہے)۔
۳۔ سعی کے وقت احرام ضرور ہو لیکن طواف زیارت کے بعد بغیر احرام کے سعی کرنی درست ہے بلکہ مسنون ہے)۔
۴۔ سعی خاص صفا و مروہ پر کیجائے نہ اُس کے حدود سے باہر۔
۵۔ چار پھیروں سے کم نہ کئے جائیں۔

واجبات۔ ۱۔ پیدل سعی کرنی اگر کوئی عذر نہیں ہے۔
۲۔ عمرہ کا احرام پوری سعی میں موجود رہنا چاہئے اور سعی کے بعد تک رہنا
۳۔ سعی صفا سے شروع کرنی۔
۴۔ صفا و مروہ کے درمیان پوری مسافت طے کرنی۔
۵۔ سات پھیرے پورے کرنا (یعنی مع چار پھیرے فرائض کے)

سنن۔ ۱۔ سعی کی نیت کرنی۔
۲۔ طواف اور سعی کے درمیان وقفہ نہ دینا۔
۳۔ سعی کے پھیروں کے درمیان وقفہ نہ دینا۔
۴۔ صفا و مروہ کے اوپر تک چڑھ جانا۔
۵۔ میلین میں دوڑنا اور باقی مسافت میں اپنی رفتار پر چلنا۔
۶۔ اپنے ستر کو ڈھانکنا

مستحبات۔ ۱۔ صفا مروہ پر دیر تک ٹھہرنا اور عاجزی سے دعا پڑھنا۔
۲۔ اگر سعی کے کسی پھیرے میں وقفہ ہو جائے تو اس پھیرے کو دوبارہ کرنا۔
۳۔ دوران سعی میں دعائیں اور اذکار ماثورہ پڑھتے رہنا۔
۴۔ دوران سعی میں دعا اور اذکار تین تین بار پڑھنا۔
۵۔ دوران سعی میں جسم اور کپڑے کو ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھنا۔
۶۔ مسجد حرام میں سعی ختم کرنے کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کرنا۔

محرمات۔ ۱۔ واجبات کا ترک کرنا۔

مکروہات۔ ۱۔ طواف کے بعد سعی کرنے میں بے عذر بہت تاخیر کرنا۔
۲۔ بغیر عذر کے پھیروں میں بہت وقفہ کرنا۔
۳۔ اثنائے سعی میں فضول باتیں کرنا۔
۴۔ صفا مروہ کی اونچائی پر نہ چڑھنا۔
۵۔ میلین میں نہ دوڑنا۔
۶۔ خرید و فروخت دوران سعی میں کرنا۔

مباحات۔ ۱۔ وہی مباحات ہیں جو طواف میں ہیں۔

۶۔ عرفات و وقوف عرفات

شرائط صحت وقوف۔ ۱۔ احرام حج (یعنی وقوف بغیر احرام یا با احرام عمرہ صحیح نہیں ہے)
۲۔ مکان (یعنی خاص عرفات کی جگہ ہو)۔
۳۔ زمان (یعنی عرفہ کے روز زوال کے بعد عید کی صبح صادق تک)

فرائض وقوف۔ ۱۔ ایک لمحہ وقوف کرنا۔

واجبات وقوف۔ ۱۔ امتداد وقوف (یعنی غروب آفتاب تک وقوف کرنا) (اگر شب کو وقوف کرے تو امتداد کی ضرورت نہیں)۔

سنن۔ ۱۔ غسل کرنا وقوف کے لئے۔
۲۔ مسجد نمرہ میں خطبہ سننا۔
۳۔ خطبہ کے بعد بغیر توقف نماز ظہر اور عصر پڑھنا۔
۴۔ جمع بین الصلوتین اُس کی پوری شرائط سے ادا کرنا۔

٥- بلا توقف جمع بین الصلوٰتین کے بعد موقف کی طرف جانا۔

٦- عرفات سے واپس آنا امام کے ساتھ نہ اس سے پہلے (اگر امام غروب آفتاب سے دیر کرے تب امام کیساتھ نکلنا ضروری نہیں)

٧- وقوف میں جن باتوں سے دل بھٹک جائے اسکی طرف توجہ نکرنا

٨- وقت وقوف کے باوضو ہونا۔

مستحبات — ١- لوگوں کے ساتھ اکیلے نہ اترنا۔

٢- وقوف کے واسطے پہلے زوال سے تیاری کرنا۔

٣- وقوف کی نیت کرنی۔

٤- وقوف سواری پر کرنا امام کو۔

٥- وقوف میں روبقبلہ کھڑے ہونا۔

٦- جبل رحمت کے قریب وقوف کرنا۔

٧- وقوف کرنا امام کے قریب اگر لوگوں کو تکلیف ہو۔

٨- وقوف کی حالت میں دھوپ میں کھڑے رہنا اور سایہ نکرنا لیکن عذر سے۔

٩- وقوف کے وقت اپنا ظاہر و باطن پاک رکھنا۔

١٠- موقف میں دعا کے واسطے سوال کے وقت ہاتھ اٹھانا۔

١١- وقوف میں کثرت تلبیہ واذکار وادعیہ واستغفار کرنی اور ظاہر اور دل سے عجز و نیاز کرنا۔

١٢- موقف میں اپنی امید دعا کی مقبولیت میں پکی رکھنی۔

١٣- وقوف کے وقت ہر دعا کو تین بار کہنا۔

١٤- موقف میں ہر دعا کو حمد و صلوٰۃ سے شروع کرنا اور اسی طرح ختم کرنا

١٥- ہر دعا کے پیچھے آمین پڑھنا۔

١٦- وقوف کی حالت میں احتیاطاً نیک کام بہت کرنے (مثلاً فقرا کو خیرات کرنی۔ ضعیفوں اور محتاجوں پر رحم کرنا عاجزوں کو اور درویشوں سے نیکی کرنا ہمسایوں اور رشتہ داروں سے نرمی سے پیش آنا۔ کھانا کھلانا اور پانی پلانا۔

١٧- اپنے ساتھی اور ساربان سے نہ لڑنا۔

محرمات — ١- واجب کو ترک کرنا (یعنی حدود عرفات سے باہر نکل جانا غروب آفتاب سے پہلے)

مکروہات — ١- جمع بین الصلوٰتین کے بعد موقف کی طرف جانے میں دیر کرنی۔

٢- بلا حضوری دل کے وقوف کرنا۔

٣- غروب کے بعد موقف سے مزدلفہ جانے میں دیر کرنی۔

٤- مزدلفہ جاتے ہوئے راستہ میں جلدی کرنی کہ لوگوں کو تکلیف ہو۔

٥- نماز مغرب و عشا[له] کہیں اور جگہ سوائے مزدلفہ کے پڑھنی۔

٧- مزدلفہ و وقوف مزدلفہ

شرائط وقوف — ١- حج کا احرام بندھا ہوا ہو۔

٢- وقوف خاص مزدلفہ میں ہو نہ اسکے باہر۔

٣- وقت پر ہو (یعنی عید کے روز صبح طلوع ہونے پر)۔

واجبات — ١- ایک لحظہ وقوف کرنا جیسا وقوف عرفات میں ہوتا ہے (امام شافعی کے نزدیک سنت ہے)۔

٢- جمع بین الصلوٰتین۔

سنن — ١- شب باشی مزدلفہ میں عید کی رات صبح تک۔

٢- امتداد وقوف شروع از صبح طلوع آفتاب کے قریب تک

٣- مزدلفہ سے طلوع آفتاب سے پہلے منا کی طرف روانہ ہونا۔

مستحبات — ١- سواری سے اتر کر پہلے غسل کرنا۔

٢- قریب جبل قزح کے وقوف کرنا۔

٣- بغیر تاخیر کے نماز مغرب وعشا کو عشا کے وقت میں ادا کرنا

٤- موقف کی طرف پیدل جانا۔

٥- نماز صبح باجماعت اندھیرے میں پڑھنا۔

٦- موقف میں روبقبلہ ہو کر دعا، تلبیہ واذکار میں مشغول ہونا

٧- نحر کے روز صبح کی نماز مشعر الحرام میں پڑھنا۔

مکروہات — ١- مزدلفہ میں سورج نکلنے تک ٹھیرنا

٢- امام سے آگے یا پیچھے مزدلفہ سے روانہ ہونا۔

٨- منیٰ

سنن — قربانی کی راتوں میں منا میں رہنا۔

مکروہات — سوائے شب منا کے سوا دوسری جگہ شب باشی کرنا۔ اگرچہ مکہ ہی میں کرے۔

٩- رمی جمار

شرائط و فرائض — ١- رمی جمرہ عقبہ کا وقت عید کے روز طلوع فجر سے دوسرے روز طلوع فجر تک

[له] مغرب عشا سوائے مزدلفہ کے اور جگہ پڑھنی حرام ہے کیونکہ ان دونوں نمازوں کو مزدلفہ میں جمع کرنا واجب ہے

دیگر ایام کی رمی جمار کا وقت گیارہویں کی طلوع فجر سے تیرہویں کی غروب آفتاب تک ہے۔

۲۔ کنکریاں جمرے پر پڑیں یا اسکے نزدیک تین ہاتھ کے فاصلہ پر۔

۳۔ کنکریاں مارنا نہ کہ جمرہ پر رکھدینا۔

۴۔ سات کنکریوں کو جدا جدا پھینکنا (اگر ساتوں کو ایک دفعہ ہی پھینکا تو جائز نہیں)۔

۵۔ کنکریاں اپنے ہاتھ سے پھینکے مگر عذر کی حالت میں نائب سے پھکوا سکتا ہے۔

۶۔ وہ کنکر زمین کی جنس سے ہوویں (سونا چاندی یاقوت وغیرہ سے جائز نہیں)۔

۷۔ چار کنکروں سے کم نہ پھینکے ورنہ جائز نہ ہوگا۔

واجبات ۔ ۱۔ جمرہ عقبی کی رمی سر منڈوانے سے پہلے کرنا۔

۲۔ چار کنکروں سے زیادہ پھینکنا۔

۳۔ ہر روز کی رمی کی اس کے آخیر وقت تک تاخیر نہ کرنا۔

سنن ۔ ۱۔ رمی کرنا بطن وادی سے۔

۲۔ پے درپے کنکر پھینکنا۔

۳۔ کنکر پھینکتے وقت جمرے سے پانچ گز سے کم فاصلہ پر نہ کھڑا ہونا

۴ ہر روز کی رمی ترتیب وار کرنا۔

۵۔ وقت کا لحاظ رکھنا یعنی مسنون وقتوں میں جمرات پر کنکر مارنا

۶۔ کنکر چھوارے کی گٹھلی کے برابر ہو۔

۷۔ جمرہ اولی اور وسطی کی رمی کے بعد وقوف کرنا + دعا کے واسطے اور عقبہ کی رمی کے بعد نہ کرنا۔

مستحبات ۔ ۱۔ رو بقبلہ کھڑا رہنا کنکر مارتے وقت سوائے جمرہ عقبہ کے کہ اس دن کعبہ کو بائیں طرف کر کے جمرہ کی طرف منہ کرنا مستحب ہے۔

۲۔ باوضو رہنا۔

۳۔ جمرہ عقبہ کی رمی سواری پر کرنا اور دیگر جمروں کی پیدل۔

۴۔ دائیں ہاتھ سے رمی کرنا۔

۵۔ چاروں دنوں میں رمی کرنا۔ (یعنی چوتھے دن کی رمی کو ترک نہ کرنا)۔

۶۔ انگوٹھے پر کنکر رکھکر شہادت کی انگلی کے زور سے پھینکنا

۷۔ کنکر مزدلفہ سے چنکر لانا جمرۂ عقبہ کے لئے نہ دیگر جمرات کے لئے۔

۸۔ کنکروں کا دھونا رمی سے پہلے۔

۹۔ نحر کے روز رمی جمرہ عقبہ کرنا بعد طلوع آفتاب کے۔

مکروہات ۔ ۱۔ کنکروں کو مسجد اور جمرہ سے اور ناپاک جگہ سے لینا

۲۔ بڑے پتھر کا توڑنا کنکر بنانے کے لئے۔

۳۔ جمرہ عقبہ کی رمی اونچے پر چڑھ کر کرنا بجائے نیچی جگہ کے

۴۔ جمرے عقبہ کی رمی کرتے وقت پانچ گز سے کم فاصلہ پر کھڑا ہونا

۵۔ جمرے عقبہ کے رمی کو رات تک ملتوی کر دینا (کیونکہ عید کی صبح صادق سے لیکر رات بھر اور صبح تک جائز ہے)

۶۔ اگر وہاں کے پڑے ہوئے یا مستعمل کنکروں سے رمی کرے

۷۔ اگر چھوارے کی گٹھلی سے بڑے کنکر سے رمی کرے

۱۔ حلق یعنی سر منڈوانا

واجبات ۔ ۱۔ پاؤ سر کا حلق یا قصر۔

۲۔ حلق یا قصر کرنا مکان معین میں یعنی حرم میں۔

۳۔ حلق یا قصر کرنا زمان معین میں یعنی ایام نحر میں۔

سنن ۔ ۱۔ تمام سر کا حلق یا قصر۔

۲۔ عورتوں کو قصر مسنون ہے۔

۳۔ پاؤ سر کا قصر بقدر انگلی کی ایک پور کے۔

محرمات ۔ حلق کرنا عورتوں کے واسطے۔

مکروہات ۔ اگر صرف پاؤ سر کے حلق یا قصر پر اکتفا کرے۔



کتاب الحج والزیارت

باب دوم

حج کی ادائیگی کا وقت اور جگہ

باب ۴ فصل اوّل - حج کے مہینہ اور مناسک کی ادائیگی باب ۴

حج کے مہینہ شوال و ذیقعد اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں۔ اور حج کے تمام افعال ان ہی مہینوں کے اندر ادا ہونے چاہئیں۔ امام شافعی کے نزدیک تو احرام بھی ان ہی مہینوں میں باندھا جائے۔ مگر امام اعظم کے نزدیک احرام اگر ماہ ہائے حج سے پہلے باندھا جائے تو جائز ہے۔ تمتع میں بھی یہی قاعدہ ہے کہ سوائے احرام عمرہ کے تمام افعال ماہ ہائے حج میں ادا ہونے چاہئیں۔ نزد امام اعظمؒ۔ ہاں قران میں اگر عمرہ ماہ ہائے حج سے پہلے ادا کرلے تو مضائقہ نہیں۔ عمرہ اگر ماہ ہائے حج سے پہلے یا بعد ادا کیا جائے تو کچھ حرج نہیں اور ماہ ہائے حج میں بھی ہو تو مضائقہ نہیں (بشرطیکہ عمرہ مفرد کرنا ہو)۔

۱۵ - حج کے مہینے اور ان کا تعلق مناسک سے

۱- حج کے مہینے شوال۔ ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں۔ ہدایہ

ا- خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ الحج اشھرٌ معلومات (یعنی حج کے کچھ مہینے مقررہ ہیں)

ب- امام مالک کے نزدیک شوال و ذیقعد و ذی الحجہ تینوں مہینے ہیں۔ اور امام شافعی کے نزدیک شوال و ذیقعد اور ۹ دن ذی الحجہ کے ہیں۔ درمختار

دلیل- عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن زبیر سے یہی روایت ہے کہ حج کے مہینے شوال و ذیقعد و دس روز ذی الحجہ کے ہیں۔ دوم یہ کہ دس ذی الحجہ کے بعد حج فوت ہو جاتا ہے اگر تمام مہینہ ذی الحج کا حج کے واسطے ہوتا تو دس ذی الحجہ کے بعد بھی کوئی شخص حج کرسکتا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ آیت کا مطلب دو ماہ اور ذی الحجہ کے دس روز ہیں — ہدایہ

۲- عمرہ میں کل افعال حج کے مہینوں میں (بشرطیکہ اس سال میں حج نہ کرے) یا حج کے مہینوں سے پہلے ادا ہوں یا بعد۔

تشریح- اگر حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور اسی سال حج بھی کیا تو وہ متمتع ہوگا۔ گویا صرف عمرہ کرنے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ اس سال حج نہ کرے۔ اگر کریگا تو متمتع ہو جائیگا — دیکھو اسی فقرہ کا مسئلہ ۴

۳- حج کے کل افعال ماہ ہائے حج میں ادا ہونے چاہئیں — فتاویٰ عالمگیری

تشریح- اگر حج کے افعال مثلاً طواف یا سعی میں سے کوئی بھی ان مہینوں سے پہلے کیا تو حج صحیح نہیں ہوگا۔ ہاں امام اعظم کے نزدیک اگر احرام ماہ ہائے حج سے پہلے باندھے تو جائز ہے لیکن امام شافعی کے نزدیک وہ احرام عمرہ کا ہو جائیگا۔ کیونکہ

۱۵/۱ کیونکہ حج کا وقت ابھی شروع نہیں ہوا اور عمرہ کا وقت موجود ہے جیسے احرام باندھا جیسا کہ حج کا وقت جاتا رہنے سے حج فوت ہو جاتا ہے تو احرام اسکا عمرہ کا ہو جاتا ہے کہ عمرہ کرکے احرام اتار دے سکتا

علماء شافعی رح کے نزدیک احرام رکن ہے حج کا اور علماء حنفیہ کے نزدیک شرط ہے۔ جیسا کہ وضو شرط ہے نماز کے واسطے اور اسی وجہ سے اگر نماز کے وقت سے پہلے وضو کر لیا جائے تو جائز ہے۔ لہٰذا احرام بھی اگر ماہائے حج سے پہلے باندھ لیا جائے تو جائز ہے۔ احرام کا تو مقصد یہ ہے کہ بعض چیزیں اپنے اوپر حرام کر لینی۔ جیسے شکار مارنا وغیرہ اور بعض اپنے اوپر لازم کر لینی تو اس طرح احرام ہر وقت درست ہے اور احرام کا وقت سے پہلے باندھنا ایسا ہی ہے جیسے میقات سے پہلے باندھنا۔ ہدایہ وعالمگیری۔

۴۔ تمتع میں عمرہ کے کل افعال حج کے مہینوں میں ادا ہونے چاہئیں۔ ہدایہ

تشریح۔ امام شافعی کے نزدیک کوئی فعل بھی ان مہینوں سے باہر نہ کیا جائے یہانتک کہ احرام بھی ان مہینوں کے اندر ہی باندھا جائے امام اعظم کے نزدیک ان مہینوں سے پہلے احرام باندھنا اور طواف کے تین چکر کر لینے کا مضائقہ نہیں[۵۱]۔ امام مالک کے نزدیک عمرہ کا بہت سا حصہ ان مہینوں سے پہلے کر لینے کا مضائقہ نہیں یہانتک کہ عمرہ کا اختتام ان مہینوں میں ہونا کافی ہے[۵۲]۔ مگر یہ ضروری ہے کہ عمرہ اور حج کے بیچ میں المام صحیح[۵۳] سے اپنے وطن واپس نہ جائے۔ از ہدایہ وفتاویٰ عالمگیری وغیرہ۔

الغرض تمتع کے متعلق یہ باتیں قابل غور ہوتی ہیں (مطابق مذہب حنفی)

۱۔ مکی۔ (یعنی تمتع کرنے والا اگر مکی ہو تو غیر مکی کے حکم میں ہونا چاہئے (دیکھو فقرہ ۱۳)

۲۔ غیر مکی۔ (یعنی تمتع کرنے والا غیر مکی ہو)

۳۔ وقت۔ (یعنی عمرہ کے افعال ماہائے حج میں ہوں۔ چاہے احرام پہلے باندھ لیا ہو۔

۴۔ المام۔ (یعنی عمرہ اور حج کے بیچ میں اگر وطن جائے تو المام صحیح سے نہ جائے۔
یعنی مکہ کی واپسی کے واسطے کوئی مونع ضرور ہو) اور سفر واحد کے معنی یہی ہیں کہ
اگر وطن واپس بھی آجائے تو پھر مکہ جانا ضرور ہو۔ تو گویا یہ واپسی سفر ہی میں شمار ہوگی۔

تمتع میں ذیل کی صورتیں ظاہرا پیچیدہ ہیں مگر اسی مسئلہ کے مطابق ہیں۔ (تمتع کی اور صورتیں فقرہ ۱۳ میں ملیں گی)

۱۔ وقت۔ اگر رمضان میں احرام باندھا اور سال آیندہ کے شوال تک احرام قائم رکھا پھر عمرہ کیا اور اسی سال میں حج کیا تو وہ متمتع ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۲۔ وقت۔ اگر عمرہ کے طواف کے تین چکر رمضان میں کئے اور باقی شوال میں پھر اسی سال حج کیا تو وہ متمتع ہے[۵۴]۔ فتح القدیر۔

۳۔ وقت۔ حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کے طواف کے تین چکر کئے پھر باقی عمرہ اور حج حج کے مہینوں میں کیا تو متمتع ہوگا۔ شرح وقایہ

۴۔ وقت " " " " چار چکر کئے " " " " " " " " " نہ ہوگا[۵۵]۔ ہدایہ

۵۔ وقت۔ المام حج کے مہینوں میں " " تین چکر کئے اور احرام میں تھا اور وطن آگیا اور پھر حج کے مہینوں میں عمرہ پورا اور حج کیا تو متمتع ہوگا[۵۶] عالمگیری

۶۔ وقت۔ المام " " " " چار چکر کئے " " " " " " " " " "

۷۔ وقت۔ المام " " " " " چکر کئے اور عمرہ تمام کیا اور احرام کھول دیا اور وطن آگیا پھر اسی سال میں حج کیا تو متمتع نہ ہوگا۔ عالمگیری

۸۔ وقت۔ المام " " " " " تین چکر کئے " " " " " " " عمرہ کو تمام کیا اور حج کیا تو متمتع نہ ہوگا[۵۷] "

۹۔ وقت۔ المام " " " " چار چکر کئے " " " " " " " " تو متمتع ہوگا "

۱۰۔ وقت۔ المام " " " پورا عمرہ کیا اور سوق ہدی کی " " " " " حج کیا تو متمتع ہوگا "

---

۵۱ چنانچہ متمتع وہ شخص ہے جو عمرہ کے افعال حج کے مہینوں میں ادا کرے یا حج کے مہینوں میں تین مرتبہ سے زیادہ عمرہ کا طواف کرے۔ اور پھر حج کا احرام باندھے اور اسی سال میں وطن جانے سے پہلے حج کرے خواہ پہلے احرام سے باہر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ فتاویٰ قاضی خاں ۵۲ وجہ یہ ہے کہ انکے نزدیک ایک سفر میں حج وعمرہ ہونا چاہئے۔ چاہے عمرہ کے تھوڑے ہی افعال ماہائے حج میں ہوں۔ ۵۳ المام صحیح اسکو کہتے ہیں کہ اپنے وطن واپس آجائے اور مکہ جانا اسپر واجب نہ ہو۔ محیط ۵۴ تشریح۔ تمتع میں یہ شرط نہیں ہے کہ جس سال میں عمرہ کا احرام باندھے اسی سال میں حج بھی کرے۔ بلکہ یہ شرط ہے کہ جس سال میں عمرہ کرے اسی سال حج بھی کرے۔ عالمگیری ۵۵ بلکہ اس نے حج یا عمرہ جدا جدا کیا اور اسپر (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷ پر ملاحظہ ہو)

۵- قرآن میں عمرہ کے افعال ماہہائے حج میں یا اس سے پہلے ادا ہوں۔ مگر احرام مسلسل ہی رہے۔ از محیط (تعلیم اعمال حج)

ا- قران میں حج کے مہینوں میں یا اس سے پہلے عمرہ کرے اور اسی سال حج بھی کرے تو قارن ہے۔ فتاوی عالمگیری

ب- قران کی متعلق دیکھو فقرہ ۹، ۱۱ —

ج- اگرچہ فقہ کی اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ قران کیواسطے عمرہ اور حج ماہہائے حج ہی میں ادا ہونے چاہئیں۔ مگر جس صورت میں کہ عمرہ اور حج کا احرام ساتھ باندھا جائے تو چاہے حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کرے یا بعد اسی احرام سے حج ادا کریگا۔ تو ضرور قارن ہونا چاہئے۔ اور اگر ایسا کرنے والا قارن نہیں ہے تو وہ نہ ہی مفرد بالحج اور مفرد بالعمرہ تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ عمرہ کا احرام اسنے اتارا ہی نہیں بعض مستند کتب فقہ کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قارن کیواسطے ضروری نہیں کہ عمرہ اور حج ماہہائے حج میں ہی ادا ہوں۔ اور یہی صحیح ہے۔ مصنف

باب ۲ فصل دوم۔ حج کا مقام اور وہاں پہنچنا باب ۲

چونکہ حج ایک خاص جگہ یعنی مکہ شریف میں ادا کیا جاتا ہے۔ جہاں خاص خاص موقعوں پر حج کے خاص خاص افعال ادا کئے جاتے ہیں۔ تو ہم ذیل میں بتائینگے کہ وہ مقام دنیا میں کسی جگہ واقع ہے اور وہاں کن کن بحری راستوں سے پہنچ سکتے ہیں اور چونکہ حجاج کو بوجہ حدیث نبوی کے زیارت روضہ اقدس بھی ضرور ہوتی ہے ہم یہ بھی بتائیں گے کہ خیر البشر کا مرقد اطہر دنیا میں کس جگہ واقع ہے —

۱۶- مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا جائے وقوع اور حج کی ادائیگی کا مقام

۱- مکہ معظمہ جہاں بیت اللہ شریف واقع ہے ملک عرب میں ہے۔ مکہ کا عرض بلد ۲۱ درجہ شمالی اور طول بلد ۴۰ درجہ شرقی ہے —

۲- مدینہ طیبہ جہاں نبی اسلام کا مزار مقدس ہے مکہ شریف کے شمال میں اور تقریباً ۲۱۰ میل کی فاصلہ پر ہے مدینہ کا عرض بلد ۲۴ درجہ ۲۰ دقیقہ شمالی اور طول بلد ۴۰ درجہ مشرقی ہے

۳- حج کے ارکان کی ادائیگی کیواسطے خاص خاص مقام مقرر ہیں چنانچہ اُن مقامات کے علاوہ افعال اور جگہ ادا کرنے سے حج نہیں ہوگا —

ا- ادائے حج کے صحیح ہونیکے واسطے تین شرطیں ضروری ہیں۔ احرام۔ خانہ کعبہ۔ وقت حج۔ سراج الوہاج —

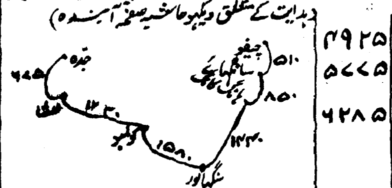
ب- طواف کے واسطے خانہ کعبہ کے گرد کی جگہ مقرر ہے سعی کیواسطے صفا و مروہ کے پہاڑ جو مسجد حرام کے مقابل واقع ہیں وقوف کے واسطے خاص میدان عرفات۔ رمی کے واسطے منی کی جگہ اور خاص خاص جمرات جنپر کنکریاں ماری جائیں۔ سر منڈانے یا بال کترانے اور قربانی کرنیکے واسطے خاص منا مقرر ہے —

۱۷- بیت اللہ شریف کا بحری راستہ مختلف ممالک سے میلوں میں

		میل
۱- چین۔	۱- بندرگاہ ہانگ کانگ سے سوار ہو کر جدہ تک	۴۹۲۵
	۲- ،، شانگھائی سے ،، ،،	۵۷۷۵
	۳- ،، چیفو سے ،، ،،	۶۲۸۵

ا- نکائر۔ کانٹن اموائے۔ فوچو بھی بندرگاہیں ہیں جو ہانگ کانگ کے قریب ہیں۔ ب۔ ننگپو اور نانکن بندرگاہیں شانگھائی کے قریب ہیں۔ ج۔ ٹانسن بندرگاہ چیفو کے قریب ہے —

یہ راستے اس دنیا کے نقشے کے مطابق ہیں جو فقرہ ۱۰ میں بنا ہوا ہے (ہدایت کے متعلق دیکھو حاشیہ صفحہ آئندہ)



(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳) قربانی واجب ہوگی کیونکہ جبکہ عمرہ کے کچھ افعال ادا کئے تو اسنے گویا عمرہ کیا ہی نہیں اور ماہ حج سے پہلے احرام کھولدیا۔ ہدایہ و عالمگیری **۵۶** تشریح۔ چار چکر یا زیادہ کی صورت میں امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک متمتع ہوگا۔ اور امام محمد کے نزدیک نہیں ہوگا۔ فتاوی ظہیریہ **۵۷** تشریح۔ اگر عمرہ کے چار چکر کئے اور واپس چلا آیا تو اسکا احرام صحیح ہوگا پھر متمتع کس طرح ہو سکتا ہے مصنف۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ بعض امام مکہ سے اپنے وطن آگیا اور چند تابعین سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے **۵۸** سوق ہدی کی صورت میں اسکا احرام صحیح نہیں ہے اور اسی واسطے تمتع اسکا درست ہوگا۔ نزد شیخین لیکن امام محمد کے نزدیک یہ تمتع نہ ہوگا۔ کیونکہ اسنے عمرہ اور حج دو سفر میں ادا کئے۔ حالانکہ تمتع کو یہ دونوں ایک سفر میں ادا کرنے چاہئیں اور شیخین کی یہ دلیل ہے کہ اس متمتع پر خانہ کعبہ واپس جانا۔ جبکہ اس کی نیت تمتع کی ہے واجب ہے کیونکہ سوق ہدی اسکو احرام کھولنے سے مانع ہے تو اسکا الحام کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ ہدایہ۔ اگر مکی کوفہ کو جائے مد واپسی پر ایسا کرے تو اسکے متعلق دیکھو فقرہ ۱۲ و مسئلہ ۲ و ۳ —

راستہ	فاصلہ
۲۔ جاپان۔ ا۔ بندرگاہ ناگاساکی سے سوار ہو کر جدہ تک	۵۹۹۵
۲۔ ، ، ہاکوڈیٹ	۵۷۷۵
۳ ، ، یاکوہاما	۶۵۰۵
۳۔ روس مشرقی ۱۔ ، والاڈی واسٹک ،	۶۶۵۵
۲۔ مشرقی سائبیریا سے آنیوالے ریل کے ذریعہ بھی آسکتے ہیں یہ ریل والاڈی واسٹک سے ٹیولا تبدیل ہوگی اور تفلس سے باکو اور آگے خشکی کا راستہ ہے۔	۔
۴۔ روس یورپین ۱۔ بندرگاہ پوٹی سے سوار ہو کر براہ قسطنطنیہ جدہ تک	۲۰۴۵
۲۔ ، اوڈیسہ ،	۱۸۰۵
۵۔ روم یورپین ۔ قسطنطنیہ سے جدہ تک	۱۴۶۵
۶۔ روم ایشیائی ۔ ٹریپولی ۔ اسکندرون بیروت کے شمال میں ہیں بذریعہ جہاز بیروت تک جا سکتے ہیں۔	۹۳۵
۷۔ عرب ۔ ینبوع، جدیدہ، مخا، عدن سے جاتے ہوئے جدہ کے راستہ میں بندرگاہیں ہیں۔	۔
۸۔ ہندوستان (۱) کراچی سے سوار ہو کر براہ عدن جدہ تک	۲۱۲۵
(۲) بمبئی سے سوار ہو کر براہ عدن جدہ تک	۲۳۲۵
(۳) مدراس ، ، براہ کولمبو جدہ ،	۳۳۴۶
(۴) کلکتہ ، ، ، ، ،	۴۰۶۵
ا۔ کراچی کے قریب بندرگاہ یہ ہیں۔ پوربندر۔ گوگو۔ کھمبے۔ سورت۔ بھڑوچ	۔
ب۔ بمبئی کے قریب یہ بندرگاہیں۔ رتناگری۔ ڈنگورلا	۔
ج۔ مدراس کے قریب یہ بندرگاہیں۔ ناگاپٹم۔ ٹیٹیکورن۔ کوڈیرا۔ پانڈی چری	۔
۹۔ انگلینڈ۔ لندن سے سوار ہو کر براہ جبرالٹر و مالٹا جدہ تک	۳۹۰۵
۱۰۔ پرتگال۔ براہ ریل کیڈز و جبرالٹر پہونچ کر وہاں سے براہ پورٹ سعید جدہ تک	۲۵۹۵
۱۱۔ سپین۔ جبرالٹر سے براہ پورٹ سعید جدہ تک	
۱۲۔ سوئٹزرلینڈ۔ بندرگاہ جینوا سے جدہ تک	۲۱۴۰
۱۳۔ اٹلی۔ بندرگاہ نیپلز سے سوار ہو کر جدہ تک	۱۷۸۵
۱۴۔ افریقہ شمالی۔ الجیریا سے براہ مالٹا و پورٹ سعید جدہ تک	۲۱۹۵
۱۵۔ افریقہ مشرقی۔ زنجبار سے براہ عدن جدہ تک	۲۳۹۵
۱۶۔ امریکہ شمالی۔ نیویارک سے براہ جبرالٹر جدہ تک	۷۱۷۵
۱۷۔ امریکہ جنوبی۔ جارج ٹاؤن سے براہ جبرالٹر جدہ تک	۷۵۳۵
۱۸۔ آسٹریلیا۔ ایلبنی سے براہ عدن جدہ تک	۶۱۲۲
۱۹۔ سیام۔ بنکاک یا پینانگ یا سیگون سے سوار ہو کر جدہ تک	۵۰۲۵

ہدایت: صحیح راستہ معلوم کرنے کے واسطے راستوں کی روش کا عکس باریک کاغذ پر لیکر اس باریک کاغذ کو دنیا کے نقشہ پر رکھو اور عکسی نقشہ کی دو بندرگاہوں کو اصلی بندرگاہوں پر منطبق کرو۔ اس طریق پر راستہ کا صحیح پتہ لگ جائیگا۔

۱۸۔ دنیا کا نقشہ جس کے ذریعہ جدہ تک کے بحری راستے معلوم ہونگے

(ہر ملک سے جدہ تک راستہ معلوم کرنے کے طریق کے واسطے دیکھو حاشیہ صفحہ ۳۰)

دنیا کا نقشہ

بحر منجمد شمالی
گرین لینڈ
سپٹس برگن
شمالی امریکہ
الاسکا
کینیڈا
اضلاع متحدہ
آئس لینڈ
برطانیہ کلاں
یورپ
ایشیا
سلطنت روس
جاپان
چین
ہندوستان
فارس
بحر عرب
افریقہ
جنوبی امریکہ
برازیل
آسٹریلیا
بحر منجمد جنوبی

بندرگاہیں
نقشہ میں بجائے بندرگاہ کے اسکا عدد لکھا گیا ہے

ایشیا و یورپ
۱۔ ولاڈی واسٹک
۲۔ یاکوہاما
۳۔ ناگاساکی
۴۔ ...
۵۔ چیفو
۶۔ شنگھائی
۷۔ ہانگ کانگ
۸۔ سیگون
۹۔ سنگاپور
۱۰۔ پینانگ
۱۱۔ کولمبو
۱۲۔ عدن
۱۳۔ جدہ
۱۴۔ طرابلس
۱۵۔ بوٹی
۱۶۔ اوڈیسا
۱۷۔ قسطنطنیہ
۱۸۔ نیپلز
۱۹۔ جنیوا
۲۰۔ جبرالٹر
۲۱۔ کیڈز

افریقہ
۲۲۔ الجیریا
۲۳۔ زنجبار

امریکہ
۲۴۔ نیویارک
۲۵۔ جارج ٹاؤن

آسٹریلیا
۲۶۔ البنی

نشان ریلوے لائن

یہ نقشہ مرکیٹر کے طریق پر کھینچا گیا ہے اسی وجہ سے قطب شمالی اور قطب جنوبی کی طرف سے بہت پھیلا ہوا ہے

۱۹

۱۹ - ملک عرب کا مغربی حصہ جس میں مکہ و مدینہ و نواح واضح طور پر معلوم ہونگے

كِتَابُ الْحَجِّ وَالزِّيَارَت

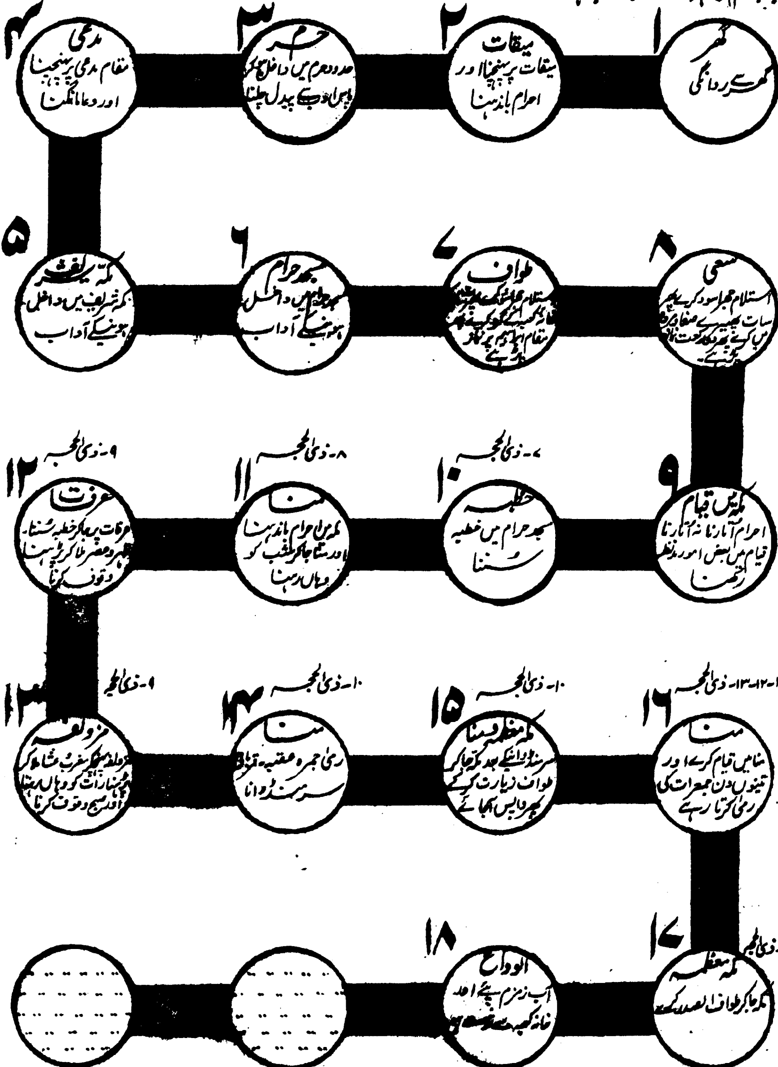
باب سوم

حج کی ادائیگی کی کیفیت

۲۰- نقشہ سفر حج معہ مناسک عمرہ وحج

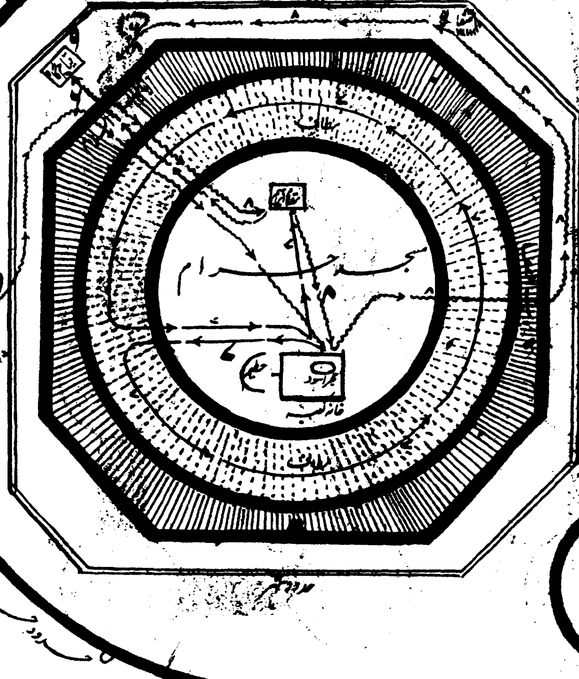
سفر حج مع مناسک عمرہ وحج

باب سوم میں فصل کا قائم مقام موقع ہے چنانچہ اس باب میں ۱۸ موقع اس ترتیب سے قائم کئے گئے ہیں جیسا کہ نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا۔ اس نقشہ کو اس باب (یعنے باب سوم) کی فہرست مطالب سمجھنا چاہئے



۲۱۔ نقشہ ترتیب ادائیگی حج (نقشہ اول۔ ابتدائی۔ یا ترتیب ادائیگی عمرہ)

(اس سلسلہ کے نقشہ دوم سوم چہارم وغیرہ کے واسطے دیکھو نقشہ ۶۷۔۷۱۔۱۰۴۔۱۱۱۔۱۱۸)



موقع ۱۔ گھر۔ عازم حج گھر سے روانہ ہوتا ہے۔

موقع ۲۔ میقات۔ میقات پر پہنچتا ہے اور احرام باندھتا ہے۔

موقع ۳۔ حرم۔ حدود حرم میں داخل ہوتا ہے تو پاس ادب سے پیدل چل لیتا ہے۔

موقع ۴۔ معلیٰ۔ یہاں مقام مدعی پر پہنچتا ہے اور دعا مانگتا ہے۔

موقع ۵۔ مکہ۔ اب شہر مکہ میں داخل ہوتا ہے۔

موقع ۶۔ مسجد حرام۔ اب مسجد حرام کے اندر جاتا ہے۔

موقع ۷۔ طواف۔ اب طواف کرتا ہے یعنی حجر اسود کو بوسہ دیکر سات چکر کرتا ہے (نقشہ میں ایک دکھایا ہے) پھر مقام ابراہیم پر نماز پڑھتا ہے۔

موقع ۸۔ سعی۔ اب سعی کرتا ہے یعنی حجر اسود کو بوسہ دیکر صفا و مروہ میں سات پھیرے کرتا ہے (نقشہ میں ایک دکھایا) پھر حلق الراس یا قصر کرتا ہے [illegible]

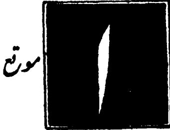
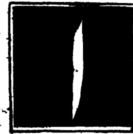
موقع ۹۔ مکہ میں قیام۔ یہ مقام قیام گاہ ہے۔

باب ۳ افعال حج علی الترتیب باب ۳

مع افعال عمرہ و تمتع و قران

مع جملہ مناسک واحکام بالتفصیل

ھدایت ۔ اس باب کے مطالعہ کے وقت یہ خیال کرلینا چاہئے کہ پانچ آدمی سفر حج کو جا رہے ہیں **۱** ۔ صرف عمرہ کرنے والا **۲** ۔ صرف حج کرنے والا **۳** ۔ قران کرنے والا **۴** ۔ تمتع کرنے والا (جو قربانی ساتھ لے گیا ہے) ؛ **۵** ۔ تمتع کرنے والا (جو قربانی ساتھ نہیں لے گیا ہے) ؛ پہلا آدمی اپنا سفر موقع **۹** سے شروع کرکے موقع **۹** پر ختم کرتا ہے۔ یعنی عمرہ کے کل افعال اس موقع پر ختم ہو جاتے ہیں ؛ باقی سب آدمی اپنا سفر موقع **۱** سے شروع کرکے موقع **۱۸** پر ختم کرتے ہیں ؛ سب اپنے اپنے احکام کی پوری پوری پابندی کرتے چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے جسکے احکام میں جس موقع پر تبدیلی واقع ہوئی ہے اس کا اشارہ کنارہ پر کر دیا گیا ہے۔ مثلاً قران کا **ق** تمتع مع سوق ہدی کا **متمع** اور تمتع بلا سوق ہدی کا **متمتع** کنارہ پر لکھدیا گیا ہے اور عمرہ کے متعلق جو بعض احکام ضمناً موقع ۱۸ تک آئے ہیں انکے کنارہ پر **ع** کا نشان دیا گیا ہے ؛

موقع  **گھر سے روانہ ہونا**  موقع

۲۲ حج کیواسطے روانگی کا ارادہ کرے تو امور ذیل پر غور کرے

ا ۔ خالص نیت سے حج کا ارادہ کرے ۔ یعنی مکر و فریب اور ریا اور غرور دل سے نکال دے ۔ عالمگیری۔

ا ۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا کے دکھلانے کے واسطے حج کا ارادہ نہ کرے محض خدا کے واسطے حج کا ارادہ کرے ۔

ب ۔ سیر و سیاحت کی غرض سے اور تجارت کی غرض سے وہاں نہ جائے اور حج کا بہانہ کرے ۔ یعنی ظاہر تو یہ کرے کہ میں حج کو جاتا ہوں اور جائے سیر اور تجارت کے واسطے اور ساتھ ہی حج بھی کرلے ۔ نہیں بلکہ اصلی مطلب حج ہونا چاہئے ۔ اگرچہ تجارت بالعرض ہو تو مضائقہ نہیں ۔ کیونکہ کلام مجید میں آیا ہے ۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا

فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ[۱]

ج۔ بعض علماء نے محمل میں سوار ہونا اسی وجہ سے مکروہ لکھا ہے کہ وہ غرور پر دلالت کرتا ہے۔ ہاں اگر غرور دل میں نہ لائے تو سوار ہونے کا مضائقہ نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

۲۔ قرض اگر کچھ ہو تو اس کو ادا کرے۔ فتاویٰ ظہیریہ ۱۔ زرِ مہر قرض ہے اسکو ادا کرنا چاہئے یا بیوی سے معاف کرانا چاہئے۔

۳۔ گناہوں سے توبہ کرے۔ فتاویٰ عالمگیری

۴۔ کسی سمجھدار آدمی سے سفر کے متعلق مشورہ لے۔ حج کے متعلق مشورہ نہ کرے کیونکہ اسکی خوبی تو مسلمہ ہے۔ عالمگیری

۵۔ نماز روزہ اور دیگر فرائض اگر اس سے رہ گئے ہیں تو ان کو دوبارہ ادا کرے اور اپنے قصور پر نادم ہو اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا ارادہ دل میں کرے۔ بحرالرائق

۶۔ اگر کسی کی امانت اس کے پاس رکھی ہو تو واپس کرے۔ یا کسی کی چیز ظلم سے لے رکھی ہو تو واپس کرے۔

۷۔ اپنے دشمنوں کو راضی کرے کہ حدیث میں آیا ہے لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ تَوْبَةَ عَبْدٍ حَتّٰى يُرْضِيَ الْخُصَمَاءَ۔[۲] وَاِذَا اَرْضٰى خُصَمَاءَهٗ اَرْضٰى وَ يَقْبَلُ اللّٰهُ تَوْبَتَهٗ وَصَوْمَهٗ وَصَلٰوتَهٗ۔ اور یہ بھی آیا ہے دِرْهَمٌ كَاحِلٌ يُرَدُّ فِي الْخُصَمَاءِ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ عِبَادَةِ اَلْفِ سَنَةٍ۔

۸۔ حقوق العباد حتی المقدور معاف کرائے۔ فتح القدیر

۹۔ مال حلال حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ بغیر مال حلال کے حج قبول نہیں ہوتا۔ خیر اگر غیر حلال ہے تو فرض حج کا ادا ہو جائیگا۔ فتح القدیر (ناجائز مال سے حج کرنے کے متعلق دیکھو فقرہ ۵ مسئلہ)

۱۰۔ اہل وعیال کا نفقہ ادا کرے۔ اتنا نفقہ دے کہ اس کی واپسی تک کے واسطے کافی ہو۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُّضَيِّعَ اَهْلَهٗ۔ انسان کو گناہگار ہونیکو یہی کافی ہے کہ اپنے اہل سے بے توجہی کرے۔

۱۱۔ سات مساکین کو کھانا کھلائے۔ اس شکریہ میں کہ میرا ارادہ روانگی حج کا قوی ہو گیا۔

۱۲۔ یہ چیزیں سات لیجانے کے واسطے علیحدہ رکھے۔ مسواک۔ سرمہ۔ سلائی۔ سوئی وہاگہ۔ آئینہ۔ کنگھی۔

۱۳۔ حج کے احکام معلوم کرلے۔ اگر ممکن ہو تو ایک کتاب مناسک حج کے متعلق اور قرآن شریف اور دعائی کتاب ساتھ رکھے۔

۱۴۔ اپنے اہل وعیال اور بھائیوں کو رخصت کرے اور ان سے اپنی خطائیں معاف کرائے اور اس غرض سے خود ان کے پاس جاوے۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۵۔ استخارہ اس طرح کرے کہ سنت ہے۔ دو رکعت نماز پڑھے اور ان میں قل ہو اللہ احد پڑھے اور جو دعاء استخارہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے وہ پڑھے۔ فتاویٰ عالمگیری

---

[۱] اس آیت کے معنی و تفسیر و شان نزول کے متعلق دیکھو فقرہ ۲۔ [۲] نہیں قبول کرتا اللہ بندے کی توبہ جب تک وہ راضی کرے اپنے دشمنوں کو۔ پس جب راضی ہوئے دشمن تو اللہ بھی راضی ہو جاتا ہے اور قبول کرلیتا ہے اسکی توبہ اور اس کا روزہ اور نماز۔ اور ایک درم جو دشمن کے حق میں دیا جائے بہتر ہے دینے والے کے لئے ہزار برس کی عبادت سے۔

۱۶۔ بہتر ہو کہ وصیت لکھکر کسی امانت دار کے سپرد کرے۔ تاکہ اگر خود حج میں مرجائے تو حقوق العباد اور حقوق اللہ جو اسکے ذمّہ ہوں۔ اسکے بعد ٹھیک طور پر ادا کئے جا سکیں۔ حدیث میں آیا ہے

لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یَبِیْتَ لَیْلَتَیْنِ اِلَّا وَوَصِیَّۃٌ مَکْتُوْبَۃٌ تَحْتَ رَاْسِہٖ

ترجمہ۔ نہیں حلال ہے اس شخص کے واسطے جو ایمان لائے اللہ پر اور یوم آخر پر کہ سوئے دو رات لیکن یہ کہ وصیت لکھی ہوئی رکھی ہو اسکے سرہانے۔

۲۳ روانگی کے متعلق ان امور کا خیال رکھے

۱۔ جمعرات کو روانہ ہونا مستحب ہے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے روز حجۃ الوداع کے واسطے روانہ ہوئے تھے۔ یا مہینہ کے پہلے پیر کو چلے۔ فتاوی عالمگیری

۲۔ وطن سے اس طرح رخصت ہو جس طرح سفر آخرت کے واسطے جاتے ہیں۔ فتاوی عالمگیری

۳۔ گھر سے رخصت ہوتے وقت بہتر ہے کہ سات ساکین کو کھانا کھلائے۔

۴۔ گھر سے نکلتے وقت دوگانہ پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ بِکَ اِنْتَشَرْتُ۔ وَاِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ۔ وَبِکَ اعْتَصَمْتُ۔ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ ثِقَتِیْ وَاَنْتَ رَجَائِیْ
اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ مَا اَھَمَّنِیْ وَمَا لَا اَھْتَمُّ بِہٖ۔ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ عَزَّ جَارُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ اَللّٰھُمَّ زَوِّدْنِی التَّقْوٰی
وَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَوَجِّھْنِیْ اِلَی الْخَیْرِ اَیْنَمَا تَوَجَّھْتُ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ۔ وَکَآبَۃِ الْمُنْقَلَبِ۔
وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ۔ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ ؛

اے اللہ میں تیرے لئے جدا ہوا۔ اور میں تیری طرف متوجہ ہوا۔ تیرے اوپر بھروسہ کیا اور تیرے پر توکل کیا میں نے۔ اے اللہ تو میرا اعتماد ہے۔ اور تو میری امید ہے۔ کفایت کر مجھکو جو مشکل میں ڈالے اور جو مشکل میں نہ ڈالے مجھکو۔ اور جو چیز کہ تو زیادہ جاننے والا ہے مجھ سے غالب ہے۔ پناہ مانگنے والا تیرا۔ اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے۔ اے اللہ توشہ دے مجھے تقوی اور بخش میرے گناہ۔ اور متوجہ کر مجھکو طرف خیر کے۔ جدھر متوجہ ہوں میں اے اللہ پناہ مانگتا ہوں تجھسے سختی سفر اور برائی لوٹنے کی سے اور نقصان سے بعد فراخی کے اور برائی نظر کی سے بیچ اہل اور مال کے۔

۵۔ گھر کے دروازہ سے نکلے تو یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔ وَاحْفَظْنِیْ
مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ؛

نکلتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے۔ نہیں ہے بازگشت اور نہیں قوت مگر اللہ سے۔ جو بڑا ہے اور عظمت والا ہے۔ توکل کیا میں نے اللہ پر۔ اے اللہ تو توفیق دے مجھکو واسطے اس چیز کے کہ دوست رکھتا ہے تو اور بچا مجھکو شیطان مردود سے۔

اسکے بعد آیت الکرسی اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھے۔ فتاوی ظہیریہ

۶۔ گھر سے باہر نکلے تو یہ دعا پڑھے۔

اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

اے اللہ پناہ مانگتا ہوں تیری اس بات سے کہ میں گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں یا ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں۔ یا نادانی کروں یا نادانی کی جائے مجھ پر ساتھ نام اللہ کے کہ بھروسہ کیا میں نے اللہ پر نہیں ہے بچنا گناہ سے اور قوت عبادت مگر بسبب اللہ برتر بزرگ کے اے اللہ توفیق دے مجھکو اس چیز کی جسکو تو دوست رکھتا ہے اور جس سے تو خوش ہوتا ہے اور بچا مجھکو شیطان مردود سے۔

۷۔ اب لوگوں سے مصافحہ کرے تو یہ کہے۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاِیْمَانَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ ۔

خدا کو سپرد کرتا ہوں دین تمہارا اور ایمان تمہارا اور انجام کار تمہارے ۔

۸۔ اب جو لوگ عازم حج سے ملکر جانے لگیں تو یہ کہیں۔

فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ وَکَنَفِہٖ۔ زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَجَنَّبَکَ عَنِ الرَّدٰی۔

بیچ حفاظت اللہ کی رہیو اور پناہ اسکی کے توشہ دے اللہ تجھکو پرہیزگاری کا اور دور رکھے تجھکو ہلاکت سے۔

۹۔ سواری پر سوار ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔ عالمگیری

بِسْمِ اللّٰہِ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖیھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔

ابتدا کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے اور نہیں قدر جانی اللہ کی ان لوگوں نے جیسی کہ چاہئے اور زمین تمام اس کی مٹھی میں ہوگی دن قیامت کے اور آسمان لپیٹے ہوئے ہوں گے اسکے داہنے ہاتھ میں۔ پاک ہے وہ اور برتر ان کے شرک کرنے سے۔ ساتھ نام اللہ کے ہے چلنا جہازوں کا اور ٹھہرنا ان کا تحقیق پروردگار میرا البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔ **یا یہ دعا پڑھے۔**

بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ہَدَانَا لِلْاِسْلَامِ۔ وَعَلَّمَنَا الْقُرْاٰنَ۔ وَمَنَّ عَلَیْنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

سوار ہوتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے اور حمد ہے واسطے اللہ کے جس نے ہدایت کی ہمکو واسطے اسلام کے اور سکھایا ہمکو قرآن اور احسان کیا ہم پر ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حمد ہے واسطے اللہ کے ایسا اللہ کہ جس نے کیا مجھکو بہتر امت میں جو ظاہر کی گئی ہے واسطے آدمیوں کے پاک ہے وہ اللہ جس نے مسخر کیا واسطے ہمارے یہ جانور اور نہیں تھے ہم واسطے اسکے طاقت رکھنے والے اور ہم طرف رب اپنے کے لوٹنے والے ہیں اور حمد ہے واسطے اللہ کے جو رب العالمین ہے۔

۲۴ راستہ میں امور ذیل مدنظر رکھے

۱۔ راستہ میں لوگوں سے خوش اخلاقی برتے اور کسی سے لڑائی کی بات نہ نکالے۔ اور ممکن ہو تو راستہ میں لوگوں کو کھانا کھلائے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ حج کی نیکی اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِیْنُ الْکَلَامِ ہے۔ (کھانا کھلانا اور نرمی سے کلام کرنا)

۲- راستہ میں سواری اور کھانے میں کسی کی شرکت نہ کرے کیونکہ اس میں اکثر جھگڑا رہتا ہے۔

۳- کسی نیک آدمی کا ساتھ ہو جائے تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اجنبی شخص ہو نہ کہ رشتہ دار۔ عالمگیری

۴- راستہ میں اتقا اور پرہیزگاری اور تحمل اور بردباری کو کام میں لائے۔

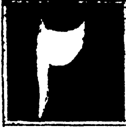
۱- ایک بزرگ تو اس قدر اتقا کو کام میں لائے کہ کوئی شخص ان کے پاس ایک خط لایا اور کہا کہ مکہ شریف پہنچکر یہ خط فلاں شخص کو دیدیں۔ انہوں نے کہا ٹھہر جاؤ اونٹ والے سے دریافت کرلوں کہ آیا خط کا بوجھ بھی لاد سکتا ہوں کیونکہ وہ اپنا اسباب پہلے ساربان کو دکھا چکے تھے۔

۵- راستہ میں کسی کو برا نہ کہے اگر کسی کے پاس سفر خرچ نہیں ہے۔ تب بھی اسکو کچھ نہ کہے۔

۶- کرایہ کی سواری میں یہ لحاظ رکھے کہ بوجھ کس قدر اٹھا سکتی ہے۔ اس سے زیادہ بوجھ نہ لاوے۔ فتح القدیر

۱- اگر کسی کی اپنی سواری ہو تو اسکو اسکی معمولی خوراک سے کمی نہ کرے۔ عالمگیری

یاد رہے- جو شخص حج کو جائے اُسکو چاہیے کہ پہلے حج کرے پھر مدینہ جائے اگر حج فرض نہ ہو تو چاہیے مدینہ پہلے چلا جائے اور پھر حج کرے۔ حج فرض کی صورت میں بھی اگر پہلے مدینہ جائے اور پھر حج کرے تو جائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

موقع  اب میقات پر پہنچے تو احرام باندھے  موقع

جب میقات پر پہنچے تو احرام باندھے۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ میقات ہی پر احرام باندھے۔ اگر میقات سے بہت پہلے بلکہ گھر سے احرام باندھکر چلے تو بعض علماء کے نزدیک افضل ہے۔ بلکہ حضرت علیؓ تو وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ کا مطلب یہی لیتے ہیں کہ گھر سے احرام باندھکر چلنا چاہیے۔ احرام اس طرح باندھا جاتا ہے کہ نہا دھو کر ایک چادر اور تہمد پہن کر دو رکعت نفل پڑھے اور جانماز پر بیٹھے اور سر کھولے اور حج کی نیت کرے۔ اور لبیک بطریق مسنون کہے جس احرام بندھ گیا۔ مگر بجائے لبیک کے اگر کسی قربانی کے جانور کو بطور ہدی ہانک کر لے چلے تب لبیک کی بھی ضرورت نہیں۔ یاد رہے کہ تہمد باندھ لینے اور چادر اوڑھ لینے سے کوئی شخص محرم نہیں ہو سکتا جبتک کہ نیت عمرہ یا حج وغیرہ کی دل میں نہ کرے۔ اہل مکہ جو تحت میزاب احرام باندھتے ہیں اس سے یہی مطلب ہے کہ وہ گھر سے غسل وغیرہ کرکے لباس احرام باندھکر آتے ہیں اور تحت میزاب دو رکعت نماز پڑھ کے نیت احرام کی کرتے ہیں۔ اسی وقت سے احرام صحیح ہو جاتا ہے۔ عمرہ۔ حج و تمتع و قران سب کے واسطے احرام ایک ہی طریق پر باندھا جاتا ہے + بغیر احرام میقات سے گذر کر مکہ شریف جانے پر ایک قربانی جزا میں دینی ہوتی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں بروایت ابن عباس آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شخص بغیر احرام کے میقات سے تجاوز نہ کرے اور اسی طرح طبرانی کی روایت میں آیا ہے + مکہ شریف کے چاروں طرف احرام باندھنے کے مقامات مقرر کئے ہوئے ہیں ان کا مفصل ذکر فقرہ ۲۸ میں ہے + احرام باندھنے کے واسطے کوئی خاص زمانہ یا وقت نہیں ہے۔ امام اعظم کے نزدیک اگر کوئی شخص حج کے واسطے احرام باندھے تو ماہ ہائے حج سے پہلے ہی باندھ سکتا ہے۔ مگر امام شافعیؒ اس کی اجازت نہیں دیتے اُن کے نزدیک حج کا احرام ماہ ہائے حج کے اندر ہی باندھنا چاہیے۔ ہاں افعال حج کی ادائیگی کے متعلق جمیع علماء متفق ہیں کہ ماہ ہائے حج ہی میں ادا ہونے چاہئیں۔ عمرہ کے احرام کے واسطے کوئی وقت مقرر نہیں جس مہینے میں اور جب چاہے احرام باندھے اور عمرہ کرے مگر یوم عرفہ اور عید الضحیٰ اور ایام تشریق میں نہ کرے۔ تمتع کے واسطے

جو عمرہ کا احرام باندھے اسکے واسطے بھی یہی حکم ہے کہ احرام ماہ ہائے حج سے پہلے باندھ سکتا ہے مگر افعال عمرہ ادرج کے ماہ ہائے حج ہی میں ادا ہونے چاہئیں۔ ہاں قران کے واسطے اگر عمرہ کرے تو وہ ماہ ہائے حج سے پہلے کر سکتا ہے ۔ اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے موقع پر معذور ہے مثلاً بیہوش ہے تو اس کا ساتھی اس کی طرف سے احرام باندھ سکتا ہے اور لبیک کہہ سکتا ہے۔ تلبیہ جو کہی جائے وہ خاص مقررہ الفاظ میں کہی جانی چاہیئے ہاں اس میں کچھ بڑھا دے تو مضائقہ نہیں کمی ذرا نہ کرے۔ صحاح ستہ میں مذکور ہے کہ حضرت عمر تلبیہ کے الفاظ میں کچھ بڑھا دیا کرتے تھے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ لوگ بھی اکثر ان مقررہ الفاظ میں بڑھا دیا کرتے تھے۔ مگر کسی شخص نے ان الفاظ میں کمی کبھی نہیں کی ۔ تلبیہ ایسی ہے جیسے نماز میں تکبیر۔ چنانچہ جیسا نماز میں ہر حالت کی تبدیلی پر اللہ اکبر کہا جاتا ہے اسی طرح حالت احرام میں اونچی جگہ چڑھتے نیچی جگہ اترنے پر سواروں کو آتا دیکھکر صبح ہونے پر ہر نماز کے بعد غرض جہانتک ممکن ہوتا ہے ہر حالت کی تبدیلی پر لبیک کہی جاتی ہے۔ تلبیہ ارکان حج یا عمرہ میں اکثر کہتے رہتے ہیں۔ مگر حج میں تو عید کے روز جمرہ عقبہ کی رمی شروع کرتے ہی موقوف کر دیتے ہیں۔ اور عمرہ میں جب طواف عمرہ شروع کریں جب موقوف کرتے ہیں۔ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ حالت احرام میں دوسرے عمرہ یا حج کے احرام کی نیت کر لیتے ہیں۔ یہ بعض موقع پر جائز ہے بعض پر ناجائز۔ دیکھو فقرہ ۱۹۱ سے ۔ جب احرام بندھ جائے تو ممنوعات احرام سے پرہیز کرنا چاہیئے ورنہ جزا لازم ہوگی۔ دیکھو فقرہ ۱۷ اسی ۱۹۰۔ احرام باندھنے کے بعد اگر کسی وجہ سے حج نہ کر سکا تو عمرہ کر کے احرام کھولے دیکھو فقرہ ۱۰۰ سے ۱۰۵۔

۲۵ - میقات و احرام و آفاقی - میقاتی و مکی کے معنے و مطلب

۱- مواقیت (واحد میقات) ان مقامات کو کہتے ہیں جہاں سے مکہ شریف میں جانے کے واسطے احرام باندھتے ہیں۔ ہدایہ - کفایہ - عینی شرح کنز

۲- احرام کے معنے حرام کر دینا۔ چونکہ حج کرنے والے پر کئی چیزیں حرام کی گئی ہیں۔ لہذا اس اظہار کے واسطے کہ اس وقت سے یہ چیزیں حرام کی گئی ہیں ایک لباس جو صرف ایک چادر اور تہمد ہوتا ہے بہ نیت حج باندھا جاتا ہے جسکو احرام کہتے ہیں۔

ا- یاد رہے کہ احرام کا عمل اُس وقت سے شروع ہوتا ہے جس وقت احرام کا لباس پہننے کے بعد حج کی نیت کیجائے اور لبیک کہی جائے۔ ورنہ صرف احرام کا لباس پہننے پھرنے سے کوئی شخص محرم نہیں ہو سکتا۔ م

۳- آفاقی وہ شخص ہے جو میقات کے باہر رہتا ہو۔ مثلاً اہل کوفہ بصرہ وغیرہ وغیرہ۔ ہدایہ و کفایہ و عینی شرح کنز

۴- میقاتی وہ شخص ہے جو میقات کے حدود کے اندر رہتا ہو یا خاص میقات پر رہتا ہو۔ (حدود میقات کے واسطے دیکھو نقشہ)

۵- مکی وہ شخص ہے جو مکے میں سکونت رکھتا ہو۔

ا- حج کی اغراض کے واسطے وہ شخص بھی مکی کہلاتا ہے جو مکہ معظمہ میں پہنچکر احرام کھولدے۔ اگرچہ اقامت کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

ب- وہ لوگ جو میقات کے حدود کے اندر رہتے ہیں وہ بھی اہل مکہ کے حکم میں ہیں۔

۲۶۔ میقات پر احرام باندھنا یا اس سے پہلے

۱۔ گھر سے احرام باندھ کر چلنا افضل ہے۔ (اور نیل پہنچ میقات کے اگر احرام باندھے تو درست ہے) یہ قول علی و ابن مسعودؓ کا ہے۔ ہدایہ

دلیل۔ کلام مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔ اور اتمام سے یہی مطلب ہے کہ اپنے گھر سے احرام باندھ کر چلے (یعنی گھر سے ہی ارکان حج شروع کئے جائیں۔) اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں انسان کو مشقت زیادہ اٹھانی پڑتی ہے۔ اور خانہ کعبہ کی تعظیم زیادہ ہے (کہ خانہ کعبہ کی عظمت کے خیال سے پہلے ہی سے احرام باندھ لیا ہے)۔ عینی شرح کنز و ہدایہ۔

حاکم نے باب التفسیر میں مستدرک سے روایت کیا ہے کہ کسی نے حضرت علی سے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ کا مطلب دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اتمام حج وعمرہ یہ ہے کہ باندھے تو احرام اپنے گھر سے۔ یہ حدیث مرفوعاً ابوہریرہ سے مروی ہے۔ اور ضعیف ہے۔

۲۔ میقات سے پہلے احرام باندھنا افضل نہیں ہے الا اگر ممنوعات احرام سے بچ سکے تو افضل ہے۔ ورنہ میقات تک احرام باندھنے میں تاخیر کرے (نزد امام اعظم بیک روایت) جوہرۃ النیرہ و ہدایہ۔

۱۔ اگر متمتع اور قارن اپنے گھر سے یا اور کہیں سے احرام باندھے تو درست ہے۔ کیونکہ میقات سے احرام باندھنا عمرہ اور تمتع کے واسطے شرط نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

۳۔ میقات اس واسطے مقرر کئے گئے ہیں کہ اس سے آگے احرام میں تاخیر کرنا منع ہے۔

۱۔ دلیل کے واسطے دیکھو حدیث نفقرہ ۲۹)

۲۷۔ میقات سے بغیر احرام باندھے مکہ شریف جانا

(میقات سے بغیر احرام مکہ شریف تک چلا جائے تو ایک قربانی دینی ہوگی اور ایک حج یا عمرہ کرنا ہوگا)[۵۱]

۱۔ جو شخص (آفاقی) مکہ شریف میں داخل ہونا چاہے (حج کو جاتا ہو یا کسی اور غرض کو) اسپر واجب ہے کہ میقات سے احرام باندھ کر جائے اور اس احرام سے ایک حج یا ایک عمرہ کرے یا وہ حج یا عمرہ کرے جو اسکے ذمہ ہے۔ (نزد علماء حنفیہ) فتاویٰ عالمگیری۔ ہدایہ

دلیل۔۱۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص میقات سے آگے نہ بڑھے مگر کہ وہ محرم ہو۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ احرام کعبہ شریف کی تعظیم کی غرض سے باندھا جاتا ہے۔ عمرہ یا حج کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ ہدایہ

دلیل ۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُجَاوِزُ اَحَدٌ الْوَقْتَ اِلَّا بِاِحْرَامٍ۔ (نہ تجاوز کرے میقات سے مگر ساتھ احرام کے) اور ایسا ہی طبرانی کی روایت میں ہے + مسند امام شافعی میں ہے کہ واپس کر دیتے تھے ابن عباس اس شخص کو جو بغیر احرام میقات سے گذر کر آجاتا تھا۔ اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسند میں اس طرح لکھا ہے۔ کہا ابن عباس نے کہ جب کوئی شخص میقات سے آگے بڑھے اور احرام نہ باندھے یہاں تک کہ داخل ہو جائے مکہ میں تو چاہیئے کہ میقات پر واپس آئے اور احرام باندھے اور اگر میقات پر واپس نہ جا سکے تو چاہیئے کہ وہیں احرام باندھ لے اور اس کے بدلے ایک قربانی کرے۔ لستی یحیٰ۔ اگر اس شخص نے اسی سال حج یا عمرہ کیا تو وہ حج یا عمرہ جو اسکے ذمہ بوجہ بغیر احرام مکہ آنیکے لازم ہوگیا تھا وہ اس میں شمار ہو جائے گا۔ دوسرا حج یا عمرہ علیحدہ نہ کرنا ہوگا۔ (اگر یہ حج یا عمرہ دوسرے سال کیا تو جزا کا حج یا عمرہ علیحدہ دینا ہوگا) محیط۔ باب المیقات

---

[۵۱] مجاوزۃ الوقت بغیر احرام جو فقہ کی کتب میں لکھا ہے اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ بغیر احرام کے اگر میقات پر سے گذر جائے تو جزا دینی ہوگی۔ بلکہ یہ مطلب ہے جیسا کہ ہم نے لکھا ہے کہ میقات پر سے بغیر احرام کے گذر کر مکہ شریف پہنچ جائے بشرطیکہ یہ شخص غنی نہ ہو۔ اگر صرف میقات پر سے گذر کر کسی اور جگہ مثلاً حل میں گیا اور واپس آگیا تو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔

ا۔ امام شافعی کے نزدیک اگر آفاقی ... ئے حج یا عمرہ کے کسی اور کام کے واسطے مکہ جاتا ہو تو اسکو میقات پر احرام باندھنے کی ضرورت نہیں۔
۱۔ اگر بغیر احرام مکہ شریف پہنچ گیا ہے اور وہاں احرام باندھا تو ایک حج یا ایک عمرہ بھی کرے اور ایک قربانی بھی دے۔ کہ اس نے حق میقات ترک کیا ہے اور بغیر احرام اندر آ گیا ہے۔ یہ قربانی اس کے ذمہ اس وقت نہیں رہیگی جبکہ وہ میقات پر واپس آ جائے (بشرطیکہ حج کا کوئی فعل نہ کیا ہو) اور وہاں سے احرام باندھکر آئے یا اگر وقت تنگ ہے اور حج فوت ہونیکا خوف ہے تو یہاں ہی باندھے جب بھی قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ فتاویٰ عالمگیری۔

تشریح۔ ا۔ اگر میقات تک واپس آیا اور احرام نہیں باندھے ہوئے تھا اور پھر میقات سے احرام باندھا۔ تو قربانی اس کے ذمہ نہیں رہیگی۔
اور اگر میقات تک واپسی میں صاحب احرام تھا اور لبیک کہہ چکا تھا تو قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ بقول امام ابوحنیفہ۔ اور صاحبین کے نزدیک لبیک کہنے کہے قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ فتاویٰ عالمگیری

ب۔ اگر بغیر احرام باندھے کئی مرتبہ مکہ شریف گیا تو ہر مرتبہ کے واسطے ایک عمرہ (یا ایک حج) کرے اور ایک قربانی بھی کرے کہ بغیر احرام کئی مرتبہ اندر آ گیا ہے۔ ہاں اگر اسی سال میقات جا کر احرام باندھکر اس نے کسی قسم کا حج یا عمرہ کر لیا تو آخر مرتبہ کی جزا کا حج یا عمرہ اور قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ اور اس سے پہلی مرتبہ کی اسپر باقی رہیگی۔ شرح طحاوی باب الحج والعمرہ۔
ج۔ اگر بغیر احرام مکہ چلا گیا اور پھر عمرہ یا حج کا احرام باندھکر عمرہ یا حج کیا اور وہ فاسد ہو گیا یا فوت ہو گیا اور اس کی قضا کی (میقات سے احرام باندھکر) تو جو قربانی میقات سے بغیر احرام گذرنے کی وجہ سے واجب تھی وہ اس کے ذمہ سے جاتی رہیگی۔ (برخلاف امام زفرؒ۔ ہدایہ و فتاویٰ عالمگیری)
د۔ اگر بغیر احرام مکہ چلا گیا۔ اور پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور پھر حج کا یا قران کا احرام باندھا۔ تو استحساناً اسپر ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر پہلے حج کا احرام باندھا اور پھر عمرہ کا احرام (حرم سے) باندھا تو دو قربانیاں واجب ہونگی ایک اس وجہ سے کہ میقات سے حج کا احرام نہ باندھا دوسری اس وجہ سے کہ عمرہ کا احرام حرم کے باہر نہ جا کر باندھا۔ فتاویٰ عالمگیری۔
ہ۔ اگر بغیر احرام بستان بنی عامر[۵۱] (یعنی حدود حل) میں چلا گیا تو اس کو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری۔ (ملاحظہ مسئلہ ۲)

۲۔ جو شخص اہل میقات یا اہل حل مکہ شریف میں داخل ہونا چاہے (اگر حج کی غرض سے نہ ہو) اس کو احرام باندھنا ضرور نہیں۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ۔

وجہ۔ وجہ یہ ہے کہ ان کو بار بار مکہ شریف آنا جانا پڑتا ہے۔ اور ہر دفعہ احرام باندھنا دقت سے خالی نہیں۔ ہاں اگر حج کی غرض سے اندر جانا چاہیں تب احرام باندھیں۔ ہدایہ۔
ا۔ اگر آفاقی کسی ضرورت کی وجہ سے بستان بنی عامر میں گیا۔ پھر مکہ میں جانیکا ارادہ کیا تو بغیر احرام جا سکتا ہے کیونکہ بستان بنی عامر کوئی واجب التعظیم جگہ نہیں ہے کہ وہاں احرام باندھکر جائے۔ اور جب وہاں بغیر احرام پہنچ گیا اور وہاں کے لوگوں میں مل گیا تو وہ اُن ہی جیسا ہو گیا اور حدود میقات میں جو لوگ رہتے ہیں ان کو جائز ہے کہ مکہ میں بغیر احرام جائیں تو اس شخص کے واسطے بھی جائز ہے۔ ہدایہ۔
ب۔ اگر حل کا رہنے والا حل سے احرام باندھکر سیدھا عرفات جائے اور وقوف کرے تو جائز ہے اور اسکو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔ ہدایہ

۳۔ جو شخص اہل مکہ اگر حل میں جائے اور پھر واپس آئے (اگر حج کی غرض سے نہو) تو اسکو احرام باندھنا ضرور نہیں۔ ہدایہ۔ عالمگیری۔

ا۔ اگر حج کی غرض سے مکہ شریف میں داخل ہو تو احرام باندھے۔ ہدایہ
ب۔ اگر آفاقی حل میں جا کر رہے یا قیام کرے تو اسکے واسطے بھی یہی حکم ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

---

[۵۱] بستان بنی عامر ایک مقام ہے جو میقات کے اندر ہے اور حدود حرم سے باہر ہے۔ یعنی حل میں واقع ہے۔

ج ـ مکی اگر حج کے ارادہ سے حل میں آیا اور احرام باندھا اور سیدھا عرفات باہر ہی باہر چلا گیا تو اسپر قربانی واجب ہوگی ـ کیونکہ اس کا میقات حرم ہے اور وہ اس سے بغیر احرام گذر گیا ہے ـ ہاں اگر وقوف عرفات سے پہلے حرم کے اندر واپس آگیا اور لبیک کہتا ہوا آیا تو قربانی اسکے ذمہ سے جاتی رہیگی ـ اگر لبیک کہتا ہوا نہ آیا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک قربانی اسکے ذمہ رہیگی ـ بخلاف صاحبین ـ ہدایہ ـ عالمگیری

د ـ مکی اگر کسی کام کے واسطے حل آیا اور احرام باندھا اور سیدھا عرفات باہر ہی باہر چلا گیا تو اسپر جزا واجب نہ ہوگی ـ عالمگیری

س ـ متمتع عمرہ سے فارغ ہوا (تو اب یہ مکی کے حکم میں ہے) اور حل میں آیا اور حج کا احرام باندھا اور عرفات میں وقوف کیا تو اسپر قربانی واجب ہوگی لیکن صاحبین کے نزدیک اگر وہ حالت احرام میں حرم کو واپس آیا اور امام اعظم کے نزدیک لبیک کہتا ہوا واپس آیا تو قربانی اس کے ذمہ نہیں رہیگی ـ یا حرم واپس آکر اس نے پھر احرام باندھ لیا تو بالاتفاق قربانی اسکے ذمہ نہیں رہے گی ـ نمایۃ السروجی شرح ہدایہ ـ

۴ ـ نابالغ یا غلام یا کافر اگر میقات سے بغیر احرام مکہ شریف چلا جائے تو اسپر کچھ جزا لازم نہیں ـ فتاویٰ قاضی خاں ـ

ا ـ اگر یہ نابالغ بعد میں بالغ ہوگیا (یعنی اگر اسکو احتلام ہوا) تب بھی اسکے ذمہ کچھ جزا لازم نہیں ـ فتاویٰ عالمگیری ـ

ب ـ اگر اس غلام کو مالک نے بعد میں احرام باندھنے کی اجازت دی اور اس نے احرام باندھا تو میقات سے بغیر احرام گذرنے کی قربانی اسپر اس وقت واجب ہوگی جب وہ آزاد ہو جائیگا ـ فتاویٰ عالمگیری ـ

ج ـ اگر یہ کافر بعد میں مسلمان ہوگیا تو اسپر کچھ جزا لازم نہیں ـ فتاویٰ عالمگیری ـ

۵ ـ اگر ایک میقات سے بغیر احرام گذر کر دوسرے میقات پر چلا جائے اور وہاں سے احرام باندھے تو جائز ہے لیکن پہلے ہی میقات سے باندھنا افضل ہے ـ عالمگیری ـ

ا ـ یہ رعایت صرف اُن لوگوں کے واسطے ہے جو اہل مدینہ نہیں ہیں کیونکہ اہل مدینہ کو اپنے میقات سے خصوصیت زیادہ ہے ـ سراج الوہاج ـ

تشریح ـ مطلب یہ ہے کہ اہل مدینہ اگر ذوالحلیفہ سے گذر کر کسی اور میقات پر احرام باندھنا چاہے تو اُسکو اجازت نہیں ہے ـ

۲۸ ـ میقات احرام (مواقیت مکانیہ احرام)

(مقامات احرام کے واسطے دیکھو نقشہ فقرہ ۲۹)

حدیث ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ[۱] وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ ـ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ـ رواہ البخاری ومسلم

ترجمہ ـ ابن عباس سے روایت ہے کہ مقرر کئے میقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے واسطے ذوالحلیفہ اور اہل شام کے واسطے جحفہ اور اہل نجد کے واسطے قرن اور اہل یمن کے واسطے یلملم ـ اور یہ مقام اُن لوگوں کے واسطے ہیں جو ان کے پاس آویں اور ان لوگوں میں سے ہوویں جو ارادہ کرے حج اور عمرہ کا ـ اس حدیث کا اخراج کیا ترمذی اور ابوداؤد نے ـ ابوداؤد نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ مقرر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات واسطے اہل عراق کے ذات عرق ـ اگرچہ اس حدیث کی اسناد میں افلح بن حمید ہے کہ احمد بن حنبل اسکے منکر تھے ـ تو نکالا عبدالرزاق نے مالک ـ سے اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے ابن عمرؓ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات مقرر کیا واسطے اہل عراق کے ذات عرق ـ اس طرح یہ حدیث صحیح ہے ـ

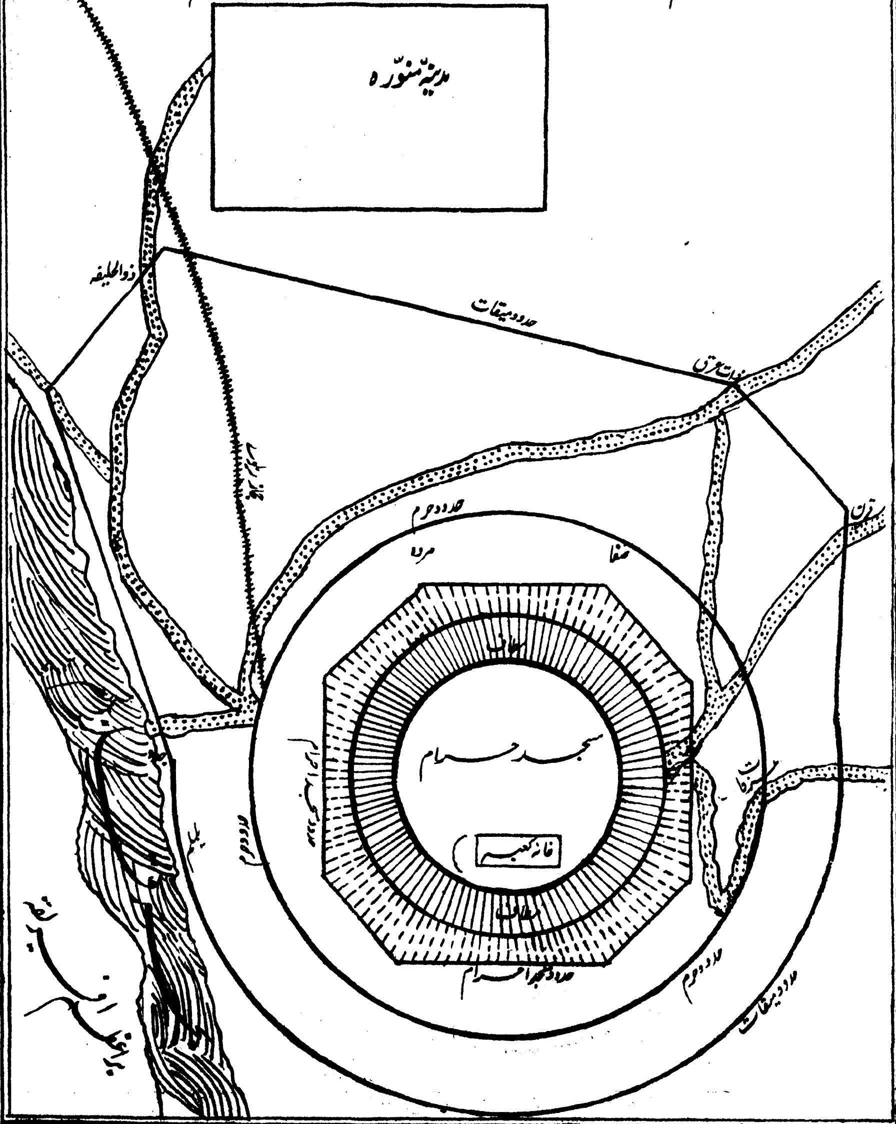
---

[۱] بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مدینے سے ۶ میل ہے ـ ذوالحلیفہ کو عوام آبار علی کہتے ہیں ـ عینی شرح کنز ـ ایک روایت کے بموجب مکہ معظمہ سے ۲۲۰ میل ہے ـ

۲۹۔ نقشہ حدود میقات و حرم

نقشہ حدود میقات و حرم

ا۔ اس نقشہ میں میقات کے تمام مقامات دکھائے گئے ہیں کہ مکّہ تشریف جاتے ہوئے وہاں سے بغیر احرام آگے بڑھنا منع ہے۔



۱- مدینہ کی طرف سے آنیوالوں کے واسطے — ذوالحلیفہ - -
{ یہ مقام مکہ شریف سے ۱۹۸ میل ہے اور مدینہ شریف سے ۶ میل — عینی شرح کنز

۲- عراق کی طرف سے آنیوالوں کیواسطے — ذات عرق -
{ ا- یہ وہ حد ہے جو درمیان نجد اور تہامہ کے واقع ہے — عینی شرح کنز
ب- یہ مقام مکہ معظمہ سے تین روز کی مسافت پر ہے

۳- شام و مصر و مضافات کیطرف سے آنیوالوں کے واسطے — جُحفہ[۵۱] - -
{ ا- یہ مقام مکہ معظمہ سے ۱۵۰ میل ہے اب جحفہ ویران ہوگیا ہے تو اسکے قریب ایک مقام رابغ ہے وہاں سے احرام باندھتے ہیں — عینی شرح کنز

۴- نجد کی طرف سے آنیوالوں کے واسطے — قرن - -
{ ا- مکہ شریف سے ۵۰ میل ہے - یہ ایک پہاڑ ہے عرفات کے پاس جہاں سے مکہ دو منزل رہجاتا ہے عینی شرح کنز- یہ ایک گول پہاڑ ہے سفید رنگ کا -

۵- یمن اور تہامہ اور ہندوستان کی طرف سے آنیوالوں کے واسطے یلملم - -
{ ا- مکہ شریف سے ۳۲ میل ہے - اب اس کو سعدیہ کہتے ہیں (یہ ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے) یہاں سے مکہ شریف ۲ منزل ہے — عینی شرح کنز

۶- بے راستہ آنیوالوں کے واسطے — دو مقام میقات
{ کی سیدھ معلوم کرکے بیچ میں احرام باندھنا چاہئے - ا- جو لوگ سمندر کے راستہ آویں تو جب کسی میقات کے مقابل آویں تو احرام باندھیں — فتاویٰ عالمگیری
ب- اگر ٹھیک موقع نہ معلوم کر سکے تو اندازہ سے مکہ سے دو منزل ورے احرام باندھے عالمگیری

۷- اُس طرف سے آنیوالوں کے واسطے جدھر میقات نہیں ہے - مکہ سے دو منزل ورے
{ یعنی ایسے شخص کو مکہ سے دو منزل ورے احرام باندھنا چاہیے - عالمگیری -

۸- اہل حل[۵۲] اہل میقات کے واسطے — کل زمین حل
{ ا- زمین حل وہ زمین ہے کہ حرم اور میقات کے بیچ میں واقع - لہذا کہیں بھی احرام باندھے - چاہے اپنے گھر پر باندھے - ہدایہ - دیکھو فقرہ - ۱۴ - ج
ب- اگر حرم تک احرام باندھنے میں تاخیر کرے تو جائز ہے - فتاویٰ عالمگیری

۹- اہل مکہ کیواسطے (جبکہ وہ احرام عمرہ کا باندھنا چاہیں) کل زمین حل
{ ا- اگرچہ زمین حل میں جہاں چاہے احرام باندھ سکتا ہے تاہم تنعیم میں احرام باندھنا بہتر ہے - خصوصاً مسجد عائشہ رضہ میں دلیل - پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضہ کے بھائی کو حکم دیا تھا کہ حضرت عائشہ کو تنعیم لیجائیں (کہ حل میں ایک موضع ہے) اور وہاں سے وہ عمرہ کا احرام باندھیں - ہدایہ - کفایہ -
ب- حج عرفات میں ادا کیا جاتا ہے جو زمین حل میں واقع ہے تو حرم سے حل تک کا سفر خاصہ ہوجاتا ہے لیکن عمرہ کیواسطے اگر وہاں ہی احرام باندھکر افعال ادا کرے تو کوئی سفر نہ تھا لہذا حل سے احرام باندھنا مقرر کیا کہ حل سے حرم تک سفر ہوجائے لیکن مسجد تنعیم عمرہ کا احرام باندھنا افضل ہے جیسا کہ بیان ہوچکا

۱۰- اہل مکہ کیواسطے (جبکہ وہ احرام حج کا باندھنا چاہیں) - کل زمین حرم[۵۲]
{ ا- اگرچہ کل زمین حرم میں احرام باندھ سکتا ہے لیکن مسجد حرام میں احرام باندھنا بہتر ہے خصوصاً میزاب کے نیچے - ہدایہ - دلیل - وجہ یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو حکم کیا تھا کہ وسط مکہ سے احرام باندھو — ہدایہ وکفایہ

۳۷ - اوقات احرام (میقات زمانیہ احرام)

۱- حج کا احرام ماہ ہائے حج سے پہلے باندھا جاسکتا ہے نزد امام اعظم لیکن امام شافعی کے نزدیک ماہ ہائے حج ہی میں باندھنا چاہیے - دیکھو فقرہ[۱۵]
ا- تمتع و قران کے احرام باندھنے کے وقت کے متعلق دیکھو فقرہ - ۱۵ -

---

[۵۱] جحفہ مدینے سے ۷ منزل پر ہے [۵۲] حل و حرم کے متعلق دیکھو فقرہ - ۱۴

۲- عمرہ کا احرام تمام سال میں کسی وقت باندھا جا سکتا ہے لیکن یوم عرفہ - یوم عید الضحیٰ اور ایام تشریق میں باندھنا مکروہ ہے۔ دیکھو فقرہ ۱۵۰ مسئلہ

۳- دن یا رات میں کسی وقت احرام باندھنے ممانعت نہیں ہے - اوقات احرام کے متعلق ایک جگہ یہ آیا ہے۔ وَاِذَا قَدَّمَ الْاِحْرَامَ عَلَى الْاَشْهُرِ يَنْعَقِدُ وَيَجُوزُ لِاَنَّهُ شَرْطٌ - لٰكِنْ يُكْرَهُ وَلَا يَجُوزُ اَنْ يَعْمَلَ شَيْئًا مِنْ اَعْمَالِ الْحَجِّ مِنْ طَوَافٍ اَوْ سَعْيٍ قَبْلَ الْاَشْهُرِ الْحَجِّ - وَوَقْتُ الْعُمْرَةِ السَّنَةُ كُلُّهَا وَيُكْرَهُ ذَالِكَ فِي يَوْمِ النَّحْرِ وَاَيَّامِ التَّشْرِيقِ - ترجمہ :- اور اگر احرام ماہ ہائے حج سے پہلے باندھا جائے تو صحیح ہے اور جائز ہے کیونکہ احرام شرط ہے - لیکن مکروہ ہے - پھر بھی یہ جائز نہیں ہے کہ افعال حج میں سے مثلاً طواف یا سعی کچھ بھی ماہ ہائے حج سے پہلے ادا کرے - اور عمرہ کے احرام باندھنے کا وقت کل سال ہے لیکن وہ بھی مکروہ ہے قربانی کے دن اور ایام تشریق میں

۳۱- احرام کا لباس

۱- احرام کے دو کپڑے ہوتے ہیں ایک تہمد جو نیچے کے بدن پر باندھا جاتا ہے - دوسری چادر جو اوپر کے بدن پر باندھی جاتی ہے - ہدایہ - کفایہ -

دلیل - پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام میں یہی دو کپڑے پہنے ہیں اور دوسرے یہ کہ سلے ہوئے کپڑے احرام کے واسطے منع ہیں - ہدایہ وکفایہ -

تشریح - چادر اتنی لمبی ہونی چاہئے کہ اگر داہنے ہاتھ کی بغل کے نیچے سے نکالکر بائیں ہاتھ کے کندھے پر ڈالی جائے تو پیچھے لٹکی رہے اور تہمد اتنا بڑا ہونا چاہئے کہ اچھے طور پر باندھ سکے اور ٹخنے کھلے رہیں - اور اگر چادر کے دونوں سرے تہمد میں گھسا دے تو مضائقہ نہیں - از درمختار وکفایہ وفتاوی عالمگیری -

ا- احرام کے کپڑے نئے ہوں یا مستعمل پاک ہوں - لیکن نئے بہتر ہیں کہ ان میں پاکی زیادہ خیال کی گئی ہے - ہدایہ - کفایہ -

ب- ان کپڑوں کا کوئی رنگ مقرر نہیں اکثر سفید کپڑے کا احرام باندھتے ہیں - بہتر ہے کہ احرام کے کپڑے سفید ہوں - درمختار

ج- اگر بجائے دو کپڑوں کے ایک ہی سے چادر و تہمد کا کام لیا جائے جس سے ستر خوب ڈھک جائے تو درست ہے - فتاوی عالمگیری

د- اگر چادر کو کانٹے یا سوئی سے اٹکا دے یا چادر و تہمد کو ڈوری سے باندھے تو بُرا ہے - مگر کچھ جزا نہیں دیجائیگی - فتاوی عالمگیری

س- احرام کے کپڑوں میں ایسی خوشبو لگانا کہ احرام کے بعد تک اس کا اثر باقی رہے - بالاتفاق جائز نہیں - فتاوی عالمگیری -

ص- بچوں کو احرام کس طرح باندھتے ہیں - دیکھو فقرہ - ۱۴۵

۲- عورتوں کا احرام ان کے سلے ہوئے کپڑے ہیں - اور عورت احرام میں سر ڈھانکے اور منہ کھلا رکھے - ہدایہ - کفایہ

دلیل - عورتوں کو سلے ہوئے کپڑے پہننے اس وجہ سے جائز ہیں کہ بغیر سلے ہوئے کپڑے پہننے میں ان کی بے پردگی ہوتی ہے - ہدایہ وکفایہ -

ا- عورتوں کو سلا ہوا کپڑا (جیسے کرتہ - قمیض - دوپٹہ - موزے - دستانے ریشمی کپڑا) اور زیور پہننے کا مضائقہ نہیں - عالمگیری

ب- عورتوں کے احکام کے متعلق دیکھو فقرہ - ۱۳۹ سے ۱۴۱ تک

ج- رنگین کپڑا اگر زعفران یا کسم کے رنگ سے رنگا ہوا تھا اور دُھل چکا ہے اور اس کی خوشبو نکل گئی ہے تو عورت پہن سکتی ہے - کفایہ

د- عورت کو حالت احرام میں سر ڈھانکے رکھنا چاہئے اور چہرہ کھلا رکھنا چاہئے - دیکھو فقرہ ۳۲۵ مسئلہ ۲ -

۳۲- احرام کی تیاری

۱- سر کے بال منڈوائے یا کتروائے اگر ضرورت ہو اسی طرح حسب ضرورت اپنی خانگی ضروریات سے بھی فارغ ہو لے۔ درمختار

ا- اگر ضرورت ہو تو ناخن کتروائے اور زیر ناف اور بغل کے بال دور کرے۔ اور لبیں کاٹے۔ عینی شرح کنز۔

ب- ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ بالوں کو نہ منڈوائے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں منڈوائے تھے۔ اور اکثر صحابہ نے بھی نہیں منڈوائے تھے سوائے حضرت علی کے۔

ج- اگر کسی کو سر منڈوانے کی عادت ہے تو منڈوائے ورنہ بالوں کو خطمی اور اشنان وغیرہ سے خوب دھو کر صاف کرے اور کنگھی کر کے درست کرے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

د- سر کے بال منڈواتے وقت شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ اگر احرام سے خارج ہوتے وقت تک سر پر بال نہ نکلے تو پھر سر کس طرح منڈیگا۔ دیکھو فقرہ۔ ۱۰۲۔

۲- اسکے بعد غسل کرے تو افضل ہے ورنہ وضو کرے۔ ہدایہ و عینی شرح کنز

ا- غسل کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے لئے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور غریب ہے۔ روایت کیا حاکم نے ابن عباس سے کہ غسل کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کپڑے پہنے اور جب ذوالحلیفہ میں تشریف لائے تو دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد اونٹ پر سوار ہوئے۔ جب سوار ہو چکے تو حج کے لئے احرام باندھا۔ حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے۔

ب- پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے واسطے غسل کیا۔ اسی وجہ سے غسل افضل ہے۔ ہدایہ۔

ج- اس غسل میں نیت احرام کی کرے۔

د- اگر کوئی عذر ہو تو تیمم کرے۔ درمختار

س- یہ غسل نظافت بدن کے واسطے ہے۔ لہذا حائض کو بھی بحالت حیض غسل کرنا چاہئے۔ لیکن یہ غسل اسکے غسل فرض کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔ ہدایہ و عینی شرح کنز

س- غسل کے بدلے وضو کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ نماز جمعہ کے واسطے ہوتا ہے لیکن غسل بہتر ہے کیونکہ اس سے پاکی زیادہ بہتر طور پر حاصل ہوتی ہے۔ ہدایہ

ص- اگر کوئی خوشبودار مصالحہ ملکر نہائے تو مضائقہ نہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ مصالح ایسا ہو کہ بعد غسل اسکا اثر باقی نہ رہے۔ ہدایہ

(ا) اگر اثر بعد غسل باقی رہے تو امام محمدؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔ اور امام مالک اور امام شافعی بھی اسی پر متفق ہیں کیونکہ پھر یہ ہوتا ہے کہ محرم خوشبو سے فائدہ اٹھاتا ہے اور خوشبو کا استعمال بلکہ خوشبو سے فائدہ اٹھانا حالت احرام میں جائز نہیں۔ اور اسکی اصلیت یہ ہے فرمایا حضرت عائشہؓ نے کہ کُنْتُ اُطَیِّبُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِحْرَامِہٖ بِاَطْیَبِ مَا اَجِدُ رواہ البخاری و مسلم۔ اور بعد احرام کے خوشبو کا اثر پیشانی مبارک پر باقی رہتا تھا۔ ہدایہ

تشریح۔ ا- احرام کے بعد خوشبو لگانی منع ہے (دیکھو فقرہ ۴۹) لیکن اگر خوشبودار مصالح سے بدن دھویا گیا اور خوب اچھی طرح صاف کر لیا گیا تو ظاہر ہے کہ مصالح بدن کے اوپر لگا تو رہا ہی نہیں گیا بدن میں پیوست ہو کر جزو بدن ہو گیا اب اگر بعد میں پھوٹ کر خوشبو نکل آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ہدایہ

یاد رہے کہ اس کی شال سلے ہوئے کپڑے سے نہیں دیجا سکتی کہ اگر سلا ہوا کپڑا بدن پر رہگیا اور بعد احرام کے خیال آیا کہ سلا ہوا کپڑا بدن پر ہے تو اسکے واسطے یہ حکم نہیں ہے جو خوشبو دار مصالحہ کے متعلق ذکر ہوا۔ غایہ شرح ہدایہ تنشیح ۲۰۔ اصل بات یہ ہے کہ جو خوشبو احرام سے پہلے استعمال کیجائے درحالیکہ بدن خوب ملکر صاف کرلیا جائے تو اگر بعد میں پیوست شدہ خوشبو پھوٹ نکلے تو مضائقہ نہیں ۔ ہدایہ۔

۳۳۔ احرام باندھنا (اور احرام اُتارنا)

۱۔ غسل سے فارغ ہو کر احرام باندھے۔ یعنی احرام کے دونوں کپڑے تہمد اور چادر (دیکھو نقرہ ۳۱) باندھکر دوگانہ نماز پڑھے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں ایسا ہی کیا ہے۔ ہدایہ و عینی شرح کنز

ا۔ اسکے متعلق حدیث اوپر مذکور ہوئی۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے دو رکعتیں ذوالحلیفہ میں وقت احرام کے۔ رواہ مسلم۔ اسی طرح ابوداؤد اور حاکم نے بروایت ابن عباس یہی لکھا ہے۔

ب۔ اس نماز کو وقت مکروہ میں نہ پڑھے اور اگر نماز فرض کا وقت ہے اور وہ پڑھ لی تو اسکے قائم مقام ہوگی۔ عالمگیری و کنز

ج۔ اگر اوّل رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ اور دوسری میں بعد سورہ فاتحہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تبرکاً بفعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے تو اچھا ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری۔

د۔ اکثر علماء اوّل رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل یا ایہا الکافرون اور رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ[۱] پڑھتے ہیں اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً وَّھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا[۲] پڑھتے ہیں۔

س۔ احرام کا لباس عورت کے واسطے کیا ہے۔ دیکھو نقرہ ۔ ۳۱ مسئلہ ۲۔

س۔ قران و تمتع کا احرام بالکل اسی طرح باندھا جاتا ہے۔ جیسے مفرد حج یا عمرہ کا۔

۲۔ (ا) اسکے بعد جائے نماز پر بیٹھے ہوئے اور دل میں حج یا عمرہ یا قران کی نیت کرے اور دعا اسی طرح پڑھے۔ ہدایہ وغیرہ

(حج کے واسطے) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ۔ وَاَعِنِّیْ عَلَیْہِ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ نَوَیْتُ الْحَجَّ ۔ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی۔[۳]

(عمرہ کے واسطے) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ ۔ وَاَعِنِّیْ عَلَیْھَا وَبَارِکْ لِیْ فِیْھَا نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ ۔ وَاَحْرَمْتُ بِھَا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

(قران کے واسطے) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ ۔ وَاَعِنِّیْ عَلَیْھِمَا وَبَارِکْ لِیْ فِیْھِمَا نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِھِمَا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

ا۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ یہ دعا اس وجہ سے پڑھی جاتی ہے کہ حج کے ارکان مختلف وقتوں اور مختلف جگہوں میں ادا کرنے پڑتے ہیں اور بڑی تکلیف ہوتی ہے لہذا خدا تعالےٰ سے آسانی کی دعا کرنی چاہیئے۔ عینی شرح کنز۔

ب۔ اگر الحج والعمرہ یعنی حج کا لفظ پہلے اور عمرہ کا لفظ بعد میں کہدے تب بھی مضائقہ نہیں کیونکہ مطلب تو ایک ہی ہے کہ دونوں کو ساتھ ادا کرنا چاہتا ہے۔ مگر اصل دعا میں عمرہ کا لفظ پہلے اور حج کا بعد میں اس وجہ سے لایا جاتا ہے کہ قران اور تمتع میں عمرہ پہلے کیا جاتا ہے اور حج بعد میں۔ کفایہ ۔ (دیکھو نقرہ ۔۱۱)

---

[۱] اے خدا نہ ہٹا ہمارے دلوں کو بعد اسکے کہ تو نے ہمکو ہدایت کی اور دی ہمکو اپنے پاس سے رحمت۔ بیشک تو بڑا دینے والا ہے [۲] اے رب ہمارے دے ہمکو اپنے پاس سے رحمت اور مہیا کر ہمارے واسطے ہمارے کام میں ہدایت [۳] اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں پس آسان کر اسکو میرے واسطے اور قبول کر اسکو مجھسے۔ اور اعانت کر میری اسپر اور برکت دے واسطے میرے اُس میں۔ نیت کی میں نے حج کی اور احرام باندھا میں نے واسطے خدا کے لئے ٭ دراصل تفصیل منیٰ تک ہے۔ اسکے آگے کے الفاظ اگر کہے تو بہتر ہے۔

ج۔ اگر قارن احرام باندھنے کے وقت عمرہ اور حج کی نیت دل میں کرے تو کافی ہے جیسا کہ نماز میں نیت قلبی کافی ہے۔ ہدایہ

د۔ اگر تمتع کا احرام باندھے تو پہلے عمرہ ہی کا باندھنا پڑیگا۔ لہذا عمرہ کی نیت کرے اسکے بعد جب حج کا احرام باندھے جب حج کی نیت کرے۔ دیکھو فقرہ ۱۱

۲۔ (۲) اگر عورت احرام باندھے تو سر نہ کھولے اور منہ کھلا رکھے اور حج کی نیت دل میں کرے اور زبان سے وہ نیت پڑھے جو لکھی گئی۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز   ا۔ دیکھو احرام کا لباس فقرہ ۲۸۰

ب۔ امام شافعی کے نزدیک مرد کو منہ چھپانا جائز ہے اور وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ اِحْرَامُ الرَّجُلِ فِیْ رَأْسِہٖ وَاِحْرَامُ الْمَرْأَۃِ فِیْ وَجْہِھَا (یعنے احرام مرد کا اس کے سر میں ہے اور احرام عورت کا اس کے چہرہ میں) روایت کیا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے موقوفاً ابن عمر پر اور صاحب ہدایہ نے اس کو مرفوع ذکر کیا ہے۔ دوم یہ کہ ایک شخص حالت احرام میں مرگیا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھپاؤ منہ اس کا اور نہ چھپاؤ سر اس کا۔ امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ جب ایک موقع پر ایک شخص حالت احرام میں مرگیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا کہ نہ چھپاؤ منہ اس کا اور نہ چھپاؤ سر اس کا کیونکہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا اٹھیگا۔ امام مالک نے جو حضرت عثمان سے روایت کی ہے اس میں آیا ہے کہ وہ چھپاتے تھے منہ اپنا حالانکہ احرام سے ہوتے تھے۔ اور روایت کیا اس کو دارقطنی نے مرفوعاً۔ یہ بھی امام شافعی کے مذہب کے موافق ہے۔ لیکن یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ جس حالت میں عورت کے واسطے منہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے باوجودیکہ پردہ لازمی ہے تو مرد کے واسطے تو ضرور کھلا رہنے کی اجازت ہوگی۔ م

۳۔ (۱) اس کے بعد تلبیہ کہے اس طرح۔ لَبَّیْکَ۔ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ۔ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ۔ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ۔ ہدایہ۔ (دیکھو فقرہ آئندہ)

ا۔ اگر صرف حج کا ارادہ کیا ہے تو تلبیہ کہتے وقت حج کی نیت دل میں کرے کیونکہ ہر عبادت کے واسطے نیت ضروری ہے۔ اور حج بھی ایک عبادت ہے تو اس کی نیت بھی کرنی دل میں ضروری ہے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز

ب۔ اگر سواری پر سوار ہو کر تلبیہ کہے تو جائز ہے۔ لیکن افضل یہی ہے کہ نماز کے بعد ہی کہے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ ہدایہ

ج۔ بعد نماز کے تلبیہ کہنی۔ اور سواری پر سوار ہو کر کہنی دونوں طرح احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ ترمذی و نسائی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہی بعد نماز کے اور ابن الہمام نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے اور سواری پر سوار ہو کر لبیک کہنا حدیث بخاری و مسلم سے ثابت ہے۔

د۔ لبیک ایکبار کہنا شرط ہے اور اس سے زیادہ سنت اگر ایکبار بھی نہیں کہیگا تو گناہگار ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

ر۔ لبیک کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ عالمگیری۔ بعض کے نزدیک درود کے بعد یہ دعائیں پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَمِنَ النَّارِ۔ اَللّٰھُمَّ اَحْرَمَ لَکَ شَعْرِیْ وَبَشَرِیْ وَلَحْمِیْ وَدَمِیْ مِنَ النِّسَاءِ وَالطِّیْبِ۔ وَکُلَّ شَیْئٍ حَرَّمْتَہٗ عَلَی الْمُحْرِمِ۔ اَبْتَغِیْ بِذَالِکَ وَجْھَکَ الْکَرِیْمَ (اے اللہ مانگتا ہوں تجھسے رضامندی تیری اور جنت اور پناہ مانگتا ہوں غصہ تیرے سے اور دوزخ سے۔ اے اللہ حرام کرتا ہوں میں واسطے تیرے بال اپنے اور کھال اپنی اور گوشت اپنا اور خون اپنا عورتوں سے اور خوشبو سے اور ہر اس چیز سے جسکو تو نے حرام کیا ہے محرم پر۔ چاہتا ہوں میں اسکو خاص تیری ذات بزرگ کے لئے)

س۔ اگر لبیک کی جگہ تسبیح یا تحمید یا تہلیل یا تمجید کے کلمہ کہے یا اسی طرح سے اور ذکر اللہ کا کیا اور اس سے احرام کی نیت کی تو احرام صحیح ہو جاویگا بالاجماع۔ فتاویٰ عالمگیری۔

ص۔ اگر بجائے لبیک کے اَللّٰھُمَّ کہا تب بھی احرام صحیح ہوگا لیکن ان کے نزدیک جو اَللّٰھُمَّ سے نماز شروع ہونی جائز سمجھتے ہیں۔ فتاویٰ قاضی خان

ط۔ اگر کوئی شخص لبیک اچھی طرح نہ کہہ سکتا ہو۔ یا کسی اور زبان میں کہے تو درست ہے۔ مگر عربی میں کہنا افضل ہے۔ عالمگیری و شرح طحاوی

ع۔ عورت کو لبیک کہنے میں آواز بلند نہ کرنی چاہیے۔ بلکہ لبیک اس طرح کہے کہ وہ خود سنے غیر نہ سنے۔ تمام علماء کا اسی پر اتفاق ہے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز۔ دیکھو فقرہ ۔۱۴۱

۳۔ (۲) یا سوق ہدی کرے یعنی بدنہ کے گلے میں پٹہ ڈال کر اسکو ہانکتا ہوا حج کے ارادہ سے لیچلے۔ اس طرح بھی احرام صحیح ہے۔ اور یہ قائم مقام لبیک کے ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

تشریح۔ مطلب یہ ہے کہ اگر سوق ہدی کرے یعنی ہدی کو ہانک کر لیچلے یا تلبیہ کہے اسی وقت محرم ہو گیا احرام کے ممنوعات سے اسی ساعت پرہیز اسپر لازم ہوا۔ اب اسکے بعد تلبیہ حسب معمول کہتا ہے۔ مگر ابتدائً محرم ہونیکے واسطے ان میں سے ایک بات ضروری ہے چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ محرم کبھی فعلاً ہوتا ہے جیسے سوق ہدی سے اور کبھی قولاً جیسے تلبیہ کہنے سے۔ م

ا۔ یہ قربانی جسکو ہانک کر لیجاتے ہیں چاہے نفل کی ہو چاہے نذر کی چاہے شکار وغیرہ کی جنایت کی۔ فتاویٰ عالمگیری

ب۔ ہدی کو پیچھے سے ہانکنے کو سوق ہدی کہتے ہیں اور آگے سے کھینچکر لیچلنے کو قود ہدی کہتے ہیں سوق افضل ہے قود سے۔

ج۔ اگر قربانی کسی کے ہاتھ بھیجدی اور خود دیر میں گیا تو جبتک اس سے جا نہ ملیگا تب تک صاحب احرام نہوگا۔ الا اگر قربانی تمتع یا قران کی ہے تو قربانی سے جا ملنے کی ضرورت نہیں صرف اس کی طرف متوجہ ہوتے ہی صاحب احرام ہو جائیگا اور اگر اب قربانی سے جا ملا تو نیت پختہ ہوگئی اور اسی طرح صاحب احرام ہو گیا جیسا کہ پہلی صورت میں ہوا تھا۔ ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری۔

د۔ اگر کئی آدمی ایک اونٹ کی یا گائے کی قربانی میں شریک ہوں اور خانہ کعبہ کی طرف جا رہے ہوں اور ایک شخص نے اس میں سے انکے حکم سے قربانی کے گلے میں پٹہ ڈالا تو سب کا احرام ہو گیا اور اگر سب کے حکم سے نہ ڈالا تو صرف اسی ڈالنے والے کا احرام ہوا۔ عالمگیری

ر۔ تمتع اور قران کی ہدی کو عرفات میں لیجانا واجب نہیں۔ ہاں اگر لیجائے تو بہتر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

س۔ ہدی کو اشعار کرنا یا تجلیل یا تقلید کرنے کے متعلق دیکھو فقرہ ۔ ۱۵۹۔

۴۔ جب تلبیہ کہہ چکا (اور حج کی نیت دل میں کر لی تھی) تو محرم ہو گیا۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۳۵)

ا۔ صرف حج کی نیت دل میں کر لینے سے بغیر تلبیہ کے احرام درست نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

ب۔ قارن کو چاہیے کہ دل میں قران کی نیت کرے۔

ج۔ ممنوعات احرام سے اس وقت سے پرہیز لازم ہے۔

۵۔ احرام باندھنے پر افعال حج یا عمرہ وغیرہ پورا کرنیکے بعد سر منڈوانے یا بال کتروانے سے احرام اتارا جاتا ہے۔ دیکھو فقرہ ۱۰۲

۳۴۔ اگر کوئی شخص بیہوش ہو تو دوسرا اسکی طرف سے احرام باندھ سکتا ہے

ا۔ اگر کوئی شخص بیہوش ہو جائے اور اس کا ساتھی اسکی طرف سے احرام باندھے اور تلبیہ کہے تو نزد امام اعظم جائز ہے برخلاف صاحبین۔ ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری۔

دلیل۔ صاحبین کی یہ دلیل ہے کہ اس شخص نے نہ تو خود احرام باندھا ہے اور نہ کسی اور کو اجازت دی ہے کہ اس کی طرف سے احرام باندھے لہذا نہ تو صریحاً اجازت پائی جاتی ہے نہ دلالتاً۔ صریحاً تو دی ہی نہیں یہ تو ظاہر ہی ہے اور دلالتاً اجازت ہو نہیں سکتی کیونکہ اسکو اس بات کا علم ہی نہیں کہ مجکو اجازت دینی چاہیئے تھی۔ اس بات کو اکثر علماء اور فقہا نہیں جانتے پس عوام کو تو کیا خبر۔ بخلاف صریحاً اجازت دینے کے۔ امام ابوحنیفہؒ کی یہ دلیل ہے کہ اگر کسی کا رفیق ساتھ ہوتا ہے تو اس کے معنے یہی ہوتے ہیں کہ اگر وہ خود کسی کام کو نہ کر سکے

تو اُس کا ساتھی کرے - اور حج کے سفر میں احرام باندھنا تو ضروری ہوتا ہے تو اگر اجازت نہ بھی دی گئی تو بمنزلہ اجازت ہی کے ہوا کہ احرام تو باندھنا ہی پڑیگا - تو یہ اجازت بطور دلالت ہوئی --- اور اسی دلیل سے اجازت دینے کا علم ہونا بھی ثابت ہوا - ہدایہ

ا - اگر یہ شخص بعد میں ہوشیار ہو جائے اور افعال حج خود کرنے لگے تو جائز ہے - ہدایہ

۲ - اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہدیا کہ اگر میں بیہوش ہو جاؤں یا سو جاؤں تو میری طرف سے احرام باندھ لینا - تو اس طرح احرام باندھنا بالاجماع صحیح ہے - ہدایہ -

ا - اب اگر یہ شخص بعد میں ہوشیار ہو جائے یا جاگ اُٹھے اور افعال حج خود کرنے لگے تو جائز ہے - ہدایہ -

۳۵ - احرام کے واسطے لبیک کے ساتھ نیت بھی ضروری ہے

ا - احرام کے وقت لبیک کے ساتھ افراد یا قران و عمرہ جس کی نیت کیجائے اُسی کا احرام ہوگا - اگرچہ احرام میں اس بات کا ذکر بھی نہ کیا ہو - عالمگیری

ا - اگر لبیک کے ساتھ دو حج کی نیت کی تو نزد امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف اس شخص پر دو حج لازم ہونگے - فتاویٰ قاضی خاں

۲ - " " دو عمروں کی نیت کی تو " " " " " " دو عمرہ لازم ہونگے - فتاویٰ قاضی خان

۳ - " " حج فرض اور نفل کی نیت کی تو " " " " یہ احرام حج نفل[۱] کا ہوگا - فتح القدیر

۴ - " " حج نفل اور نذر کی نیت کی تو " " " " یہ احرام حج نفل کا ہوگا - فتح القدیر

۲ - اگر احرام کے وقت لبیک کے ساتھ نیت کچھ نہ کی (نہ حج کی نیت کی نہ عمرہ کی) تو

ا - اگر اس شخص پر حج فرض تھا تو یہ احرام حج فرض کا ہوگا - فتاویٰ عالمگیری

۲ - اگر اس شخص پر حج فرض نہ تھا تو یہ احرام حج کا ہوگا نزد امام محمد اور عمرہ کا ہوگا نزد امام اعظم - فتاویٰ قاضیخاں - } دیکھو نقرہ ۱۳۰ مسئلہ ۲ - دلیل ۲ -

ا - اگر طواف سے پہلے حج یا عمرہ کی نیت کر لی تو احرام اسی چیز کا ہوگا جس کی نیت کی ورنہ احرام حج ہی کا رہیگا - نزد امام محمد - عالمگیری

۳ - اگر دوسرا احرام حج کی نیت سے باندھا تو پہلا احرام عمرہ کا دوسرا حج کا ہوگا - فتاویٰ عالمگیری

۴ - اگر دوسرا احرام عمرہ کی نیت سے باندھا تو پہلا احرام حج کا دوسرا عمرہ کا ہوگا - "

۵ - اگر دوسرا احرام نہ حج کی نیت سے باندھا نہ عمرہ کی نیت سے تو یہ احرام قران کا ہوگا - "

۳ - اگر احرام کے وقت لبیک عمرہ کی کہی مگر نیت حج کی کی تھی یا اسکے برعکس کیا تو احرام اسی چیز کا ہے جسکی نیت کی - محیط سرخسی

ا - اگر نیت عمرہ و حج دونوں کی کی تھی تو احرام قران کا ہوگا - فتاویٰ عالمگیری

۴ - اگر احرام کے وقت لبیک کے ساتھ نیت کی مگر بھول گیا کہ کیا نیت کی تھی -

ا - اگر یہ بھول گیا کہ حج کی نیت کی تھی یا عمرہ کی تو حج و عمرہ دونوں کرنے ہونگے - فتاویٰ قاضی خاں

ب - اگر یہ[۲] بھول گیا کہ قران کا احرام باندھا تھا تو استحساناً حج اور عمرہ بطور قران ادا کرنے ہونگے - فتاویٰ قاضی خاں

۳۶ - تلبیہ کے الفاظ خاص ہیں انمیں کمی بیشی نہ کرنی چاہیئے

ا - تلبیہ کے الفاظ بجنسہ ادا ہونے چاہئیں - ان الفاظ میں کمی بیشی نہ کیجائے - ہدایہ - عینی شرح کنز

---

[۱] یہ اس صورت میں ہے کہ اسپر حج فرض نہ تھا (دیکھو نقرہ) [۲] ارادہ یہ تھا کہ حج اور عمرہ کا احرام باندھے اور اسی احرام باندھا اسکے بعد بھول گیا کہ دونوں کا باندھا تھا یا حج کا یا عمرہ کا -

ا- امام شافعی کے نزدیک (بموجب ایک روایت کے) ان الفاظ میں کمی و بیشی روا نہ کیجائے۔ گویا یہ الفاظ اذان و تشہد کی طرح ایک خاص ترتیب دی ہوئی عبادت ہے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز و کفایہ۔

ب- علماء حنفیہ کے نزدیک ان الفاظ میں زیادتی کرنیکا مضائقہ نہیں۔ وجہ یہ کہ اکثر اصحاب جلیل الشان مثل عبداللہ بن مسعود، ابن عمرؓ۔ ابوہریرہؓ نے ان مقررہ الفاظ میں کچھ بڑھا کر کہا تھا دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ تلبیہ کا مقصد خدا تعالیٰ کی تعریف اور اپنی عبودیت کا اظہار ہے پس اس میں زیادتی سے کچھ حرج نہیں واقع ہوتا۔ ہدایہ۔ کفایہ۔ عینی شرح کنز۔

ج- حضرت عمرؓ نے تلبیہ کے الفاظ میں یہ زیادہ کہا تھا۔ جیسا کہ صحاح ستہ میں لکھا ہے۔ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں اور کفایہ میں بھی اس کا ذکر ہے کہ لوگ تلبیہ کے الفاظ میں کچھ الفاظ زیادہ کرتے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے اور کچھ نہ کہتے تھے۔ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسن بھی ان مقررہ الفاظ میں کچھ زیادہ کرتے تھے۔

۳۷- تلبیہ کن موقعوں پر کہے اور کب موقوف کرے

ا- تلبیہ ان موقعوں پر کہنی چاہئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام ان ہی موقعوں پر تلبیہ کہا کرتے تھے۔ ہدایہ

(۱) ہر نماز کے بعد (۲) جب ایک دوسرے سے ملاقات کرے (کفایہ) (۳) ہر دفعہ جب اوپر کی طرف چڑھے یا نیچے کی طرف اترے۔ (۴) جب شتر سواروں کو آتے جاتے دیکھے۔ (۵) جب سواری پر سوار ہو اور سواری پر سے اترے (۶) ہر روز صبح کے وقت۔

دلائل۔ (۱) تلبیہ ایسی ہے جیسے نماز میں تکبیر۔ تو جیسا کہ نماز میں ایک حالت سے دوسری حالت میں جاتے ہوئے تکبیر کہتے ہیں اسی طرح احرام میں بھی گویا حج کی نیت بندھی ہوئی ہوتی ہے تو ہر نقل و حرکت پر تلبیہ کہے۔ ہدایہ

(۲) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ أَفْضَلُ الْحَجِّ الْعَجُّ وَالثَّجُّ (یعنے افضل حج وہ ہے جس میں تلبیہ بآواز بلند کہی جائے اور قربانی کیجائے) عج سے مطلب تلبیہ کہنا بآواز بلند اور ثج سے مطلب قربانی کا خون بہانا۔ ہدایہ

ا- روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ التَّلْبِيَةَ عِنْدَ سِتٍّ فِي أَدْبَارِ الصَّلَوٰةِ وَإِذَا اسْتَقَلَّتِ الرَّجُلِ رَاحِلَتُهُ وَإِذَا صَعِدَ شَرَفًا وَإِذَا اهْبَطُوا وَادِيًا وَإِذَا لَقِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَبِالْأَسْحَارِ۔ یعنی صحابہ مستحب جانتے تھے لبیک کہنے کو چھ جگہ۔ ہر نماز کے بعد۔ سواری پر سوار ہوتے وقت۔ اور جب اونچے پر چڑھے اور جب نیچے کی طرف اترے اور جب ایک دوسرے سے ملاقات کرے۔ اور صبح کے وقت۔

ب- ابن ماجہ نے فوائد میں امور بالا کے علاوہ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے جب ملاقات کرتے تھے سواروں سے۔

ج- ہر نماز کے بعد لبیک کہے مگر قضا و نفل نماز کے بعد نہ کہے۔ شرح طحاوی۔

د- لبیک ہر موقع پر تین بار کہے مگر فرض صرف ایک ہی بار کہنی ہے۔

ر- لبیک بلند آواز سے کہے مگر اتنی بلند آواز سے جس سے تکلیف ہو (اور مسجد میں بہت آواز بلند نہ کرے)۔

۲- تلبیہ عمرہ میں طواف شروع ہوتے ہی موقوف کی جاتی ہے اور حج میں رمی جمرہ عقبہ شروع ہوتے ہی۔ ہدایہ

ا- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باز رہتے تھے لبیک سے عمرہ میں جب بوسہ دیتے تھے حجر اسود کو۔ رواہ الترمذی۔ اس کے علاوہ ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لبیک کہے عمرہ کرنے والا اور بوسہ دینے حجر اسود تک۔ لیکن امام مالک کے نزدیک خانہ کعبہ کو دیکھتے ہی لبیک موقوف کرے۔ (دیکھو فقرہ ۴۰) ب- حج میں رمی جمرہ عقبہ شروع ہوتے ہی لبیک موقوف کرے۔ دیکھو فقرہ ۹۰

۵۷ جب کسی کی سواری کا جانور اسکے سوار ہونیکے واسطے اسکے سامنے لایا جائے۔

۳۸۔ احرام پر احرام باندھنا

دیکھو فقرہ - ۱۹۱ لغایت ۱۹۴

۱۔ حج کے احرام پر دوسرے حج کا احرام باندھنا یا ایک عمرہ کے احرام پر دوسرے عمرہ کا احرام باندھنا بدعت ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

ا۔ اگر دونوں کو جمع کیا تو امام ابو یوسفؒ و امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دونوں حج یا دونوں عمروں کا ادا کرنا لازم ہوگا مگر ایک احرام توڑ دینا چاہیے۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک ان میں سے صرف ایک کا ادا کرنا لازم ہوگا۔ لہٰذا اگر حج کے دو احرام باندھے ہیں تو جب پہلے سے فارغ ہو جائے تو دوسرے حج کو دوسرے سال ادا کرے۔ مگر دوسرا عمرہ اسی سال ادا کرے۔ کیونکہ عمرہ تو سال میں کئی ہو سکتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

۲۔ حج کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا بدعت ہے۔ مگر عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنا غیر اہل مکہ کو جائز ہے۔ ہدایہ و فتاویٰ عالمگیری

۳۔ احرام پر احرام باندھنے کے مختلف طریق اور ان کی جزا کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۹۱ سے ۱۹۴

۳۹۔ احرام باندھنے کے بعد کن چیزوں سے پرہیز لازم ہے

۱۔ رفث اور فسوق اور جدال سے پرہیز کرے۔ جیسا کہ کلام مجید میں آیا ہے فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ۔[۱]

تشریح۔ رفث سے مراد جماع۔ یا فحش باتیں یا جماع کا ذکر عورتوں کے روبرو کرنا۔ فسوق سے مراد گناہ یا ارتکاب گناہ ہے اور اگرچہ گناہ ہمیشہ حرام ہے لیکن حالت احرام میں سخت حرام ہے۔ جدال سے مراد اپنے ہمراہی وغیرہ سے لڑنا بعض علماء کے نزدیک جدال سے مطلب کفار سے لڑنا یا ایام حج میں اختلاف کرنا ہے۔ ہدایہ

ا۔ روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس نے حالت احرام میں ایک مرتبہ یہ شعر پڑھا۔ وَهُنَّ يَمْشِينَ بِنَا هَمِيسَا ؛ اِنْ تَصْدُقِ الطَّيْرُ نَنِكْ لَمِيسَا۔ (اونٹ ہمارے ساتھ چل رہے ہیں اور ان کی رفتار میں مدھم آواز ہے۔ اگر یہ فال سچ ہے تو ہم لمیس سے (کہ ایک عورت ہے) جو چاہے کریں گے) تو ہمراہیوں نے کہا کہ آپ رفث کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ رفث وہ ہے کہ جس میں کسی خاص عورت کی طرف خطاب کیا جائے۔ شرح وقایہ

ب۔ ان چیزوں کے کرنے سے کوئی جزا لازم نہیں ہوتی مگر انسان گناہگار ہوتا ہے اور خوف ہے کہ حج قبول نہ ہو۔

۲۔ جانور کا شکار نہ کرے۔ جیسا کہ کلام مجید میں آیا ہے لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ (اور نہ کرو شکار جبکہ تم احرام باندھے ہوئے ہو) دیکھو فقرہ - ۱۷۶)

ا۔ حالت احرام میں نہ شکار کرے خشکی کا اور دریا کا شکار منع نہیں ہے اور شکار کے جانور کو کسی کو نہ بتلائے اور نہ اسکی طرف اشارہ کرے۔ شرح وقایہ۔

تشریح۔ شکاری جانور کو کسی کو بتلانے یا اس کی طرف اشارہ کرنے کے متعلق حدیث ابی قتادہ ہے اور اصحاب صحاح ستہ نے اسکو روایت کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ابو قتادہ نے ایک حمار وحشی کا ایک مرتبہ شکار کیا تھا اور وہ احرام سے نہ تھے اور ان کے ساتھی احرام باندھے ہوئے تھے تو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی گوشت کے کھانے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے شکار میں کچھ مدد کی تھی یا اشارہ کیا تھا انہوں نے عرض کیا کہ نہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ جو اس کا گوشت باقی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ شکار کی طرف اشارہ کرنا اور اسکو بتانا اسکے حفظ امن میں فرق لاتا ہے کیونکہ وہ انسان سے تو چھپا رہتا ہے اور انسان کو اس کا پتہ لگ جائے تو پھر اس کی جان خطرہ میں ہے دیکھو فقرہ ۱۰۶ قاعدہ

۳۔ کرتہ اور پاجامہ اور قبا اور عمامہ اور ٹوپی اور موزے نہ پہنے۔ جیسا کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کے پہننے سے منع کیا ہے۔ احادیث صحاح ستہ سے ثابت ہے۔ دیکھو فقرہ - ۱۷۴ -

۴۔ کوئی کپڑا جو زعفران یا ورس یا گل عصفر سے رنگا ہوا ہو نہ پہنے۔ ہدایہ (فقرہ ۱۷۳ قاعدہ ۴ و فقرہ ۱۷۴ مسئلہ ۲)

ا۔ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ محرم کو نہیں چاہیے کہ رنگین کپڑا پہنے جو زعفران یا ورس سے رنگا ہوا ہو مگر جبکہ دھو کر اس کی خوشبو نکال دی گئی تب اسکا پہننا جائز ہے کیونکہ رنگ کی وجہ سے اسکے پہننے کی ممانعت نہیں ہے صرف خوشبو کی وجہ سے ہے۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک اگر گل عصفر سے رنگا ہوا کپڑا پہنا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اس رنگ میں خوشبو نہیں ہے۔ لیکن علماء حنفیہ کے نزدیک اسمیں خوشبو ہے۔ ہدایہ

۵۔ مرد سر اور منھ کو نہ ڈھانکے اور عورت صرف منھ نہ ڈھانکے۔ فقرہ ۱۷۴ مسئلہ ۳ و ۳۳۳ مسئلہ ۲ (۲)

۶۔ گھر کے سایہ میں آرام لینے اور کجاوہ کے سایہ میں آرام لینے اور خانہ کعبہ کے پردہ کے نیچے ہو جانے کا مضائقہ نہیں۔ ہدایہ (۱۷۴ مسئلہ ۴)

[۱] پھر جسنے لازم کر لیا اپنے اوپر حج ان مہینوں میں تو اسکو نہ تو عورتوں سے بے پردہ ہونا ہے نہ کوئی گناہ کرنا چاہیے اور نہ جھگڑا کرنا۔

۱- امام مالک کے نزدیک خیمہ و خرگاہ وغیرہ کے سایہ میں آرام لینا مکروہ ہے کیونکہ وہ ایسا ہی ہے جیسے سر کو ڈھانک لیا لیکن علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ حضرت عثمانؓ راستہ میں حالت احرام میں خیمہ میں ٹھیرتے تھے۔ دوسری یہ بھی بات ہے کہ خیمہ بدن سے تو نہیں لگتا اور سر پر ڈھکنا تو جب ہے جب کوئی چیز پورے طور پر سر پر رکھی جائے۔ خیمہ کے سایہ میں آنا ایسا ہی جیسے گھر کے سایہ میں آنا۔ ہدایہ

ب- روایت ابن ابی شیبہ میں ہے کہ عقبہ نے کہا کہ دیکھا میں نے حضرت عثمان کو ابطح میں خیمہ انکا لگا ہوا تھا اور تلوار انکی لٹکی ہوئی تھی درخت میں۔

ج- سایہ کیا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑے کا بسبب گرمی کے حج میں اسکو مسلم نے حدیث ام الحصین میں روایت کیا ہے۔

د- حضرت عمر کمال کو درخت پر ڈالدیتے تھے اور اسکے سایہ میں بیٹھتے تھے حالانکہ آپ احرام سے ہوتے تھے۔ ہدایہ

ر- خانہ کعبہ کے پردہ کو اٹھا کر اندر یا باہر جائیں پردہ سر کو نہ لگنا چاہئے اور اگر سر کو نہ لگا تو ایسا ہی ہے جیسے اس پردہ کے سایہ میں آرام لیا۔ اسکا مضائقہ نہیں

۷- خوشبو اور تیل کو استعمال نہ کرے۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۱۷۴)

دلیل- حج کرنیوالے کو چاہئے کہ اسکے بال پریشان ہوں اور احرام باندھنے کے بعد جو میل اسکے بدن پر پیدا ہو وہ لگی رہنے دے۔ از ہدایہ

۸- بدن کے بال نہ مونڈے۔ ہدایہ (فقرہ ۱۷۱) دلیل- قرآن مجید میں آیا ہے۔ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ۔

۱- ڈاڑھی بھی نہ کترے کیونکہ کترنا بھی مونڈنے کے معنوں میں ہے کیونکہ اس سے بھی بالوں کی پریشانی کم ہوجاتی ہے اور نیز کچھ میل بھی زائل ہوتا ہے۔ ہدایہ

۹- ناخن نہ کترے۔ شرح وقایہ (دیکھو فقرہ - ۱۷۲)

۱۰- غسل کرنے اور حمام میں جانیکا مضائقہ نہیں۔ ہدایہ۔ دلیل- عمرؓ نے غسل کیا تھا حالانکہ آپ احرام میں تھے۔ ہدایہ

۱- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت احرام میں سر دھونا احادیث صحاح ستہ سے ثابت ہے۔ ف- سر اور ڈاڑھی خطمی سے نہ دھوئے۔ شرح وقایہ (۲، ۱۷، اسلام ۱۹)

۱۱- پچھنے لگانیکا مضائقہ نہیں۔ پچھنے لگائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حالانکہ آپ احرام سے تھے (بخاری ومسلم)

۴۰- احرام باندھنے کے بعد حج کرنے سے رک جانا (احصار)

۱- اگر احرام باندھ لیا اور بیمار ہوگیا یا دشمن نے روک لیا اور حج کرنے سے باز رہا تو وہ محصر ہے۔ دیکھو فقرہ ۱۵۰- ۱۵۴

موقع ۳ اب زمین حرم میں داخل ہو تو آداب حرم نگاہ رکھے ۳ موقع

میقات سے آگے بڑھے اور زمین حرم میں پہنچے تو آداب حرم کا لحاظ رکھے۔ اور بہتر ہے کہ سواری سے اتر لے اور ننگے پاؤں ہوجائے اور استغفار اور توبہ کے ساتھ قدم اٹھائے اور اس طرح چلے جیسے کوئی عاجز اور مسکین شخص بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے جاتا ہے۔ اور جو دعا نیچے لکھی ہے وہ بھی پڑھے ؛

۴۱- زمین حرم کونسی ہے اور اسکے حدود کیا ہیں (دیکھو نقشہ - فقرہ - ۲۹)

۱- شہر مکہ معظمہ اور اسکے گرد کی زمین کچھ فاصلہ تک زمین حرم کہلاتی ہے۔

۱- اس زمین کو خدا تعالے نے کعبہ شریف کی تعظیم کی وجہ سے واجب التعظیم کر دیا ہے اور اس میں بہت سی چیزیں حرام کر دی گئی ہیں کہ کسی اور قطعہ زمین پر نہیں کی گئی ہیں۔ چنانچہ حدود حرم میں شکار کرنا۔ درخت کاٹنا۔ جانوروں کو ستانا۔ پانی نہ پینے دینا درست نہیں۔ دیکھو فقرہ ۷۶، ۱۷۸

ب۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی درندہ جانور کسی شکاری جانور کا تعاقب کرتے کرتے حدودِ حرم تک پہنچ جاتا ہے تو وہ درندہ حرم میں داخل نہیں ہوتا۔ بلکہ واپس چلا جاتا ہے۔ اور اکثر لوگوں نے ہرنوں اور درندے جانوروں کو حدودِ حرم میں ایک جگہ بیٹھے دیکھا ہے یعنی درندہ کسی ہرن یا غیر کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ ج۔ زمین حرم کے گرداگرد میقات تک جو زمین ہے اُسکو حِل کہتے ہیں۔

۳- زمین حرم کے یہ حدود ہیں۔ مدینہ شریف کی طرف تین میل (مقام تنعیم تک) اور یمن اور طائف اور جعرانہ[۱] اور جدہ کی طرف سات میل

لمبی ہے۔ یہ حدود اس طرح مقرر ہوئے کہ جب حضرت آدم زمین پر نازل ہوئے تو وہ شیطانوں سے ڈرتے تھے تو خدا تعالےٰ نے فرشتوں کو آپکی حفاظت کیواسطے بھیجا اور اُن فرشتوں نے چاروں طرف سے مکہ کو گھیر لیا۔ تو جتنی زمین اس حلقہ میں آگئی وہ زمین حرم ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس زمین کو بزرگی بخشی اور اس کی نسبت فرمایا وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا (یعنی جو اس زمین میں داخل ہوا بس وہ امن میں آگیا)۔ بعض کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے حجرِ اسود کو کعبہ شریف میں رکھا تو جہاں جہاں تک اس کی روشنی چاروں طرف پہنچی وہی حد حرم کی مقرر ہوئی۔

۴۲- حرم شریف کے کیا آداب ہیں

۱- اگر ممکن ہو تو زمین حرم میں پیدل چلے۔ اور بڑی عاجزی سے قدم اُٹھائے اور اس طرح چلے جیسے کوئی عاجز مسکین آدمی شاہنشاہ کے دربار میں حاضر ہونے کو جاتا ہے۔

ا۔ ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ اکثر مرتبہ لاکھ لاکھ آدمی بنی اسرائیل سے حج کے واسطے جاتے تھے اور جب حدودِ حرم میں داخل ہوتے تھے تو بوجہ پاسِ ادب ننگے پاؤں ہو جاتے تھے۔

ب۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں لکھا ہے کہ جب بنی اسرائیل بغرض حج مکہ شریف آتے تھے تو مقام ذی طویٰ سے بسبب تعظیم کعبہ شریف و حرم شریف کے ننگے پاؤں ہو جاتے تھے۔

۲- زمین حرم میں پہنچکر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ عَلَى النَّارِ۔ اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَوْلِيَائِكَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ۔ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ٥

(ترجمہ۔ اے اللہ تحقیق یہ حرم تیرا ہے۔ تیرے رسول کا ہے۔ پس حرام کر گوشت میرا اور خون میرا اور ہڈی میری دوزخ پہ۔ اے اللہ پناہ دے مجکو اپنے عذاب سے جس دن کہ تو اپنے بندوں کو اُٹھائے اور بنا مجکو اپنے دوستوں میں سے اور اپنی اطاعت کرنے والوں میں سے اور رحمت کر مجھپر کہ تو بڑا رحم کرنے والا ہے)۔

موقع ۴ — اب مقام مدعیٰ پر پہنچے تو دعا مانگے اور آگے بڑھکر مکہ معظمہ پر نگاہ پڑے تب بھی دعا مانگے — موقع ۴

مقام مدعیٰ پر پہنچے تو دعا مانگے۔ مدعیٰ کے معنے دعا مانگنے کی جگہ کے ہیں۔ مقام مدعیٰ ایک بلند جگہ ہے جسکو حضرت عمر نے بلند کیا تھا اور یہاں سے خانہ کعبہ کی چھت دکھائی دیتی تھی۔ یہ حال ساڑھے نو سو برس تک رہا اس کے بعد اسکے آگے مکانات بن گئے جس سے سامنا رُک گیا۔ لیکن اس مقام پر دعا مانگنا مستحب ہے۔ اس کے بعد آگے چلکر ایسی جگہ آئے گی کہ خانہ کعبہ صاف دکھائی دیگا۔ وہاں بھی دعا مانگے۔

---

[۱] بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جدہ کی طرف ۱۰ میل اور جعرانہ کی طرف ۹ میل ہے۔

۴۳ ۔ مقام مدعی اور دعا

(یہ جگہ مسجد حرام اور مقبرۂ معلات کے درمیان ہے)

۱۔ مقام مدعی پر پہنچکر یہ دعا پڑھے تو بہتر ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَکَ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ؁

اے اللہ دے ہمکو دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی اور بچا ہم کو عذاب دوزخ سے۔ اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھسے وہ بہتری جو مانگی تھی تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھسے اُس بُرائی سے جس سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔

۴۴ ۔ شہر مکہ معظمہ پر نگاہ پڑنی

۱۔ شہر مکہ معظمہ پر نگاہ پڑے تو معاً یہ دعا مانگے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِھَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِیْ بِھَا حَلَالًا۔ (اے اللہ دے مجکو اس میں قرار اور روزی دے مجکو اس میں حلال) یعنے اے خدا توفیق دے کہ میں شہر مکہ معظمہ میں رہا کروں۔ اور یہاں رہنے پر مجکو حلال روزی دے۔ اور یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اَلْبَلَدُ بَلَدُکَ وَالْبَیْتُ بَیْتُکَ جِئْتُ اَطْلُبُ رَحْمَتَکَ وَاَرُوْمُ طَاعَتَکَ مُتَّبِعًا لِّاَمْرِکَ رَاضِیًا بِقَدَرِکَ مُسَلِّمًا لِّاَمْرِکَ وَاَسْئَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمُضْطَرِّ اِلَیْکَ الْمُشْفِقِ مِنْ عَذَابِکَ اَنْ تَسْتَقْبِلَنِیْ بِعَفْوِکَ وَاَنْ تَتَجَاوَزَ عَنِّیْ بِرَحْمَتِکَ وَاَنْ تُدْخِلَنِیْ جَنَّتَکَ۔ (اے اللہ یہ شہر تیرا شہر ہے اور یہ گھر تیرا گھر ہے۔ آیا ہوں میں تیری رحمت اور اطاعت کی طلب میں تیرا حکم مانتا ہوا۔ تیرے حکم پر راضی تیرے امر کو تسلیم کرتا ہوا۔ اور سوال کرتا ہوں تجھسے۔ سوال کرنا پریشان کا تیری طرف ڈرتا ہوا تیرے عذاب سے یہ کہ میری معذرت قبول کر اور اپنی رحمت سے مجھپر درگذر اور یہ کہ داخل کر مجکو جنت میں)

۵ اب شہر مکہ معظمہ میں داخل ہو ۵

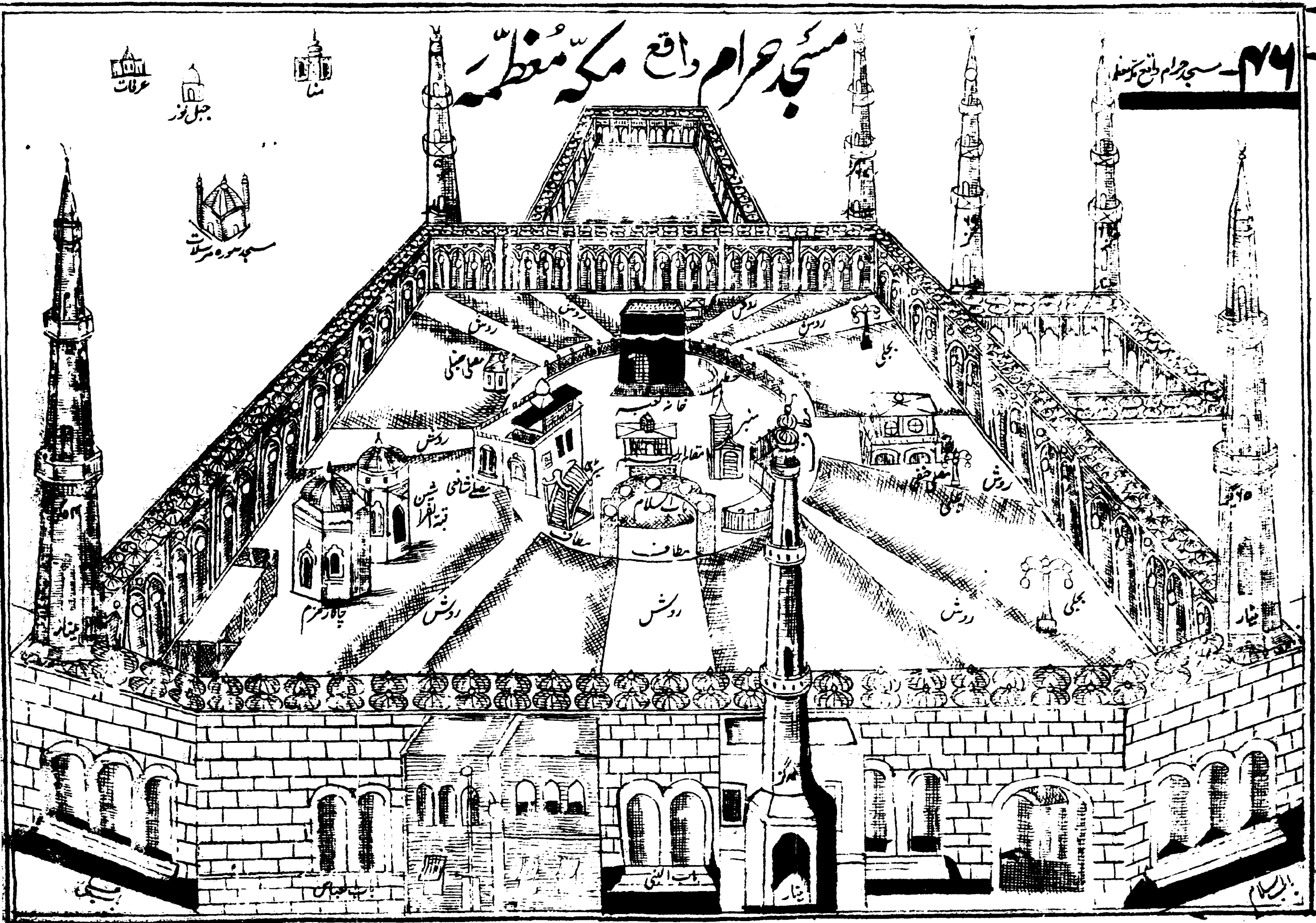
شہر میں داخل ہونیسے پہلے چاہیئے کہ غسل کرے یا وضو ہی کرے۔ جو لوگ مدینہ شریف کی طرف سے آئے ہیں اُنکے غسل کرنیکے واسطے بہتر جگہ بیر ذی طوی ہے جو تنعیم کی طرف واقع ہے اور جو عراق کی طرف سے آئے ہیں ان کو بیر میمون پیچھیں پڑیگا جو جبل حراء یعنی جبل نور کے سامنے واقع ہے۔ شہر میں رات کو داخل ہونیکا کچھہ مضائقہ نہیں ہے۔

۴۵ ۔ مکہ شریف میں داخلہ

۱۔ مکہ شریف میں داخل ہونے کے واسطے غسل کرے تو بہتر ہے۔ ورنہ وضو ہی کرلے۔

۲۔ مکہ شریف میں محرم دن یا رات میں کسی وقت داخل ہو سکتا ہے حج کی غرض سے جائے یا عمرے کی غرض سے۔ ہدایہ۔

(۱ ۔ شہر میں داخل ہونیکے واسطے دن یا رات کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی۔ ہدایہ مستحب یہ ہے کہ دنکو داخل ہو۔ فتاوی قاضی خاں


۴۶— مسجد حرام واقع مکہ معظمہ
مسجد حرام واقع مکہ معظمہ
عرفات
منا
جبل نور
مسجد سورہ مرسلات
روش
خانہ کعبہ
منبر
مقام ابراہیم
باب السلام
مطاف
بجلی
چاہ زمزم
مینار
باب النبی
باب العباس
۴۶

ب - روایت کیا نسائی نے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے مکہ میں رات کو اور دن کو - اس طرح کہ حج وداع میں رات کو داخل ہوئے تھے - اور دن کو عمرہ میں -

ج - جب مکہ شریف میں داخل ہو تو سب سے پہلے مسجد حرام میں جانا چاہئے - کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ شریف میں داخل ہوتے تو سیدھے مسجد حرام میں تشریف لیجاتے - ہدایہ -

د - محرم کا مکہ شریف میں جانے سے مطلب تو زیارت خانہ کعبہ ہے - لہٰذا لازم ہے کہ پہلے مسجد حرام میں جائے -

۲ - شہر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے -

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ - فَحَرِّمْ لَحْمِيْ - وَدَمِيْ - وَعَظْمِيْ عَلَى النَّارِ - اَللّٰهُمَّ آمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ - يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ - وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَوْلِيَائِكَ - وَاَهْلِ طَاعَتِكَ - وَتُبْ عَلَيَّ - اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

۱ - یہ وہی دعا ہے جو حرم میں داخلہ کے وقت پڑھی جاتی ہے - ترجمہ کے واسطے دیکھو فقرہ - ۴۳

موقع ۶ اب سیدھا مسجد حرام میں جائے موقع ۶

شہر میں داخل ہونے پر چاہئے کہ سب سے پہلے مسجد حرام میں جائے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے - اور بہتر ہے کہ باب السلام سے داخل ہو اور داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے بڑھائے - اور دعا پڑھے - ہاں اگر عمرہ کا احرام باندھا ہے تو باب العمرہ سے داخل ہو کر مسجد حرام میں جائے کیونکہ آجکل عمرہ کرنے والے اسی دروازہ سے داخل ہوتے ہیں

۴۷ - مسجد حرام میں داخلہ

۱ - مکہ شریف میں داخل ہونیکے بعد سیدھا مسجد حرام میں جائے - ہاں اگر کہیں اسباب رکھنا ہو تو رکھدے - جوہرۃ النیرہ - ہدایہ

۱ - مستحب یہ ہے کہ داخل ہو تو لبیک کہتا ہوا داخل ہو - فتاویٰ عالمگیری

۲ - صحیحین میں لکھا ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لیجاتے تھے اور پہلے دو رکعت پڑھتے تھے تب لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے -

۲ - باب السلام (جسکو باب بنی شیبہ بھی کہتے ہیں) کی طرف سے داخل ہونا بہتر ہے - اور بہت عاجزی سے لبیک کہتا ہوا داخل ہو اور اُس مقام کی عظمت و جلال دل میں قائم کرے - اور اگر بھیڑ میں کوئی مزاحمت کرے تو اُس سے بہت نرمی سے پیش آئے - بحرالرائق

۳ - اگر عمرہ کا احرام ہے تو باب العمرہ سے داخل ہو - آجکل اسی پر عمل ہے -

۴ - ننگے پاؤں داخل ہو - ہاں اگر ننگے پاؤں چلنا نقصان دیتا ہو تو کچھ پہن لے - فتاویٰ عالمگیری -

۵ - داخل ہوتے وقت اول داہنا پاؤں بڑھائے اور یہ دعا پڑھے -

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ - وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ - اَللّٰهُمَّ اَفْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ - وَاَدْخِلْنِيْ فِيْهَا - اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ - وَاَنْ تَرْحَمَنِيْ وَتُقْبِلَ عَثْرَتِيْ وَتَغْفِرَ ذُنُوْبِيْ - وَتَضَعَ عَنِّيْ وِزْرِيْ - فتاوی عالمگیری یہ دعا بھی پڑھے - [۵۲] صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ - اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ - وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ - وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ - مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ - وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ - اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ جَمِيْعَ ذُنُوْبِيْ - وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ - وَاَدْخِلْنِيْ جَنَّتَكَ -

۴۸ - اندر داخل ہوتے ہی پہلے خانہ کعبہ پر نگاہ پڑنا

۱- چونکہ خانہ کعبہ کے دیکھتے ہی دعا قبول ہوتی ہے - تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب خانہ کعبہ کے پاس جاتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے - اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَيْتِ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِيْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ - اور اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ - از روایت عطاء -

ا- خانہ کعبہ کو دیکھکر ہاتھ نہ اٹھائے - ب- دیکھو مقامات قبولیت دعا - فقرہ - ۱۶۶ -

۲- خانہ کعبہ پر نگاہ پڑے تو یہ پڑھے - اَللّٰهُ اَكْبَرُ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ - لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ - پھر حجر اسود کی طرف چلے تو یہ پڑھتا چلے - [۵۳] اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ - وَمِنْكَ السَّلَامُ - وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ - حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ - وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ - تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ - اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَعْظِيْمًا - وَتَشْرِيْفًا - وَمَهَابَةً - وَزِدْ مَنْ تَعْظِيْمِهٖ وَتَشْرِيْفِهٖ مِنْ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ تَعْظِيْمًا وَتَشْرِيْفًا وَمَهَابَةً -

ا- خانہ کعبہ پر نگاہ پڑے تو تکبیر تہلیل کہے - ہدایہ (تکبیر کے معنے اللہ اکبر کہنا اور تہلیل کے معنے لا الہ الا اللہ کہنا)

ب- ابن عمرؓ جب خانہ کعبہ کو دیکھتے تو یہ پڑھتے تھے - بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ - لیکن بعض علماء یہ آیت قرآن شریف کی پڑھتے ہیں - رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہ اس میں دنیا و آخرت کی بہتری کے واسطے دعا ہے - ہدایہ وغیرہ - (ترجمہ - اے اللہ دے ہمکو دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی اور بچا ہمکو دوزخ کے عذاب سے)

ج- امام محمدؒ نے مبسوط میں کوئی دعا معین نہیں کی ہے - کیونکہ اگر کوئی دعا معین یا مقرر کیجائے تو اس سے حضوری دل و رقت قلب نہیں حاصل ہوتی - لیکن اچھا ہے کہ اگر کوئی دعا جو علماء سے منقول ہے پڑھے - ہدایہ -

د- امام اعظمؒ سے منقول ہے کہ یہ دعا مانگے کہ میں مستجاب الدعوۃ ہو جاؤں (دیکھو فقرہ - ۱۶۶)

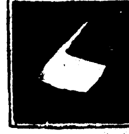
۳- خانہ کعبہ پر نگاہ پڑتے ہی امام مالک کے نزدیک تلبیہ موقوف کرے اگر احرام عمرہ کا ہے -

ع

ا- دیکھو فقرہ ۳۷ مسئلہ ۲ و فقرہ - ۵۱ -

---

[۵۱] داخل ہوتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے - اور حمد واسطے اللہ کے ہے - اور درود اوپر رسول اللہ کے - اے اللہ کھول دروازے واسطے میرے اپنی رحمت کے - اور داخل کر مجکو اس میں - اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھسے بیچ اس مقام اپنے کے یہ کہ رحمت بھیجے تو اوپر سردار ہمارے محمد کے جو بندے تیرے ہیں اور رسول تیرے - اور یہ کہ رحمت کر تو مجھپر اور قبول کر لغزش میری اور بخش گناہ میرے اور اتار بوجھ میرا [۵۲] داخل ہوتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے اور سب تعریف خدا کے ہی واسطے ہے - اور درود اور سلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر - اے اللہ معاف کر میرے سارے گناہ اور کھول واسطے میرے رحمت کے دروازے اور داخل کر مجکو جنت میں - [۵۳] اے اللہ تو سلامت ہے - اور تجھی سے ہے سلامتی - اور تیری ہی طرف پھرتی ہے سلامتی - زندہ رکھ ہمکو اے رب ہمارے ساتھ سلامتی کے - اور داخل کر ہمکو سلامتی کے گھر میں - بڑی برکت والا ہے تو اے رب ہمارے اور برتر ہے تو اے بزرگی اور اکرام والے - اے اللہ زیادہ کر اس گھر اپنے کی عظیم اور بزرگی اور ہیبت اور زیادہ کر تعظیم اور بزرگی اسکی حج اور عمرہ سے تعظیم اور بزرگی اور ہیبت -



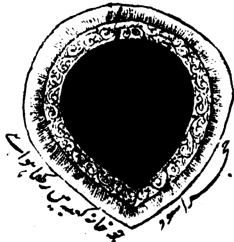
اب طواف خانہ کعبہ کرے



(ہر طواف میں حجر اسود کو بوسہ دیکر سات چکر خانہ کعبہ کے گرد کئے جاتے ہیں اور اس کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے ۔)

خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ چکر کرنے کو طواف کہتے ہیں۔ یہ طواف مطاف پر کہ ایک بیضوی دائرہ سنگین فرش کا گرد خانہ کعبہ کے بنا ہوا ہے کیا جاتا ہے اس طرح کہ خانہ کعبہ ہمیشہ طواف کرنے والے کے بائیں ہاتھ پر رہے۔ طواف کا ہر چکر استلام حجر اسود سے شروع ہو کر استلام حجر اسود پر ختم ہوتا ہے۔ اور سات چکروں کے بعد کہ اس مجموعہ کو طواف کہتے ہیں مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے جس شخص کا عمرہ کا احرام ہے اسکو چاہئے کہ اس طواف میں طواف عمرہ کی نیت کرے۔ اور جس شخص (آفاقی) کا حج کا احرام ہے اسکو چاہئے کہ طواف قدوم کی نیت کرے۔ مگر طواف عمرہ ہو یا طواف قدوم یا اور طواف سب ایک ہی طریقہ پر ادا کئے جاتے ہیں۔ ہاں عمرہ کے طواف کرنے والے کو چاہئے کہ طواف شروع کرتے وقت لبیک موقوف کرے۔ اور طواف قدوم کرنیوالا برابر کہتا رہے کہ اس کی تلبیہ جمرہ عقبہ پر پہلی کنکری پھینکتے وقت موقوف ہوگی۔ بعض علماء کے نزدیک اس طواف کے بعد چاہ زمزم سے پانی پینا اور ملتزم کو بھی بوسہ دینا چاہئے۔

۴۹ ۔ نقشہ خانہ کعبہ و حجر اسود و مطاف و گردش طواف



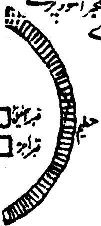
حجر اسود ہمنے علیحدہ دکھایا ہے لیکن یہ کعبہ شریف میں زمین سے چار فٹ اونچی جگہ پر خانہ کعبہ کے دروازہ میں رکھا ہوا ہے ۔ مطاف کا کچھ حصہ اس نقشہ میں دکھایا گیا ہے ۔ پورا مطاف بابِ ۷ میں ہے

مطاف

طواف

اس طریق پر کرے جیسا کہ تیر کے نشان سے بتایا گیا ہے یعنی خانہ کعبہ کی عمارت طواف کرنیوالے کے بائیں طرف ہو۔ اگر ا سے طواف شروع کریگا تو حجر اسود کے سامنے سے پورا گذر جائیگا اور اگر ب سے طواف شروع کریگا تو دوسرے مقام تک سامنے سے گذریگا۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ حجر اسود پر سے پورا بدن گذارے





مطاف

تیر کے رُخ کی طرف طواف کرو

تیر کے رُخ کی طرف طواف سے واپس ہو

۵۰ - طریق استلام حجر اسود - (مسجد حرام مین داخل ہوکر سیدھا حجر اسود کیطرف جائے اور اسکو استلام کرے یعنی بوسہ دے اور پھر طواف کے چکر شروع کرے۔)

۱- حجر اسود کیطرف جائے تو دونو ہاتھ کانون تک اُٹھائے اور تکبیر و تہلیل کہے اور پھر ہاتھ چھوڑ دے بعینہ جس طرح نماز مین تکبیر تحریمہ کرتے ہین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔ ہدایہ۔ فتاوی قاضیخان

ا- پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہاتھ کانون تک نہین اُٹھائے جاتے مگر ے موقعون پر اور ان مین سے ایک یہ ہے۔

۲- حجر اسود کو بوسہ دے اس طرح کہ دونون ہاتھ حجر اسود پر رکھکر دونون ہونٹون کو حجر اسود پر لگائے۔ ہدایہ و فتاوی عالمگیری۔

ا- پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح بوسہ لیا ہے کہ دونون لب مبارک کو حجر اسود پر رکھا۔ ہدایہ

ب- بوسہ دیتے وقت یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَطَهِّرْ لِيْ قَلْبِيْ وَاشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَعَافِنِيْ فِيْ مَنْ عَافَيْتَ - فتاوی عالمگیری۔ (ترجمہ بوسہ دیتا ہون مین ساتھ نام اللہ رحمٰن رحیم کے اے اللہ بخش میرے گناہ - اور پاک کر میرے دل کو - اور کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر کام میرا - اور عافیت دے منجملہ اُن کے جن کو تو نے عافیت دی)

ج- اگر کسیکو ایذا نہ ہوتی ہو تب بوسہ دے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ تم مضبوط آدمی ہو - ذرا دھکا پیلی نہ کرنا کہ دوسرون کو تکلیف پہنچے۔ اگر خالی موقع ملے اور کسی کو ایذا نہ ہوتی ہو تب بوسہ دینا + اور اگر ایسا موقع نہ ملے تو تکبیر و تہلیل کافی ہے۔ کیونکہ بوسہ دینا حجر اسود کو سنت ہے۔ اور مسلمانون کو تکلیف پہنچنے سے باز رکھنا واجبات سے ہے۔ کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ - (یعنی مسلمان وہ شخص ہے کہ بچین مسلمان اسکی زبان اور ہاتھ سے یعنی کسی کو اسکی زبان اور ہاتھ سے تکلیف نہ پہنچے معالم الهدی)

د- اگر حجر اسود تک ہاتھ پہنچ سکے تو حجر اسود کو ہاتھ لگا کر ہاتھ چوم لے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو کسی لکڑی یا چھڑی سے حجر اسود کو چھوئے اور اس لکڑی کو بوسہ دے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا چنانچہ ایک موقع پر آپ اونٹنی پر سوار طواف کر رہے تھے تو آپ کے ہاتھ مین ایک لکڑی تھی (محجن) جس کو آپ نے حجر اسود اور رکن یمانی پر لگایا - اور پھر اس لکڑی کو بوسہ دیا۔ ہدایہ

ذ- اگر لکڑی سے بھی چھونا ممکن نہ ہو تو دور ہی سے حجر اسود کی طرف توجہ کرے - یعنی اپنے دونون ہاتھ ہتیلی کیطرف سے حجر اسود کی طرف دکھائے - اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ والحمد للہ کہے اور درود پڑھے - فتح القدیر۔

تشریح - حجر اسود کے مقابلہ مین ہاتھ اس طرح سے کرے گویا خاص حجر اسود پر دونون ہاتھ رکھدئے ہین۔

س- صحیحین مین ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے حجر اسود کے پاس اور چوما اسکو اور کہا قسم اللہ کی مین جانتا ہون کہ تو پتھر ہے - نہ تو ضرر کر سکتا ہے - نہ نفع دے سکتا ہے - اور اگر مین نہ دیکھتا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چومتے تھے تجھکو تو نہ چومتا مین تجھکو + اور مروی ہے حضرت ابن عباس سے کہ چومتے تھے حجر اسود کو اور سجدہ کرتے تھے اس پر یعنی سر اپنا واسطے چومنے کے اس پر رکھدیتے تھے - اور کہا انہون نے کہ دیکھا مین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہ چومتے تھے اسکو اور سجدہ کرتے تھے اس پر اور پھر کہا کہ دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ نے اسی طرح کیا تھا تو مین بھی اسی طرح کرتا ہون روایت کیا اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کہا اسکو - اور روایت کی حاکم ابن عباس سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے حجر اسود پر بعد بوسہ دینے کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباس اور کہا دیکھا مین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہ بوسہ دیا اسکو پھر سجدہ کیا اس پر اور کہا کہ دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ نے کیا ہے ایسا - سو کرتا ہون مین اس کو - روایت کیا ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کہا اسکو۔

ط- اگر حجر اسود کا بوسہ دینا ہجوم کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نہین ہو سکے تو طواف مین توقف نہ کرے - توجہ کرے جیسا کہ ذکر ہوا اور طواف کئے جائے ہان طواف کے شروع اور ختم پر چاہے توقف کرے کہ ہجوم کم ہو جائے۔

ص- حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے یا اسکی طرف توجہ کرتے ہوئے یہ دعا پڑھے - اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ اِيْمَانًا

وَ نَقْضِیْ بِقَآئِ کِتَابِكَ وَوَفَآءٍ بِعَھْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِنَبِیِّكَ سُنَّتَہٗ نَبِیِّكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

۳۔ حجر اسود کے سوائے کسی اور پتھر کو بوسہ نہ دینا چاہیئے۔ ہان صرف رکن یمانی کو بوسہ دینے کی اجازت ہے۔

۴۔ حجر اسود کو بوسہ دینا عورت کے واسطے ضروری نہیں جبکہ وہان مردون کا ہجوم ہو۔ ہان اگر ہجوم نہو اور خالی جگہ ہو تو ضرور استلام کرے۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۔ ۱۴۱ مسئلہ ۵)

۵۱ ۔ طریق طواف معہ اصطباع و رمل

۱۔ خانہ کعبہ کے گرد مطاف پر سات چکر کرنے کو طواف کہتے ہین۔

ا۔ مطاف وہ بیضوی راستہ ہے جو خانہ کعبہ کے گرد بنا ہوا ہے اور اس پر پتھر کا فرش لگا ہوا ہے۔

۲۔ طواف کیواسطے نیت کرنی ضرور ہے ورنہ مطاف پر یون ہی چکر لگانے سے طواف نہین ہوگا۔ از عالمگیری

ا۔ مثلاً قرض خواہ کسی قرضدار کو پکڑنے مطاف پر اس کے پیچھے پیچھے جائے تو طواف شمار نہو گا۔

۳۔ کل طواف کے سات چکر ہوتے ہین اور ہر چکر حجر اسود سے شروع ہوکر حجر اسود پر ختم ہوتا ہے۔ عالمگیری

ا۔ علماء حنفیہ کے نزدیک حجر اسود سے طواف شروع کرنا سنت ہے اور جگہ سے بھی شروع کرسکتا ہے۔ لیکن مکروہ ہے۔ عالمگیری

ب۔ طواف شروع کرتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دے اور ختم پر بھی حجر اسود کو بوسہ دے۔ اگر بیچ کے چکرون مین حجر اسود کو بوسہ نہ دیا ترک کیا تو مضائقہ نہین۔ عالمگیری

ج۔ اگر تمام چکرون مین حجر اسود کو بوسہ دینا چھوڑ دے تو برا ہے۔ شرح طحاوی

د۔ ظاہر روایت کے بموجب رکن یمانی کو بھی بوسہ دے رکن عراقی اور رکن شامی کو بوسہ دے اور اگر رکن یمانی کو بھی بوسہ نہ دے تو کچھ حرج نہین۔ فتاوی عالمگیری

س۔ کتب فقہ مین لکھا ہے کہ حجر اسود یا رکن یمانی کے سوائے کسی پتھر کو بوسہ نہ دے۔

۴۔ اپنے سیدھے ہاتھ کیطرف سے طواف شروع کرے۔ کہ حطیم اور خانہ کعبہ بیچ مین رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔ ہدایہ و عینی شرح کنز

ا۔ اس طور پر چلے کہ کعبہ شریف بائین ہاتھ پر رہے۔ دیکھو نقشہ طریق طواف فقرہ ۴۹۔

ب۔ جو شخص تمام حجر اسود کے سامنے سے گذر کر طواف کرنا چاہے اسکو چاہیئے کہ طواف حجر اسود کے اس کنارے (یعنی رکن یمانی) سے شروع کرے تاکہ تمام بدن اس حجر اسود کے سامنے سے گذرے۔ فتاوی عالمگیری۔ (دیکھو فقرہ ۴۹ ہدایت متعلق طواف)

تشریح۔ کل جسم حجر اسود کے مقابل سے اس طرح گذر سکتا ہے کہ حجر اسود کی طرف رخ کرکے اس طرح کھڑا ہو کہ کل حجر اسود داہنی طرف ہو جائے۔ اور پھر اس کی طرف منہ کئے ہوئے طواف کیواسطے چلے۔ یہانتک کہ حجر اسود کے آگے بڑھ جائے تو حسب معمول طواف کرے۔ یہ ضرور نہین کہ چکر ختم ہونے پر بھی ایسا کرے۔ فتاوی عالمگیری

ج۔ اگر بجائے داہنی طرف سے طواف کرنیکے بائین طرف سے کرے (یعنی الٹا طواف کرے) تب بھی جائز ہو سکتا ہو۔ مگر ایسا کرنا نہ چاہئیے۔ عالمگیری

د۔ اگر حطیم کو دانستہ یا سہواً چھوڑ کر طواف کیا تو طواف کو دوبارہ حطیم کو شامل کرکے کرنا چاہئیے۔ اور اگر صرف حطیم کے گرد سات مرتبہ چکر کرلے تب بھی جائز ہے۔ عینی شرح کنز

۵۔ طواف کے سات چکرون مین سے پہلے تین چکرون مین اصطباع اور رمل کرے۔ عالمگیری۔ شرح وقایہ

ا۔ رمل کی اصلیت یہ ہے کہ مشرکون نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کہین یہ کہدیا تھا کہ مدینہ کی گرمی نے انکو بہت ضعیف اور کمزور کردیا ہے تو یہ حکم

دیا گیا تھا کہ طواف کے وقت اکڑ کر اور کندھے ہلاتے چلیں وہ وقت تو گذر گیا مگر وہ طریق ابتک جاری ہے اسکے متعلق احادیث بھی ہین۔

ب - جن چکرون مین رمل کرے اُن مین حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کرے اور اگر لوگون کے اژدحام کی وجہ سے رمل نہ کر سکے تو طواف کرنے مین ذرا تامل کرے تاکہ ذرا جگہ خالی ہو جائے۔ فتاوی عالمگیری۔

ج - اگر پہلے تین چکرون مین رمل کرنا بھول گیا تو باقی چکرون مین رمل نہ کرے۔ ہان اگر پہلے چکر مین رمل کرنا بھول گیا تو باقی چکرون مین کرے اگر کل چکرون مین رمل کرنا بھول گیا تو کچھ جرمانہ نہین دینی ہوگی۔ فتاوی قاضیخان۔

د - اکثر فقہ کی کتابون مین احرام کے وقت اضطباع کرنا مسنون لکھا ہے لیکن ملا علی قاری فرماتے ہین کہ اضطباع خاص طواف کے وقت کرنا چاہیئے ورنہ اور وقتون مین تو کندھے کا کھلا رہنا نماز کے وقت مکروہ ہے بحر الرائق مین بھی خاص طواف ہی کے وقت اضطباع کرنا لکھا ہے۔ اور اہل مکہ کا بھی یہی دستور ہے۔

تنبیہ - علماء کا یہ خیال ہے کہ اگر طواف زیارت مین رمل کرے تو طواف قدوم مین رمل کرنے سے بہتر ہے وجہ یہ کہ طواف زیارت فرض ہے تو عمل رمل فرض کے ساتھ ادا ہوگا۔

تنبیہ - اضطباع اسکو کہتے ہین کہ چادر کو داہنی بغل کے نیچے کر کے دونون کنارے اسکے بائین کندھے پر ڈالے اور رمل سے مراد یہ ہے کہ جلد جلد چلے اور اپنے دونون کندھون کو اس طرح ہلا دے جیسے سپاہی سپاہی ترائی کی دو صفون کے درمیان اکڑ کر چلتا ہے۔ عالمگیری شرح وقایہ

۶ - دوران طواف مین اگر وضو جاتا رہے تو چاہیئے کہ دوبارہ وضو کرے اور باقی طواف پورا کرے۔ درمختار۔

۷ - اگر احرام عمرہ کا ہے تو بجائے طواف قدوم کے طواف عمرہ کرے۔

ا - طواف عمرہ بعینہ اسی طرح ادا کیا جاتا ہے جس طرح طواف قدوم اور اس طواف عمرہ مین اضطباع اور رمل بھی کرنا چاہیئے اور اسکے بعد سعی بھی۔

ب - عمرہ مین طواف قدوم نہین ہوتا۔ ایک ہی طواف ہوتا ہے (جسکے وہی سات چکر ہوتے ہین) اور اسکو طواف عمرہ کہتے ہین۔

ج - عمرہ مین طواف صدر نہین ہوتا۔ لیکن امام حسن رحمہ اللہ کے نزدیک عمرہ کرنیوالے پر جب کہ وہ عمرہ سے فارغ ہو کر وطن جانا چاہے ضروری ہے۔ جیسا کہ حج مین (دیکھو فقرہ ۱۲۱)

د - اگر طواف عمرہ کے دو یا تین چکر بعد حج کی نیت کرے تو اس طرح قارن کیواسطے جائز ہے۔

چنانچہ - اس کے متعلق جو مسئلہ فتاوی عالمگیری مین آیا ہے وہ ہم نے فقرہ ۹ مسئلہ ۳ مین درج کیا ہے۔

۸ - طواف کے سات چکرون مین سے چار چکر فرض ہین باقی واجب نزد امام ابو حنیفہ لیکن امام شافعی کے نزدیک سب فرض ہین۔

۹ - طواف کو چھوڑ کر نماز جماعت یا نماز جنازہ مین شریک ہونا چاہیئے۔ اور پھر باقی طواف پورا کرنا چاہیئے۔ عالمگیری

ا - جس وقت نماز کی اقامت ہو تو طواف کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اسی طرح جب نماز جنازہ تیار ہو تو طواف کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جسقدر طواف باقی ہے اسکو ادا کرے۔ فتاوی عالمگیری

۱۰ - قارن اگر دونون طواف اور دونون سعی ساتھ ملا کر کرے تو اچھا نہین۔ (یعنی طواف عمرہ و طواف قدوم اور انکے بعد کی سعی۔ فقرہ ۱۱۲)

۱۱ - قارن کو ایک طواف اور ایک سعی عمرہ اور حج دونون کے واسطے کافی ہے (نزد امام شافعی) برخلاف امام اعظم رحمہما اللہ۔ ہدایہ

دلیل - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ دخلت العمرۃ فی الحج الی یوم القیامۃ (یعنی عمرہ حج مین قیامت تک داخل ہو) اور یہی وجہ ہے کہ قران کا مطلب یہی ہے کہ دو عبادتین ایک دوسری مین ملی ہوئی ہون۔ اور ایسا کیا ہی جاتا ہے کیونکہ تلبیہ عمرہ اور حج کے واسطے ایک ہی کہی جاتی ہے اور دونون کے واسطے ایک ہی سفر ہوتا ہے۔ اور سر بھی دونون کیواسطے ایک ہی مرتبہ منڈوایا جاتا ہے تو پھر کیا وجہ کہ طواف اور سعی ایک مرتبہ نہ کی جائے لیکن علماء حنفیہ اس کا یہ جواب دیتے ہین۔ کہ بن سعید نے دو طواف اور دو سعی کئے تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ تم نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

وسلم کی سنت پر عمل کیا۔ دوسرے یہ بات کہ قرآن کے معنی یہ ضرور ہین کہ دو عبادتون کو جمع کرنا۔ مگر یہ مطلب نہین کہ اُن مین کمی بیشی کرکے انکو جمع کردو۔ بلکہ انکی اصلی حالت پر۔ اور یہ جو کہا گیا کہ تلبیہ ایک کہی جاتی ہے اور سفر ایک ہوتا ہے اور سر ایک مرتبہ منڈوایا جاتا ہے۔ تو یہ چیزین ایسی ہین جن سے حج کو کچھ غرض نہین۔ کیونکہ تلبیہ احرام کیواسطے کہی جاتی ہے۔ سفر حج کی ادائگی کیواسطے ہوتا ہے اور سر منڈوانا احرام سے نکلنے کو ہان جو چیزین ہین وہ ارکان ہین۔ وہ ہر ایک کے علیحدہ ہونے چاہئین۔ تو حدیث کے یہ معنی ہین کہ وقت عمرہ وقت حج مین روز قیامت تک داخل رہیگا۔ ہدایہ

تشریح۔ یعنی امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ اگر کسی نے قران کا احرام باندھا ہے تو اگر عمرہ کا طواف کرتا ہے تو حج کے موقع پر طواف قدم نہ کرے اور اسی طرح اگر اب سعی کرتا ہے تو حج مین سعی نہ کرے۔

۱۔ صحیحین مین ابن عمر سے مروی ہے۔ کہ انہون نے قران کیا اور عمرہ اور حج کیواسطے ایک طواف کیا اور یہ کہا ایسا ہی کیا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ یہ حدیث علماء شافعی کیواسطے دلیل ہے۔ لیکن نسائی کی روایت مین ہے کہ ابراہیم بن محمد نے کہا کہ مین نے طواف کیا اپنے باپ کے ساتھ اور انہون نے حج اور عمرہ ساتھ کیا تھا تو انہون نے دو طواف کئے اور دو بار سعی کی اور کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا اور حدیث بیان کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکی نسبت کہا کہ۔ هُدِیتَ لِسُنَّةِ نَبِیِّكَ۔ اور روایت ابن ابی شیبہ مین بھی ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دو طواف اور دو سعی کے متعلق مروی ہے۔

۱۲۔ مفرد بالحج یا قارن چاہے سعی طواف قدوم کے بعد کرے اور چاہے طواف زیارت کے بعد۔ درمختار

۱۔ مفرد بالحج کے واسطے افضل یہ ہے کہ طواف قدوم کے بعد سعی نہ کرے اور طواف زیارت کے بعد سعی کرے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے یہ روایت آئی ہے کہ آٹھوین تاریخ بعد زوال آفتاب حج کا احرام باندھا تو طواف کیساتھ سعی نہ کرے ورنہ کرے۔ فتاوی عالمگیری۔

۱۳۔ دوران طواف مین بعض باتین جائز ہین۔ مثلاً

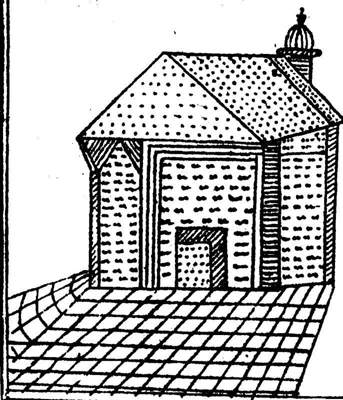
(۱) کوئی چیز کھانا (۲) خرید و فروخت کرنا (۳) فتوی دینا۔ (۴) قرأت قرآن کرنا (۵) دعائے ماثورہ پڑھنا۔ درمختار

۱۴۔ اگر احرام عمرہ کا ہے۔ تو یہ طواف عمرہ ہے اور اس مین شروع طواف مین تلبیہ موقوف کرے۔ (دیکھو فقرہ ۴۰)

دلیل۔ امام مالک کے نزدیک تلبیہ کہنی اسوقت موقوف کرے جب مسجد حرام مین گھستے ہی خانہ کعبہ پر نگاہ پڑے وجہ یہ کہ عمرہ کا مقصد زیارت خانہ کعبہ ہے تو جب مقصد پورا ہوگیا تو لبیک موقوف کرنی چاہئے۔ مگر امام اعظم رحمہ اللہ کی یہ دلیل ہے کہ عمرہ قضا مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہنا جب موقوف کیا تھا جبکہ حجر اسود کے بوسہ دینے کے بعد طواف شروع کیا اور عمرہ کی اصل مقصد طواف کرنا ہے اور طواف ہی عمرہ کا بڑا رکن ہے تو جب مقصد حاصل ہوگیا تو لبیک موقوف کرے۔ عالمگیری وغیرہ۔

۱۵۔ طواف قدوم کو طواف تحیۃ۔ طواف لقا۔ طواف ثنا۔ طواف اولی العہد بھی کہتے ہین۔ عالمگیری وغیرہ

۵۲۔ نقشہ مقام ابراہیم



۱۔ مقام ابراہیم ایک پتھر کا نام ہے جسپر حضرت ابراہیم نے کھڑے ہوکر خانہ کعبہ تعمیر کیا تھا۔ (دیکھو باب ہفتم)

۲۔ مقام بمعنی جگہ کے ہین اور مقام ابراہیم کے معنی حضرت ابراہیم کے کھڑا ہونیکی جگہ۔

نقشہ

مقام ابراہیم

۵۳ مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے۔

۱۔ طواف سے فارغ ہوکر مقام ابراہیم کیطرف یہ پڑھتا ہوا جائے۔ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح پڑھتے ہوئے مقام ابراہیم تک گئے تھے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز

۲۔ اب مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے۔ ہدایہ۔

ا۔ اگر بھیڑ کیوجہ سے وہان جگہ نہ ملے تو مسجد مین جہان جگہ ملے وہان پڑھے۔ اور اگر اندر جگہ نہ ملے تو مسجد سے باہر پڑھے تب بھی جائز ہے۔ فتاوی قاضیخان

ب۔ طواف کی دونون رکعتین ایسے وقت مین پڑھے کہ اسوقت نماز نفل پڑھنی مکروہ نہو۔ شرح طحاوی۔

ج۔ سب سے بہتر جگہ اس نماز کے پڑھنے کیواسطے مقام ابراہیم ہے اسکے بعد کعبہ شریف کے اندر۔ اسکے بعد حطیم کے اندر اسکے بعد کعبہ کے گرد کسی جگہ۔ اسکے بعد مطاف پر کسی جگہ۔ اسکے بعد مسجد حرام مین کسی جگہ۔ اسکے بعد مسجد حرام سے باہر اپنی قیام گاہ پر یا حدود حرم کے اندر کسی جگہ۔

د۔ اس نماز کیواسطے اگرچہ مکان اور زمان کی شرط نہین ہے۔ تاہم حدود حرم سے باہر پڑھنی مکروہ ہے۔

۳۔ ان دو رکعتون کے بدلہ اگر فرض نماز پڑھ لے تو علماء حنفیہ کے نزدیک درست نہین۔ فتاوی عالمگیری۔

۴۔ دو رکعت نماز مین پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری مین سورہ اخلاص پڑھے۔ عینی شرح کنز

۵۔ بعد دوگانہ کے وہ دعا مانگے جو حضرت آدم علیہ السلام نے مانگی تھی وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ۔ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ۔ تَعْلَمُ حَاجَتِيْ۔ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ۔ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ۔ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ۔ يَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ۔ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ۔ وَرِضًى بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اے اللہ تو جانتا ہے ظاہر و باطن میرا۔ پس قبول کر عذر میرا۔ اور تو جانتا ہے حاجت میری۔ پس عطا کر مجکو جو مین سوال کرتا ہون۔ اور تو جانتا ہے جو میرے دل مین ہے۔ پس بخشدے گناہ میرے۔ اے اللہ مین مانگتا ہون تجھسے ایمان جو میرے دل کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور یقین سچا اس قدر کہ مین جان جاؤن کہ مجھے کچھ نہین ملسکیگا۔ سکین صرف وہی جو تونے میرے واسطے لکھ رکھا ہے۔ اور مین مانگتا ہون تجھسے رضامندی اس چیز سے جو تونے میری قسمت مین لکھ رکھی ہے۔ اے بہت ہی رحم کرنے والے۔

ا۔ اس کے بعد جو دینی یا دنیوی دعا مانگے درست ہے۔ فتاوی عالمگیری

۶۔ ہر طواف کے ۷ چکرون کے بعد یہ نماز واجب ہی نزد امام اعظم رحمہ اللہ لیکن سنت ہے نزد امام شافعی رحمۃ اللہ۔ ہدایہ

د لائل۔ امام اعظم رحمۃ اللہ کی یہ دلیل ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ابراہیم پر دو رکعت بعد طواف ادا کیے ہین اور آپنے ایسا کرنے کا حکم کیا لہذا واجب ہوا۔ اور حدیث جابر مین ہے کہ جب آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم پر تو فرمایا۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى۔ (اور پڑھو مقام ابراہیم پر نماز) تو اس طرح اس نماز کا وجوب ثابت ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی یہ دلیل ہے کہ یہ دو رکعت طواف کا جزو نہین ہین اور یہ خود ہی ایک عبادت ہے۔ اور وجوب کی کوئی دلیل نہین پائی جاتی۔ لہذا سنت ہے۔ کفایہ۔

ب۔ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے ولنا قوله عليه السلام وليصل الطائف لكل اسبوع ركعتين۔ والامر للوجوب۔ اور ہماری دلیل قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ طواف کرنیوالے کو چاہئیے کہ ہر سات چکر کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ اور ایسا امر وجوب کی دلیل ہے۔ مگر یہ حدیث اس طور پر جیساکہ اوپر بیان ہوئی کہین نہین پائی گئی۔ ہان صحیحین مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کرنا ثابت ہی۔ چنانچہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم طواف کرتے تھے حج اور عمرہ مین تو آپ جلدی چلتے تھے پہلے تین چکرون مین اور آہستہ چلتے تھے اگلے چار چکرون مین پھر پڑھتے دو رکعتین۔ اور ایساہی عبد الرزاق نے ابن جریج سے مرسلاً روایت کی ہے اور انہون نے عطار سے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ لِكُلِّ اُسْبُوْعٍ رَكْعَتَيْنِ۔ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر چکر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے)

۵۴- طواف قدوم طواف عمرہ کا وقت

۱- طواف قدوم کا وقت بمجرد داخل ہونے مکہ کے شروع ہو جاتا ہے

۲- طواف عمرہ کا وقت عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد سے سعی صفا و مروہ شروع کرنے تک ہے۔

۳- ہمیشہ طواف واجب الادا اس کے وقت مین ادا ہوگا۔ اگرچہ نیت اس کے خلاف بھی کی ہو۔ از فتاوی عالمگیری۔

تشریح۔ اگر حج کا احرام باندھنے والا مکہ مین آکر نفل کی نیت سے طواف کرے تو طواف قدوم ادا ہوگا۔ اسی طرح اگر عمرہ کا احرام باندھنے والا طواف کرے تو طواف عمرہ ادا ہوگا اور اگر قران کرنے والا طواف کرے تو پہلا طواف عمرہ کا ہوگا اور اسکے بعد دوسرا طواف حج کا ہوگا۔ اسی طرح اگر طواف زیارت کا وقت ہوا اور کسی اور نیت سے طواف کرے تو طواف زیارت ہی ادا ہوگا۔ فتاوی عالمگیری۔

۵۵ طواف قدوم سنت ہے اور طواف عمرہ مین فرض ہے

۱- طواف قدوم غیر اہل مکہ کے واسطے ہے اور سنت ہے نزد امام اعظم اور واجب ہے نزد امام مالک۔ عالمگیری و شرح وقایہ

ا- طواف قدوم آفاقی مفرد اور قارن پر سنت ہے۔ اور عمرہ کرنیوالے اور متمتع اور اہل مکہ کے واسطے یہ طواف نہین ہے۔

ب بعض موقع پر یہ طواف قدوم غیر اہل مکہ کے ذمہ بھی نہین رہتا دیکھو فقرہ۔ ۷۔ مسئلہ ۵)

۲- طواف عمرہ فرض ہے۔ عمرہ کرنے والے کے واسطے چاہے وہ اہل مکہ ہو یا غیر اہل مکہ۔

۵۶- اب چاہ زمزم و ملتزم پر آئے۔

(بعض علماء کے نزدیک سعی صفا و مروہ سے پہلے چاہ زمزم اور ملتزم پر بھی جانا چاہیے)

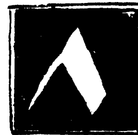
۱- صفا جانے سے پہلے زمزم کے پاس آئے اور اسکا پانی پیٹ بھر کر پیئے اور باقی پانی کنوین مین ڈالدے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ

اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّعِلْمًا نَافِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ۔ فتاوی عالمگیری

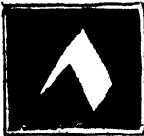
ا- زمزم کا پانی کس طرح پینا چاہیے۔ اور آب زمزم کی فضیلت کے متعلق دیکھو فقرہ۔ ۱۲۳-۱۲۴-

۲- ملتزم کے پاس آئے اور اسکو بوسہ دے۔ فتح القدیر۔ (شرح ہدایہ)

ا- ملتزم کو بوسہ کس طرح دے اسکے متعلق دیکھو فقرہ ۱۲۵



اسکے بعد صفا و مروہ کی سعی کرے



صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کے واسطے۔ چاہیئے کہ پہلے حجر اسود کو بوسہ دے اور پھر سعی کے واسطے باب صفا سے باہر نکلے مگر مسجد سے باہر نکلنے کے آداب نگاہ رکھے یعنی پہلے بایان پاؤن باہر نکالے اور دعا پڑھے۔ اسکے بعد صفا کیطرف جائے اور وہان پہنچکر وہان سے مروہ تک ایک پھیرا کرے اور پھر مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا کرے اور اسیطرح سات پھیرے کرے کہ ساتوان پھیرا مروہ پر تمام ہوگا۔ اور ساتون پھیرون مین میلین اخضرین کے درمیان تیز چلے۔ اور اگر سواری پر ہو تو سواری کو تیز کرے۔ اب ساتون پھیرے ختم کرکے مسجد حرام مین جاکر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے۔ جیسا کہ طواف کے ختم ہونے پر پڑھا کرتے ہین۔

ـہ اے اللہ مین تجھ سے مانگتا ہون روزی فراخ اور علم نفع دینے والا۔ اور ہر بیماری کے واسطے شفا۔

۵۷ استلام حجر اسود

(حجر اسود کے استلام کے بعد سعی شروع ہوتی ہے۔)

ا۔ سعی کے واسطے نکلنے سے پہلے چاہیئے کہ حجر اسود کو بوسہ دے اور پھر سعی کے واسطے جائے۔

ا۔ حدیث جابر میں ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ چکے دو رکعتیں (یعنی مقام ابراہیم پر طواف کے بعد) تو لوٹ آئے طرف رکن کے (یعنی حجر اسود کے) اور بوسہ دیا اسکو۔ (ب) حجر اسود کو کس طرح بوسہ دیتے ہیں دیکھو فقرہ ۵۰۔

۵۸ مسجد حرام سے باہر نکلنا اور صفا کی طرف جانا

(استلام حجر اسود کے بعد مسجد حرام سے باہر نکلے کہ کوہ صفا پر جائے)

ا۔ بعد طواف کے جس دروازہ سے چاہے باہر نکلے اور کوہ صفا کی طرف جائے۔ ہدایہ۔

ا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ بنی مخزوم سے باہر تشریف لے گئے تھے اور اس وجہ سے اس دروازہ سے تشریف لے گئے تھے کہ یہ دروازہ کوہ صفا سے قریب ہے۔ یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ اس دروازہ سے نکلنا سنت ہے۔ ہدایہ۔

ب۔ روایت کی طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَی الصَّفَا مِنْ بَابِ بَنِیْ مَخْزُوْمٍ اور روایت جابر میں ہے کہ آپ باب الصفا سے نکلے۔ وروی ابن ابی شیبۃ عن عطاء مرسلاً أَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ خَرَجَ إِلَی الصَّفَا مِنْ بَابِ بَنِیْ مَخْزُوْمٍ یعنی روایت ابن ابی شیبہ میں عطاء سے مرسلاً آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صفا کی طرف سے دروازہ بنی مخزوم سے نکلے۔

۲۔ دروازہ سے نکلتے ہوئے پہلے بایاں پاؤں باہر نکالے اور یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْہَا۔ وَاَعِذْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ۔ (عینی شرح کنز)

۳۔ کوہ صفا کی طرف جائے تو یہ کہتا ہوا جائے۔ اَبْدَءُ بِمَا بَدَأَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ۔ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا۔ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ۔ (آیت کی تفسیر کے واسطے فقرہ ۲۰ دیکھو)

۵۹ نقشہ سعی صفا و مروہ

ا۔ سعی کے واسطے باب الصفا سے باہر نکلا ہے جیسا کہ تیر کے نشان سے ظاہر ہوگا۔ اور کوہ صفا پر چڑھ کر میلین اخضرین کے درمیان تیز چلکر پھیرے ختم کر کے دو رکعت کے واسطے مسجد حرام میں جاتا ہے۔

مقام ا و ب میلین اخضرین ہیں یعنی سبز رنگ کے دو میل ہیں۔ صفا سے مروہ یا مروہ سے صفا جاتے ہوئے ان میلوں کے درمیان دوڑ کر چلتے ہیں۔

سلہ شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے اور درود اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھول واسطے میرے دروازہ رحمت کے اور داخل کر مجکو ان میں۔ اور بچا مجکو شیطان سے

۶۰ ـ سعی درمیان صفا و مروہ

(مسجد حرام سے باہر نکلکر کوہ صفا پر چڑھے اور سعی کرے یعنی صفا و مروہ کے درمیان ملے)

۱- کوہ صفا پر چڑھے تو سعی کی نیت دل مین کرے اور منہ سے اس طرح پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَسْعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ۔ فَیَسِّرْہُ لِیْ۔ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔

۲- مذہب حنفی مین اصطباع نہین کرتے۔ ہان مذہب شافعی مین اصطباع کیا جاتا ہے۔

۲- صفا پر اس قدر اونچا چڑھے کہ خانہ کعبہ دکھائی دے۔ کیونکہ اوپر چڑھنے سے یہی مقصد ہے کہ خانہ کعبہ کیطرف متوجہ ہونا۔ اور اس قدر اونچے چڑھنا سنت ہے۔ ہدایہ۔ عالمگیری۔

۳- کوہ صفا پر منہ قبلہ کیطرف کرے اور تکبیر و تہلیل کہے اور درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے اور دونون ہاتھ اُٹھاکر خدا تعالیٰ سے حاجت چاہے۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ۔

۲- یہ محل اجابت ہے چاہئے کہ مسلمانون کے حق مین دعا کرے اور درود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے:

ب- حدیث جابر مین ہے کہ پھر چڑھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر یہانتک کہ دیکھا خانہ کعبہ کو پھر توحید کہی اللہ تعالیٰ کی اور منہ کیا قبلہ کی طرف اور تکبیر کہی:

۴- کوہ صفا پر منہ قبلہ کیطرف کرے اور دونون ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا ھَدَانَا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَوْلَانَا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَلْھَمَنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ وَاِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ وَاِنِّیْ اَسْاَلُکَ کَمَا ھَدَیْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَہٗ مِنِّیْ حَتّٰی تَوَفَّانِیْ وَاَنَا مُسْلِمٌ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَشَایِخِیْ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

سب تعریف اللہ کو ہے کہ راستہ بتایا ہم کو اور سب تعریف اللہ کو ہے جس نے نعمت دی ہم کو سب تعریف اللہ کو ہے کہ جس نے فیض پہونچایا ہم کو۔ شکر اللہ کا ہے کہ اس نے راہ بتائی ہم کو۔ اور ہم کو راستہ نہ ملتا اگر وہ ہم کو راستہ نہ بتاتا۔ نہین ہے معبود برحق مگر اللہ اکیلا۔ نہین ہے اس کا کوئی ساتھی۔ سب ملک اسی کا ہے۔ اور حمد اسی کے واسطے ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور مارڈالتا ہے۔ اور وہ زندہ ہے موت اس کیواسطے نہین ہے۔ اس کے ہاتھ مین بہتری ہے۔ اور تمام چیزون پر قادر ہے۔ نہین ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ اکیلا۔ نہین عبادت کرتے ہم لیکن اسکی اکیلے کی اگرچہ کافر برا مانین۔ اے اللہ تحقیق تونے کہا ہے اور تیرا قول سچ ہے کہ دعا مانگو مجھ سے اور قبول کرونگا مین تمہاری دعا۔ اور تو وعدہ کے خلاف کبھی نہین کرتا۔ اور مین تجھسے یہ دعا کرتا ہون کہ جیسی تونے مجھکو اسلام کیطرف ہدایت کی ہے ایسا ہی مجھکو اس سے نکالیو بھی نہین جبتک کہ میری زندگی کا خاتمہ کرے۔ اور مین حالت اسلام مین ہون۔ پاک ہے اللہ اور حمد ہے واسطے اسکے اور نہین ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ۔ اور اللہ بڑا ہے۔ اور نہین ہے توت عبادت پر مگر اللہ کی مدد سے جو بزرگ ہے اور برتر۔ اے اللہ درود بھیج اور سلام ہمارے سردار پر جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اور انکی آل پر اور انکے اصحاب پر اور تابعین پر قیامت تک۔ اے بخش مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور میرے استادوں کو اور سب مسلمانون کو۔ اور سلام اوپر پیغمبرون کے اور حمد ہے اللہ پروردگار عالمین کو جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے

۵) اے اللہ مین ارادہ کرتا ہون کہ سعی کرون درمیان صفا و مروہ کے سات پھیرون سے تیری خوشنودی کے واسطے۔ تو میسر کردے مجکو اور قبول فرما اُسکو مجھسے۔

۵۔ سعی صفا سے شروع کرنی چاہیے کہ سات پھیروں کے بعد مروہ پر ختم ہو۔ ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِبْدَؤُا بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ کہ شروع اس جگہ سے کرو جسکا ذکر خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں پہلے کیا ہے اور پہلے خدا تعالیٰ نے صفا کا ذکر کیا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ الخ۔ جو حدیث میں نے بیان کی ہے اسکو روایت کیا ہے نسائی اور دارقطنی نے اور اخراج کیا اس کا مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ نے۔

ا۔ اگر مروہ سے سعی شروع کرے تو بعض علماء حنفیہ کے نزدیک درست ہے لیکن مکروہ ہے اس میں پہلا پھیرا شمار نہ کرنا چاہیے۔ عالمگیری۔
(درمختار میں لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے کہ پہلا پھیرا شمار نہ کیا جائے)

۶۔ صفا سے اترتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنِيْ بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِيْ عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاَعِذْنِيْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

ا۔ یہ دعا مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے اور میلین کے درمیان صفا سے مروہ کو جاتے ہوئے یا مروہ سے صفا کو جاتے ہوئے ہر دفعہ پڑھے۔

۷۔ میلین اخضرین کے درمیان دوڑ کر چلے مگر صفا سے اپنی رفتار سے اترے اور مروہ تک اپنی چال سے چڑھے۔ ہدایہ

ا۔ میلین کے درمیان ساتوں پھیروں میں دوڑنا چاہیے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔ ہدایہ

ب۔ میلین کے درمیان سعی میں عورتوں کو نہ دوڑنا چاہیے۔ عینی شرح کنز (دیکھو فقرہ۔۱۴۱)

ج۔ میلین کے درمیان دوڑنے میں رمل کی نسبت ذرا تیز چلے اور اگر سواری پر ہے تو سواری کو تیز کرے۔

۸۔ میلین کے درمیان یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ وَاهْدِنِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ يَا مُجِيْبَ الدَّعَوَاتِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے رب میرے بخش گناہ میرے۔ اور رحم کر۔ اور درگذر کر اُس سے جسکو تو جانتا ہے۔ کیونکہ درحقیقت تو جانتا ہے جو کچھ کہ ہم نہیں جانتے۔ تحقیق تو زبردست بہت ہی کرم والا ہے + اور دکھا مجکو وہ راہ جو سیدھی ہے۔ اے اللہ کر اس کو حج مقبول اور میری کوشش کو شکر کیگئی۔ اور میرے گناہوں کو بخشا ہوا۔ اے اللہ بخش مجکو اور میرے ماں باپکو اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو۔ اور ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو۔ اے قبول کرنیوالے دعاؤں کی۔ اے رب دے ہمکو دنیا میں بھلائی اور قیامت میں بھلائی اور بچا ہمکو عذاب دوزخ سے

۹۔ مروہ پر پہنچے تو یہاں سب عمل اسی طرح کرے جس طرح صفا پر کئے تھے۔ ہدایہ وعالمگیری

ا۔ مروہ پر پہنچکر وہی دعا پڑھے جو صفا پر پڑھی جاتی ہے اور اسی طرح تمام عمل کرے۔

۱۰۔ مروہ پر اتنا اونچا چڑھے کہ خانہ کعبہ کو دیکھ سکے اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کرے۔

ا۔ اس زمانہ میں مروہ پر سے خانہ کعبہ نہیں دکھائی دیتا ہے کیونکہ بیچ میں عمارتیں بن گئی ہیں لہٰذا صرف خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہونا کافی ہے +

۱۱۔ اگر صفا پر اور مروہ پر قیام نہ کرے تب بھی سعی درست ہے۔ ہدایہ

۱۲۔ سعی میں تلبیہ برابر کہتا رہے۔ اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرے۔

ا۔ اگر طواف زیارت کے بعد سعی کیجائے یا عمرہ کے طواف کے بعد سعی کی جائے تو اس میں تلبیہ نہیں کہی جائے گی +

۱۳۔ صفا و مروہ کے درمیان سات پھیرے کرنے کو سعی کہتے ہیں۔ اور صفا سے مروہ تک یا مروہ سے صفا تک ایک شوط (یعنی ایک پھیرا) ہے۔ ہدایہ وعالمگیری

ا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی طریق پر پھیرے کئے ہیں۔ ہدایہ

ب۔ صحیحین میں ابن عمر کی روایت ہے کہ آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اور طواف کیا خانہ کعبہ کا سات بار اور پڑھیں پیچھے مقام ابراہیم کے دو رکعتیں۔ اور طواف کیا درمیان صفا و مروہ کے سات بار

ج۔ سعی اب صفا سے شروع ہو تو ۷ پھیروں میں مروہ پر ختم ہو۔ درمختار۔
د۔ طحاوی کی روایت ہے کہ صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا تک ایک پھیرا ہوا۔ اس طریق پر تو گویا ۱۴ پھیرے کرنے چاہئیں
مگر صحیح وہی ہے جو ہدایہ کے حوالہ سے ذکر کیا گیا۔

۱۴۔ سعی کے ۷ پھیروں میں سے چار پھیرے فرض ہیں باقی تین واجب۔

۱۵۔ سعی کو چھوڑ کر نماز جماعت یا نماز جنازہ میں شریک ہونا چاہئے۔ اور پھر باقی سعی پوری کرنی چاہئے۔ عالمگیری

۱۔ جس وقت نماز کی اقامت ہو تو سعی کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اسی طرح جب نماز جنازہ تیار ہو تو سعی کو چھوڑ دینا چاہیئے اور نماز سے فارغ ہونے
کے بعد جس قدر سعی باقی ہو۔ اس کو ادا کرے۔ فتاوٰی عالمگیری

۱۶۔ دوران سعی میں بعض باتیں جائز ہیں۔ مثلاً

(۱) کوئی چیز کھانا۔ ۲۔ خرید و فروخت کرنا۔ ۳۔ فتویٰ دینا۔ ۴۔ قرأت قرآن۔ ۵۔ دعائے ماثورہ پڑھنا۔ درمختار۔
۹ ۔ دوران سعی میں خرید و فروخت یا اور دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۱۷۔ سعی صفا و مروہ صرف ایک مرتبہ کرنی چاہئے۔ اس کے بعد نفل سعی کرنی بھی مشروع نہیں۔ ہدایہ۔

۱۔ اسی وجہ سے حج کرنیوالیکو اختیار ہے کہ چاہے سعی طواف قدوم کیساتھ کرے اور چاہے طواف زیارت کے بعد۔ مگر جس طواف کے بعد کرے اُس طواف میں رمل ضرور کرے۔

۱۸۔ سعی میں شرط یہ ہے کہ طواف کے بعد کیجائے۔ اگر اسکے خلاف کرے تو سعی دوبارہ کرے۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۔ مکی اگر حج کا احرام باندھکر طواف زیارت سے پہلے سعی کرنی چاہے تو اسکو چاہئے کہ ایک نفلی طواف مع رمل کرے اور اسکے بعد سعی کرے

۱۹۔ مفرد بالحج یا قارن کو چاہئے سعی طواف قدوم کے بعد کرے اور چاہے طواف زیارت کے بعد۔ درمختار

۱۔ مفرد بالحج کے واسطے افضل یہ ہے کہ طواف قدوم کے بعد سعی نہ کرے اور طواف زیارت کے بعد سعی کرے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ سے یہ روایت بھی آئی ہے کہ اگر
آٹھویں تاریخ بعد زوال آفتاب حج کا احرام باندھا تو طواف کے ساتھ اور سعی نہ کرے ورنہ کرے۔ عالمگیری۔

۶۱۔ سعی کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔

۱۔ سعی کے بعد چاہئے کہ مسجد حرام میں جائے۔ اور دو رکعت نماز پڑھے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۱۔ نماز کس جگہ پڑھے۔ اور کس طرح پڑھے بالکل اسی طریق پر اور اُسی پابندی سے نماز پڑھنی چاہئے جیسا کہ فقرہ ۔۵۳ میں مذکور ہے۔

۶۲۔ سعی صفا و مروہ رکن حج ہے یا واجب

۱۔ سعی صفا و مروہ علماء حنفیہ کے نزدیک واجب ہے۔ لیکن علماء شافعی رکن حج کہتے ہیں۔ ہدایہ

دلیل۔ (شافعی) یہ حدیث ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ فَاسْعَوْا ۔ کہ اللہ تعالٰی نے تم پر فرض کیا ہے سعی کو
پس سعی کرو۔ ہدایہ۔ دلیل۔ (حنفی) یہ آیت کلام مجید میں ہے فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا
یعنی جو شخص طواف صفا و مروہ کرے اسکو کوئی گناہ نہیں ہے۔ یہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ سعی جائز ہے کیونکہ طرز عبارت کہ نہیں ہے گناہ تسپر دلالت کرتی ہے کہ صورت
جواز کی ہے۔ بھلا رکن کس طرح ہو سکتی ہے اور جو حدیث شافعیؒ نے دلیل میں پیش کی ہے وہی علماء حنفیہ وجوب کی دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ اور کَتَبَ عَلَیْکُم سے
مطلب لیتے ہیں کہ اجازت دی گئی تمہارے واسطے جیسا کہ اس آیت میں ہے کہ کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ ہدایہ

٦٣۔ وقت سعی درمیان صفا و مروہ

ا۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کا وقت مفرد بالحج اور قارن اور متمتع کے واسطے ماہ ہائے حج ہیں

ا۔ صرف ایک صورت میں سعی ماہ ہائے حج کے بعد ہو سکتی ہے جبکہ طواف زیارت عید کے بعد کرے۔ (یعنی ماہ ہائے حج کے گذرنے کے بعد) اور اسکے ساتھ سعی کرے اور یہ جائز ہے۔

۲۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کا وقت محرم عمرہ کے واسطے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ اس کا وقت طواف عمرہ کے بعد ہے۔

موقع ٩ **اب مسجد حرام سے باہر آئے اور مکہ میں قیام کرے** ٩ موقع

صفا و مروہ کی سعی کے بعد عمرہ کے کل افعال ختم ہو چکے۔ اب چاہئے کہ مسجد حرام سے باہر آئے اور سر منڈوائے اور احرام اُتار دے۔ جس شخص نے حج کا احرام باندھ رکھا ہے اُسنے ابھی تک وہی مناسک پورے کئے ہیں یعنی طواف قدوم اور سعی صفا و مروہ۔ وہ مسجد حرام سے باہر آکر احرام نہیں کھولیگا بلکہ اسی احرام سے باقی افعال کریگا۔ جسکا تمتع کا احرام ہے اس کا عمرہ ختم ہو چکا اگر ہدی ساتھ لایا ہے تو مسجد حرام سے باہر آکر اسی احرام کو قائم رکھے اور باقی افعال حج اسی احرام سے ادا کرے۔ ہاں اگر ہدی ساتھ نہیں لایا ہے تو احرام کھولدے۔ اور حج کے واسطے مسجد حرام میں جاکر ۸ تاریخ کو یا اس سے پہلے احرام باندھے اور افعال حج کرے۔ اگر قران کا احرام باندھا ہے۔ تو افعال عمرہ تو پورے ہو چکے اور اسی احرام کو قائم رکھے اور افعال حج اسی احرام سے کرے جو زمانہ قیام مکہ کو غنیمت سمجھے اور دن اور رات کا بہت سا وقت مسجد حرام میں صرف کرے۔

٦٤۔ احرام اتارنا نہ اتارنا۔

ا۔ عمرہ کرنے والے کا عمرہ ختم ہو چکا۔ چاہئے کہ سر منڈوائے یا بال کتروائے اور احرام اُتارے۔

ا۔ آفاقی کو چاہیے کہ میقات پر احرام باندھ کر خانہ کعبہ کے گرد طواف کرے اور اسکے بعد سعی کرے صفا مروہ اور اس کے بعد سر منڈوائے یا بال کتروائے اور احرام کھولدے۔ ہدایہ۔ کفایہ

تشریح۔ عمرہ کے یہی افعال ہیں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرہ قضا میں یہی افعال کئے تھے۔ لیکن امام مالک کے نزدیک سر منڈوانے کی ضرورت نہیں امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ عمرہ سے مطلب طواف خانہ کعبہ اور سعی صفا و مروہ ہے اول عمل پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم دوم یہ کہ یہ آیت محلقین رؤسکم عمرہ قضا میں نازل ہوئی تھی لہذا معلوم ہوا یعنی سر منڈوانا چاہیئے سوم یہ وجہ ہے کہ جب عمرہ میں تلبیہ سے محرم ہو جاتا ہے تو احرام سے باہر آنے کو ضرور ہے کہ سر منڈوایا جائے جیسا کہ حج میں تلبیہ کہی جاتی ہے تو احرام اتارنے کے واسطے سر منڈوایا جاتا ہے۔ ہدایہ۔ کفایہ

تشریح روایت کیا معاویہ نے کہ قصر کیا تھا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمرہ میں کیا تھا۔

ب۔ بال منڈوانے یا کتروانے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۰۱ انہی مسائل کے مطابق عمرہ کے احرام کھولنے کے واسطے بھی بال کتروائے یا منڈوائے جائیں

۲۔ حج کرنے والے کا طواف قدوم ختم ہو چکا اور سعی ختم ہو چکی چاہئے کہ باقی افعال حج کی ادائیگی کا منتظر رہے۔

ا۔ اگر صرف طواف قدوم ہی کیا ہے تو سعی طواف زیارت کے وقت ہوگی۔

۳- تمتع کرنے والے کا (اگر قربانی ساتھ نہیں لایا ہے) عمرہ ختم ہو چکا چاہیے کہ سر منڈوائے یا بال کتروائے اور احرام اتارے اور حج کی ادائیگی کا منتظر رہے۔

۱- متمتع کو چاہیے کہ بعد لوائے عمرہ کے مکہ میں اقامت کرے درحالیکہ وہ احرام اتار چکا ہے کیونکہ عمرہ وہ ختم کر چکا جس کے لئے احرام باندھا تھا۔ ہدایہ

۴- تمتع کرنے والے کا (اگر قربانی ساتھ لایا ہے) عمرہ ختم ہو چکا مگر چونکہ اُس کو اسی احرام سے حج بھی کرنا ہی چاہیئے کہ حج کی ادائیگی کا منتظر رہے۔

۱- متمتع احرام اتار کر (اگر ہدی نہیں لایا) یا احرام میں (اگر ہدی لایا ہے) حج کا منتظر رہے۔ عالمگیری

۵- قران کرنے والے کا عمرہ ختم ہو چکا مگر چونکہ اسی احرام سے اس کو حج بھی کرنا ہے چاہیئے کہ حج کی ادائیگی کا منتظر رہے

۱- قارن کو لازم نہیں کہ عمرہ کرنے کے بعد حج کرنے سے پہلے سر منڈوائے کیونکہ اس کا احرام حج کے واسطے ابھی موجود رہنا چاہیے اور جب احرام موجود ہے تو پھر سر منڈوانا جنایت ہے یہ قارن عید کے روز سر منڈوائیگا۔ ہدایہ

۶۵- اثنائے قیام مکہ میں کیا کرے

(اندر اکثر جگہ نماز پڑھے۔ اعتکاف بھی کرے اور خانہ کعبہ کی بھی اندر سے زیارت کرے)

۱- قیام مکہ میں جتنے طواف (بغیر رمل سعی) ہو سکیں کرتا رہے کہ آفاقی کے واسطے نماز نفل سے بہتر ہیں بخلاف اہل مکہ کے۔ درمختار۔ شرح طحاوی

۱- مگر نفل طواف نماز نفل پر اسی وقت ترجیح دیا گیا ہے جبکہ وہ ماہ ہائے حج میں کیا جائے۔ ورنہ نماز نفل اس سے بہتر ہے۔ درمختار

۲- قیام مکہ میں جتنے عمرہ ہو سکیں کرے مگر ماہ ہائے حج سے پہلے کرے اگر اس سال حج کا ارادہ ہے۔

۳- قیام مکہ میں مسجد حرام میں بیٹھ کر کم از کم ایک قرآن شریف ختم کرے۔ جتنی مرتبہ زیادہ کر سکے بہتر ہے۔

۴- قیام مکہ میں جسقدر نیکی ہو سکے کرے کیونکہ وہاں ایک نیکی کا ثواب لاکھ گنا ہوتا ہے۔ اور اسیطرح گناہ کرنے سے بہت پرہیز کرے کہ ایک گناہ کا عذاب بھی اسیقدر ہوتا ہے۔

۵- قیام مکہ میں چاہیے کہ سخت گرمی یا بارش میں بھی طواف کرے کہ ایسے موقع پر بہت ثواب ہے۔

۶- قیام مکہ میں کبھی صرف حجر اسود کا استلام کر لیا کرے اگرچہ طواف نہ کر سکے۔ کیونکہ استلام حجر اسود ایک عبادت ہے۔

۷- قیام مکہ میں جب مسجد حرام میں جایا کرے تو اکثر اعتکاف کی نیت بھی کر لیا کرے کہ اعتکاف کا ثواب بھی حاصل کرے اگرچہ یہ اعتکاف کی نیت تھوڑی دیر کے واسطے ہو۔

۱- نیت اعتکاف کی یہ ہے۔ نَوَیْتُ الْاِعْتِکَافَ مَا دُمْتُ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ۔ (نیت کرتا ہوں میں اعتکاف کی جبتک اس مسجد میں ہوں)

۸- قیام مکہ میں اگر مسجد حرام میں سونے یا کھانے پینے کا اتفاق پڑے تو مضایقہ نہیں یہ امور جائز ہیں۔

۹- قیام مکہ میں جب مسجد حرام میں جائے تو اکثر حطیم میں داخل ہوا کرے اور وہاں عبادت بھی کیا کرے۔

۱۰- قیام مکہ میں خانہ کعبہ کی دیوار کے قریب بھی بیٹھے اور خانہ کعبہ پر اکثر نگاہ بھی ڈالے کہ یہ بھی عبادت ہے۔

۱۱ قیام مکہ میں جو مقامات قبولیت دعا کے متعلق فقرہ ۲۶۶ میں مذکور ہیں وہاں بھی مسجد حرام میں نماز پڑھے۔

۱۲ قیام مکہ میں خانہ کعبہ کے اندر بھی ضرور داخل ہو کہ کعبہ شریف میں داخل ہونا (مردوں اور عورتوں کے واسطے) ائمہ اربعہ کے نزدیک مستحب ہے۔

ا۔ روایت کیا ہے امام بیہقی نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی داخل ہوگا کعبہ شریف میں داخل ہوگا نیکی میں اور نکلیگا بدی سے اس طور پر کہ سب اس کے گناہ بخشے جاویں گے۔

ب۔ فاکہی نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ جو کوئی داخل ہوگا بیت اللہ شریف میں اور ادا کریگا وہاں دو رکعت نماز نکلیگا گناہوں سے اس روز کے مانند کہ جنا تھا اسکو اس کی ماں نے۔

ج۔ علماء کی ایک جماعت اس بات پر متفق ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج کیا تب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ لیکن احادیث اور آثار اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ فتح مکہ کے سال میں کعبہ شریف کے اندر داخل ہوئے۔ چنانچہ صحیحین میں بروایت ابن عمر اس طرح آیا ہے۔ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى نَاقَةٍ لِاُسَامَةَ۔ حَتّٰى اَنَاخَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ۔ فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ لِيَاْتِيَ بِالْمِفْتَاحِ۔ فَجَاءَ بِهٖ فَفَتَحَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ وَاُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَطَلْحَةُ۔ فَاَجَافُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ مَلِيًّا۔ ثُمَّ فَتَحُوْهُ۔ فَبَادَرَتِ النَّاسُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَجَدْتُ بِلَالًا عَلَى الْبَابِ۔ فَقُلْتُ اَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ بَيْنَ عَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ قَالَ نَسِيْتُ اَنْ اَسْاَلَهٗ كَمْ صَلّٰى

(رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اسامہ کے اونٹ پر مسجد حرام میں داخل ہوئے اور اونٹنی کو کعبہ کے صحن میں بٹھایا۔ پھر بلایا عثمان بن طلحہ کو کہ کنجی لا دے۔ پس وہ کنجی لیکر آیا پس قفل کھولا۔ اور اندر داخل ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ اور بلال و طلحہ۔ پھر اسکے بعد دروازہ تھوڑی دیر کو بند کر دیا۔ پھر اس کو کھولا۔ لوگ دوڑے۔ تو ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے اسوقت بلال کو دروازہ پر پایا۔ پس میں نے دریافت کیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی تھی سو وہ بولے کہ دونوں اگلے ستونوں کے درمیان ابن عمر کہتے ہیں کہ میں بھول گیا کہ ان سے یہ پوچھتا کہ آپ نے کتنی رکعتیں پڑھیں اس سے ظاہر ہے کہ آپ فتح مکہ کے دن داخل کعبہ ہوئے تھے۔

د۔ عورتوں کو خانہ کعبہ میں داخل ہونیکا مضائقہ نہیں۔ مگر جب وہاں مرد نہوں جب جائیں ورنہ حطیم میں ہی جاکر دو رکعت نماز پڑھ لیں کہ وہ بھی خانہ کعبہ میں داخل ہونے کے برابر ہے۔ (حطیم کے متعلق دیکھو باب ہفتم) حضرت عائشہؓ نے چاہا کہ میں خانہ کعبہ کے اندر جاؤں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجر (یعنی حطیم) میں دو رکعت نماز پڑھ لیں کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے خانہ کعبہ میں پڑھیں۔

ا۔ کعبہ شریف میں اندر جانے کے واسطے چاہئے کہ غسل کرے۔ یا وضو ہی کر لے۔ اور عمدہ کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے (اگر احرام باندھے ہوئے نہیں ہے)۔

۲۔ دروازہ پر کعبہ شریف کے پہنچے تو چوکھٹ کو بوسہ دے۔ اوّل سیدھا پاؤں اندر لیجائے (اور واپس آتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے نکالے)۔ جیسا کہ داب جمیع مساجد کا ہے۔

۳۔ خانہ کعبہ میں داخل ہوتے ہوئے وہی دعا جو مسجد میں داخل ہوتے ہوئے پڑھتے ہیں پڑھے۔

۴۔ اندر جاکر ادب کے قواعد کا لحاظ رکھے۔ نہ چھت کی طرف دیکھے نہ ادھر ادھر نگاہ دوڑائے نہ قندیلوں کی طرف توجہ کرے بہت خشوع و خضوع کو کام میں لائے۔

۵۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے پر جائے اور وہاں کم از کم دو رکعت تو ضرور پڑھے۔

شناخت۔ سبزی مائل جو جگہ اندر دو ستونوں کے درمیان ہے اس کی نسبت یہ غلط مشہور ہے کہ مصلی نبوی ہے مصلی نبوی کی یہ شناخت ہے کہ خانہ کعبہ کے دروازہ سے گھس کر سیدھا چلا جائے جب سامنے کی دیوار تین ہاتھ رہجائے تو بس یہی مصلی خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

۔۱۔ اسکے بعد سامنے کی دیوار پر اپنا رخسارہ رکھے اور حمد و ثنا اور درود و استغفار بہت کہے اور ماں باپ اور مسلمانوں

کے واسطے دعا کرے۔ اور اسی طرح چاروں کونوں میں جا کر کرے۔

۱۰۷۔ اسکے بعد یہ دعا پڑھے رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنِيْ جَنَّتَكَ كَمَا اَدْخَلْتَنِيْ بَيْتَكَ وَارْزُقْنِيْ رُؤْيَتَكَ اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا مِنَ النَّارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ۔ اَللّٰهُمَّ يَا خَفِيَّ الْاَلْطَافِ اٰمِنَّا مِمَّا نَخَافُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ (اے رب داخل کر مجھکو سچا داخل کرنا اور نکال مجھکو سچا نکالنا۔ اور مقرر کر میرے واسطے اپنی طرف سے حکومت کی مدد۔ اے اللہ داخل کر مجھکو جنت میں جیسا کہ تونے مجھکو داخل کیا ہے اپنے گھر میں۔ اور نصیب کر مجھکو اپنی زیارت۔ اے اللہ اے رب بیت العتیق کے (یعنی خانہ کعبہ کے) آزاد کر ہماری گردنیں اور ہمارے باپوں اور ماؤں کی دوزخ کی آگ سے اے زبردست اور اے بہت بخشش کرنیوالے۔ اے اللہ اے پوشیدہ مہربانیوں والے جس بات سے ہم ڈرتے ہیں اس سے ہمکو امن دے۔ اے اللہ مانگتا ہوں میں تجھسے وہ نیک بات جو مانگی تجھسے تیرے نبی نے اور پناہ مانگتا ہوں تجھسے اس چیز کی برائی سے جس کی پناہ مانگی ہے تیرے نبی نے۔ اے رب قبول کر ہماری معذرت بیشک تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور ہمکو توفیق دے توبہ کرنیکی بیشک تو بڑا توبہ قبول کرنیوالا اور رحم کرنیوالا ہے۔

۷۔ ذی الحجہ

موقع **۱۰** آج مسجد حرام میں خطبہ ہوگا جس میں حج کے احکام بیان ہونگے **۱۰** موقع

آج ظہر کی نماز کے بعد مسجد حرام میں امام صاحب منبر پر کھڑے ہوکر خطبہ پڑھیں گے۔ اس روز یہ اکثر احرام باندھ آتے ہیں۔ اور بعد حمد و صلوٰۃ کے حج کی فضیلت مختصر طور پر مناسک حج متعلق مذہب امام اعظم بیان کرتے ہیں اور پھر درود شریف اور دعا پڑھکر خطبہ ختم کر دیتے ہیں۔

۶۶۔ دوران حج میں کل تین خطبہ ہوتے ہیں

ا۔ پہلا خطبہ ۷۔ ذی الحجہ کو مسجد حرام میں ہوتا ہے اور دوسرا ۹۔ ذی الحجہ کو عرفات میں مسجد نمرہ میں۔ تیسرا خطبہ منیٰ میں ۱۱۔ ذی الحجہ کو مسجد خیف میں۔ ان خطبوں میں تمام مناسک حج بتائے جاتے ہیں اور یہ خطبے ایک ایک دن کے فاصلہ سے پڑھے جاتے ہیں۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ

ا۔ پہلا خطبہ ۷۔ ذی الحجہ کو مسجد حرام میں نماز ظہر کے بعد۔ دوسرا ۹۔ ذی الحجہ کو عرفات میں جمع بین الصلوٰتین سے پہلے اور تیسرا خطبہ ۱۱۔ ذی الحجہ کو منیٰ میں ظہر کی نماز کے بعد ہوتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

ب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی تین روز کے خطبہ منقول ہیں۔ اور اسی طرح خطبے پڑھے حضرت ابوبکر رضہ نے۔ شرح وقایہ

ج۔ امام زفرؒ کے نزدیک تین دن برابر خطبہ پڑھنے چاہئیں۔ آٹھویں نویں دسویں کو۔ شرح وقایہ۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز

دلائل۔ امام زفر کے نزدیک چونکہ یہ روز ایام حج کے ہوتے ہیں اور لوگ ان دنوں میں جمع رہتے ہیں۔ لہذا ان تینوں دنوں میں خطبہ پڑھنا بہتر ہے لیکن علماء حنفیہ کہتے ہیں کہ خطبہ سے لوگوں کو حج کے احکام بتانا مقصد ہے۔ اور ۸۔ ذی الحجہ کو تو لوگ اپنے اونٹوں کو پانی پلانے میں مشغول ہوتے ہیں (اسیوجہ سے اس دن کو یوم ترویہ[۵۱] کہتے ہیں) اور دس تاریخ عید کا دن ہے اس روز بھی لوگوں کو خطبہ سننے کا وقت نہیں ملتا کیونکہ قربانی وغیرہ میں مصروف ہوتے ہیں۔ لہذا تواریخ مذکورہ میں خطبہ زیادہ نافع ہے۔ ہدایہ

د۔ عرفہ کے خطبہ کے سوا جو دو خطبہ ہیں ان میں جلسہ نہیں ہے یعنی بیچ میں وقفہ دیکر دو حصہ نہیں کئے جاتے لیکن عرفہ کے دن کا خطبہ دو خطبہ ہیں ان کے درمیان بیٹھنا چاہئے۔ فتاوی عالمگیری

[۵۱] بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ترویہ اسوجہ سے بھی کہتے ہیں کہ اس روز حضرت ابراہیمؑ اس رویا یعنی خواب کے متعلق جو انہوں نے دیکھا تھا سوچتے تھے۔ روی بمعنی سوچنے کے ہیں۔ عینی شرح کنز

۶۷۔ نقشہ ترتیب ادائیگی حج (نقشہ دوم)

(۷۔ ذی الحجہ کی کارروائی)

۱۔ لوگ اپنی اپنی قیام گاہ سے خطبہ سننے مسجد حرام میں جاتے ہیں اور واپس آتے ہیں رحج کے نقشوں کے سلسلہ کی وجہ سے نقشہ دینا پڑا ورنہ اس کی ضرورت نہ تھی)

کوہ صفا
کوہ مروہ
قیام گاہ
مطاف
مقام ابراہیم
خانہ کعبہ
عرفات
مزدلفہ
منا

پوری مسجد حرام کا نقشہ نہیں دیا گیا۔ صرف مطاف کا نقشہ دیا گیا ہے

اس سے اگلا نقشہ نفقرہ ۔۱۷ میں ہے۔

۸۔ ذی الحجہ

موقع — **آج حج کے واسطے احرام باندھیں اور صبح ہی منا روانہ ہوں** — موقع

اہل مکہ کا یہ طریق ہے کہ آج علی الصباح نہا دھو کر مسجد حرام میں آکر احرام باندھتے ہیں۔ اور طواف اور سعی سے فارغ ہو کر صبح کی نماز پڑھتے ہیں۔ اور بعد طلوع آفتاب مکہ سے منی کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ اور یہی طریق مسنون ہے۔ منا پہونچ کر مسجد خیف کے قریب اُترنا چاہیے اور وہاں اتنا قیام کرنا چاہیے کہ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء اور صبح کی نماز وہاں ہی پڑھی جائے۔ یہ شب کا قیام منا میں سنت ہے۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے کوئی شخص آج منا نہ جا سکے تو کل کسی وقت منا ہوتا ہوا عرفات پہنچ جائے مگر بلا کسی عذر ایسا نہ کرے۔

۶۸۔ حج کے واسطے آج احرام بندھیگا۔

۱۔ جب آٹھویں تاریخ ہو تو حج کا احرام مسجد حرام میں جا کر باندھے۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ مسجد حرام میں ہی جا کر باندھے حدود حرم کے اندر کسی جگہ بھی باندھے — ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۱۔ آج اہل مکہ حج کے واسطے احرام باندھیں گے اور آفاقی جو تمتع کر رہا ہے۔ اور عمرہ ختم کر چکا ہے اب حج کا احرام مکہ سے باندھیگا (دیکھو نفقرہ ۲۸) بہتر ہو کہ مکی بعد طواف نفل کے احرام باندھے۔ اگر اس طواف کے بعد سعی بھی کرنی چاہیے تو طواف میں اضطباع اور رمل کرے اور چاہے طواف زیارت کے بعد سعی کرے (دیکھو نفقرہ ۱۰۷) تو اس صورت میں اس طواف میں اضطباع اور رمل نہ کرے۔

ب۔ اگر آٹھویں تاریخ سے پہلے احرام باندھے تو جائز ہے بلکہ جتنے دن پہلے باندھے افضل ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

ج۔ احرام باندھنے کے متعلق دیکھو فقرہ ۴۲ و ۴۳

د۔ آٹھویں تاریخ اگر احرام باندھا اور عرفہ کے دن باندھا تو جائز ہے۔ عالمگیری۔

۲۔ آج یا آج کے دن سے پہلے متمتع (غیر سائق الهدی) کو حج کا احرام باندھنا چاہیئے لیکن جتنے پہلے باندھے بہتر ہے کہ نیک کام جتنا جلدی کیا جائے اچھا ہے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز

(متمتع)

ا۔ احرام حج مسجد حرام سے باندھا حرم میں سے کسی جگہ سے کیونکہ مسجد حرام میں سے باندھنا کچھ شرط نہیں ہے کیونکہ متمتع احرام کھول کر مکہ میں اقامت کرنے کے بعد مکی کے حکم میں ہے۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۲۸)

۳۔ قارن کا پہلا ہی احرام قائم ہے۔ (دیکھو فقرہ ۱۱ و ۱۲)

(ق)

ا۔ عمرہ کے افعال کرنے کے بعد سر نہ منڈوائے بلکہ اسی احرام سے حج کے افعال شروع کرے۔ کفایہ

۶۹۔ منا کو روانہ ہونا اور وہاں قیام کرنا

(احرام باندھنے کے بعد منا کو روانہ ہوں۔ دیکھو فقرہ ۹۳۔ نقشہ منی کو جمرات)

ا۔ صبح کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھ کر آفتاب نکلنے کے بعد منا کی طرف روانہ ہو۔ ہدایہ

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھی اور جب آفتاب نکل آیا تب منا کی طرف روانہ ہوئے۔ ہدایہ

ب۔ فتاویٰ قاضی خاں میں بھی یہی لکھا ہے سورج نکلنے کے بعد منا جاتے اور یہی صحیح ہے۔ اگر سورج نکلنے سے پہلے جائے تو مضائقہ نہیں لیکن سورج نکلنے پر جانا اولیٰ ہے۔ عالمگیری

۲۔ آج آٹھ تاریخ کو اگر بعد نماز ظہر مکہ سے منا گیا۔ یا مکہ معظمہ سے دوسرے روز بعد نماز صبح روانہ ہو کر منا ہوتا ہوا عرفات پہونچا تو جائز ہے۔ ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ منا کا قیام مناسک حج سے نہیں ہے۔ تو اگر عرفہ کی رات بھی مکہ شریف میں قیام کیا۔ تو مضائقہ نہیں۔ لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی پیروی ترک ہوئی۔ لہذا ایسا کرنے والا گنہگار رہے۔ ہدایہ

۳۔ اگر آٹھ تاریخ جمعہ ہو تب بھی زوال سے پہلے منا کو جانا جائز ہے اس واسطے کہ اس وقت جمعہ واجب نہیں۔ ہاں زوال کے بعد جمعہ واجب ہے اور جب تک جمعہ نہ پڑھ لے تب تک نہ نکلے۔ فتاویٰ عالمگیری

۴۔ مکہ سے نکلتے وقت لبیک کہے اور جو دعا چاہے پڑھے اور لا الہ الا اللہ پڑھے۔ فتاویٰ عالمگیری

۵۔ راستہ میں تلبیہ و اذکار و ادعیہ و استغفار پڑھتا رہے۔ اور حبیب پروردگار علیہ الصلوٰۃ من اللہ العزیز الغفار پر درود بھیجتا رہے۔

۶۔ منا پہنچکر مسجد خیف کے نزدیک اترنا بہتر ہے۔ (دیکھو مسجد خیف فقرہ ۹۳۔ نقشہ منی و جمرات)

۷۔ یہاں اتنا قیام رہتا ہے کہ یہ پانچ نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء۔ صبح۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پانچ نمازیں منا میں پڑھی ہیں۔ اور اس کے بعد عرفات تشریف لے گئے۔ ہدایہ

ا۔ ترویہ کے روز یعنی ۸۔ ذی الحجہ کو منا کی طرف جائے اور وہاں عرفہ (۹۔ ذی الحجہ) کی صبح تک ٹھیرے۔ اور پھر وہاں سے عرفات کو جائے۔

۸۔ طبرانی اور بیہقی نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ کی شب کو اگر کوئی شخص منیٰ میں یہ دعا ہزار بار پڑھے تو خدا تعالےٰ اُس سے جو مانگے سو پائے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُهٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مَوْطِئُهٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُهٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَاءُهٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْهَوَاءِ رُوْحُهٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَاءَ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ اِلَّا اِلَیْهِ ۔ اس دعا کے ترجمہ کیواسطے دیکھو نقرہ ۷ مسئلہ ۲

۹۔ منیٰ میں اس رات رہنا سنت ہے۔ اور چاہیے کہ رات کو لبیک کہتا رہے اور استغفار اور دعائیں پڑھتا رہے۔

حدیث جابر میں ہے کہ جب ہوا دن ترویہ کا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا اور سوار ہوئے اور منیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور وہاں آپ نے نمازیں پڑھیں۔ ظہر، عصر، مغرب، عشا، صبح۔ اور تھوڑی دیر ٹھیرے کہ آفتاب نکل آیا۔

۹ ذی الحجہ
موقع ۱۲ آج صبح سب حاجی منا سے عرفات پہنچیں ۱۲ موقع

آج صبح سورج نکلنے پر مجمع کے ساتھ عرفات جائے۔ راستہ میں دعائیں پڑھتا جائے اور جب عرفات کے قریب پہنچے تو جس وقت جبل رحمت پر نگاہ پڑے تو جو دعا مسنون ہے وہ پڑھے۔ عرفات پہنچکر مسجد ابراہیم یعنی مسجد نمرہ کے قریب ٹھیرے تو افضل ہے۔ ورنہ عرفات میں کہیں ٹھیر جائے۔ مگر وادی عرنہ میں نہ ٹھیرے۔ اسکے بعد وقوف عرفات کے واسطے غسل کرے اور مسجد نمرہ میں جا بیٹھے کہ وہاں جو خطبہ ہوگا اُسے سُنے کہ اُس میں مناسک حج بیان ہوں گے۔ پھر جماعت کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز ملا کر پڑھے۔ اس کے بعد بلا توقف مجمع کے ساتھ میدان عرفات میں وقوف کے واسطے جائے کہ وہاں امام اور مجمع کے ساتھ دعا مانگی جائیگی۔ یہ وقوف عرفات سب سے بڑا رکن حج کا ہے اگر یہ ہاتھ سے گیا تو حج ہی گیا۔ سورج غروب ہونے پر جب وقوف عرفات ختم ہو تو مجمع کو چاہیئے کہ امام کے ساتھ مزدلفہ روانہ ہو۔

۷۰۔ عرفات کی طرف جانا

۱۔ بعد نماز فجر منیٰ سے عرفات جانا اولیٰ ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز فجر تشریف لے گئے تھے۔ ہدایہ

۱۔ درمختار میں لکھا ہے کہ طلوع شمس کے بعد عرفات کی طرف روانہ ہونا چاہیے اور بائیں ہاتھ کی طرف کے راستہ سے جانا چاہیے۔ اور عرفات سے واپسی کے وقت داہنے ہاتھ کے راستے سے واپس آنا چاہیے لیکن ابن عمر کی روایت میں ہے انہ علیہ السلام غدا من منی حین طلع الفجر فی صبح یوم عرفۃ حتی اتی عرفۃ۔ رواہ ابوداؤد واحمد یعنے آپ طلوع فجر کے بعد تشریف لے گئے۔ اور حدیث جابر میں ہے۔ فلما کان یوم الترویۃ توجہوا الی منی فاھلوا بالحج ورکب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی بہا الظہر والعصر والمغرب والعشاء والفجر ثم مکث قلیلا حتی طلعت الشمس (رواہ مسلم)

ف ۵ پس جب ہوا دن ترویہ کا تو منیٰ کی طرف متوجہ ہوئے پس احرام باندھا حج کا اور سوار ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پس نماز پڑھی منا میں ظہر و عصر و مغرب و عشا و فجر۔ اس کے بعد ذرا ٹھیرے کہ آفتاب نکل آیا۔

جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ طلوع آفتاب کے بعد تشریف لے گئے۔ کفایہ میں لکھا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ منیٰ میں قیام کرے یہانتک کہ سورج نکلے
عرفہ کے دن بعد ازاں عرفات کو جائے اور یہی اولیٰ ہے۔ اور اگر سورج نکلنے سے پہلے جائے گا تب بھی درست ہے۔
ب۔ صبح کی نماز اول وقت عرفہ کے روز اندھیرے سے پڑھے۔ پھر عرفات کی طرف متوجہ ہو۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۲۔ راستہ میں تلبیہ اور استغفار اور درود شریف پڑھتا چلا جائے۔ اور یہ دعا بھی راستہ میں پڑھے۔ (فتاویٰ عالمگیری)
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا خَيْرَ غَدْوَةٍ غَدَوْتُهَا قَطُّ۔ وَأَقْرِبْهَا مِنْ رِضْوَانِكَ۔ وَأَبْعِدْهَا مِنْ سَخَطِكَ۔ اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ۔ وَوَجْهَكَ أَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِي مَغْفُورًا۔ وَحَجِّي مَبْرُورًا۔ وَارْحَمْنِي۔ وَلَا تُخَيِّبْنِي۔ وَبَارِكْ لِي فِي سَفَرِي وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِي۔ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

اے اللہ کر اسکو بہتر صبحوں سے جو مجھکو ہوئی ہیں (یعنی میرے گذشتہ دنوں میں سے آج کا دن سب سے بہتر کیجیو) ۔ اور قریب تر رضامندی اپنی سے اور دور تر غصہ اپنے سے ۔ اے اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوا اور تجھ ہی پر توکل کیا اور تیری ہی ذات کو چاہا۔ پس میرے گناہوں کو معاف کر اور میرے حج کو قبول کر اور مجھ پر رحم کر اور مجھے محروم نہ کر اور مبارک کر میرا یہ سفر۔ اور عرفات پر میری حاجت روا کر۔ تحقیق تو تمام اشیاء پر قادر ہے۔

ا۔ بائیں ہاتھ کے راستہ سے یعنی کوہ ضب کی راہ کر (دیکھو کوہ ضب لغتہ منیٰ فقرہ ۹۴۰ میں) منا سے عرفات جائے

۳۔ راستہ میں نہ ٹھیرے کہ پیچھے آنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ محیط

۴۔ عرفات کے قریب پہنچے اور جبل رحمت پر نگاہ پڑے تو تکبیر و تہلیل و تسبیح و تحمید اور صلوٰۃ و استغفار کہے اور یہ دعا پڑھے۔
سُبْحَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ۔ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْأَرْضِ مَوْطِئُهُ۔ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ سَبِيْلُهُ۔ سُبْحَانَ الَّذِي فِي النَّارِ سُلْطَانُهُ۔ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ۔ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْقَبْرِ قَضَاؤُهُ۔ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْهَوَاءِ رُوْحُهُ۔ سُبْحَانَ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاءَ۔ سُبْحَانَ الَّذِي وَضَعَ الْأَرْضَ۔ سُبْحَانَ الَّذِي لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَاءَ إِلَّا إِلَيْهِ۔

(پاکی ہے اس ذات کو جس کا عرش آسمان میں ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس کی زمین پا انداز ہے۔ پاکی ہے اُس ذات کو جس کا راستہ سمندر میں ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس کی حکومت آگ پر ہے۔ پاکی ہے اُس ذات کو جس کی رحمت جنت میں ہے۔ پاکی ہے اُس ذات کو جس کا قبر میں حکم جاری ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس کی پیدا کی ہوئی روح ہوا میں ہے۔ پاکی ہے اُس ذات کو جس نے آسمان بلند بنایا۔ پاکی ہے اُس ذات کو جس نے زمین کو بنایا۔ نہیں ہے پناہ اور نہ نجات لیکن اسی کی طرف رجوع کرنے سے۔)

۵۔ اگر کوئی محرم باہر باہر عرفات پہنچ جائے (یعنی مکہ اور منیٰ ہوتا ہوا نہ جائے) اور عرفات پر وقوف کرے تو طواف قدوم اسکے ذمہ نہیں رہیگا۔ ہدایہ

ا۔ ایسے شخص کے ذمہ طواف قدوم نہیں رہیگا کیونکہ اسنے ایک خاص ڈھب سے افعال حج کی ترتیب شروع کری تو اب یہاں ہی سے باقی امکان ترتیب دار ادا کرتا ہے کسی اور ترتیب سے ادا کرنے خلاف سنت ہو جاینگے اب جو طواف قدوم جو اس سے رہ گیا اسکی جزا کچھ نہ دینی ہوگی۔ کیونکہ طواف قدوم سنت ہے اور سنت کے ترک کرنے سے کچھ جزا نہیں دینی پڑتی۔ ہدایہ

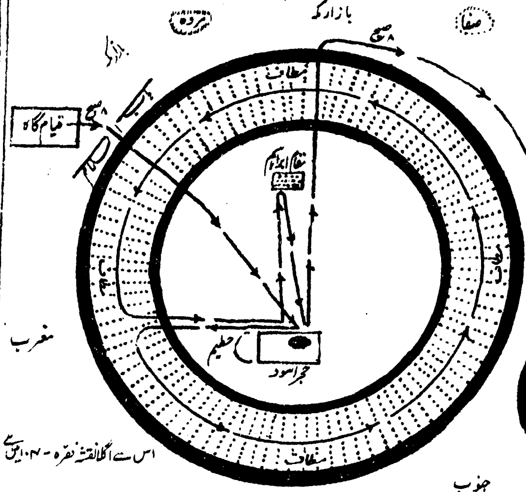
۶۔ اگر کوئی قارن باہر باہر عرفات پہنچ جائے (یعنی مکہ و منیٰ ہوتا ہوا نہ جائے) اور عرفات پر وقوف کرے تو لازم آئیگا کہ عمرہ اس نے ترک کیا۔ ہدایہ

وجہ یہ کہ اگر وہ بعد وقوف عرفات کے عمرہ کرے تو اسنے افعال عمرہ کو افعال حج پر بنا کیا جو خلاف شرع ہے ہدایہ (دیکھو فقرہ ۲۴۱ مسئلا)

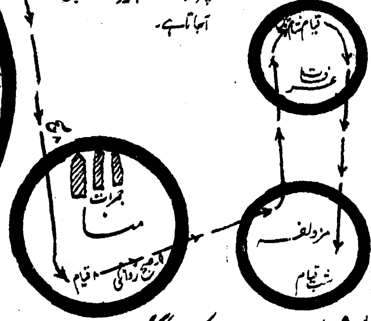
ا۔ اس قارن کے ذمہ دم قران نہیں رہیگا (فقرہ ۹۸۰) اور اس عمرہ کی قضا اس کو دینی چاہئے کیونکہ اس نے عمرہ شروع کر کے ترک کیا۔ تو یہ مثل محصر کے ہوا (فقرہ ۱۰۵۰) ہدایہ

۱- نقشہ ترتیب ادائیگی حج (نقشہ سوم)

(۸، ۹- ذی الحجہ کی کارروائی)



حاجی اپنی قیام گاہ سے ۸- تاریخ صبح باہر نکلکر باب السلام سے مسجد حرام میں داخل ہوتا ہے اور طواف قدوم کر کے صبح ہی کے وقت منیٰ پہنچ جاتا ہے۔ اس روز اور رات کو بھی وہاں قیام رہتا ہے پھر ۹ کی صبح کو مزدلفہ کی راہ سے عرفات پہنچکر شام تک وہاں رہتا ہے پھر شب کو روانہ ہوکر مزدلفہ واپس آجاتا ہے۔



۲- عرفات میں کس جگہ اترنا چاہئے

۱- عرفات میں جہاں جی چاہے اترے لیکن پہاڑ کے قریب مسجد نمرہ کے پاس (یعنی وقوف کے حدود سے باہر) اترنا افضل ہے۔ فتاویٰ

(۱- اکثر لوگ وقوف کے حدود کے اندر اترتے ہیں۔ کچھ مضائقہ نہیں لیکن یاد رہے کہ موقف کے حدود میں اترنے والوں کو چاہئے کہ قبل زوال آفتاب حدود کے اندر سے باہر چلے آئیں تاکہ انکا وقوف جمع بین الصلوٰتین سے پہلے نہ شروع ہو جائے۔)

۲- امام کو چاہئے کہ عرفات پر اور لوگوں کے ساتھ ٹھہرے علیحدہ نہ ٹھہرے جیسا کہ امام محمدؒ نے مبسوط میں لکھا ہے۔
وجہ یہ ہے کہ اکیلا قیام کرنا تکبیر پر دلالت کرتا ہے۔ اور وہاں معاملہ تضرع کا ہے۔ اور نیز اجابت دعا کی امید جماعت کے ساتھ زیادہ ہے نہ تنہا لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام محمدؒ کی مراد علیحدہ نہ ٹھہرنے سے یہ ہے کہ جس جگہ لوگ عام طور پر ٹھہرتے ہیں وہاں ٹھہرے۔ گذرگاہ پر نہ ٹھہرے کہ آمد و رفت والوں کو تکلیف ہو۔ ہدایہ

۳- مسجد نمرہ میں خطبہ سننا اور نماز ظہر اور عصر ملا کر پڑھنا

۱- زوال سے پہلے وقوف کی تیاری کی غرض سے غسل کرے کہ سنت ہے ورنہ وضو ہی کرلے وہ بھی جائز ہے۔ ہدایہ
(سو وضو بھی درست ہے جیسا جمعہ میں اور احرام کے وقت اور عیدین میں کیا جاتا ہے۔ ہدایہ)

۲- مسجد نمرہ میں جسکو مسجد ابراہیم کہتے ہیں زوال کے وقت جابیٹھے کہ امام خطبہ پڑھے تو سنے

۳- جب سورج کو زوال ہو تو امام منبر پر آئے اور بیٹھ جائے اور اسوقت موذن اذان دے جیسا کہ جمعہ میں ہوتا ہے۔ محیط سرخسی۔ ہدایہ۔ (یہی اصح ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے۔) ہدایہ۔

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی اونٹنی پر کھڑے ہوتے تھے تب مؤذن آپ کے روبرو اذان دیتا تھا۔

ب۔ امام ابو یوسف کے نزدیک مؤذن اسوقت اذان دے جب کہ امام ابھی منبر پر نہ گیا ہو۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ بعد خطبہ کے اذان دے۔ ہدایہ

۴۔ اذان کے بعد امام کو چاہئے کہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے اس طرح پر کہ بیچ میں ذرا بیٹھ جائے کہ اس کے دو حصہ ہو جائیں جیسا جمعہ کے خطبہ میں ہوتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔ ہدایہ۔

ا۔ امام مالک کے نزدیک پہلے نماز پڑھی جائے اور بعد میں خطبہ کیونکہ یہ خطبہ وعظ و نصیحت کے واسطے ہوتا ہے لہٰذا عید کے خطبہ کی طرح نماز کے بعد ہونا چاہئے۔ علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ اول تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ پہلے پڑھا ہے۔ دوم یہ خطبہ مناسک حج کی تعلیم کے واسطے ہوتا ہے اور چونکہ ظہر اور عصر کا جمع کرنا مناسک حج سے ہے تو چاہئے کہ خطبہ پہلے پڑھے کہ اس نماز کے متعلق بھی احکام بتائے جاویں۔ ہدایہ۔

ب۔ اگر بیٹھ کر خطبہ پڑھے تب بھی جائز ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ فتاوی عالمگیری۔

ج۔ ۷ تاریخ اور ۱۱ تاریخ کے خطبے میں جلسہ نہیں ہے یعنے خطبہ کے بیچ میں بیٹھ کر دو حصہ نہیں کئے جاتے۔ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۲۶)

۵۔ اس خطبہ میں لوگوں کو وقوف عرفات۔ وقوف مزدلفہ۔ عرفات سے مزدلفہ جانا۔ رمی جمار۔ قربانی۔ حلق۔ طواف زیارت اور قربانی سے دوسرے دن تک کے احکام سنائے۔ غایۃ السروجی۔ شرح ہدایہ

۶۔ اگر خطبہ نہ پڑھا تب بھی مضائقہ نہیں۔ یا زوال سے پہلے پڑھ لیا تب بھی مضائقہ نہیں لیکن اچھا نہیں۔ فتاوی عالمگیری

دلیل۔ یہ خطبہ فرض نہیں ہے۔ اگر نہ پڑھا تو مضائقہ نہیں۔ ہدایہ

۷۔ جب امام خطبہ سے فارغ ہو تو مؤذن اقامت کہے اور ظہر اور عصر کی نماز ملا کر ظہر کے وقت میں پڑھائے اس طرح کہ ظہر کے چار فرض کے بعد مؤذن دوسری اقامت کہے اور عصر کی نماز پڑھی جائے۔ ہدایہ۔ فتاوی عالمگیری

ا۔ گویا ایک اذان اور دو اقامت سے یہ دونوں نمازیں جمع کی گئیں۔ م

۸۔ ان دونوں نمازوں میں فاصلہ نہ دینا چاہئے ورنہ عصر کی نماز کے واسطے دوبارہ اذان دینی ہوگی۔ ہدایہ

مطلب۔ یہ ہے کہ اگر دونوں نمازوں کے درمیان نماز نفل پڑھے یا اور کوئی کام کرے تو اذان اول اور نماز عصر کے درمیان فاصلہ ہو جائیگا اور اس طرح اذان عصر کی نماز سے قریب نہیں رہیگی۔ لہٰذا دوسری اذان عصر کی نماز کے واسطے دینی ہوگی۔ ہدایہ۔ فتاوی عالمگیری

ا۔ ان دونوں نمازوں کے بیچ میں نفل بھی پڑھنے مکروہ ہیں۔ ہدایہ

ب۔ کافی میں لکھا ہے کہ دونوں نمازوں میں صرف اسقدر فاصلہ دے سکتے ہیں کہ صرف ظہر کی سنتیں پڑھ لے مگر اور کوئی نفل نہ پڑھے ورنہ عصر کے واسطے دوسری اذان کی ضرورت ہوگی۔ اگر دونوں نمازوں میں فاصلہ کر لیا تو بکراہت جائز ہے بنابر ظاہر روایت بخلاف ایک روایت کے امام محمد صاحب سے۔ ہدایہ

۹۔ دونوں نمازوں کو جمع کرنا سنت ہے۔ کفایہ۔

ا۔ حدیث جابر میں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر کی نماز ایک اذان اور دو اقامت سے ظہر کے وقت میں ادا کی۔

ب۔ ان دو نمازوں کو جمع کرنا جمع بین الصلوتین یا جمع تقدیم کہلاتا ہے

۱۰۔ دونوں نمازوں کو جمع کرنے کی دو شرطیں ہیں امام۔ احرام۔ نزد امام اعظم (یعنی نماز جماعت سے پڑھی جائے اور احرام بندھا ہوا ہو) اور صاحبین کے نزدیک صرف احرام ضروری ہے۔ امام ضروری نہیں۔ لیکن امام زفر کے نزدیک امام احرام صرف عصر کے وقت ضروری ہے۔ ہدایہ عینی شرح کنز

۱۲

تشریح - دونوں نمازوں کو جمع کرنیکے واسطے اور شرائط بھی ہیں وہ یہ ہیں ظہر کا وقت ہو، عرفہ کا دن ہو، عرفات کا موقع ہو امام سب سے بڑا سردار یا اس کا نائب ہو جب یہ دو نمازیں جمع کر کے پڑھے - کفایہ و جوہرۃ النیرہ و دیکھو سرخسی

دلیل - (امام اعظم) عصر کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھنا خلاف قیاس ہے اور اس کا جائز ہونا صرف اسی صورت میں رکھا گیا ہے جب کہ ظہر کی نماز حالت احرام میں جماعت کے ساتھ پڑھی جائے اور اسکے بعد عصر کی نماز ظہر کے وقت میں ہو۔ امام زفر کے نزدیک جمع کی ضرورت صرف عصر کی نماز اسکے وقت سے پہلے ہوگی لہٰذا صرف عصر ہی میں یہ شرط ہونی چاہیئے کہ امام و احرام ہو ظہر میں کیا ضرورت ہے - ہدایہ

خلاصہ - یہ ہے -

- امام اعظم کے نزدیک - امام + احرام - جمع بین الظہر والعصر کیواسطے دو نمازوں میں ضروری ہے
- " زفر " - امام + احرام - " " " صرف نماز عصر میں " کفایہ
- صاحبین " - احرام - " " " ہر دو نماز میں "

نتیجہ - یہ نکلا کہ منفرد (یعنی وہ شخص جو اکیلا نماز پڑھے) اور جماعت اور بے جماعت نماز پڑھنے والا (یعنی وہ شخص جس کی ظہر کی جماعت فوت ہو جائے اور نماز عصر میں شامل ہو) اور بے احرام و با احرام نماز پڑھنے والا (یعنی وہ شخص جو نماز ظہر بغیر احرام کے پڑھے اور عصر کی نماز میں اسکے احرام بندھا ہوا ہو) حسب ذیل احکام کا پابند ہوگا -

(۱) منفرد

ا - ظہر کی نماز ظہر کے وقت اور عصر کی نماز عصر کے وقت پڑھے (نزد امام اعظم)

ب - ظہر کی نماز اور عصر کی نماز ملا کر پڑھے (حسب قاعدہ ظہر کے وقت میں) - نزد صاحبین

دلیل - (صاحبین) یہ دو نمازوں کا جمع کرنا ضرورت کی وجہ سے ہے تاکہ وقوف عرفات کے واسطے وقت بچے اور وقوف دیر تک ہو لہٰذا منفرد کو بھی ایسا کرنیکی ضرورت ہے۔ (امام اعظم) بروئے کلام مجید نماز کا وقت پر پڑھنا فرض ہے اور بے وقت کرنا درست نہیں مگر صرف اس صورت میں جب کہ شرع اجازت دے اور یہ اجازت صرف ایسی صورت میں ہے جبکہ دو نمازوں کو جمع کرے امام اعظم کے پیچھے حالت احرام میں اور نماز عصر کا وقت سے پہلے پڑھنا اور ظہر ہی کے وقت میں پڑھنا جماعت کو ہاتھ سے نہ جانے دینے کی وجہ سے ہے کیونکہ جب ایک دفعہ آدمی موقف سے متفرق ہو جا ئینگے پھر ان کا جماعت کے واسطے جمع کرنا مشکل ہے اور یہ وجہ نہیں ہے کہ وقوف کے واسطے وقت بچایا ہے جیسا کہ صاحبین لکھتے ہیں کہ وقوف دیر تک ہو - کیونکہ اگر موقف میں نماز پڑھی جائے تو نماز وقوف کے مانع تو نہیں ہو سکتی مگر لوگوں کا وہاں جمع ہونا ہی ہے جو بڑی مشکل بات ہے - ہدایہ

(۲) جماعت بے جماعت + (۳) بے احرام و با احرام

ا - دونوں نمازیں جمع کرے (نزد امام زفر) ہدایہ

ب - دونوں نمازوں کو جمع نہ کرے (نزد امام اعظم) ہدایہ

دلیل - (زفر) چونکہ نماز عصر اس شخص نے وقت سے پہلے پڑھی جو جمع بین الصلوٰتین کی شرط ہے اور امام و احرام بھی پایا گیا لہٰذا نماز درست ہے (امام اعظم) بیک روایت - نماز عصر وقت سے پہلے پڑھی گئی خلاف قیاس ہے لیکن جائز ہے تو صرف اسی صورت میں جب کہ ظہر کا وقت ہو اور عصر کی نماز ظہر کے بعد پڑھی جائے جماعت سے ہو حالت احرام میں ہو حج کا موقع ہو لیکن بروایت دیگر احرام حج کا زوال سے پہلے بندھا ہوا ہو تاکہ احرام جمع بین الصلوٰتین کے وقت سے پہلے پایا جائے - ایک اور روایت میں آیا ہے کہ احرام نمازوں سے پہلے بندھا ہوا ہو چاہے زوال کے بعد ہو - ہدایہ

مسائل منثورہ - (۱) اگر کسی نے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی لیکن امام اعظم یا اس کا نائب نہ تھا اور عصر کی نماز پڑھے امام کے ساتھ تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ نماز درست نہیں - بدائع (۲) اگر امام اکبر چلے تو اسکا نائب جماعت کرائے اگر نائب نہ ہو تو ہر نماز کو علیحدہ اسکے وقتوں میں پڑھنا چاہیئے - عالمگیری - (۳) اگر کسی شخص نے نماز ظہر اپنے اسباب کے پاس علیحدہ پڑھ لی تو چاہیئے کہ عصر کی نماز بھی عصر کے وقت علیحدہ پڑھے - ہدایہ زاد میں لکھا ہے کہ یہی قول صحیح ہے (۴) اگر کسی شخص کی دونوں یا ایک نماز جماعت سے جاتی رہے تو دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر پڑھے شرح طحاوی

۱ اگر کسی نے ظہر زوال سے پہلے پڑھ لی اس خیال پر کہ سورج ڈھل گیا ہے اور اس کے بعد عصر پڑھ لی تو استحساناً یہ حکم ہے کہ خطبہ اور دونوں نمازوں کو دوبارہ پڑھے۔ محیط سرخسی

۷۴ - وقوف عرفات کا وقت

۱ - عرفہ کے دن زوال آفتاب کے وقت سے عید کے روز صبح ہونے سے پہلے تک ہے (نزد امام اعظم) - ہدایہ - شرح طحاوی

۲ " " صبح آفتاب نکلنے کے وقت سے " " " " " " " (نزد امام مالک) - ہدایہ

ا - اگر کوئی اس وقت میں ایک لمحہ بھی وقوف کرے اس کا حج صحیح ہے (ایک لمحہ وقوف کے متعلق دیکھو نقرہ - ۶۷ مسئلہ ۹)

ب - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْحَجُّ عَرَفَۃٌ فَمَنْ وَقَفَ سَاعَۃً مِّنْ لَیْلٍ اَوْ نَھَارٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّہٗ (جو کوئی رات یا دن میں ذرا بھی عرفات میں ٹھیرا اس کا حج پورا ہوا)

ج - اگر کوئی شخص زوال کے وقت کے بعد تھوڑی دیر بھی وقوف کر کے اسی وقت مزدلفہ چلا جائے تو اتنا وقوف علماء حنفیہ کے نزدیک جائز ہے لیکن امام مالک کہتے ہیں کہ یہ وقوف کافی نہیں۔ بلکہ کچھ حصہ دن کا ہو اور کچھ رات کا

د - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے روز زوال کے بعد وقوف کیا ہے۔ ہدایہ

ہ - روایت کیا دارقطنی نے کہ جو شخص وقوف کرے عرفات میں رات کو تو اس نے پایا حج کو اور جس کا فوت ہوا وقوف عرفات تو اس کا حج فوت ہوا اور اس کو چاہیے کہ ایک عمرہ کر کے احرام کھولے اور اس حج کی سال آئندہ میں قضا دے۔

س - اگر کوئی شخص وقت کے اندر عرفات نہ پہنچا تو اس کا حج فوت ہو گیا۔ فتاویٰ عالمگیری

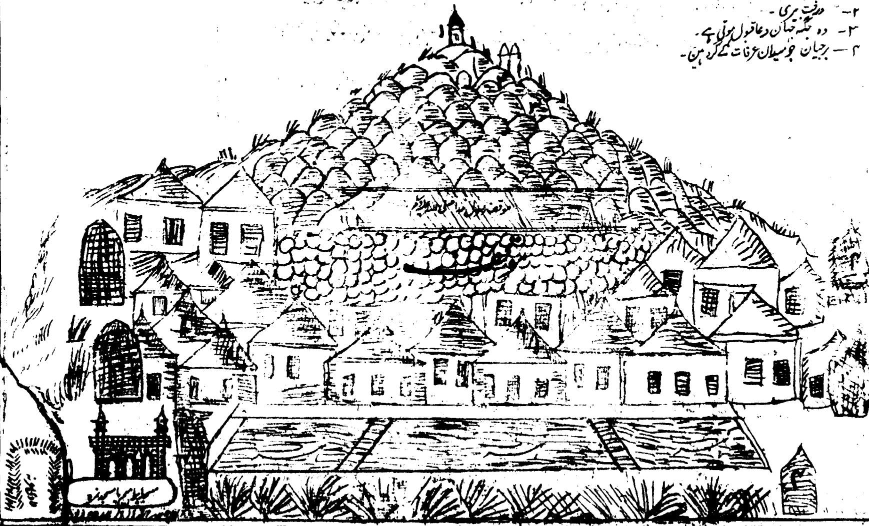
۷۵ - عرفات حج کے موقع پر

۱ - جبل رحمت۔

۲ - درخت بیری۔

۳ - وہ جگہ جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔

۴ - برجیاں جو میدان عرفات کے گرد ہیں۔



۷۶ - وقوف عرفات

۱- ظہراور عصر پڑھانیکے بعد امام کو چاہئے کہ مع تمام مجمع کے موقف کی طرف روانہ ہو ۔ ہدایہ

ا- جمع بین الصلوٰتین کے بعد وقوف کے واسطے جانے میں دیر کرنی مکروہ ہے ۔

ب- وقوف کے واسطے نیت شرط نہیں ہے ۔ عالمگیری۔ مگر وقوف کی نیت دل میں کرے تو بہتر ہے ۔

۲- تمام عرفات موقف ہے سوائے وادی عرنہ کے ۔ کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عرفات کلہا موقف وارتفعوا عن بطن عرنہ ۔ ومزدلفۃ کلہا موقف وارتفعوا عن وادی محسر[۹۱] (عرفات کل موقف ہے سوائے وادی عرنہ کے اور مزدلفہ کل موقف ہے سوائے وادی محسر کے) ہدایہ ۔ کنز

تشریح ۔ اگرچہ عرفات میں جس جگہ چاہے وقوف کرے مگر وقوف کے واسطے ایک خاص ریتلا میدان مقرر ہے جسکے گرد اگرد مینار لگے ہوئے ہیں ۔ دیکھو نقشہ عرفات

۳- جبل رحمت کے پاس بڑے بڑے سیاہ پتھروں کے قریب وقوف کرنا بہتر ہے کہ وہ موقف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔ اور اسکو موقف اعظم کہتے ہیں ۔ ہدایہ ۔ بحرالرائق ۔ عینی شرح کنز

ا- اگر وہاں جگہ نہ ملے تو اسکے قریب وقوف کرے ۔ مگر جبل رحمت کے اوپر چڑھ کر وقوف کرنا اور اس کو افضل سمجھنا کچھ اصل نہیں رکھتا ۔

ب- الال (بروزن ہلال) موقف اعظم کو کہتے ہیں ۔ اور اس کے گرد احاطہ بطور مسجد بنا ہوا ہے ۔

۴- وقوف کے موقع پر کھڑا رہنا نہ سنت ہے نہ واجب ۔ یہانتک کہ اگر وقوف کے وقت بیٹھا رہے تو جائز ہے ۔ عالمگیری ۔

ا- وقوف کے وقت بیٹھنا اور لیٹنا بھی درست ہے ۔ اور موقف میں جس جگہ جی چاہے کھڑا ہو یا بیٹھے یا لیٹے ۔

۵- موقف میں تلبیہ برابر کہتا رہے ۔ لیکن امام مالک کے نزدیک وقوف شروع ہوتے ہی تلبیہ موقوف کرے ۔ ہدایہ ۔ کافی ۔

دلیل ۔ (امام مالک) تلبیہ کے معنے اجابت کے ہیں (یعنی خدمت کے واسطے حاضری) تو زبان سے اجابت اسوقت تک ہوتی ہے ۔ جبتک عملی طور پر نہ کیجائے جب ارکان میں کوئی شخص مشغول ہو جائے تو زبانی اجابت کی حاجت نہیں ۔ (امام اعظم) اول تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جبتک تلبیہ کہتے تھے جبکہ جمرہ عقبہ کی رمی کے واسطے گئے تھے ۔ دوسری یہ بات کہ تلبیہ حج میں ایسی ہے جیسے تکبیر نماز میں (دیکھو فقرہ - ۴۷) لہذا آخر احرام تک تلبیہ کہنی چاہئے ۔ ہدایہ

ا- صحاح ستہ میں فضل بن عباس سے مروی ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہا کرتے تھے یہانتک کہ رمی کرتے جمرہ عقبہ کی ۔ ابن ماجہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب آپ رمی کر چکے تھے جمرہ عقبہ کی تب لبیک موقوف کرتے تھے ۔

۶- امام کو چاہئے کہ جبل رحمت کے قریب قبلہ کی طرف منہ کرکے اونٹ پر کھڑا ہو اور دعا مانگے خوب کوشش اور عجز اور زاری سے ۔ لوگوں کو چاہئے کہ منہ قبلہ کی طرف کرکے قریب امام کے کھڑے ہوں اور اُسکے کلام کو سنیں شرح وقایہ

ا- پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے ۔ لہذا سواری پر وقوف افضل ہے ۔ ہدایہ یہی حدیث جابر میں ہے ۔

ب- امام کے قریب وقوف کرنا افضل ہے اور سب سے بہتر موقع امام کے پیچھے ہے ۔ ثم الیمین ثم الیسار ثم التجاہ اور نیچے وقوف کرنا مکروہ ہے ۔ عالمگیری

ج- لوگوں کو امام کے قریب اس وجہ سے کھڑا ہونا چاہئے کہ امام جو دعا پڑھے اور مناسک حج بیان کرے تو لوگ سن لیں ۔ ہدایہ

د- حدیث میں آیا ہے کہ خیر المواقف ما استقبل بہ القبلۃ (بہتر موقف وہ ہیں کہ ان میں منہ قبلہ کی طرف کیا جائے) اور آپ قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوئے تھے ۔ ہدایہ ۔ یہ حدیث بروایت ابن عمر اسطرح ہے خیر المجالس ما استقبل بہ القبلۃ (بہتر مجلس وہ ہے کہ ان میں منہ قبلہ

---

[۹۱] روایت کیا اسکو طبرانی نے اور حاکم نے اور ابن ماجہ نے

کی طرف کیا جائے) اور ایک جگہ یہ بھی آیا ہے کہ اَکْرَمُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةَ۔

۲- روایت کی بیہقی نے ابن عباس سے کہ دیکھا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو یَدْعُو بِعَرَفَةَ يَدَاهُ اِلٰى صَدْرِهٖ كَاِسْتِطْعَامِ الْمِسْكِيْنِ (دعا مانگتے تھے عرفہ میں اور دونوں ہاتھ آپکے سینہ تک تھے جیسے کھانا مانگنے والا مسکین کھانا مانگتا ہے) لہٰذا دعا بڑی عاجزی سے مانگے دعا کے وقت ہاتھ کشادہ کرکے اٹھائے اور قبلہ کی طرف رخ کرے جیسے کہ کسی کو پکارنے والا اس کی طرف ہاتھ اور منہ سے متوجہ ہوتا ہے۔ اپنے واسطے اور اپنے ماں باپ اور سب مسلمان مرد و عورتوں کے واسطے بہت استغفار پڑھے۔ فتاوی عالمگیری۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقوف میں بڑی کوشش سے اپنی امت کے واسطے دعا مانگی تھی اور قبول ہوئی تھی۔ دعا آپ کی۔ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے۔ مسنون یہ ہے کہ دعا ہلکی آواز سے مانگے۔ جوہرۃ النیرہ۔

۳- توبہ اور استغفار پڑھے اور اپنے گناہوں پر خوب روئے اگر رونا نہ آئے تو اپنی سنگدلی پر افسوس کرے۔

۷- وقوف کے موقع پر پڑھنے کے واسطے علماء حنفیہ کے نزدیک کوئی خاص دعا مقرر نہیں ہے۔ جو دعا چاہے مانگے۔ فتاوی عالمگیری

۱- جو دعا وقوف کے موقع پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ وہ فقرہ ۷۷ میں لکھی گئی ہے۔

۸- جو شخص عرفات پر ایسی حالت میں گذرا کہ وہ سوتا تھا یا بیہوش تھا اور اس کی طرف سے اس کے ساتھی نے احرام باندھا اور لبیک کہی تو اس کا حج صحیح ہے۔ شرح وقایہ

۱- اگر کوئی شخص عرفات پر ہو کر گذرا یا سوتا ہوا گذرا یا بیہوش تھا۔ اور اس کی طرف سے اسکے ساتھی نے یا کسی غیر رفیق نے احرام حج کا باندھا۔ اور گذرنے والے کو یہ بھی نہ معلوم تھا کہ یہ عرفات ہے تب بھی اسکا حج صحیح ہے۔ کیونکہ وقوف عرفات کی شرط کینونت یعنی عرفات میں موجود ہونا ہے۔ اگرچہ نیت نہ کی ہو۔ درمختار

۹- اگر کوئی شخص (جسکو حج کا احرام بندھا ہوا ہو نہ عمرہ کا) وقوف کے وقت کے اندر موقف میں ایک لمحہ بھی موجود ہو۔ یا موقف سے گذرتا چلا جائے۔ سوتا ہو یا جاگتا۔ ننگا ہو یا ڈھکا ہوا۔ بے وضو ہو یا جنب۔ حائض ہو یا نفسا۔ جانتا ہو کہ میدان عرفات ہے یا نہ جانتا ہو۔ نیت حج کی کی ہو یا نہ کی ہو۔ مست ہو یا ہوشیار۔ مجنوں ہو یا غافل۔ وقوف شب کو کرے یا دن کو۔ دونوں نمازیں جمع کی ہوں یا نہ کی ہوں۔ اُس کا حج ہو گیا اور فاسد نہیں ہے۔ شرح طحاوی۔ عالمگیری

دلیل۔ یہ ہے کہ حج کا رکن عرفات میں وقوف کرنا ہے وہ ہر طرح ادا ہو جاتا ہے اور سونا یا بیہوش رہنا وقوف کے فعل کے خلاف نہیں ہے یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کھانے پینے سے باز رہنا روزہ کا رکن ہے اور سو جانے یا بیہوش ہو جانے سے رکن کے خلاف کوئی فعل واقع نہیں ہوتا ان حالات میں ایسی چیز ہے کہ وہ حالت بیہوشی میں نہیں ہو سکتی۔ اب رہا امر کہ وہ شخص یہ بھی نہ جانے کہ یہ جگہ عرفات ہے۔ اسکا تعلق نیت سے ہے۔ اور نیت ہر رکن کی علیحدہ ضروری نہیں۔ کل حج کی نیت پہلے ہی کی جا چکی ہے۔ اُس میں وقوف عرفات کی نیت بھی شامل ہے۔ ہدایہ

۱- یہ خصوصیت وقوف عرفات اور مزدلفہ ہی کے واسطے ہے کہ بغیر نیت کے وقوف صحیح ہے ورنہ اگر طواف بغیر نیت کرے مثلاً کوئی شخص دشمن کے خوف سے بھاگتا پھرے اور وہ اس کو پکڑتا پھرے۔ یا قرضخواہ قرضدار کے پیچھے پیچھے مطاف پر بھاگتا پھرے تو طواف صحیح نہیں ہوگا۔ چنانچہ فتاوی قاضیخاں میں اس کا ذکر

اذکار وادعیہ مخصوصہ وقوف کے موقع پر

۱- طبرانی وبیہقی وابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں حضرت علی وابن عباس وجابر رضی اللہ عنہم سے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ - وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ - وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ - لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ - لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ -
اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اللہ ہی کے واسطے ہے حمد اللہ بڑا ہے اللہ ہی کیواسطے ہے حمد نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ اکیلا نہیں ہے کوئی ساتھی اسکا سب ملک اسیکا ہے اور اسکے واسطے حمد ہے

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى - وَنَقِّنِيْ - وَاعْصِمْنِيْ بِالتَّقْوٰى - وَاغْفِرْ لِيْ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا - وَذَنْبًا مَّغْفُوْرًا -
اے اللہ دکھا مجھکو راستہ اور پاک کر مجھکو اور کر مجھکو مضبوط پکڑنیوالا تقوے کا اور بخش مجھکو دنیا اور عقبیٰ میں ۔ اے اللہ کر اس میرے حج کو مقبول اور گناہ میرے کو بخشا ہوا

اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ - وَاِلَيْكَ مَاٰبِيْ - اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ - وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ - وَشَتَاتِ الْاَمْرِ -
اے اللہ واسطے تیرے ہے میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگی اور موت اور میری واپسی تیری ہی طرف ہے اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے قبر کے عذاب سے اور دل کی شکوک سے اور میرے حالات کی پریشانی سے

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا بِالْهُدٰى - وَزَيِّنَّا بِالتَّقْوٰى - وَاغْفِرْ لَنَا فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى - اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِزْقًا حَلَالًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا - اَللّٰهُمَّ اَمَرْتَنِيْ
اے اللہ راہ دکھا ہم کو ساتھ ہدایت کے اور ہم کو پرہیزگاری سے آراستہ کر اور بخش ہمکو دنیا اور آخرت میں اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں رزق حلال اور پاک اور متبرک اے اللہ تونے مجھکو حکم دیا ہے

بِالدُّعَاءِ وَقَضَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ بِالْاِجَابَةِ - وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ وَعْدَكَ - اَللّٰهُمَّ مَا اَحْبَبْتَ مِنْ خَيْرٍ فَحَبِّبْهُ اِلَيْنَا وَيَسِّرْهُ لَنَا - وَمَا كَرِهْتَ مِنْ شَيْءٍ فَكَرِّهْهُ
دعا مانگنے کا اور قبول کرنا تیرا کام ہے اور تو خلاف نہیں کرتا اپنے وعدے کو اے اللہ جسکو تو دوست رکھتا ہے بھلائی سے پس محبوب کر اسکو واسطے ہمارے اور میسر کر اسکو واسطے ہمارے اور جسکو تو برا جانتا ہے برائی سے پس مکروہ کر اسکو

اِلَيْنَا وَجَنِّبْنَاهُ وَلَا تَنْزِعْ مِنَّا الْاِسْلَامَ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا - لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
ہمارے واسطے اور دور رکھ ہمکو اس سے اور نہ چھین ہم سے اسلام بعد اسکے کہ تونے اسکی ہدایت کی ہمکو نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ اکیلا نہیں ہے اسکا کوئی شریک سب ملک اسی کا ہے اور اسی کے واسطے حمد ہے۔ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ کل

شَيْءٍ قَدِيْرٌ - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ صَدْرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا - اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ
چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ پیدا کر سینہ میں میرے نور - اور میرے کان میں نور - اور میری آنکھ میں نور - اور میرے دل میں نور - اے اللہ فراخ کر میرا سینہ - اور آسان کر میری مشکلات

وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَتَشَتُّتِ الْاَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ - اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَ
اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے شکوک باطنی سے - اور حالات کی پریشانی سے اور قبر کے عذاب سے - اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے پناہ اس چیز کی برائی سے جو داخل ہوتی ہے رات میں اور اس چیز کی برائی سے جو داخل ہوتی ہے دن میں

شَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ - رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ - اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا
اور برائی اس چیز سے جو اڑاتی ہیں ہوائیں - اور برائی حوادث زمانہ سے - اے رب دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی - اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے - اے اللہ مانگتا ہوں تجھ سے وہ بھلائی جو

سَئَلَكَ بِهٖ نَبِيُّكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ بِهٖ نَبِيُّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ
جو مانگی ہے تجھ سے تیرے نبی نے۔ اور پناہ مانگتا ہوں اس برائی سے کہ پناہ مانگی تھی اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے - اے رب ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور اگر تو نہ بخشے اور رحم نہ کرے ہم پر تو ہم

مِنَ الْخَاسِرِيْنَ - رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ - رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ
خسارہ میں رہیں گے - اے رب کر مجھکو ٹھیک پڑھنے والا نماز کا اور میری اولاد کو بھی - اے رب ہمارے قبول کر دعا ہماری - اے رب بخش مجھکو اور ماں باپ میرے کو اور سب مسلمانوں کو جس دن کہ قائم ہو حساب یعنی قیامت کو۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا - رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا
اے رب رحم کر ان دونوں پر یعنی والدین پر جیسا کہ پالا ان دونوں نے مجھکو بچپن میں - اے رب ہمارے بخش ہمکو اور بھائیوں ہمارے کو جو ہم سے پہلے گذر گئے ساتھ ایمان کے - اور نہ ٹھیرا ہمارے دلوں میں کینہ ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے ہیں - اے رب ہمارے

اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ - رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ - وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
تحقیق تو بیشک تو مہربان رحم کرنیوالا ہے - اے رب ہمارے تو سننے والا جاننے والا ہے - اور توفیق توبہ کی دے ہمکو بیشک تو توبہ کی توفیق دینے والا مہربان ہے - نہ مجھ میں قوت ہے گناہ سے بچنے کی اور نہ طاقت عبادت پر مگر ساتھ مدد اللہ بزرگ برتر کے

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ وَتَرٰى مَكَانِيْ وَتَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِيْ وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ
اے اللہ تحقیق تو جانتا ہے اور میرے اسجگہ قیام کو جانتا ہے - اور سنتا ہے کلام میرا - اور میری باطنی حالت جانتا ہے اور میری ظاہر حالت جانتا ہے اور نہیں پوشیدہ تجھ سے میرا کوئی کام - اور میں بہت محتاج فقیر فریاد کرنے والا

الْمُسْتَجِيرِ الْوَجِلِ الْمُشْفِقِ الْمُقِرِّ الْمُعْتَرِفِ بِذَنْبِهِ أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِينِ وَأَبْتَهِلُ إِلَيْكَ إِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيلِ وَأَدْعُوكَ

خوف کرنیوالا ڈرنے والا اقرار کرنے والا۔ معترف اپنے گناہوں کا ہوں۔ مانگتا ہوں میں تجھ سے مثل فقیر کے۔ اور آہ وزاری کرتا ہوں طرف تیرے مثل گنہگار ذلیل کے۔ اور دعا مانگتا ہوں تجھ سے

دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيرِ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهُ وَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَنَحِلَ لَكَ جَسَدُهُ وَرَغِمَ لَكَ أَنْفُهُ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِكَ شَقِيًّا

مثل دعا خوف کرنیوالے اندھے کے جسکی جھکی ہو گردن تیرے واسطے اور دونوں آنکھیں آنسو بہاتی ہوں اور اسکا بدن تیری یاد میں خشک ہوگیا ہو اور اسکی ناک تیرے واسطے مٹی میں ملی ہو اے اللہ نہ کر مجھکو تیرے روبرو دعا مانگنے سے بدنصیب اور ہوں

وَكُنْ لِي رَؤُوفًا رَحِيمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُولِينَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِينَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ آمِين ❖ يَا مَنْ لَا يَشْغَلُهُ شَأْنٌ[1]

اور ہو تو میرے واسطے مہربان رحم کرنیوالا۔ اے بہتر سوال کئے گیوں سے۔ اور اے بہتر عطا کرنیوالوں سے۔ اور اے بہتر رحم کرنیوالوں سے۔ اور سب تعریف اللہ کیواسطے ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے آمین۔ اے وہ شخص کہ نہیں روکتی ہے کوئی حالت

عَنْ شَأْنٍ وَلَا سَمْعٌ عَنْ سَمْعٍ وَلَا تَشْتَبِهُ عَلَيْهِ الْأَصْوَاتُ يَا مَنْ لَا يُغَلِّطُهُ كَثْرَةُ الْمَسَائِلِ بِالْحَاجَاتِ وَلَا يَخْتَلِفُ عَلَيْهِ اللُّغَاتُ وَيَا مَنْ لَا يُبْرِمُهُ

دوسری حالت سے۔ اور نہ مانع ہوتا ہے اسکو سننا دوسرے سننے سے۔ اے وہ شخص کہ نہیں مشتبہ ہوتی ہیں اس پر آوازیں۔ اے وہ شخص کہ نہیں مغالطہ میں ڈالتی ہیں اسکو بہت حاجتیں مانگنی۔ اور نہیں غیر معلوم رہتی ہیں اس پر زبانیں۔ اے وہ شخص کہ نہیں تھکاتا ہے اس کو

إِلْحَاحُ الْمُلِحِّينَ فِي الدُّعَاءِ وَلَا تُضْجِرُهُ مَسْئَلَةُ السَّائِلِينَ أَذِقْنَا بَرْدَ عَفْوِكَ وَحَلَاوَةَ مَغْفِرَتِكَ وَلَذَّةَ مُنَاجَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ ❖

اصرار دعا مانگنے والوں کا۔ اور نہیں تنگ کرتا ہے اسکو سوال کرنا سائلوں کا۔ چکھا ہم کو ٹھنڈک اپنی بخشش کی اور اپنی مغفرت کی حلاوت اور لذت مناجات اور رحمت اپنے کی

إِلٰهِي مَنْ مَدَحَ إِلَيْكَ نَفْسَهُ فَإِنِّي لَائِمٌ لِنَفْسِي أَخْرَسَتِ الْمَعَاصِي لِسَانِي فَمَا لِي وَسِيلَةٌ مِنْ عَمَلٍ وَلَا شَفِيعٌ سِوَى الْأَمَلِ[2] ❖❖

اے معبود جس نے معروف کی اپنی تیرے سامنے وہ کیا کرے۔ میں تو اپنے نفس کو ملامت کرتا ہوں اور حال یہ ہے کہ گونگا کر دیا ہے میری زبان کو گناہوں نے پس مجھ کو اپنے عمل پر تو ذرا بھی بھروسہ نہیں اور نہ ان کی شفاعت کی امید ہاں تیرے کرم کی امید باندھے ہوئے ہوں

۲۸۔ بعض امور موقع وقوف پر یاد رکھنے کے قابل

آج تم کو ایسی سعادت اور ایسے موقعہ کی باریابی حاصل ہوئی ہے کہ تم کو لازم ہے کہ خدا تعالیٰ کا شکریہ اس نعمت عظمیٰ کے واسطے ادا کرو اور امور ذیل پر غور کرو۔

یہ وہ موقع ہے جس کے واسطے تم نے اپنے بال بچوں کو چھوڑ کر اتنا دور دراز کا سفر کیا ہے اور یہ وہ موقع ہے کہ تم کو اپنی عمر میں بڑی تمنا کے بعد آج ہاتھ آیا ہے۔

اور پھر ممکن ہے کہ یہ موقعہ ہاتھ نہ آئے۔ افسوس ہے کہ اگر تم ایسے موقع پر کوئی کسر باقی رکھو۔ سید ابوالقاسم نے کیا خوب کہا ہے کہ محروم وہ شخص ہے جو ایسے موقع پر کمی کرے۔

۱۔ یاد رکھو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس موقعہ پر نہایت عاجزی اور فروتنی سے دعا مانگتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک مسکین خدائے عزوجل سے نہایت عاجزی سے رزق طلب کرتا ہے تم کو بھی لازم ہے کہ نہایت فروتنی اور عاجزی سے دعا مانگو۔

۲۔ سعادت کی نشانی یہی ہے کہ آنکھوں میں آنسو لاؤ۔ اور یہ امر قرین اجابت دعا بھی ہے لہذا آہ وزاری سے کام لینا چاہیئے۔

۳۔ ظاہر و باطن کی پاکیزگی کو نگاہ رکھو۔ اکل حلال وصدق مقال کو مدنظر رکھو ❖

۴۔ احباب و اقرباء کے واسطے دعا مانگنے میں بخل نہ کرنا۔ اور مصنف کتاب کو بھی اس موقع پر یاد رکھنا۔

۵۔ اس ہنگامہ کو دیکھ کر میدان حشر کا خیال دل میں لاؤ۔

۶۔ اس تھوڑے سے وقوف کے وقت میں اپنے تئیں اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کیا ہوا خیال کرو گھر بار یا امور دنیوی کا خیال دل میں ذرا نہ لانا ❖ حضوری گر ہمے خواہی از و غائب مشو حافظ ❖ مَتٰى مَا تَلْقَ مَنْ تَهْوٰى دَعِ الدُّنْيَا وَأَهْمِلْهَا

---

[1] یا من سے لذۃ مناجاتک و رحمتک تک جو دعا ہے وہ حضرت خضر علیہ السلام سے منقول ہے

[2] الٰہی من مدح الیک سے سوی الامل تک جو دعا ہے وہ امام غزالی نے احیاء العلوم میں لکھی ہے۔

۷- صاف باطنی سے اس حدیث کو دل مین جگہ دو - اَعْظَمُ النَّاسِ ذَنْبًا مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ فَظَنَّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَغْفِرْ لَهٗ ۱؎

۸- یاد رکھو کہ اس میدان میں اسوقت بڑے بڑے عابد اور پرہیزگار لوگ موجود ہین اور جو حسنات انکو بارگاہ ذوالجلال سے اسوقت عطا ہو رہے ہین کراماً کاتبین انکے لکھنے سے عاجز ہین -

۹- صدق دل سے استغفار پڑہو - اور دلمین عہد کرو کہ آئندہ گناہ نہ کرون گا ⁂

۱۰- قرآن شریف کا کوئی رکوع بھی یاد ہو تو ضرور پڑہو - اور سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص بھی پڑہو -

۱- حافظ قرآن کو چاہیے کہ اسوقت جتنی سورتین پڑھ سکے پڑھے -

۷۹- وقوف عرفات کا اختتام

ہدایہ

۱- غروب آفتاب کے بعد امام کو چاہیئے کہ مجمع کیساتھ میدان عرفات سے کوچ کرے - اور آہستگی اور آرام سے مزدلفہ کیطرف چلے

دلیل- پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم غروب آفتاب کے بعد کوچ کیا کرتے تھے - چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف کیا یہانتک کہ آفتاب ڈوب گیا - اور جب ڈوب چکا تو وہاں سے روانہ ہوئے یہانتک کہ آئے مزدلفہ میں اور پڑہیں لوگوں کے ساتھ دونوں نمازیں مغرب وعشاء - اور جب صبح ہوئی تو آئے قزح پہاڑ پر اور وقوف کیا آپ نے اور اس طرح کوچ کرنے مین اظہار مخالفت کافرین کی ہے - اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر راستہ مین آہستگی اور آرام سے گئے تھے - (ہدایہ)

۱- روایت کیا حاکم نے مستدرک مین مسور بن مخرمہ سے کہ کہا انھون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا اور فرمایا - اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَهْلَ الشِّرْكِ وَالْاَوْثَانِ كَانُوْا يَدْفَعُوْنَ مِنْ هٰذَا الْمَوْضِعِ اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رُؤُسِ الْجِبَالِ كَاَنَّهَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ عَلٰى رُؤُسِهَا وَاِنَّا نَدْفَعُ بَعْدَ اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ ⁂ (یعنی آپ نے فرمایا ہے کہ مشرک اس مقام سے قبل غروب آفتاب کے جاتے ہیں اور ہم بعد غروب آفتاب کے)

۲- اگر کوئی شخص امام سے پہلے میدان عرفات سے چل نکلے لیکن میدان وقوف باہر نہ جائے تو مضائقہ نہین - ہدایہ

۱- اگر عرفات مین امام سے پہلے چل نکلے لیکن میدان عرفات کے اندر ہی رہے تو اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ امام سے پہلے روانہ نہین ہوا - ہدایہ

(ب) بہتر ہے کہ اپنی جگہ سے نہ چلے جبتک امام نہ چلے تاکہ افاضہ (یعنی روانگی بطرف مزدلفہ) پیش از وقت شمار نہ کی جائے - ہدایہ

۳- اگر کوئی شخص غروب آفتاب کے بعد جب امام چل چکے میدان عرفات مین ذرا توقف کرے تو مضائقہ نہین ہدایہ

دلیل- حضرت عائشہؓ نے امام کی روانگی کے بعد پانی مانگا تھا اور روزہ افطار کیا تہا - اس کے بعد روانہ ہوئی تھین - ہدایہ

چنانچہ یہ ابن ابی شیبہ کی روایت میں بھی موجود ہے - ہدایہ

۴- غروب آفتاب کے بعد اگر امام عرفات سے روانہ ہونے مین زیادہ تاخیر کرے تو لوگونکو چاہیئے کہ پہلے چلے جائیں کیونکہ وقت روانگی کا ہوچکا - فتاوی عالمگیری

۱؎ آدمیوں میں سے بڑا گناہگار وہ شخص ہے جو عرفات میں وقوف کرے - اور خیال رکھے کہ اللہ تعالی نے اسکو نہیں بخشا -

۸۰ - وقوف عرفات حج کا رکن اعظم ہے

۱ - وقوف عرفات حج کا رکن اعظم ہے اسکے فوت ہو جانے سے تمام حج فوت ہو جاتا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے

اَلْحَجُّ عَرَفَةُ فَمَنْ وَقَفَ سَاعَةً مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّه - (ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے)

ا - حدیث میں آیا ہے کہ اَعْظَمُ النَّاسِ ذَنْبًا مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ - فَظَنَّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَغْفِرْ لَهٗ (بڑا گناہگار لوگوں میں وہ شخص ہے کہ جو عرفہ کے دن عرفات میں وقوف کرے اور یہ خیال دل میں لائے کہ خدا تعالی نے اُسکو نہیں بخشا)

۲ - وقوف میں فرض صرف ایک لمحہ وقوف کرنا ہے - چنانچہ اگر کوئی شخص زوال کے وقت کے بعد تھوڑی دیر بھی وقوف کرے اسکا حج صحیح ہے ۔

۸۱ - یوم عرفہ میں غلطی واقع ہونا

۱ - وقوف کے بعد اگر ایک قوم نے یہ گواہی دی کہ آج ۸ - ذی الحجہ ہے تو انکی گواہی تسلیم کیجائیگی اور وقوف دوسرے روز صحیح ہوگا - فتاوی عالمگیری

۲ - ״ ״ ״ ״ ״ ״ ۱۰ ״ ״ ״ نہ کیجائیگی اور وہ حج جائز رہیگا ״

۳ - ۸ - ذی الحجہ کو اگر ״ ״ ״ ״ ۹ ذی الحجہ ہے (یعنی یوم عرفہ) تو ان کی گواہی تسلیم کیجائیگی - بشرطیکہ اتنا وقت مل سکے کہ امام لوگوں کے ساتھ دن یا رات میں کسی وقت وقوف کر سکے اگر اتنا وقت نہ مل سکے تو تسلیم نہیں کیجائیگی مگر استحسان یہ ہے کہ دوسرے روز وقوف کرنیکا حکم دے - فتاوی عالمگیری

ا - جس قوم نے گواہی دی ہے وہ بھی اسی کے پابند رہیں گے - اور اگر اپنی رائے سے وقوف کرینگے تو ان کا حج فوت ہو جائیگا اور ان کو چاہیئے کہ عمرہ کرکے احرام سے باہر ہوں - اور سال آئندہ میں حج کریں - فتاوی عالمگیری

ب - ایک قوم کے معنوں میں دو عادل شخص لئے جا سکتے ہیں اور اُن کی گواہی قبول ہوگی جبکہ دن کو وقوف کرنا ممکن ہو سکے - ہاں اگر دن کو وقوف کرنا ممکن نہ ہو سکے بلکہ شب کو ممکن ہو تو اس صورت میں جب ثبوت خوب ہو جائے جب گواہی قبول ہوگی + الحاصل اگر سب کا حج فوت ہوتا ہو تو امام کو چاہیئے کہ گواہی قبول نہ کرے اگرچہ گواہ بہت ہوں - اور اگر تھوڑے سے آدمیوں کا حج فوت ہوتا ہو تو گواہی قبول کرلے - غایۃ السروجی - شرح ہدایہ -

۸۲ - وقوف عرفات میں شامل نہ ہو سکنا اور حج فوت ہونا

۱ - اگر کسی نے حج کا احرام باندھا اور عرفات پر وقوف نہ کر سکا یہانتک کہ عید کی صبح نمودار ہوئی تو اُس کا حج جاتا رہا - ہدایہ - (دیکھو فقرہ ۵۵)

ا - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ فَاتَهٗ عَرَفَةَ بِلَيْلٍ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ فَلْيَتَحَلَّلْ بِعُمْرَةٍ - وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ - رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ - یعنی جو شخص شب عید کو وقوف عرفات میں شامل نہ ہو سکا تو اسکا حج جاتا رہا - اسکو لازم ہے کہ عمرہ کرکے احرام کھولے اور سال آئندہ میں اسکے بدلہ کا حج کرے -

ب - حج دراصل وقوف عرفات کا نام ہے - چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اَلْحَجُّ عَرَفَةُ فَمَنْ وَقَفَ سَاعَةً مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهٗ - (ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے)

۱۳ آج شام کو سب حاجی عرفات سے مزدلفہ آئیں ۱۳

وقوف عرفات غروب آفتاب کے بعد فوراً ختم ہو جاتا ہے چاہیے کہ اُس وقت امام سے پہلے میدان وقوف سے نہ نکلے۔ امام کے پیچھے پیچھے مزدلفہ چلا آئے۔ جب وادی محسر میں پہنچے تو دعا پڑھے۔ اور افضل ہے کہ مزدلفہ کے قریب سواری سے اُتر لے۔ اور مزدلفہ میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھے۔ اور جب مزدلفہ پہنچے تو جبل قزح کے پاس اُترے اور اسباب وغیرہ کے رکھنے کا انتظام کر کے مغرب و عشاء کی نماز ملا کر پڑھے۔ اگر درصورتیکہ ابھی عشاء کا وقت نہیں آیا تو انتظار کرے۔ یہ دونوں نمازیں مزدلفہ میں پڑھنی واجب ہیں۔ اگر راستہ میں پڑھ لیں تب بھی دوبارہ مزدلفہ میں پڑھنی چاہئیں۔ اسکے بعد رات بھر مزدلفہ میں رہے اور دعائیں وغیرہ پڑھتا رہے کہ یہ رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے۔ اسکے بعد اندھیرے سے صبح کی نماز پڑھے اور جبل قزح کے پاس وقوف کرے۔ اور وقوف میں دعا مانگے۔ پھر سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منی کی طرف روانہ ہو جائے۔

۸۳ ۔ عرفات سے مزدلفہ جانا اور وادی محسر سے گذرنا

۱۔ (عرفات سے مزدلفہ نازمین کی طرف جائے) اور راستہ میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھتا ہوا چلے اور بار بار لبیک کہے اور استغفار بہت پڑھے۔ فتاوی عالمگیری

۱۔ یہ دعا بھی راستے میں پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَفَضْتُ وَمِنْ عَذَابِکَ اَشْفَقْتُ وَاِلَیْکَ رَغِبْتُ وَمِنْکَ رَھِبْتُ فَاقْبَلْ نُسُکِیْ وَاَعْظِمْ اَجْرِیْ وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَارْحَمْ تَضَرُّعِیْ وَاسْتَجِبْ دُعَائِیْ وَاَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

اے اللہ تیری طرف حاضر ہوا ہیں اور عذاب تیرے سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع ہوتا ہوں اور تجھسے ڈرتا ہوں میں قبول کرا ے اللہ میرے حج کو اور اسکے بدلہ ثواب عظیم عنایت فرما اور میری توبہ قبول کر۔ اور رحم کر تو میری زاری پر۔ اور قبول کر تو میری دعا کو۔ اور پورا کر تو سوال میرا۔ اے ارحم الراحمین۔

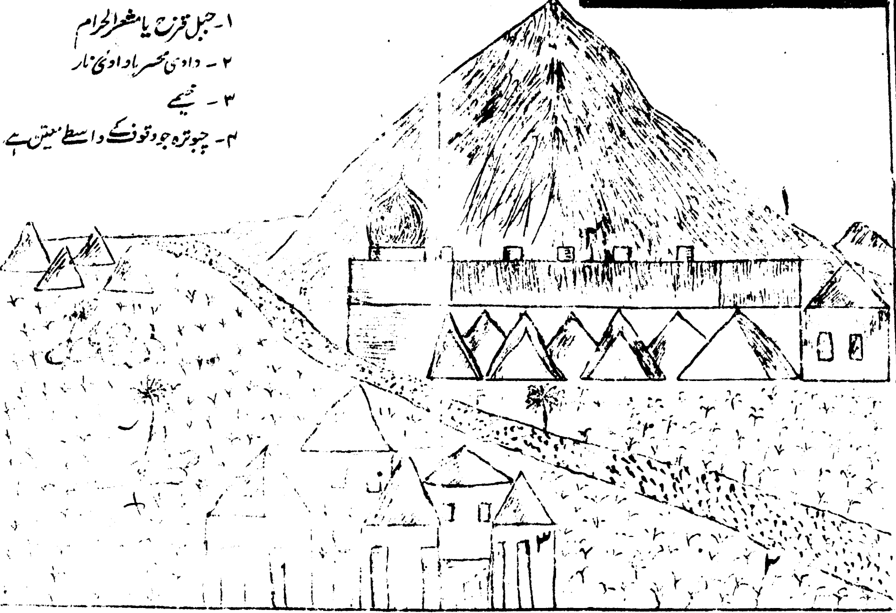
۲۔ جب وادی محسر میں سے گذرے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ۔ اور اگر پیدل چل رہا ہے تو تیز چلے اور اگر سواری پہ ہے تو سواری کو تیز کرے۔ زبدۃ المسرجی۔ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اسپر اجماع ہے۔ فتاوی عالمگیری

۳۔ مزدلفہ کے قریب پہنچے تو پیدل ہو جائے۔ اور اگر ممکن ہو تو مزدلفہ میں داخل ہونیکے واسطے غسل کرے ورنہ وضو ہی کر لے۔ اور داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ جَمْعٌ اَسْاَلُکَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ جَوَامِعَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ فَاِنَّہٗ لَا یُعْطِیْھَا غَیْرُکَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَرَبَّ زَمْزَمَ وَالْمَقَامِ وَرَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَالْمُعْجِزَاتِ الْعِظَامِ اَسْاَلُکَ اَنْ تُبَلِّغَ رُوْحَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ وَاَنْ تُصْلِحَ لِیْ ذُرِّیَّتِیْ وَدِیْنِیْ وَتَشْرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَتُطَھِّرَ قَلْبِیْ وَتَرْزُقَنِیَ الْخَیْرَ الَّذِیْ اَسْاَلُکَ اَنْ تَجْمَعَہٗ لِیْ فِیْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَقِیَنِیْ جَوَامِعَ الشَّرِّ فَاِنَّکَ وَلِیُّ ذٰلِکَ وَالْقَادِرُ عَلَیْہِ ط

اے اللہ یہاں اسوقت جماعت کثیر حاضر ہے میں سوال کرتا ہوں کہ تو مجھکو عطا کر کیونکہ انکو مجموعہ خیر و بہتری کوئی نہیں عطا کر سکتا سوائے تیرے۔ اے اللہ مشعر الحرام کے اور اے رب زمزم اور مقام ابراہیم کے اور رب بیت الحرام کے اور بڑے معجزات کے۔ میں دعا کرتا ہوں تجھسے یہ کہ پہنچا ہمارے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو ہمارا اسب سے بہتر سلام۔ اور یہ کہ میری نسل کو اور میرے دین کو راستی پر لا۔ اور میرے سینہ کو فراخ کر اور پاک کر دل میرا۔ اور عطا کر مجھکو نیکیاں جس سے کہ متحمل ہو دل میرا اور بچا مجھکو تمام برائیوں سے کیونکہ تو ان امور پر قادر ہے۔

یا اے اللہ نہ مار تو ہمکو اپنے غضب سے اور نہ ہلاک کر تو ہم کو اپنے عذاب سے۔ اور معاف کر تو پہلے اس سے۔

۸۴ - مزدلفہ حج کے موقع پر



۸۵ - مزدلفہ میں کہاں اُترنا چاہیے

(اب جب سب لوگ مزدلفہ آئیں تو وہاں کہاں قیام کرنا چاہیے)

۱ - مزدلفہ میں پہنچنے پر اس پہاڑ کے پاس جسکو جبل قزح کہتے ہیں اُترنا افضل ہے - مگر راستہ پر نہ اُترے ---- فتاوی قاضیخان - ہدایہ

ا - جبل قزح کے ... ... کی وجہ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسی پہاڑ کے قریب کھڑے تھے اور حضرت عمر بھی ... کے قریب کھڑے تھے

۲ - کل مزدلفہ موقف ہے جہاں چاہے وہاں ٹھیرے سوائے وادی محسر کے کہ وہ موقف نہیں ہے - ہدایہ (دیکھو ... نقشہ)

۸۶ - مغرب و عشا ملا کر پڑھنا - (جمع بین الصلوٰتین)

۱ - جب عشا کا وقت آئے تو مؤذن اذان دے اسکے بعد اقامت کہے پھر امام دونوں نمازیں مغرب و عشاء عشاء کے وقت جمع کر کے پڑھائے - (ہدایہ)

ا - ان دونوں نمازوں کے جمع کرنے کو جمع تاخیر یا جمع بین الصلوٰتین کہتے ہیں -

ب - سنت مغرب و سنت عشا اور وتران دونوں نمازوں کے بعد پڑھے -

ج - ان دونوں نمازوں میں ایک اذان اور ایک اقامت کہی جائیگی (بمقابلہ عرفات کے کہ وہاں جمع بین الصلوٰتین کے موقع پر ایک اذان اور دو اقامت کہی گئی

نہیں۔ لیکن امام زفر کے نزدیک یہاں بھی ایک اذان اور دو اقامت ہونی چاہیئے۔ یعنی ایک اقامت مغرب کے فرض کیواسطے اور ایک قامت عشا کے فرض کے واسطے
دلائل۔ (امام اعظم) جابر رض کی روایت میں ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب و عشا کی نماز جمع کر کے ایک اذان اور ایک قامت سے پڑھی تھی دوسری
یہ کہ اقامت تو نمازیوں کو اطلاع کے واسطے ہے کہ جماعت کھڑی ہوگی تو جس حالت میں کہ اقامت مغرب کے واسطے کہی جا چکی اور عشا اسی سلسلہ میں اور اپنے
ٹھیک وقت پر پڑھی جاتی ہے تو دوسری اقامت کی ضرورت نہ رہی۔ ہان عرفات مین نماز عصر چونکہ اپنے وقت سے پہلے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اسواسطے ضروری ہوا
کہ لوگوں کو اطلاع دی جائے کہ جماعت کھڑی ہوتی ہے۔ ہدایہ
نماز مغرب میں قضا کی نیت نہ کرے وُہی اصلی نیت کرے اور سنتوں کو چھوڑ دے۔ (درمختار)

۲۔ دونوں نمازوں کو جمع کرنے میں زمان و مکان و وقت و احرام کی شرط ہے یعنی لیلۃ النحر ہو۔ مزدلفہ کا موقع ہو عشا کا وقت ہو۔ اور احرام بندھا ہوا ہو۔ اور جماعت کی شرط نہیں ہے (نزد علماء حنفیہ) درمختار و ہدایہ

ا۔ جماعت کی شرط اس وجہ سے نہیں ہے کہ نماز مغرب وقت کے بعد پڑھی جاتی ہے اور ظہر اور عصر کے جمع کرنے میں جماعت کی شرط اس واسطے ہے کہ اس میں عصر کے وقت سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ چنانچہ بغیر جماعت نماز پڑھنے والا ان دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھ سکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔ و ہدایہ

ب۔ امام محبوبی[۵] نے ذکر کیا ہے کہ ان نمازوں کو جمع کریں گے واسطے خطبہ۔ سلطان۔ جماعت۔ احرام شرط نہیں ہے۔ کفایہ۔

۳۔ ان دونوں نمازوں کے بیچ میں نہ نماز نفل پڑھے نہ اور کسی طرح فاصلہ دے کیونکہ دونوں نمازوں کے جمع میں فرق پڑ جائیگا۔ ہدایہ۔

ا۔ اگر نفل پڑھے یا اور طرح فاصلہ دیا تو چاہیئے کہ نماز عشاء کے واسطے دوسری اقامت کہے بلکہ چاہیئے تو یہ کہ اذان بھی دوسری کہے۔
اسی طرح اگر عرفات میں ظہر و عصر کے درمیان فاصلہ دیا جائے تو اذان و اقامت اور کہنی ہونگی۔ ہدایہ۔
دلیل۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں نماز مغرب پڑھنے کے بعد کھانا تناول فرمایا تو اقامت دوبارہ کہی گئی اور اذان نہیں کہی گئی۔ ہدایہ۔

۴۔ مغرب اور عشا کی نماز جمع کر کے پڑھنی مزدلفہ میں لازمی ہے۔ (دیکھو حدیث فقرہ ۸۱ میں)

تشریح۔ صاحب حیات القلوب نے ملا علی قاری سے نقل کیا ہے کہ مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ کے سوا کسی اور جگہ پڑھنی حرام ہے کیونکہ ان کا مزدلفہ میں جمع کرنا واجب ہے۔ لیکن بعض علماء حرام کی ہوئی مکروہ کہتے ہیں وہ اس وجہ سے کہ اس کو دوبارہ مزدلفہ پہنچ کر پھر پڑھ سکتا ہے
ا۔ اگر کسی نے عرفات میں غروب آفتاب کے بعد روانگی سے پہلے مغرب کی نماز پڑھ لی یا مزدلفہ کے راستہ میں پڑھ لی تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن امام اعظم و امام محمد کے نزدیک جائز نہیں۔ اور اس کو دوبارہ مزدلفہ میں پڑھے۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ۔
دلائل۔ امام ابو یوسف کے خیال میں اس شخص نے نماز وقت پر پڑھ لی لہذا اس کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔ لیکن راستے مسنون طریقہ کو ترک کیا۔ لہذا گناہگار ہوگا۔ امام اعظم کی یہ دلیل کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ میں اسامہ سے فرمایا الصلوٰۃ امامک۔ یعنی نماز کا موقع آگے ہے جس کا مطلب یہ تھا کہ نماز مزدلفہ میں آگے چلکر پڑھی جائیگی۔ جب یہ بات ہے تو اس شخص پر اس نماز کا اعادہ صبح صادق سے پہلے پہلے واجب ہے۔ تاکہ وہ جمع بین الصلوٰتین کی فضیلت حاصل کرے۔ ہاں اگر صبح صادق نکل آئے تو اس مغرب کی نماز کا اعادہ بھی ساقط ہوگیا۔ کیونکہ اگر نماز پڑھے کہ جمع بین الصلوٰتین کی فضیلت حاصل کرے تو وہ تو ممکن نہیں کہ اس کا وقت تو گزر گیا۔ اور قضا بطور قضا کے پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اصلی نماز پڑھ چکا ہے۔ ہدایہ و حاشیہ شرح وقایہ

---

[۵] امام محبوبی نے جو یہ ذکر کیا ہے یہ کسی اور کتاب میں نہیں ملا۔

ب۔ اگر کسی نے مزدلفہ پہنچنے سے پہلے مغرب اور عشا راستہ میں پڑھ لی۔ کیونکہ اسکو راستہ میں اتنی دیر ہوگئی کہ مزدلفہ پہنچنے تک صبح ہو جائیگی۔ گو جائز ہے۔ درمختار۔

ج۔ اگر کوئی شخص مزدلفہ عشا سے پہلے پہنچ جائے تو چاہئے کہ نماز مغرب نہ پڑھے جبتک عشا کا وقت نہ آئے۔ درمختار۔

د۔ اگر کوئی شخص عشاء کی نماز مزدلفہ میں مغرب سے پہلے پڑھ لے تو چاہئے کہ مغرب پڑھے اور اسکے بعد پھر عشا پڑھے۔ درمختار۔

۸۷۔ مزدلفہ میں شب باشی

۱۔ نماز مغرب وعشاء سے فارغ ہوکر رات کو مزدلفہ میں رہے اور تمام رات جاگتا رہے اور نماز اور تلاوت قرآن اور دعا میں مصروف رہے کیونکہ یہہ شب لیلۃ القدر سے افضل ہے۔ درمختار وفتاوی عالمگیری

۱۔ قسطلانی نے لکھا ہے کہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ رمضان کے عشرہ آخر سے افضل ہے۔

ب۔ چاہئے کہ یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ فِیْ هٰذَا الْمَكَانِ جَوَامِعَ الْخَیْرِ كُلِّهٖ وَاَنْ تَصْرِفَ عَنِّی السُّوْءَ كُلَّهٗ فَاِنَّهٗ لَا یَفْعَلُ ذٰلِكَ غَیْرُكَ وَلَا یَجُوْدُ بِهٖ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ سوال کرتا ہوں میں تجھ سے اس بات کا کہ نصیب کر مجھکو اس جگہ جو مجموعہ ہے کل نیکیوں کا اور دور کر تو مجھ سے کل برائیاں تحقیق نہیں کر سکتا ہے ایسا کوئی سوائے تیرے اور نہ احسان کر سکتا ہے کوئی اس کا مگر تو ہی۔

۲۔ مزدلفہ میں عید کی شب کو صبح تک رہنا سنت ہے۔

۸۸۔ وقوف مزدلفہ کا وقت

۱۔ وقوف کا وقت عید کے روز فجر کے طلوع ہونے سے خوب روشنی ہو جانے تک ہے۔ اور جب سورج طلوع ہوگیا تو اسکا وقت جاتا رہا۔ فتاوی عالمگیری

۱۔ اس وقت (یعنی وقت مقررہ) سے پہلے یا بعد وقوف جائز نہیں۔ فتاوی عالمگیری

ب۔ وقوف مزدلفہ بھی اُن ہی شرائط کے ساتھ صحیح ہے جن شرائط کے ساتھ وقوف عرفات ہے۔ فتاوی عالمگیری (دیکھو فقرہ ۷۶ سلسلہ ۹)

ج۔ امتداد وقوف آغاز صبح سے خوب روشنی ہونے تک سورج نکلنے سے قبل تک سنت ہے۔

د۔ اگر رات کو مزدلفہ میں قیام کیا اور فجر ہی وہاں سے گذرتا ہوا چلا گیا۔ تب بھی وقوف صحیح ہے۔ لیکن ترک سنت کیا۔ عالمگیری

۲۔ وقوف مزدلفہ ترک ہو جانیکے متعلق دیکھو فقرہ ۱۸۷

۸۹۔ نماز فجر ووقوف مزدلفہ

۱۔ صبح صادق طلوع ہوتے ہی امام کو چاہئے کہ نماز فجر مزدلفہ میں جماعت سے پڑھے۔ ہدایہ

۱۔ روایت کی ابن مسعود نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز صبح کی نماز معمولی وقت سے پہلے پڑھی۔ روایت کیا ہے اسکو بخاری اور مسلم نے۔

ب۔ حدیث جابر میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی آپ کو صبح تو نماز صبح کی اذان اور اقامت پڑھی۔ پھر سوار ہوئے اونٹنی پر اور آئے مشعر الحرام میں اور منہ کیا طرف قبلہ کے اور دعا مانگی اللہ اکبر و تہلیل کہی۔ اور توحید بیان کی اللہ تعالیٰ کی

اور آپ وقوف کرتے رہے یہاں تک کہ خوب روشنی ہوگئی ۔ دیکھو حدیث ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ فقرہ - ۷۶

ج - (آج نماز فجر اندھیرے سے پڑھنے کی ایک وجہ تو اوپر بیان ہوئی) ایک وجہ یہ ہے کہ چونکہ وقوف مزدلفہ کے واسطے وقت نکالنا ہے اس واسطے اس قدر پہلے یہ نماز جائز رکھی گئی ہے - جیسا کہ وقت سے پہلے عصر پڑھ لینی عرفات میں جائز رکھی گئی ہے۔ ہدایہ

د - اگر نماز فجر جماعت کے ساتھ نہ پڑھ سکے تو مضائقہ نہیں۔

۲ امام کو چاہئے کہ بعد نماز فجر کے وقوف کرے اور لوگ اس کے ساتھ وقوف کریں - اور دعا میں مشغول ہوں۔ ہدایہ

ا - پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں وقوف کیا ہے اور اپنی امت کے حق میں دعا کی ہے یہاں تک کہ دعا ایسے ظالم کے حق میں بھی قبول ہوئی جو خون ناحق کرے - یہ بموجب روایت ابن عباسؓ ہے - ہدایہ

ب - لوگ امام کے پیچھے وقوف کریں - یا جہاں چاہیں۔

ج - مشعر الحرام کے پاس روبقبلہ کھڑا ہونا چاہئے

۳ - کل مزدلفہ موقف ہے سوائے وادی محسر کے لیکن افضل یہ ہے کہ لوگوں کا وقوف امام کے پیچھے اس پہاڑ پر ہو جسکو جبل قزح کہتے ہیں - ہدایہ - شرح طحاوی

ا - وقوف کے واسطے جو جگہ مقرر ہے وہ پہاڑ مشعر الحرام کے پاس ہے جسکو جبل قزح بھی کہتے ہیں - اب یہاں بڑا امکان بن گیا ہے - زمانہ جاہلیت میں یہاں آگ جلا کرتی تھی - دیکھو نقشہ فقرہ - ۸۴ -

ب - وادی محسر موقف نہیں ہے - دیکھو حدیث فقرہ - ۷۶

۴ - موقف میں یہ دعا مانگنی بہتر ہے - اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَالْبَیْتِ الْحَرَامِ وَالشَّھْرِ الْحَرَامِ وَالرُّکْنِ وَالْمَقَامِ - بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِّنَّا التَّحِیَّۃَ وَالسَّلَامَ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

ا - اس کے بعد کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور لبیک اور درود پڑھے - اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر خدا تعالےٰ سے اپنی حاجتوں کے واسطے دعا مانگے - فتاویٰ عالمگیری -

ترجمہ - اے اللہ بحق مشعر الحرام و خانہ کعبہ و ماہ حرام و رکن حجر اسود و مقام ابراہیم کے روح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا درود اور سلام پہنچا دے اور ہم کو داخل کر جنت میں اے بزرگی اور عظمت والے -

۹۰ - وقوف مزدلفہ واجب ہے یا رکن حج

ا - وقوف مزدلفہ علماء حنفیہ کے نزدیک واجب ہے حج کا رکن نہیں ہے - لیکن علماء شافعی کے نزدیک رکن حج ہے - ہدایہ

ا - اگر کوئی شخص وقوف مزدلفہ ترک کرے اور بلا عذر تو علماء حنفیہ کے نزدیک قربانی دینی ہوگی - اگر کسی عذر سے ایسا کیا تو کچھ نہیں دینا ہوگا - ہدایہ (دیکھو فقرہ - ۱۸۷)

ب - امام شافعیؒ کی کتابوں میں وقوف مزدلفہ کو سنت لکھا ہے - مصنف

دلائل - علماء شافعی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں آیا ہے فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ[1] جس سے وقوف کی فرضیت اور رکنیت ثابت ہوتی ہے - لیکن علماء حنفیہ بروایت ابن عباس یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کے ضعفا کو تاریکی شب میں وقوف کرنے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ کیا تھا - اور اگر وقوف مزدلفہ حج کا رکن ہوتا تو آپ ایسا کیوں کرتے - اور آیت کا یہ جواب ہے

---

[1] خدا تعالیٰ کا ذکر کرو مشعر الحرام کے پاس - اور مشعر الحرام مزدلفہ کو کہتے ہیں۔

آیت میں یہ آیا ہے کہ مشعر الحرام کے پاس خدا تعالیٰ کا ذکر کرو اور ذکر کرنا رکن حج سے نہیں ہے۔ بالاجماع۔ لہذا وقوف رکن نہ ہوا۔ ہدایہ۔

ج۔ وقوف مزدلفہ واجب ہونے کے واسطے علماء حنفیہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ وَقَفَ مَعَنَا هٰذَا الموقف وَقَدْ كَانَ أَفَاضَ قَبْلَ ذٰلِكَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ رواہ ابو داؤد۔ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث اکثر محدثین کے نزدیک صحیح ہے۔ چونکہ اس حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام حج کو وقوف مزدلفہ پر معلق کر دیا لہذا یہ تعلیق اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ وقوف مزدلفہ واجب ہے۔ ہدایہ۔

۹۱۔ مزدلفہ سے روانگی

۱۔ روانگی کے وقت مزدلفہ سے کنکریاں (جمرہ عقبہ پر مارنے کے واسطے ساتھ) لے لے۔ ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری

ا۔ جمروں پر برابر کئی روز تک کنکریاں مارنے کے واسطے ستر کنکریاں رکھ لے۔

۲۔ امام کو چاہیے کہ مزدلفہ سے صبح کے وقت سورج نکلنے سے پہلے مع حاجیوں کے منا کی طرف کوچ کرے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ ہدایہ

ا۔ مختصر قدوری میں لکھا ہے۔ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ اَفَاضَ الْاِمَامُ وَالنَّاسُ مَعَهٗ حَتّٰى يَاْتُوْا مِنٰى (جبکہ آفتاب نکلے کوچ کرے امام اور لوگ اس کے ساتھ یہاں تک کہ منا پہنچیں) صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہونا درست ہے۔ ہدایہ۔

لتنبیہ۔ سورج نکلنے سے پہلے یہ مطلب ہے کہ سورج نکلنے میں اتنی دیر ہو کہ دو رکعت نماز پڑھ سکے۔ محیط

ب۔ اگر امام سورج نکلنے کے بعد روانہ ہوا یا لوگوں کی فجر کی نماز پڑھنے سے پہلے چلدیا تو برا کیا۔ مگر اس پر کچھ جزا لازم نہ ہوگی۔ عالمگیری

۱۰۔ ذی الحجہ

موقع ۱۷ آج علی الصباح مزدلفہ سے منا آویں ۱۷ موقع

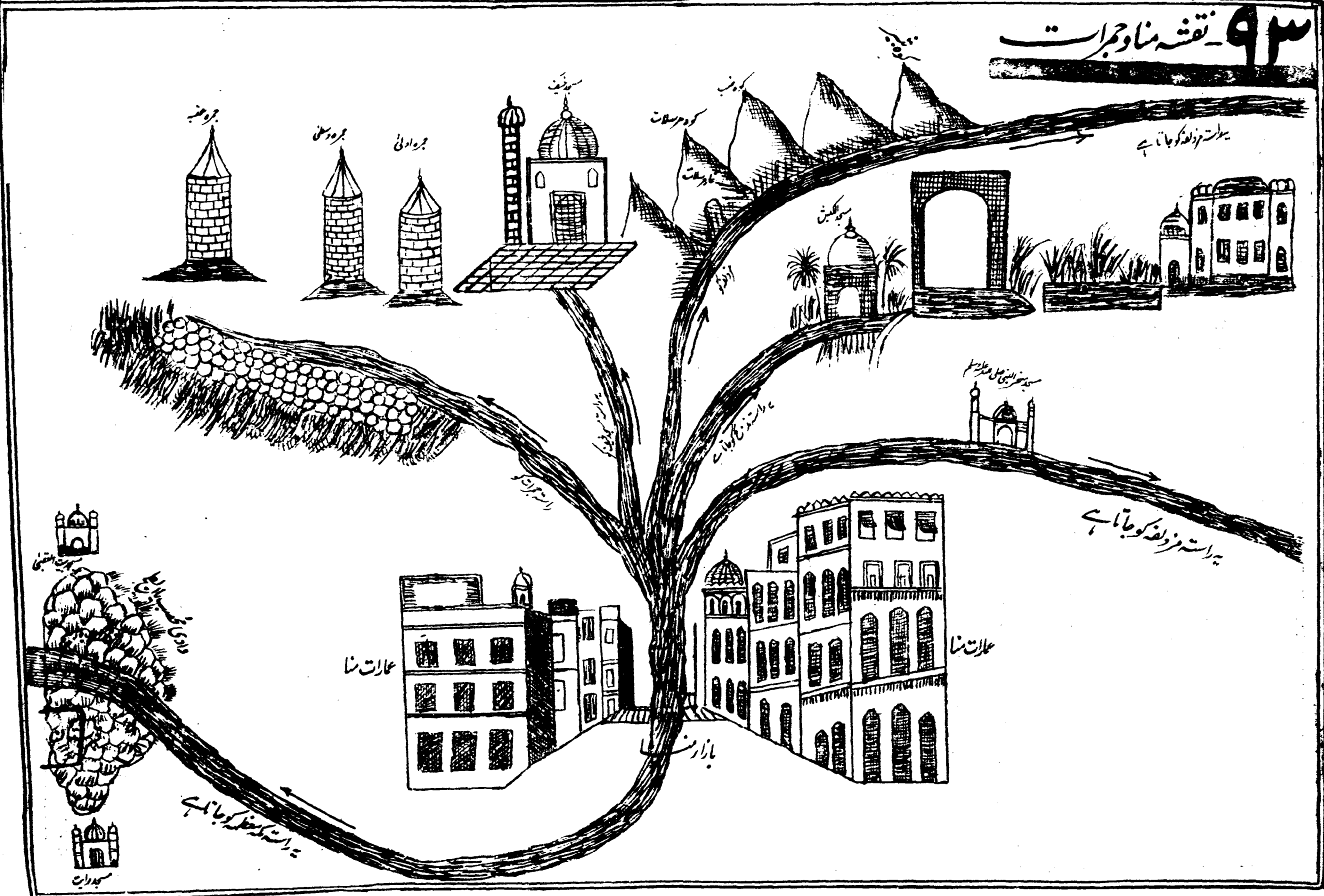
مزدلفہ سے علی الصباح عید کے روز سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہو کر منا آئے۔ اور جمرہ اولی و وسطی سے گذر کر جمرہ عقبی پر پہنچے اور یہاں بطن وادی میں اس طرح کھڑا ہو کہ منا دائیں ہاتھ کو ہے اور مکہ شریف بائیں کو پھر جمرہ عقبہ پر سات کنکر مارے اور ہر کنکر پر تکبیر پڑھ کر پھینکے اور تلبیہ پہلے کنکر پھینکنے پر موقوف کرے جب رمی سے فارغ ہو لے پر اپنے قیام گاہ پر آئے اور ہدی ذبح کرے۔ اسکے بعد سر منڈوائے یا بال کردائے۔ اور احرام کھولدے۔ اب جبتک طواف زیارت نہ کرے تو امام اعظم کے نزدیک جماع سے پرہیز کرے لیکن امام مالک کے نزدیک خوشبو کے استعمال سے بھی پرہیز کرے۔

۹۲۔ منا پہنچنا۔

(وقوف مزدلفہ کے بعد سب کو منا آنا چاہیے)

۱۔ جب عید کے روز صبح منا پہنچے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ مِنًى قَدْ اَتَيْتُهَا وَاَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ اَسْاَلُكَ اَنْ تَمُنَّ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَائِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْحِرْمَانِ وَالْمُصِيْبَةِ فِيْ دِيْنِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بَلَّغَنِيْ سَالِمًا مُعَافِيًا۔ اے اللہ آج میں منا کے مقام پر آیا ہوں۔ اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندہ کی اولاد ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ میری خواہش پوری کر جیسا کہ تونے اولیاؤں کی خواہش پوری کی ہے۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اپنے دین میں محرومیت اور مصیبت سے۔ اے بڑے رحم کرنیوالے بشکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جسنے مجھکو یہاں تک سلامتی سے پہنچایا

ؐ جسنے ہمارے ساتھ اس موقع میں وقوف کیا اور پہلے وہ عرفات میں وقوف کرآیا تھا تو اسکا حج پورا ہوا۔


٩٣ نقشہ منا و جمرات
عمارات منا
عمارات منا
بازار منا
جمرہ عقبہ
جمرہ وسطیٰ
جمرہ اولیٰ
یہ راستہ مزدلفہ کو جاتا ہے
یہ راستہ مزدلفہ کو جاتا ہے
یہ راستہ مکہ معظمہ کو جاتا ہے

۹۴ - آج منا میں کون کونسے مناسک ادا کرنے ہونگے

۱- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مناسک حج میں سے آج پہلے رمی جمرہ عقبہ (جمرہ عقبہ پر کنکر مارنے) اسکے بعد ذبح (قربانی کرنی) اسکے بعد حلق یا قصر (سر منڈوانا یا بال کترانے) ہدایہ

تشریح - حج کے یہ افعال یعنی رمی جمرہ عقبہ اور قربانی اور سر منڈوانا اس ترتیب سے اس وجہ سے رکھے گئے ہیں۔ کہ قربانی ذبح کرنے اور سر منڈوانے دونوں فعلوں سے محرم احرام سے باہر ہو جاتا ہے کیونکہ ذبح سے محرم محصر قربانی ذبح کرنے اور سر مونڈوانے سے محرم احرام سے باہر ہو جاتا ہے مگر ذبح کرنے سے صرف ایک ہی قسم کا محرم احرام سے باہر ہو جاتا ہے یعنی محرم محصر۔ (محصر احرام کس طرح کھولے دیکھو فقرہ ۱۵۱)۔ اور سر منڈوانے سے ہر قسم کا محرم احرام سے باہر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ سر منڈوانا ہر قسم کے محرم کو منع ہے۔ اسی وجہ سے سر منڈوانا سب کے بعد رکھا گیا۔ ہدایہ

۹۵ - رمی جمرہ عقبہ

(آج صرف جمرہ عقبہ پر کنکر مارے جائیں گے)

۱- جمرہ عقبہ کی رمی کرنیکے واسطے جمرہ کی طرف زوال سے پہلے آوے۔ اور آج صرف اسی جمرہ کی رمی ہوگی۔ عالمگیری۔ (دیکھو وقت رمی جمرہ عقبہ فقرہ ۹۷)

۲- صرف حج کرنیوالا۔ اور تمتع کرنیوالا۔ اور قران کرنیوالا سب ایک ہی طرح رمی کرینگے۔ بحر الرائق

۳- رمی کرنیوالا بطن وادی میں کھڑا ہو کہ وہ ایک نشیب جگہ ہے اور وہاں سے اوپر کی طرف کنکریوں کو جمرہ عقبہ پر مارے۔ ہدایہ

۱- اگر اونچی جگہ پر بھی کھڑا ہو اور وہاں سے رمی کرے تب بھی جائز ہے۔ کیونکہ جمرہ عقبہ کا گرداگرد ہر جگہ ایسی ہے جہاں سے رمی کا فعل پورا ہو سکتا ہے۔ لیکن افضل یہی ہے کہ بطن وادی سے پھینکے۔ ہدایہ

۴- سات کنکریاں جمرہ پر مارے اور ہر کنکری دائیں ہاتھ میں انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے پکڑ کر پھینکے۔ ہدایہ و عالمگیری

۱- اگر سات سے زیادہ کنکریاں مارے تو کچھ حرج نہیں۔ محیط سرخسی

ب- کنکر کے پکڑنے کے کئی طریق ہیں مگر آسان طریق یہی ہے جو ہمنے لکھا ہے۔ اور اور جس طرح پھینکے جائز ہے۔ مصنف۔

۵- رمی کے کنکر جنس زمین سے ہونے چاہئیں۔ نزد علماء حنفیہ۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ

دلیل- مقصد اصلی رمی کرنا ہے جو پتھر یا مٹی کے ڈھیلے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر سونے چاندی سے رمی کیجائے۔ تو وہ رمی نہ ہوگی۔ بلکہ نثار کرنا ہوگا مثلاً اگر کوئی سونے یا چاندی کے سکے وغیرہ مارے۔ تو وہ رمی نہیں ہے۔ ہدایہ۔

۱- امام شافعی کے نزدیک رمی سوائے پتھر کے ٹکڑوں کے کسی چیز سے درست نہیں۔ عینی شرح کنز

۶- ہر کنکر پھینکتے ہوئے تکبیر کہے اس طرح بِسْمِ اللهِ اللهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيْطَانِ[1] اور یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حَجِّيْ مَبْرُوْرًا وَّسَعْيِيْ مَشْكُوْرًا وَّذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا عالمگیری

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ دعا بھی پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى۔ وَقَوِّنِيْ بِالتَّقْوٰى۔ وَاجْعَلِ الْاٰخِرَةَ خَيْرًا مِّنَ الْاُوْلٰى۔ اے اللہ واسطے تیرے حمد اور شکر ہے۔ اے اللہ ہدایت کر مجھکو سیدھے راستہ کی اور پرہیزگاری پر مجھکو کاربند کر اور مجھکو آخرت کو میری دنیا سے بہتر۔

۱- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرتے تھے جمرہ کی بطن وادی سے اور آپ سوار تھے اور تکبیر کہتے تھے ساتھ ہر کنکری کے۔ رواہ ابوداؤد

ب- اگر کنکر پھینکتے ہوئے سبحان اللہ کہے جیسا کہ ابن مسعود سے روایت ہے۔ تب بھی جائز ہے۔ کیونکہ تسبیح کرنے سے بھی ذکر الٰہی حاصل ہوتا ہے جو رمی کے آداب میں سے ہے۔

[1] بعض کتابوں میں رغماً للشیطان کے آگے دحزبہ بھی لکھا ہے اور بعض میں بے معنی الفاظ مثلاً ضربۃً وغیرہ لکھے ہیں۔ کنکری مارنا ہونہیں اللہ کے نام کے ساتھ جو بزرگ اور برتر ہے اور یہ کنکری مارنا بیان شیطان کو خاک آلودہ کرنے اور رحمٰن کو راضی کرنیکے واسطے ہے۔

اے اللہ کر میرے حج کو مقبول۔ اور میری کوشش کو مشکور اور میرے گناہوں کو معاف کیا گیا۔

۷- جو کنکر پھینکا جائے وہ کم از کم پھینکنے والے سے پانچ گز پر جانا چاہیے۔ اور اس سے کم فاصلہ پر گرنا رمی میں شمار رہیگا۔ ہدایہ

ا- یہ اندازہ بروایت حسنؒ ہے جو اُنہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے وجہ یہ ہے کہ پانچ گز سے کم فاصلہ پر کوئی چیز پھینکنا رمی نہیں ہے بلکہ طرح ہے۔ ہاں اگر طرح کرے تب بھی معنوں کے لحاظ سے رمی کہلا سکتی ہے لیکن ایسا کرنیوالا گناہگار رہوگا۔ کیونکہ سنت کے خلاف ہے۔ ہدایہ۔

ب- اگر جمرہ کے قریب جاکر اسپر کنکری رکھدی تو جائز نہیں۔ ہاں اگر وہاں جاکر ڈالدے تو مضائقہ نہیں لیکن بُرا ہے کیونکہ سنت کے خلاف ہے۔ عالمگیری۔ کفایہ۔ غرض یہ ہے کہ جس طرح چاہے پھینکے لیکن ڈالدینی جائز نہیں۔ اور طرح مکروہ ہے۔ م

ج- دُرمختار اور کفایہ اور فتاوی عالمگیری کے مطالعہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بطن وادی (جہاں سے کنکر پھینکا جاتا ہے) اور جمرہ عقبہ کے درمیان تقریباً ۸ گز کا فاصلہ ہے۔ چنانچہ اگر کنکر پھینکنے والے سے ۵ گز کے فاصلہ پر کنکر گرے تو جمرہ ۳ گز رہجاتا ہے۔ تو یہ جائز ہے۔ اور اگر ۵ گز سے زیادہ فاصلہ پر گرے تب ضروری جائز ہوا کیونکہ جمرہ کا فاصلہ اور بھی کم رہجائیگا۔ مگر در صورتیکہ پھینکنے والے سے کنکر چار گز کے فاصلے سے گرے تو جمرہ اور کنکر کے درمیان فاصلہ بڑھجاتا ہے یعنی ۴ گز ہوجاتا ہے۔ لہٰذا تین گز سے زیادہ فاصلہ ہوجانے سے ناجائز ہوا کیونکہ یہ ضرور ہے کہ کنکر جمرہ سے تین گز یا کم فاصلہ پر گرے۔ اور کنکر پھینکنے والے اور پھینکے ہوئے کنکر کے درمیان کم سے کم ۵ گز کا فاصلہ ہو۔ مصنف

۸ چھوٹی کنکری سے رمی کیجائے جیسے ٹھیکری کے ٹکڑے۔ عالمگیری۔ کفایہ

دلیل- رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ لَا يُؤْذِيْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا (یعنی چھوٹی کنکری پھینکو کسی کو تکلیف نہو)

ا- بہتر ہو کہ باقلہ کے دانہ کے برابر ہوں لیکن اگر اس سے بڑا یا چھوٹا پھینکا جائے تو جائز ہے۔ شرح مختار۔
دھلی ہوئی کنکریاں ہونی چاہییں۔ نجس نہوں۔ اگر نجس ہوں تو اُن سے رمی کرنی مکروہ ہے۔ فتح القدیر۔

ب- اگر بڑے سنگریزہ سے جو خذف سے زیادہ ہے رمی کرے تو جائز ہے کیونکہ مقصد رمی ہے اور وہ حاصل ہوجاتا ہے۔ ہدایہ۔ کفایہ

ج- ایک پتھر کے ستر ٹکڑے کرکے کنکریاں بنانی مکروہ ہے۔ عالمگیری۔ درمختار۔

د- چھوٹی کنکری اسواسطے بھی پھینکی جاتی ہے۔ کہ اس سے شیطان کی ذلت خیال کیجاتی ہے۔ حاشیہ شرح وقایہ۔

تشریح- مطلب یہ ہے کہ ایک پتھر کو توڑ کر متعدد ٹکڑے نہ کرے۔

۹- اگر کنکری جمرہ کے قریب گرے اور جمرہ پر نہ لگے تو کافی ہے۔ اگر جمرہ سے دور گرے تو جائز نہیں۔ ہدایہ۔ عالمگیری

ا- اگر کوئی کنکری کسی آدمی کی پیٹھ پر لگ کر رہگئی یا اونٹ کے کجاوہ پر جا پڑی اور اس میں رہگئی تو دوبارہ پھینکے۔ ہاں اگر اس شخص کی پیٹھ پر سے یا کجاوہ پر سے گرگئی تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔ چاہے سال بھر میں کبھی گرجائے۔ فتاوی ظہیریہ۔

۱۰- ساتوں کنکریوں کو اگر ایک ہی دفعہ پھینکے تو ایک پھینک شمار ہوگی اور لازم ہے کہ چھ کنکریاں اور پھینکے۔ ہدایہ و عالمگیری۔

دلائل۔ نص سے ظاہر ہے کہ سات کنکریاں ۷ مرتبہ مارے۔ ہدایہ

۱۱- پہلی کنکری پھینکنے پر تلبیہ موقوف کرے۔ ہدایہ۔ فتاوی قاضی خاں۔ (دیکھو فقرہ ۲-۷ مسئلہ ۶)

ا- حدیث جابر میں ہے۔ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ عِنْدَ اَوَّلِ حَصَاةٍ رَمٰى بِهَا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم موقوف کرتے تھے تلبیہ اول مرتبہ کنکری پھینکتے وقت جب کہ جمرہ عقبہ پر کنکر پھینکتے تھے۔ ہدایہ

ب- متمتع اور قارن بھی اسی وقت تلبیہ موقوف کریں گے۔

۱۲- رمی جمرہ عقبہ اگر سواری پر کرے۔ تو جائز ہے۔ کیونکہ فعل رمی ایسی حالت میں بھی ہوجاتا ہے۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۱۱۲)

(۱) قاعدہ یہ ہے کہ جس رمی کے بعد دوسری رمی ہے تو اسکو پیدل کرنا چاہیئے اور جس رمی کے بعد دوسری رمی نہیں ہے اسکو سواری پر کرے۔ کیونکہ جس رمی کے بعد وقوف و دعا ہے۔ اسکو پیدل کرنا اچھا ہے تاکہ تضرع ٹھیک طریق پر ہو جائے ــ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۱۱۲-۱۱۲ مسئلہ ۳)

۱۲- رمی جمرہ عقبہ خود کرنی چاہیئے نہ کسی نائب کے ذریعہ ہاں حالت عذر میں مضائقہ نہیں۔ (دیکھو فقرہ ۱۴۲)

۱۳- رمی کے واسطے کنکر مزدلفہ سے یا راستہ سے لے یا جہاں سے جی چاہے لے مگر جمرہ کے پاس سے نہ لے مکروہ ہے۔ ہدایہ ۔ فتاوی عالمگیری (دیکھو فقرہ ۹۱)

(۱) اگر جمرہ عقبی کے پاس سے لینے کا اتفاق پڑ جائے تو خیر مضائقہ نہیں - ہدایہ (۲) جمرہ کے قریب جو کنکریاں پڑی ہوئی ہوتی ہیں وہ مردود ملائکہ ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ از ہدایہ و حاشیہ شرح وقایہ (۳) حضرت ابن عباس سے حضرت سعید بن جبیر نے دریافت کیا کہ لوگ حضرت ابراہیم کے زمانہ سے آجتک جمرات پر کنکر پھینکتے آئے ہیں۔ چاہیئے تھا۔ کہ کنکریوں کا ایک پہاڑ بن جاتا تو آپنے فرمایا کہ جسکا حج قبول ہو جاتا ہے اسکی کنکریاں اٹھتی جاتی ہیں یعنی فرشتہ اٹھا کر لیجاتے ہیں اور حج جسکا قبول نہیں ہوتا۔ اسکی پڑی رہتی ہیں تو پھر حضرت سعید نے کنکریوں پر نشان لگا کر پھینکا۔ اور پھر ان کو غور سے ڈھونڈا۔ مگر ایک بھی نہ ملی۔ حاشیہ شرح وقایہ ۔ وکفایہ

(۴) مسجد میں سے کنکر لینے اور نیز کسی نجس جگہ سے لینے مکروہ ہیں۔

- رمی کے بعد جمرہ عقبہ کے پاس ٹھیرا نہ رہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قیام نہیں فرمایا تھا۔ ہدایہ

۹۶- رمی جمرہ عقبہ واجب ہے

۱- رمی جمرہ عقبہ عید کے روز کرنی واجب ہے۔ اس کو دوسرے روز پر ملتوی کرنے سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی لازم ہوگی ـ چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے - وَإِنْ أَخَّرَ إِلَى الْغَدِ رَمَاهُ لِأَنَّهُ وَقْتُ جِنْسِ الرَّمْيِ وَعَلَيْهِ دَمٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لِتَأْخِيرِهِ عَنْ وَقْتِهِ كَمَا هُوَ مَذْهَبُهُ ۔

۹۷- رمی جمرہ عقبہ کا وقت

۱ رمی جمرہ عقبہ کا وقت عید کے روز صبح صادق سے دوسری صبح تک ہے۔ (نزد امام اعظمؒ) - درمختار
امام شافعی کے نزدیک رمی جمرہ عقبہ کا وقت نصف شب کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے - ہدایہ

دلائل - (حنفی) حدیث میں آیا ہے کہ تَرْمُوا الْجَمْرَةَ الْعَقَبَةَ إِلَّا مُصْبِحِينَ (جمرہ عقبہ کی رمی مت کرو۔ مگر صبح صادق ہونے پر) و بعض روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ الْعَقَبَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ رواہ ابو داؤد - اور ترمذی نے اسکو صحیح کیا ہے گویا پہلی حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ اول وقت رمی کا صبح صادق ہے۔ اور افضل وقت سورج نکلنے کے بعد + (شافعی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو اجازت دی تھی۔ کہ رات کے وقت رمی کر لو۔

(جواب) اس حدیث کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ گیارہویں اور بارہویں شب کے متعلق ہے کیونکہ شب عید الضحیٰ تو وقوف عرفات کا وقت ہے اور رمی وقوف کے بعد ہوتی ہے پس ضرور ہوا کہ یہ دوسری شب سے متعلق ہو ــ ہدایہ

(ب) امام بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ رَمٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى (رسول خدا نے چاشت کے وقت رمی کی)

۲- رمی جمرہ عقبہ کا وقت مسنون دسویں تاریخ طلوع آفتاب سے زوال تک ہے۔ اور وقت جواز زوال آفتاب

۱۴۳

سے غروب آفتاب تک اور وقت مکروہ غروب آفتاب سے گیارہویں کی صبح صادق تک ہے۔ اسکے بعد وقت قضا کا تیرہویں کی غروب آفتاب تک ہے مگر اسکے ساتھ جزا کی قربانی دینی ہوگی۔ ہدایہ۔ درمختار

ل اگر تیرہویں کے بعد بھی رمی نہ کی تو صرف قربانی دینی ہوگی۔ رمی اب پھر نہیں کرنی ہوگی۔ ب۔ فتاوی عالمگیری نے بحوالہ محیط سرخسی یہی لکھا ہے کہ جمرہ عقبہ کے مکروہ وقت عید کے روز فجر کے طلوع ہونے سے سورج کے طلوع ہونے تک ہی ہے۔ اور اس سے پہلے رمی کرنی بالاتفاق صحیح نہیں

۹۸۔ رمی کے بعد قربانی کرے کہ قارن اور متمتع پر واجب ہے۔

(ہدی یعنی قربانی کے جانور دیکھو فقرہ ۱۵۶ سے ۱۶۵)

۱۔ صرف حج کرنیوالے کو اختیار ہے کہ قربانی کرے یا نہ کرے۔ کیونکہ قربانی کرنا اسکے حق میں نفل ہے۔ ہدایہ

۲۔ قارن اور متمتع پر ایک بکری یا گائے یا اونٹ قربانی کرنا واجب ہے اور یہ قربانی بطور شکریہ کی ہوتی ہے اور اسکو دم قران یا دم تمتع کہتے ہیں۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ

(ب) قربانی اسی صورت میں قارن کے ذمہ نہیں رہتی جبکہ ایسا اتفاق ہو کہ وہ بغیر مکہ میں داخل ہوئے باہر باہر جاکر وقوف عرفات میں شامل ہو جائے چونکہ عمرہ اس سے ترک ہوا اس واسطے جزا میں ایک قربانی لازم ہوگی۔ ہدایہ۔ (دیکھو فقرہ ۷۰۔ مسئلہ ۶)

دلیل علے متمتع یہ خدا نے جو یہ مہربانی کی کہ اس نے عمرہ اور حج دونوں جمع کئے۔ تو اس شکریہ میں اسپر قربانی واجب ہے۔ فتاوی قلمی خلاصہ

دلیل ۲ قرآن شریف میں آیا ہے فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ اور چونکہ یہ ہدی متمتع پر واجب ہے لہذا قارن پر بھی واجب ہے کیونکہ قران تمتع کی طرح ہے۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ

۳۔ صرف حج کرنیوالا اور متمتع اور قارن وہ قربانی کریں جو اپنے ممنوعات احرام کی ارتکاب کی وجہ سے واجب ہوئی ہیں

۴۔ جبتک قربانی نہ کرے سر نہ منڈوائے۔ عالمگیری

۵۔ قربانی کس طرح کرے اور کس جانور کی کرے۔ (دیکھو فقرہ ۱۵۶ سے ۱۶۵ تک)

۹۹۔ قارن اور متمتع کو اگر قربانی میسر نہو تو کیا کرے۔

۱۔ قارن اور متمتع کو اگر قربانی میسر نہو تو اسکے بدلہ دس روزہ رکھے۔ تین روزہ ایام حج میں اور سات روزے حج سے واپسی پر جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔ (یعنی جسکو نہ میسر ہو (قربانی کا جانور) تو وہ تین دن کے روزہ رکھے ایام حج میں اور سات روزہ حج سے واپسی پر۔ یہ سب ملکر پورے دس ہو گئے)

تشریح۔ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ۔ کا یہ مطلب ہے کہ تین روزے احرام باندھنے کے بعد (نہ احرام باندھنے سے پہلے) جب چاہے رکھے مگر بہتر یہ ہے کہ ساتویں۔ آٹھویں۔ نویں کو رکھے تاکہ آخر روزہ عرفہ کے دن ہو کیونکہ یہ روزے قربانی کے بدلہ میں۔ اور انتظار آخر روز تک کرنا چاہیئے (اور آخر روز تو روز عرفہ ہی ہے۔ کیونکہ دوسرے روز تو قربانی کی ہی جاتی ہے) کہ شاید قربانی ہاتھ لگ جائے تو بہتر ہے اگر عرفہ بھی گذر گیا اور روزے نہ رکھے تو ایک جزا کی قربانی دینی ہوگی۔ کیونکہ ان روزوں کی قضا نہیں دی جاسکتی۔

(نزد امام اعظم) اور فتاوی ظہیریہ میں لکھا ہے کہ۔ تین روزے رکھے اور یہ تینوں عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد سے عرفہ کے دن تک رکھ سکتے ہیں اس سے پہلے اور عرفہ کے بعد جائز نہیں۔ اور افضل یہ ہے کہ ساتویں۔ آٹھویں۔ نویں تاریخ روزے رکھے۔ تاکہ آخر روزہ عرفے کے روز ہو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ تین روزے رکھنے تو چاہئیں عرفے ہی تک لیکن ایام حج گذرنے پر بعد ایام تشریق کے انکی قضا دی جاسکتی ہے کیونکہ انکی ادائگی ایک خاص وقت پر موقوف ہے۔ مگر جب وہ وقت گذر جائے تو پھر انکی قضا دی جائے۔ لیکن امام مالک رحمۃ اللہ

علیہ کہتے ہین کہ اگر عرفے تک تین روزے نہ رکھے ہوں ایام تشریق مین رکھ سکتے ہین۔ کیونکہ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ کے یہ معنی ہین کہ ایام حج مین یہ روزہ رکھے اور ایام حج مین ایام تشریق بھی شامل ہین لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دلیل ہے کہ ایام تشریق مین روزہ رکھنے کی خاص ممانعت آئی ہے۔ لہٰذا قرآن شریف کی اس آیت کا مطلب سوائے ایام تشریق کے ہونا چاہیئے۔ اور ایام تشریق کے بعد انکی قضا اس وجہ سے نہین ہو سکتی۔ کہ یہ روزے قربانی کے بدلے شرع نے مقرر کئے ہین اور حکم دیا ہے کہ روزے ایام حج مین رکھے جائین تو گویا اصل چیز قربانی ہے اور اسکا بدل روزہ ہے۔ تو جب اصل کا بھی وقت گذر گیا اور بدل کا بھی تو جزا کی قربانی دو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس صورت مین ایک قربانی دینے کا حکم کیاہے۔ پس اگر قارن کو عید کے بھی ہدی نہ ملسکے۔ تو اسکو چاہیئے کہ احرام کھولدے۔

اور اس پر دو قربانیاں لازم ہونگی۔ ایک تو اصلی قران کی دوسری ذبح سے پہلے احرام کھولنے کی۔ ہدایہ

ا۔ اگر فوت ہو جائین یہ تین روزے تو انکی جگہ قربانی دے۔ شرح وقایہ۔

سَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ کے مختلف معنی لئے گئے ہین۔ یعنی باقیماندہ ۷ روزے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حج سے واپس مکہ شریف آنے پر اور بعد ایام تشریق کے اگر رکھے تو جائز ہے۔ کیونکہ یہ رَجَعْتُمْ کے معنی لیتے ہین کہ جبکہ تم حج سے فارغ ہو کر واپس (چاہے مکہ اور چاہے اور جگہ) آجاؤ۔ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر حج ختم کرکے مکہ واپس آجاؤ تب یہ روزہ نہین رکھ سکتے جبتک کہ گھر واپس نہ چلے آؤ کیونکہ یہ رَجَعْتُمْ کے معنی یہ لیتے ہین کہ جب تم گھر چلے جاؤ۔ ہان اگر کوئی مکہ مین اقامت کرے یا اقامت کی نیت رکھتا ہو تو مکہ ہی مین یہ روزہ رکھ سکتا ہے جائز ہے۔ کیونکہ اسکا واپس گھر جانا مکہ ہی جانا ہوا۔

ب۔ اگر کسی کو تین روزہ رکھنے کے بعد ایام نحر مین (ان کے گذرنے سے پہلے) قربانی کرنے کی مقدرت ہے تو قربانی اس پر لازم ہے اگر بعد ایام نحر کے مقدرت ہوئی تو قربانی لازم نہین۔ فتاوی عالمگیری۔

ج۔ ان روزون کی نیت رات سے کرے۔ جیسا کہ قضائے رمضان یا کفارہ کے روزون کی کیجاتی ہے۔ اور یہ روزے چاہے برابر رکھے اور چاہے کچھ دن کا فرق دے کر۔ فتاوی عالمگیری۔

د۔ جو قارن پہلے تین روزہ نہ رکھ سکے تو باقی سات بھی اسکے ذمہ سے ساقط ہونگے۔ اور اسکے بدلہ مین قربانی دینی لازم ہوگی۔ فتاوی عالمگیری

۱۰۰ - قربانی کا وقت۔

ا۔ نفل کی ہدی (جیسے حج کی قربانی) کو عید الضحیٰ سے پہلے ذبح کرنا درست ہے (بموجب صحیح قول) لیکن عید الضحیٰ کے روز ذبح کرنا افضل ہے۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۱۶۳)

۲۔ تمتع اور قران کی ہدی کو ایام نحر کے علاوہ اور کسی دن ذبح کرنا جائز نہین۔ ہدایہ دیکھو فقرہ ۱۶۶

۱۰۱ - قربانی کے بعد سر منڈوائے یا بال کتروائے

ا۔ قربانی کے بعد سر منڈوائے یا بال کتروائے لیکن سر منڈوانا بہتر ہے بال کتروانے سے اور حلق کل سر کا کرے جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ ہدایہ۔ شرح طحاوی۔

دلیل ۱۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ تو حاضرین مین سے کسی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ وَالْمُقَصِّرِيْنَ۔ تو پھر آپنے اسیقدر فرمایا غرض تیسری دفعہ جب اس شخص نے دریافت کیا تو آپنے فرمایا اور مقصرین کو بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلق کا درجہ قصر سے زیادہ ہے۔ ہدایہ و عینی شرح کنز۔

دلیل ۲۔ سر منڈوانے سے سر کی میل بالوں کی جڑون تک بالکل صاف ہو جاتی ہے بمقابلہ بال کتروانے کے کہ اس سے اسقدر صفائی نہیں ہوتی۔ گویا سر منڈوانا ایسا ہے جیسے غسل کیا۔ اور بال کتروانا ایسا ہے جیسے وضو کیا۔ ہدایہ

(ا) سر منڈوانے میں یہ سنون ہے کہ پہلے بائیں طرف سے منڈوایا جاوے ۔ فتح القدیر

(ب) بموجب حدیث حَلِّقُوْهُ كُلَّهٗ اَوْ اُتْرُكُوْهُ كُلَّهٗ پاؤ سر کے منڈوانے سے تمام سر کے بال کتروانے اچھے۔

(ج) داڑھی نہ کترے ۔ اگر کترے تو اسکی کچھ جزا نہیں دینی ہوگی ۔ عالمگیری

۲-سر کے کترے ہوئے بال دفن کردے۔ تو مستحب ہے اگر پھینکدے تو مضائقہ نہیں — فتاویٰ عالمگیری

ا سر کے ودھ کے ہوئے بال سوری پر یا بہانے کی جگہ نہ ڈالے ۔ کہ مکروہ ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری

۳-سر منڈوانے کے بعد اگر چاہے تو ناخن لے اور مونچھیں کترے ۔ جامع الرموز ......

ا ۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بال کتروانے یا سر منڈوانے کے وقت ناخن لے اور مونچھیں نہ کترے ۔ کیونکہ احرام اتارنے کے واسطے صرف بال کتروانے یا منڈوانے کا حکم ہے ۔ بہتر یہی ہے کہ ایک ہی موقعہ پر بال اور ناخن نہ کتروائے ۔ کہ نسک میں غیر نسک نہ شامل ہو جائے اور گر سر منڈوانے سے پہلے ناخن کترے ۔ تب تو کفارہ دینا ہوگا ۔ کیونکہ بغیر بال کترنے یا مونڈنے کے احرام سے باہر نہیں ہو سکتا ..... مصنف

۴-سر منڈوایا جائے یا بال کتروائے جائیں (چاہے حج کا احرام اتارنے کے واسطے اور چاہے عمرہ کا) حدود حرم میں کئے جائیں ۔ ہدایہ

(ا) محرم حج کیواسطے منیٰ میں سر منڈوانا اور محرم عمرہ کو مکہ میں سر منڈوانا سنت ہے ۔

(ب) اگر حرم کے باہر سر منڈوائے ۔ تو دیکھو فقرہ ۔ ۱۹۰

۵- عمرہ کے متعلق بھی سر منڈوانا یا بال کتروانے ان ہی مسائل کے تابع ہیں ۔ دیکھو فقرہ ۔ ۶۴ ۔ ۶۵ ۔

۱۰۲ سر منڈوانا یا بال کتروانا واجب ہے اس سے احرام اتار جاتا ہے ۔

۱-مفرد بالحج اور متمتع اور قارن سب آج سر منڈوائیں گے ۔ اور احرام اتار دینگے ۔ در مختار

ا ۔ سر منڈوانا قارن اور متمتع کا عید کے روز ہوگا ۔ جیسا کہ مفرد حج کرنے والا کرتا ہے ۔ اور اسی سر منڈنے کے بعد قارن اور متمتع احرام سے باہر ہو جائیں گے نہ قربانی کی وجہ سے بالکل اسی طرح جس طرح مفرد بالحج ہوتا ہے ..... ہدایہ

۲ چوتھائی سر کا منڈوانا واجب ہے اور یہ اندازہ مسح سر پر کیا گیا ہے ۔ جو وضو میں ہوتا ہے ۔ ہدایہ در مختار

۳-بال کتروائے تو ایک انگل پور کے برابر کتروائے ۔ اسیقدر واجب ہے ۔ ہدایہ ۔ در مختار

۴-عورت کو صرف بال کتروانے چاہئیں ۔ اور انگلی کی ایک پور کے برابر ۔ اور سر منڈوانا اسکو جائز نہیں ۔ فتاویٰ عالمگیری در مختار

ا انگلی کی ایک پور سے زیادہ احتیاطاً کترنے چاہئیں تاکہ بعض بال اگر کم بھی کترے جائیں ۔ تو حکم کے موافق ہو جائیں ۔ غایۃ السروجی

۵- سر منڈوانے یا بال کتروانے کے بغیر احرام سے باہر نہیں ہو سکتا ۔ اگر کسی عذر سے بال منڈوا نہیں سکتا ۔ تو کتروائے ۔ اگر کتروا نہیں سکتا تو منڈوائے ۔ فتاویٰ عالمگیری

ا لا ۔ جس کے سر پر زخم ہوں ۔ جسکی وجہ سے سر منڈوا نہیں سکتا ۔ اور کترنے کے لائق بال نہیں ۔ تو وہ یونہی احرام سے باہر ہو گیا ۔ کیونکہ وہ سر منڈوانے اور بال کتروانے سے عاجز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ احرام سے باہر ہونے میں ایام قربانی میں آخر وقت تک تاخیر کرے ۔ اگر تاخیر نہ کرے تب بھی اسکے ذمہ کوئی جزا نہ ہوگی ۔ فتاویٰ عالمگیری

ا ۔ اگر محرم ایسی جگہ چلا گیا ۔ جہاں نہ استرہ ہے اور نہ کوئی سر مونڈنے والا ۔ تو یہ عذر معتبر نہیں ۔ اور سر مونڈنے یا بال کترنے کے بغیر احرام سے باہر نہیں ہو سکتا ۔

ب اگر نورہ سے سر مونڈ لیا ۔ تب بھی جائز ہے ..... در مختار ۔ نورہ ایک مرکب ہے ۔ جو ہڑتال وغیرہ سے تیار کیجاتی ہے جسکے لگانے سے بال جھڑ جاتے ہیں

(ج) اگر سر منڈواتے وقت سر پر بال ہوں ۔ مثلاً پہلے سر منڈوا چکا ہے یا کوئی اور سبب ہے ۔ تو چاہیئے کہ استرہ سر پر پھیرے ۔ کیونکہ اگر اسکے سر پر

بال ہوتے تو اس صورت میں ایک تو استرہ پھرتا۔ اور دوسرے بال منڈتے۔ اب جب بال نہیں ہیں تو جس چیز سے عاجز ہے وہ اسکے ذمہ نہیں ہے۔ اور جس چیز سے عاجز نہیں ہے۔ وہ اسکے ذمہ لازم ہے۔ پھر علماء کا اختلاف اس امر میں ہے کہ استرہ پھروانا واجب ہے یا مستحب۔ تو فیصلہ یہی ہے کہ واجب ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عالمگیری ۔ کفایہ ۔ عینی شرح کنز

۶۔ سر منڈوانے یا بال کتروانے سے امام اعظم کے نزدیک لیکن رمی جمرہ عقبہ سے بھی امام شافعی کے نزدیک محرم احرام سے باہر ہو جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہدایہ

دلیل ۔ حضرت امام شافعی کے نزدیک سر منڈوانا اور رمی جمرہ عقبہ احرام سے باہر نکلنا ہیں۔ یہی اثر رکھتے ہیں۔ کیونکہ جیسے رمی جمرہ عقبہ کا ایک خاص وقت ہے۔ سر منڈوانے کا بھی ایک خاص وقت ہے۔ گویا رمی جمرہ عقبہ بھی اسباب تحلیل سے ہے۔ امام اعظم یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ اسباب تحلل سے وہ چیز ہو سکتی ہے جو کسی دوسرے وقت میں جنایت ہو۔ جیسا کہ حلق سر اور طواف زیارت میں یہ بات نہیں۔ اس واسطے طواف زیارت اسباب تحلل سے نہیں ہو سکتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہدایہ

۱۰۳ ۔ سر منڈوانے کا وقت

۱۔ حلق یا قصر کا وقت عید کے روز صبح رمی جمرہ عقبہ کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور ایام نحر ختم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ ہدایہ

ا۔ سر منڈوانے کے واسطے دن مقرر ہیں (یعنی دسویں گیارہویں بارہویں ذی الحجہ) اور افضل ان دنوں میں پہلا دن ہے۔ غایۃ السروجی

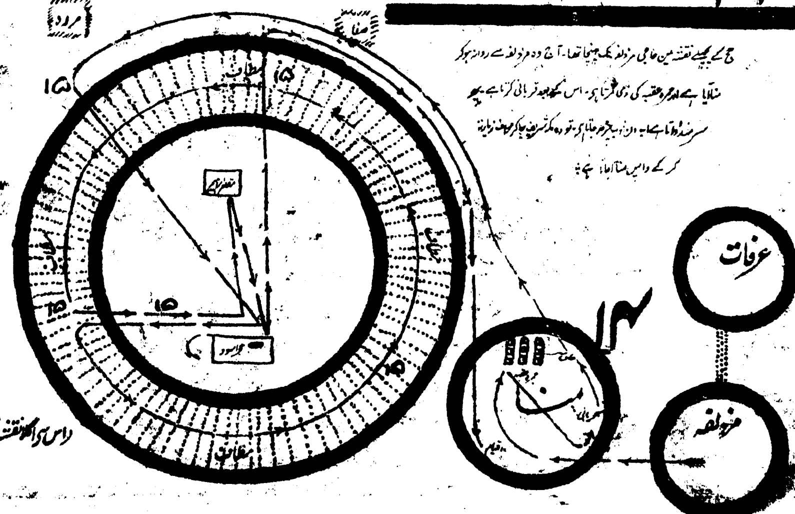
ب۔ اگر وقت سے پہلے سر منڈوایا تو احرام نہیں اتار سکتا۔

ج۔ سر منڈوانے کا افضل وقت روز عید ہے۔

۲۔ محرم عمرہ کے حلق یا قصر کا وقت صفا و مروہ کی سعی کے بعد ہے۔

ا۔ محرم عمرہ کے واسطے حلق کا وقت چار چکر طواف عمرہ کے شروع ہو جاتا ہے۔

۱۰۴ ۔ نقشہ ترتیب ادائگی حج (نقشہ چہارم) (۱۰۔ ذی الحجہ کی کارروائی)



داس کے بعد کا نقشہ ۱۱ نقشہ ۵ میں

۱۰۵۔ سر منڈوانیکے بعد سب چیز کا استعمال جائز ہے سوائے بعض کے

۱۔ سر منڈوانیکے بعد صرف جماع جائز نہیں جبتک طواف زیارت نہ کیا جائے نزد امام اعظمؒ۔ لیکن امام مالکؒ کے نزدیک جب تک خوشبو کا استعمال بھی جائز نہیں۔ ہدایہ۔

ا۔ امام اعظم کے نزدیک ہر طریق کا جماع ناجائز ہے برخلاف امام شافعیؒ۔ کیونکہ جماع کسی طریق پر بھی رفع شہوت ہے۔ عالمگیری (دیکھو نقرہ ۱۰۵) بولا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ تو کل شئی میں خوشبو بھی آگئی۔ اور امام مالکؒ کا قیاس اس میں دخل نہیں رکھ سکتا۔ ابہ
ج۔ عمرؓ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے إِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ مَا حَرُمَ إِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّيبَ۔ یعنی جب رمی کرچکے تم جمرہ کی تو حلال ہوئیں تمہارے واسطے وہ چیزیں۔ حرام ہوئیں نہیں لیکن عورتیں اور خوشبو۔ اس کی اسناد منقطع ہیں۔ نسائی اور ابن ماجہ میں ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ جب تم جمرہ کی رمی کرچکے تو حلال ہوئیں تمہارے لئے سب چیزیں مگر عورتیں۔ تو دریافت کیا ایک شخص نے کہ کیا خوشبو بھی حلال ہے تو فرمایا انہوں نے دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تر کرتے تھے سر کو اپنے مشک سے۔
ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے حدثنا وکیع عن هشام ابن عروه عن عائشة عنه عليه السلام اذا رميتم الجمرة العقبة فقد حل له كل شئ الا النساء۔ (یعنی جب رمی کرچکے تم میں سے کوئی جمرہ عقبیٰ کی رمی حصول ہوئیں۔ اس کے واسطے سب چیزیں مگر عورتیں)۔ اس میں خوشبو کا ذکر نہیں ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے لیکن اس کی اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ہے اور وہ ضعیف ہے۔ ہاں قوی دلیل وہ ہے جو بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ کہا انہوں نے کہ خوشبو لگائی میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے احرام کے وقت اور قبل طواف خانہ کعبہ کے اور اس میں شک تھا۔
د۔ اگر سر منڈوا کر عمرہ کا احرام کھولے تو یہ قاعدہ نہیں ہے کہ بعض چیز حلال ہوتی ہے اور بعض نہیں۔ بلکہ تمام چیزیں حلال ہوجاتی ہیں۔

۲۔ اگر حلق یا قصر کے بعد جماع کرے (یعنی اگر طواف زیارت سے پہلے جماع کرے) دیکھو نقرہ ۱۰۲

۱۰۔ ذی الحجہ

موقع ۱۵ — آج ہی سر منڈوانیکے بعد مکہ معظمہ جاکر طواف زیارت کرے اور واپس منا آجائے — ۱۵ موقع

جب سر منڈوا چکے تو چاہیئے کہ مکہ آکر طواف زیارت کرے اور اس طواف کو آجکے روز ادا کرنا فضیلت رکھتا ہے۔ کیونکہ سنت خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ چاہیئے کہ مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہو اور طواف ادا کرے۔ مگر اس طواف میں رمل کرے اور اسکے بعد سعی کرے۔ اگر رمل اور سعی پہلے طواف قدوم میں کرچکا ہے۔ اگر نہیں کیا تھا تو اب کرے۔ بعد طواف کے مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے۔ بعض کے نزدیک اس کے بعد زمزم کا پانی پئے۔ اگر سعی نہیں کی تھی تو اب حجر اسود کے پاس جاکر بوسہ دے اور دروازہ صفا سے باہر نکل کر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے۔ سعی کے بعد نماز ظہر مسجد حرام میں پڑھکر منا آجائے۔ اور منا میں تین رات قیام کرے۔

۱۰۶۔ طواف زیارت کو مکہ جانا اور واپس آنا

۱۔ حلق کے بعد طواف زیارت کے واسطے مکہ تشریف جائے اور بعد نماز ظہر واپس آئے۔

حل یشد روایت ہے کہ حلق کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو آپ نے رجوع کیا طرف مکہ کے اور طواف کیا خانہ کعبہ کا۔ پھر پھرے پر واپس

آئے منا میں اور نماز پڑھی ظہر کی منا میں۔ پھر حدیث جابر میں ہے کہ سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آئے خانہ کعبہ میں اور نماز میں پڑھیں ظہر کی مکہ میں۔ رواہ مسلم۔

تشریح۔ یہاں دو حدیثیں غیر متفق ہیں۔ تو شیخ ابن الہمام نے کہا کہ جب معارض ہوئیں دو حدیثیں اور نماز ظہر تو کہیں پڑھنی ضرور ہے تو مسجد حرام میں پڑھنی بہتر ہے کہ وہاں ثواب زیادہ ہے۔

۲۔ اگر کسی نے اپنا اسباب مکہ میں بھیج دیا اور خود اقامت کی منیٰ میں واسطے رمی کے مکروہ ہے۔ شرح وقایہ۔

دلیل۔ وجہ یہ ہے کہ روایت ابن ابی شیبہ میں ہے کہ من قدّم ثقله قبل النفر فلا حج له (جو شخص بھیج دے اسباب اپنے کوچ کرنے سے قبل تو اس کا حج ٹھیک نہیں) اور حضرت عمر نے فرمایا ہے کہ من قدم ثقله من منیٰ لیلة النفر فلا حج له۔ دوسری دلیل یہ ہے جو صاحب ہدایہ نے لکھی ہے کہ اسباب کے چلا جانے سے آدمی کا دل ٹھکانے نہیں رہتا۔

ا۔ اگر سب دن کی رمی سے فارغ ہونے سے پہلے اسباب مکہ شریف بھیج دے اور خود منیٰ میں رہے تو مکروہ ہے۔ ہدایہ۔

۱۰۷۔ طواف زیارت

(سر منڈوانے کے بعد مکہ معظمہ جاکر طواف زیارت کرکے واپس منیٰ آجائے)

۱۔ طواف زیارت بعینہ دیگر طواف کے قاعدہ پر کیا جاتا ہے۔ (طواف کرنے کے طریق کے واسطے دیکھو فقرہ ۵۰ سے ۵۶ تک)

ا۔ اگر طواف قدوم میں رمل نہیں کیا ہے اور اسکے بعد سعی بھی نہیں کی تھی تو اس طواف میں رمل کرے اور اس کے بعد سعی کرے۔ ہدایہ۔

ب۔ اس طواف کے بعد بھی دو رکعت نماز پڑھی جائیگی جیسے ہر طواف کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ فتاویٰ قاضیخاں۔

ج۔ جیسا کہ اول ہی اول مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہوا تھا اس طواف کے واسطے بھی اسی دروازہ سے داخل ہو۔ ہدایہ

د۔ اگر چار چکر طواف کے کر چکا تو عورت اس پر حلال ہو جائیگی کیونکہ فرض چار چکر ہیں اور باقی واجب جو کہ قربانی دینے سے پورا ہو جاتا ہے۔ [illegible]

ر۔ افضل یہ ہے کہ رمل اور سعی اس طواف کے ساتھ کرے۔ تاکہ فرض کے ساتھ ادا ہو نہ طواف قدوم کے ساتھ کہ سنت کے ساتھ ادا ہو۔ [illegible]

۲۔ اگر طواف زیارت ایام نحر کے بعد کرے۔ یا طواف زیارت ترک کرکے چلا جائے۔ اسکے متعلق دیکھو فقرہ ۔ ۱۸۲

۳۔ اس طواف کو طواف زیارت۔ طواف افاضہ۔ طواف یوم نحر۔ طواف رکن۔ طواف واجب بھی کہتے ہیں۔ ہدایہ عالمگیری

۴۔ اگر طواف زیارت کے وقت عورت حائض ہو۔ دیکھو فقرہ ۔ ۱۳۹

۱۰۸۔ طواف زیارت رکن حج ہے

۱۔ طواف زیارت فرض ہے اور حج کا رکن ہے۔ چنانچہ اسی طواف کی نسبت قرآن شریف میں آیا ہے وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ

(پارہ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ۔ سورہ حج) البیت العتیق کے معنی ہیں پرانا گھر یعنی خانہ کعبہ۔ چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے وَهٰذَا الطَّوَافُ هُوَ الْمَفْرُوْضُ فِي الْحَجِّ وَهُوَ رُكْنٌ فِيْهِ اِذْ هُوَ الْمَأْمُوْرُ بِهٖ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ

۱۰۹۔ طواف زیارت کا وقت

۱۔ طواف زیارت کا وقت عید کے روز صبح ہونے پر شروع ہو جاتا ہے اور ایام نحر کے اختتام پر ختم ہو جاتا ہے۔

ا۔ طواف زیارت ایام نحر میں سے کسی روز بھی کیا جا سکتا ہے لیکن پہلا دن کہ عید کا دن ہے افضل ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ افضل ایام

نحر میں سے پہلا دن ہے۔ ہدایہ وغیرہ

ب ۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں طواف اور ذبح کا ذکر ساتھ فرمایا ہے اسی وجہ سے یہ دونوں ایام نحر میں یعنی ۱۰ ۔ ۱۱ ۔ ۱۲ ذی الحجہ کے اندر کئے جاتے ہیں ۔ ہدایہ

۱۱۰ ۔ طواف زیارت کے بعد سب چیز جائز ہے

۱ ۔ اس طواف کے بعد جماع بھی درست ہے (اور خوشبو کا استعمال بھی (نزد امام مالک) شرح وقایہ

۱ ۔ جماع تو سر منڈانے کے بعد جائز ہو گیا تھا مگر اس کا عمل طواف زیارت تک رکا گیا تھا ۔

۱۱ ۔ ۱۲ ۔ ۱۳ ۔ ذی الحجہ

موقع ۱۶ اب منا میں قیام کرے اور تینوں دن تمام جمرات کی رمی کرتا رہے ۱۶ موقع

سید ابو الہاشم سندی رحمۃ اللہ علیہ[1] نے اپنے مناسک میں لکھا ہے کہ ان دنوں میں جمرات کی رمی بعد نماز ظہر کیجائے ۔ تو چاہیئے کہ بعد نماز ظہر جمرہ اول کے پاس آئے جو مسجد خیف کے نزدیک ہے اور نشیب میں جمرہ سے پانچ گز یا زیادہ فاصلہ پر روبقبلہ کھڑا ہو کر اس جمرہ کی رمی کرے جیسا کہ فقرہ ۹۵ میں ذکر ہوا ۔ اسکے بعد ذرا جمرہ کیطرف بڑھے اور بائیں طرف روبقبلہ وقوف کرے یعنی کھڑا ہو کر دعا تحمید و تہلیل و تکبیر و تسبیح و استغفار و صلوٰۃ بر رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التسلیم پڑھے اور بہت عجز و زاری اور خضوع قلب سے دعا کرے ۔ اور کم از کم اتنی دیر قیام کرے جتنی دیر میں سورۃ بقر پڑھ سکتے ہیں ۔ اسکے بعد جمرہ وسطی پر آوے اور اس پر بھی اسیطرح رمی کرے جیسے جمرہ عقبہ پر کی تھی اور اسیطرح وقوف کرے مگر جمرہ کیطرف نہ بڑھے بلکہ بائیں طرف کنکروں کی زد سے بچکر روبقبلہ کھڑا ہو ۔ اسکے بعد جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور رمی کے بعد وقوف نہ کرے ۔ بلکہ اپنی قیامگاہ پر چلا جاوے

۱۱۱ ۔ نقشہ ترتیب ادائیگی حج (نقشہ پنجم)

(۱۱ ۔ ۱۲ ۔ ۱۳ ۔ ذی الحجہ کی کارروائی)

ان تین روز میں روزانہ جمروں پر کنکر مارے جائینگے ۔ وہ حاجی اپنی قیامگاہ سے روانہ ہو کر مسجد خیف کے سامنے سے ہوتا ہوا جمرہ اول پر آتا ہے اور اس پر کنکر مارنے کے بعد جمرہ وسطی پر مارتا ہے اور اسکے بعد جمرہ عقبہ پر اور وہاں قیام نہیں کرتا

(دیکھو ۱۱۲)

(ان تین روز میں منا ہی میں رہیں)

عرفات

مزدلفہ

منا

جمرات

قیامگاہ

راستہ

۱۶

باب السلام

مروہ

صفا

مطاف

مقام ابراہیم

حجر اسود

(اس سے اگلا نقشہ فقرہ ۱۱۸ میں)

[1] صرف سید ابو الہاشم صاحب نے اپنے مناسک میں اس امر کا ذکر کیا ہے ۔ اور کسی فقہ کی کتاب میں مجھے نہیں ملا ۔ اگر نماز ظہر سے پہلے پڑھے تب بھی مضائقہ نہیں ۔

۱۱۲ - گیارہویں کو تمام جمروں کی رمی ہوگی

۱ - بعد زوال آفتاب جمروں کی رمی اس ترتیب سے کرے کہ اوّل جمرہ اولیٰ کی یعنی اُس جمرہ کی جو مسجد خیف کے پاس ہے اسکے بعد اس سے اگلے جمرہ کی اور اس کے بعد جمرہ عقبہ کی - ہدایہ (دیکھو نقشہ جمرات فقرہ - ۹۳)

۲ - سب جمروں پر سات سات کنکریاں پھینکے (بالکل اسی قاعدہ پر جیسا کہ جمرہ عقبہ پر پھینکی تھی - دیکھو فقرہ - ۹۵) اور تکبیر اور تہلیل کہے اور جمرہ اولیٰ پر رمی کے بعد بھی وقوف کرے (یعنی جہاں اور لوگ ٹھہرتے ہیں وہاں ٹھہرے) اس کے بعد جمرہ وسطیٰ کی رمی کی بعد بھی وقوف کرے مگر جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد وقوف نہ کرے - ہدایہ -

ا - یہ طریق موافق روایت جابرؓ کے ہے جو اُنہوں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حج کے متعلق کی ہے - ہدایہ -

ب - جمروں پر رمی کرنا - اور بیچ میں وقوف کرنا اس نقشہ سے صاف معلوم ہوگا -

جمرہ اولیٰ ...... وقوف ...... جمرہ وسطیٰ (۲) ...... وقوف ...... جمرہ عقبہ (۳) ...... ×

فاصلہ ۳۰۵ گز ...... فاصلہ ۴۸۰ گز ...... لمحطا زہ

{ یاد رہے کہ وقوف کی جگہ نشیب سے ذرا اوپر ہے - محیط -

ج - وقوف میں خدا تعالیٰ کی حمد اور تکبیر و تہلیل کہے اور درود بھیجے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اپنی حاجت مانگے خدا تعالیٰ سے اور دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے - کیونکہ رسو خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ اور ان سات مقامات میں جمروں کا بھی ذکر کیا ہے - (دیکھو) ہدایہ

د - لکھا ہے کہ ان سات جگہوں میں طلب مغفرت کرے مسلمانوں کے واسطے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا مانگی تھی -

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ - ہدایہ (ترجمہ، اے خدا بخشدے حاجیوں کو اور اس شخص کو جس کے واسطے حاجی مغفرت کی دعا کریں -

۳ - جب ایک رمی کے بعد دوسری رمی ہو تو ان کے درمیان وقوف ہوگا - اور جب ایسا نہو تو وقوف نہو گا - ہدایہ

کیونکہ جب ایک رمی کے بعد دوسری کیجاتی ہے تو عبادت کا سلسلہ جاری ہے اور بیچ میں وقوف کر کے دعا پڑھنی چاہئے - اور جب ایک رمی کے بعد دوسری نہو تو عبادت ختم ہو چکی اس لئے وقوف نہو گا - لہذا جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد نہ عید کے روز وقوف ہے اور نہ کسی دن - ہدایہ

ج - لکھا ہے کہ ابراہیم جراح حضرت امام ابو یوسف کی بیمار پرسی کو گئے کہ وہ بہت سخت بیمار تھے اور قریب المرگ تھے - جب یہ پہنچے تو آپ نے آنکھیں کھولدیں اور پوچھا کہ رمی سوار ہوکر کرنا افضل ہے یا پیدل - تو جراح بولے کہ پیدل تو اُنہوں نے کہا کہ تو نے خطا کی - پر اُنہوں نے کہا سوار ہو کر تو پھر بھی کہا کہ خطا کی تو آپ بولے کہ جو رمی کہ اسکے بعد تسبیح و تہلیل اور دعا لازم ہو وہ پیدل افضل ہے - اور جو ایسی نہیں ہے وہ سواری پر افضل ہے - اس کے بعد جراح چلے گئے اور گھر تک مشکل سے پہنچے ہوں گے کہ حضرت صاحب کے انتقال کی خبر پہنچی + قابل غور ہے کہ امام صاحب کی کیا یادداشت تھی اور ایسے بزرگوں کے ایسے وقت پر کیا خیال ہوتے تھے -

۴ - رمی جمرہ عقبہ کی سواری پر کرنی جائز ہے اور اور جمروں کی نہیں - شرح وقایہ -

۵ - رمی جمار خود کرنی چاہئے نہ نائب کے ذریعہ الا معذور کو - (دیکھو فقرہ - ۱۴۳)

۶ - رمی کی ترتیب میں غلطی یا کنکریاں پھینکنے میں غلطی اور اس کی تردید کے متعلق دیکھو - فقرہ - ۱۱۱

۱۱۳ - بارہویں کو تمام جمروں کی رمی ہوگی - اسکے بعد منا سے جا سکتا ہے

۱ - بارہویں کو زوال آفتاب کے بعد تمام جمروں کی رمی اسی طرح کرے جس طرح گیارہویں کو کی تھی اور اس کے

بعد اگر چاہے تو مکہ جاسکتا ہے۔ ہدایہ۔

دلیل۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ۔

ا۔ آج اگر مکہ شریف روانہ ہوا تو وہاں کے لوگ اس کو نفر اول کہتے ہیں اور جو کل کنکریاں پھینکنے کے بعد جائیگا اُس کو نفر دوم کہتے ہیں۔ فتاوی عالمگیری۔

ب۔ اگر آج مکہ شریف چلا جائے تو کل کی رمی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ فتاوی عالمگیری۔

۱۱۴- بارہویں کو منا میں قیام

ا۔ آج بھی اگر قیام کرے تو افضل ہے اور دوسرے روز بھی رمی کرے۔ جیسا کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ ہدایہ

تشریح۔ بڑے بڑے عابد اور صاحب ہمت لوگ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صبر حتی رمی الجمار الثلث فی یوم الرابع۔

(یعنی چوتھے روز یعنی تیرہوین کو بھی آپنے رمی جمار کی تھی)

۱۱۵- رمی جمار واجب ہے۔

ا۔ جمرون پر کنکریان مارنی واجب ہین۔ اور آخر سے آخر وقت تیرہوین تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے رمی کیجا سکتی ہے۔

تشریح۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہین۔ من ترک الرمی الجمار فی الایام کلها فعلیه دم لتحقق ترک الواجب۔ جس نے کل ایام کی رمی جمار ترک کی تو اس کے ذمہ ایک قربانی ہوگی۔ کیونکہ واجب کا ترک کرنا پایا گیا۔

ا۔ فتاوی عالمگیری اور شرح طحاوی اور شرح وقایہ کے مطالعہ سے پایا جاتا ہے کہ جمروں پر رمی کرنا ایام نحر میں واجب ہے۔ اور اگر ایام نحر گزر جائیں تو اُس کی قضا نہیں دیجا سکتی۔ بلکہ سب رمی کے بدلے ایک بکرے کی قربانی کافی ہے۔

۱۱۶- رمی جمار کا وقت

ا۔ اگر کسی سے تینوں دن کی رمی جمار رہگئی ہو تو اُسکو چاہئے کہ آج سورج غروب ہونیسے پیشتر کل رمی کرلے ورنہ غروب آفتاب کے بعد کہا جائیگا کہ رمی ترک کی گئی۔ ہدایہ۔

دلائل۔ غروب آفتاب کی شرط اس واسطے لگائی کہ رمی ایام نحر میں عبادت خیال کی گئی ہے اور جبتک ایام نحر جاری ہیں۔ رمی کیجا سکتی ہے اور جب ایام نحر گذر گئے تو رمی ترک ہوئی۔ ہدایہ

ا۔ سب دن کی رمی آج اس طرح کرنی چاہیئے کہ اوّل رمی جمرہ عقبہ کرے۔ اسکے بعد تینوں جمروں کی رمی دو دو دفعہ اسی ترتیب کرے جیسے روز ہوتی ہے۔ ہدایہ ۔ دیکھو فقرہ ۱۸۸

ج۔ اس رمی کا وقت گیارہوین کے روز بعد زوال آفتاب شروع ہوکر تیرہوین کی شام کو ختم ہوجاتا ہے

۱۱۷ - تیرہویں کو صبح مکہ جا سکتا ہے ورنہ رمی کے بعد

ا۔ آج صبح صادق سے پہلے مکہ جا سکتا ہے۔ اور اگر صبح ہو جائے تو تینوں جمرات اسکے ذمہ ہو جائیگی۔ ہدایہ۔ قاضیخان

۱۔ امام اعظم کے نزدیک زوال سے پہلے پہلے رمی کر کے چلا جائے تو استحساناً جائز ہے۔ لیکن صاحبین کے نزدیک حسب دستور زوال کے بعد رمی کرے، جب جائے۔ ہدایہ۔

دلیل۔ امام شافعی یہ ہے کہ شام کے بعد روانگی کا ارادہ کرنا درست نہیں۔ لہٰذا رات ہونے پر رمی اسکے ذمہ ضروری ہوئی۔ صاحبین کے نزدیک رمی کے اور دونوں کی طرح یہ دن بھی ہے۔ مگر صرف فرق اتنا ہے کہ آج صبح چلا جانیکی اجازت ہے۔ بمقابلہ اور دونوں کے ہاں جب صبح ہوگئی اور چلا جانیکی اجازت نہ رہی تو یہ دن بھی اور دونوں کی طرح ہو گیا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ (۱) یہ طریق ابن عباسؓ کے موافق ہے (۲) یہ کہ جب آج رمی ترک کر کے چلا جانے کی اجازت ہے اگرچہ علی الصباح ہی ہو۔ تو اگر رمی کو زوال سے پہلے کر لیا جائے تب بھی مضائقہ نہیں۔ بخلاف گیارہویں اور بارھویں کے کہ ان ایام میں رمی زوال سے پہلے جائز نہیں۔ بوجہ حدیث جابرؓ کیونکہ ترک بھی ان دو ایام میں جائز نہیں ہے۔ ہدایہ

(۱۳۔ ذی الحجہ کی مزید کارروائی)

۱۱۷ اب منیٰ سے کوچ کرے اور مکہ معظمہ آکر طواف الصدر ادا کرے ۱۱۷

موقع — موقع

اس طواف کی ادائگی کیواسطے باب السلام سے مسجد حرام میں داخل ہو اور یہ طواف حاج آفاقی کیواسطے واجب ہے نہ مکی کیواسطے اور نہ حائض و نفسا کے واسطے بشرطیکہ ہر دو موخر الذکر حدود مکہ سے باہر ہونیسے پہلے پاک ہوں۔ اگر کوئی شخص مکہ میں رہایش اختیار کرے تب اسکے ذمہ یہ طواف نہیں رہے گا۔

(۱۳۔ ذی الحجہ کی کارروائی)

۱۱۸ - نقشہ ترتیب ادائگی حج (نقشہ ششم)

آج حاجی رمی جمرات کے بعد منا سے روانہ ہو کر مکہ شریف آتا ہے اور طواف وداع کرتا ہے اور پھر چاہ زمزم پر آتا ہے۔ باب السلام کیطرف سے خانہ کعبہ سے رخصت ہوتا ہے۔ اب حج ختم ہو گیا۔

مروہ
صفا
مطاف
باب السلام
مقام ابراہیم
حجر اسود
باب الوداع
عرفات
مزدلفہ
منا
جمرات

(حج کے نقشہ ختم ہوئے)

۱۱۹ منیٰ سے مکہ کی طرف روانگی اور محصب پر قیام

۱۔ منا سے مکہ جاتے ہوئے وادیٔ محصب (یعنی ابطح) پر اُترکر ذرا قیام کرے۔ بلکہ جیسا حدیث بخاری میں ہے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء پڑھ کر ذرا سی دیر سو کر مکہ جائے۔ ہدایہ و صحیح بخاری

تحلیل۔ وادی محصب پر اسوجہ سے ذرا ٹھیرے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر قصداً نزول فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ نے صحابہ کرام کو فرمایا تھا کہ اِنَّا نَازِلُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِخَیْفِ بَنِیْ کِنَانَۃَ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَی الْکُفْرِ یعنی ہم کل مقام بنی کنانہ پر اتریں گے۔ جہاں کہ مشرک جمع ہوئے تھے۔ اور آپس میں عہد کیا تھا کہ ہم شرک پر ثابت قدم رہیں گے۔ اور بنی ہاشم اور بنی مطلب سے قطع تعلق کریں گے۔ اور اُن سے تعلق رشتہ داری آیندہ سے ترک کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس جگہ قیام کرنے سے مطلب یہ تھا کہ کفار کا وہاں قیام کرنا شعائر کفر ظاہر کرنا تھا۔ اور ہمارا قیام اُسکے خلاف شعائر اسلام ظاہر کرنا ہو۔ ہدایہ۔ کفایہ۔ ذخیرہ

ا۔ اصح یہ ہے کہ محصب میں اترنا علمائے حنفیہ کے نزدیک سنت ہے۔ اور نہ اترنا بُرا ہے۔ فتاوی عالمگیری + ہدایہ میں لکھا ہے کہ یہاں اترنا ایسا مسنون ہے جیسا طواف میں رمل۔

ب۔ صحیح بخاری میں ہے۔ حدثنا اصبغ بن الفرج انا ابن وھب عن عمرو بن الحارث عن قتادۃ ان انس بن مالک حدثہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی الظھر والعصر والمغرب والعشاء ثم رقد رقدۃ بالمحصب ثم رکب الی البیت فطاف بہ۔

ج۔ امام شافعی کے نزدیک ابطح میں اترنا سنت نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے۔ عن عائشۃ قالت نزول الابطح لیس بسنۃ اور یہی قول ابن عباس کا ہے۔ کیونکہ آپنے وہاں صرف آرام لینے کی غرض سے قیام کیا تھا۔ عینی شرح کنز۔

۱۲۰ طواف الصدر یا طواف الوداع

(مکہ شریف آئے تو طواف الصدر کرے)

۱۔ مکہ شریف پہنچکر طواف الصدر کرے مگر اس میں رمل نہ کرے۔ ہدایہ

ا۔ چونکہ پہلے طواف میں رمل کر چکا ہے اس میں نہ کرے کیونکہ رمل مشروع نہیں ہے مگر ایک مرتبہ کرنا۔ ہدایہ

ب۔ حسب قاعدہ طواف کے ۷ چکر کرے۔ اور اُنہی قواعد کی پابندی کرے جنکا ذکر فقرہ ۹۵ سے ۱۰۵ میں ہے۔

۲۔ طواف کے چکروں کے بعد حسب قاعدہ دوگانہ نماز پڑھے۔ ہدایہ

ا۔ شیخ امام کرخی بروایت ابو حنیفہ لکھتے ہیں کہ جب طواف صدر سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم پر آوے۔ اور دو رکعت نماز پڑھے۔ فتاوی عالمگیری

۳۔ اس طواف کو طواف الصدر اور طواف الوداع اور طواف الافاضہ طواف آخر عہد بالبیت طواف الواجب بھی کہتے ہیں۔ ہدایہ عالمگیری

تشریح۔ اس طواف کو طواف الوداع اسواسطے کہتے ہیں کہ اس طواف کے بعد آفاقی خانہ کعبہ سے رخصت ہوتا ہے۔ اور طواف الصدر اسلیے کہتے ہیں کہ صدور یعنی واپسی کے ہیں۔ تو اس طواف کے بعد حج ختم کرکے اپنے اہل و عیال میں واپس جاتا ہے۔ ہدایہ

۱۲۱ طواف صدر غیر مکی پر واجب ہے

۱۔ طواف صدر غیر اہل مکہ پر واجب ہے نزد امام اعظم بر خلاف امام شافعی و امام مالک اور اہل مکہ پر واجب نہیں۔ ہدایہ و عینی شرح کنز

دلیل - امام شافعی و امام مالک - اگر طواف واجب ہوتا تو اول مکہ اور حائض کے ذمہ بھی واجب ہوتا اور اُن پر معاف نہ کیا جاتا۔
علماء حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ عن ابن عباس انہ قال کان الناس ینصرفون فی کل وجہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا ینفر احد حتی یکون اخر عہدہ بالبیت۔ رواہ مسلم واحمد۔ اور ایک روایت میں اتنا اور آیا ہے۔ الا انہ خفف عن المرأۃ
الحائض - رواہ البخاری ومسلم۔ اور روایت کی ترمذی نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے خانہ کعبہ کا
اسکا آخری کام ساتھ خانہ کعبہ کے یہ ہوتا ہے کہ یہ طواف کرے۔ جامع ترمذی میں ہے کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ اور ہدایہ میں یہ بھی لکھا ہے
کہ غیر اہل مکہ پر اسوجہ سے واجب نہیں ہے کہ وہ خانہ کعبہ سے رخصت ہو کر کہیں باہر نہیں جاتے۔
ا حیض والی اور نفاس والی عورت پر اور جس شخص کا حج فوت ہو گیا ہو۔ اُن پر یہ طواف واجب نہیں۔ محیط سرخسی۔

۲- آفاقی اگر حج کے بعد مکہ میں سکونت اختیار کرے تو طواف صدر اُسپر واجب نہیں۔ عالمگیری۔

وجہ۔ یہ ہے کہ یہ طواف صرف اسپر واجب ہے جو مکہ سے چلا جائے۔ نہ اُسپر جو مکہ میں رہائش کا ارادہ کرے۔ اگر ارادہ رہائش کا کرے تو چاہئے
کہ نفر اول (دیکھو فقرہ ۱۱۴) سے پہلے کرے اگر اسکے بعد کیا تو طواف الصدر اُسپر واجب ہوگا۔ اور پھر سکونت کا ارادہ کرنے سے اسکے ذمہ سے نہیں
جا سکتا۔ یہ قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ اور بعضوں کے نزدیک امام کا بھی ہے وجہ یہ ہے کہ جب ایک مرتبہ طواف الصدر واجب ہو گیا کہ اسکا وقت
آپہنچا۔ پھر مکہ کی سکونت کا ارادہ قائم کرنے سے اسکے ذمہ میں سے نہیں جا سکتا۔ عالمگیری و ہدایہ۔
۱۔ اگر کوئی کوئی مکہ میں سکونت اختیار کرنے کے بعد مکہ سے باہر چلا گیا۔ تو طواف الصدر اسکے ذمہ واجب نہیں ہے۔ عالمگیری۔

۳- طواف صدر حسن رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عمرہ کرنیوالوں پر بھی ہے جبکہ وہ مکہ سے وطن جائیں۔ کفایہ۔

۱۲۲- طواف الصدر کا وقت

۵- طواف الصدر کا وقت طواف زیارت کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور اختتام کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ جبتک مکہ میں مقیم ہے یہ طواف کر سکتا ہے۔ عالمگیری

۱۔ طواف الصدر مکہ سے رخصت ہونیوالے پر جب وہ رخصت کا ارادہ کرے واجب ہوتا ہے۔ عمرہ کرنیوالے اور اہل مکہ اور اہل میقات اور حدود
میقات کے اندر رہنے والوں پر واجب نہیں۔ عالمگیری۔
(ب) اس طواف کے دو وقت ہیں ایک وقت جواز دوسرا استحباب۔ وقت جواز یہ ہے کہ اگر مکہ سے روانگی کا ارادہ کر لیا ہے اور یہ طواف
کیا گو ارادہ ہی ارادہ میں سال بھر ٹھیرا رہے اور اقامت کی نیت نہ کی اور نہ مکہ میں گھر بنا لیا تو یہ طواف جائز ہے۔ اور جواز کا آخر وقت مقرر
نہیں ہے جبتک مکہ میں قیام ہے چاہے سال گذر جائے یہ طواف کر سکتا ہے۔ وقت استحباب یہ ہے کہ جب سفر کا ارادہ کرے اسی وقت
بلکہ عین روانگی کے وقت کرے۔ چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر طواف کرکے عشا تک ٹھیرا تو بہتر ہے کہ دوبارہ کرے کہ عین چلتے وقت ہو اگرچہ بغیر رخصت ہو۔ عالمگیری

۱۴- ذی الحجۃ

موقع **۱۸** **اب چاہ زمزم سے پانی پیکر خانہ کعبہ کو الوداع کہے** **۱۸** موقع

حج ختم ہوا

طواف وداع کے بعد چاہ زمزم پر اگر اپنے ہاتھ سے ڈول کھینچکر پانی نکالے اور پئے کہ سنت سید الانام علیہ
افضل الصلوٰۃ و السلام ہے۔ اس کے بعد ملتزم پر آئے اور [illegible]
اس کے بعد باب الوداع سے رخصت ہو۔ اور یہی طریق مسنون ہے۔

۱۲۳۔ آب زمزم پینا

(طواف کر چکے اور دو رکعت نماز بھی پڑھ چکے تو چاہ زمزم پر آکر پانی پیئے)

۱۔ اب چاہ زمزم پر آئے اور اپنے ہاتھ سے ڈول کھینچکر پانی پیئے ۔ ہدایہ

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ڈول پانی کھینچکر پیا تھا اور جو کچھ ڈول میں باقی رہا تھا وہ کنوئیں میں ڈالدیا تھا۔ ہدایہ

ب۔ ازرقی نے تاریخ مکہ میں لکھا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمین سے ایک ڈول نکالکر کچھ پانی پی لیا اور باقی کو اسمین ڈالدیا اور اسی طرح ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے۔

ج۔ بعض روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے اسمین کلی کی تھی اس سبب سے اس پانی کو یہ عزت اور شرف حاصل ہے ۔ رواہ احمد

اور اسی طرح طبرانی نے بھی ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

۲۔ زمزم کا پانی اپنے ہاتھ سے نکالے اور قبلہ کیطرف منہ کر کے اسکو خوب سیراب ہو کر کئی سانس میں پیئے اور ہر سانس پر نگاہ اٹھا دے اور خانہ کعبہ کو دیکھے اور اپنے منہ اور سر اور جسم پر پانی لگائے۔ اور اگر ہو سکے تو کچھ پنے اوپر ڈالے۔ فتاوی عالمگیری

۱۲۴۔ آب زمزم کی فضیلت

۱۔ روایت ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہتر پانی دنیا میں پانی زمزم کا ہے کہ اسکا پینا خوراک ہے پیٹ بھرنیوالی۔ اور بیماری کے واسطے شفا ہے۔ روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم کبیر میں

۲۔ روایت کی بزار نے ابوذر سے صحیح اسناد سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی زمزم کا خوراک ہے پیٹ بھرنیوالی اور شفا ہے بیمار کے واسطے۔

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ہم زمزم کو شباعہ بھی کہتے ہیں (یعنی سیر کرنیوالا کیونکہ اسکے پینے سے پیٹ بھرتا تھا) اور ہم پاتے تھے اسکو اچھی مدد عیال و اطفال پر۔ اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں ذکر کیا ہے۔

۴۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ کہا۔ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ اِنْ شَرِبْتَهُ تَسْتَشْفِي شَفَاكَ اللّٰهُ وَاِنْ شَرِبْتَهُ لِتَشْبَعَكَ اَشْبَعَكَ اللّٰهُ۔ وَاِنْ شَرِبْتَهُ لِقَطْعِ ظَمَئِكَ قَطَعَهُ اللّٰهُ۔ وَهِيَ هَزْمَةُ جِبْرَئِيْلَ وَسُقْيَا اللّٰهِ اِسْمٰعِيْلَ۔ یعنی پانی زمزم کا جس غرض کے واسطے پیا جاوے وہی غرض پوری کرتا ہے۔ اگر تو اسکو شفا کی غرض سے پیئے تو شفا دیگا تجھکو اللہ تعالی۔ اور اگر سیر ہونیکے واسطے پیئے گا تو سیر کریگا تجھکو اللہ تعالی اور اگر پیاس بجھانے کے واسطے پیئے گا تو پیاس بجھائے گا تیری اللہ تعالی۔ اور وہ پاؤں مارنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ہے۔ اور پانی پلانا ہے خدا تعالی کا حضرت اسمعیل علیہ السلام کو۔ روایت کیا اسکو دار قطنی نے۔ اور حاکم نے مستدرک میں۔ اسمین اسقدر زیادہ کیا ہے۔ وَاِنْ شَرِبْتَهُ مُسْتَعِيْذًا عَاذَكَ اللّٰهُ۔ اور اگر پیئے گا تو اسکو خدا تعالی سے پناہ مانگنے کی غرض سے تو پناہ دیگا اللہ تعالی تجکو۔

۵۔ حضرت عبد اللہ بن عباس جب پانی زمزم کا پیتے تو کہتے تھے ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ۔ اگرچہ اس حدیث کی صحت میں کلام ہے تاہم بہت ذریعوں سے ثابت ہے۔

۱۲۵ - ملتزم کو بوسہ دینا

(جاوے زمزم سے پانی پی کر اب ملتزم پر آئے)

۱- پھر آوے خانہ کعبہ کیطرف اور پھر بوسہ دے چوکھٹ کو خانہ کعبہ کی اور رکھے سینہ اور منہ اپنا ملتزم پر اور خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر روتا ہوا نہایت عاجزی سے دعا مانگے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔ ہدایہ۔ در مختار

ا- اگر خانہ کعبہ کا پردہ قریب ہو اور اگر ہو سکے تو پردہ کعبہ شریف کا پکڑ لے۔ ورنہ دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھکر دیوار کو لگا دے۔ اور ممکن ہو تو اپنا رخسار دیوار سے لگا دے۔ عالمگیری۔ خانہ کعبہ کے اندر جانیکے آداب کے متعلق دیکھو فقرہ - ۶۵ -

ب۔ جب چوکھٹ کی طرف داہنا ہاتھ اُٹھائے تو یہ کہے۔ اَلسَّائِلُ بِبَابِكَ - يَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَمَعْرُوْفِكَ يَرْجُوْ رَحْمَتَكَ - تاتارخانیہ

ج۔ یہ دعا بھی پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا بَيْتُكَ الَّذِيْ جَعَلْتَهٗ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ - فِيْهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ فَكَمَا هَدَيْتَنَا فَتَقَبَّلْ مِنَّا وَلَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ اِلَيْهِ حَتّٰى تَرْضٰى عَنَّا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ؕ

د۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اور حمد اور درود پڑھے اور اپنی حاجت کیواسطے دعا مانگے۔ فتاوی قاضیخان۔

روایت کی ابوداؤد نے عمرو بن شعیب سے کہا کہ مین نے عبداللہ کے ساتھ طواف کیا اور جب ہم خانہ کعبہ کے پیچھے آئے تو مین نے کہا کہ کیا تم دوزخ سے پناہ نہیں مانگتے ہو؟ کہا مین تو پناہ مانگتا ہون۔ اور پھر جاکر حجر اسود کو بوسہ دیا اور کھڑے ہوئے درمیان رکن اور باب کے اور رکھا سینہ اپنا اور منہ اور دونون ہاتھ اور اپنی ہتھیلیون کو کھولا - اور کہا کہ ایسا ہی کرتے دیکھا تھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ دعا ماثورہ

۲- حجر اسود اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ کے درمیان کی جگہ ملتزم ہے۔ ہدایہ۔

ا۔ بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ مُلْتَزَمٌ - کہ درمیان رکن اور باب خانہ کعبہ کے ملتزم ہے۔ اور یہی مطلب موطا سے پایا جاتا ہے۔

ب۔ ملتزم اُن مکانون مین سے ہے جہان دعا قبول ہوتی ہے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم اللہ کی نہین دعا کی مین نے اس جگہہ کبھی مگر قبول کیا اسکو اللہ نے۔

۳- اب حجر اسود کو بوسہ دے اور اللہ اکبر کہے اور اگر بیت اللہ مین داخل ہو سکے تو اندر جائے ورنہ کچھ حرج نہین۔ عالمگیری

ا- آداب دخول خانہ کعبہ کے واسطے دیکھو فقرہ - ۶۵

۱۲۶ - خانہ کعبہ کو کسطرح الوداع کہے اور جدائی پر تاسف ظاہر کرے۔

(دیکھو فقرہ - ۲۱۴)

ا- کعبہ شریف سے رخصت ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ الْحَرَامِ - وَاِنْ جَعَلْتَهٗ فَعَوِّضْنِيْ مِنْهُ الْجَنَّةَ وبِرَحْمَتِكَ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ الْمَرْحَمَةَ فَاصْدُقْ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ - نَصَرَ عَبْدَهٗ - وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

۲- اب کعبہ شریف کی طرف منہ کئے ہوئے اُلٹے پاؤن چلے اور کعبہ کی جدائی پر حسرت کرتا اور روتا چلے اور اسیطرح چلتا ہوا مسجد حرام سے باہر جائے۔ فتاوی عالمگیری۔ ہدایہ

وہان سے حسرت کرتا ہوا اور روتا ہوا کعبہ کی جدائی مین اُلٹے پاؤن لوٹے یعنی پیٹھ خانہ کعبہ کیطرف نہ کرے۔ شرح وقایہ

۳- بہتر ہے کہ مکہ شریف سے باہر نکلے تو نشیب کے راستے نکلے۔ فتح القدیر شرح ہدایہ۔

ا- مسجد حرام سے باہر آئے تو باب الوداع کی طرف سے۔ اور مساکین کو [illegible]

كتاب الحج والزيارة

باب چہارم

حج کے بعض احکام کی تشریح

باب ۴ فصل اول - اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرانا

یا

(متعلق نقرہ - ۷)

حج بذریعہ نائب یا بذریعہ وصیت

ثواب اعمال کا ہر غیر کو خواہ وہ عبادت بدنی ہو یا مالی بنیابت سے ہو یا بغیر نیابت کے ہو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اہل سنت وجماعت کو اس سے انکار نہ کرنا چاہیئے۔ امام زاہدی جو ایک بڑے فاضل تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ نماز، روزہ، حج وغیرہ اعمال خیر کا ثواب زندوں سے مردوں کو نہیں پہنچتا لیکن صاحب در مختار اور طحاوی نے اس کی سخت تردید کی ہے اور امام کی اس خطا کے متعلق خدا تعالیٰ سے معافی کی دعا کی ہے۔ طحاوی اور شرح متوسط میں بھی بہت حدیثیں ہیں کہ ایک کے عمل کا ثواب دوسرے پر منتقل ہو سکتا ہے جن میں اکثر حدیثیں اس کے متعلق باب ہفتم میں زیارت مقابر وادعیہ متعلقہ کے عنوان کے نیچے درج کی ہیں۔ حج بذریعہ نائب ان شرائط کے تابع ہے کہ حج کرانے والا خود حج کرنے سے عاجز ہو اور عجز بھی ایسا ہو کہ اسکی موت تک رہے۔ نائب کو اپنے مال سے سواری پر مکہ تک نہ بھیجے (یعنی سواری کا سارا خرچ برداشت کرے) اور نائب کو خاص طور پر متعین کرے یہ نائب ایسا ہو کہ احکام حج سے واقف ہو

۱۲۷ - ایک کے عمل کا ثواب دوسرے پر منتقل ہو سکتا ہے

۱ - ہر شخص اپنے عمل کا ثواب دوسرے پر منتقل کر سکتا ہے وہ عمل روزہ ہو یا نماز یا حج یا صدقہ یا اور عبادت۔ ہدایہ

دلیل صحیحین میں ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دو بھیڑیں قربانی کیں ایک اپنے واسطے اور ایک اپنی امت کے واسطے جو کہ ایمان لائی ہو خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص اپنے عمل کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچا سکتا ہے کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل کا ثواب کہ قربانی تھی اپنی امت کو بخشا۔ ہدایہ عینی۔ شرح کنز۔ کفایہ

اسی حج کا اور قرآن شریف پڑھنے کا اور نبیوں اور ولیوں اور شہیدوں اور صالحین کی قبر کی زیارت کا مردے کو کفن دینے اور دیگر نیک کام کا ثواب دوسرے شخص پہ منتقل کیا جا سکتا ہے۔ غایۃ السروجی شرح ہدایہ۔

جب معتزلہ کے نزدیک کوئی شخص اپنے اعمال کا ثواب دوسرے کو نہیں پہنچا سکتا اور وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاَنْ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ (اور انسان کے واسطے جو کچھ ہے اپنی ہی کوشش سے ہے۔

لیکن امام شافعی و امام مالک کے نزدیک صدقہ اور دیگر عبادت مالی اور حج کا ثواب ہر شخص دوسرے شخص پر منتقل کر سکتا ہے اور دیگر عبادات مثلاً نماز و روزہ و تلاوت قرآن وغیرہ کا ثواب دوسرے شخص پر منتقل نہیں کر سکتا۔ اہل السنت والجماعت کی دلیل یہ ہے اِنَّ رَجُلاً سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَانَ لِیْ اَبَوَانِ اَبَرُّھُمَا حَالَ حَیَاتِھِمَا فَکَیْفَ لِیْ بِرُّھُمَا بَعْدَ مَوْتِھِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّیَ لَھُمَا مَعَ صَلٰوتِکَ وَاَنْ تَصُوْمَ لَھُمَا مَعَ صِیَامِکَ۔ (رواہ دار قطنی) - دوسری حدیث جو ہے معقل بن یسار سے مروی ہے۔ اِنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا عَلٰی مَوْتَاکُمْ سُوْرَۃَ (یٰسٓ) - رواہ ابو داؤد - اور بھی اسی قسم کی احادیث ہیں۔

۱۲۸ بعض عبادت نائب کے ذریعہ ادا ہو سکتی ہے

(عبادت تین قسم کی ہے جن میں سے دو قسم کی بذریعہ نائب ادا کیجا سکتی ہے)

۱- مالی عبادت - جیسے زکوٰۃ اور صدقہ فطر یہ نائب کے ذریعہ ادا کیجا سکتی ہے چاہے ضرورت کیوقت چاہے بلا ضرورت نائب مقرر کرے - ہدایہ کافی

۲- بدنی عبادت - جیسے نماز روزہ یہ نائب کے ذریعہ ادا نہین کیجا سکتی - ہدایہ

۳- مالی و بدنی عبادت - جیسے حج یہ نائب کے ذریعہ ادا کیجا سکتی ہے صرف ضرورت کیوقت (نہ بلا ضرورت) نائب مقرر کرے - ہدایہ - کافی

ا- بے ضرورت صرف نفلی حج کیواسطے نیابت جائز ہے - یعنی اگر خود استطاعت بھی رکھتا ہے تو نفلی حج کرانیکے واسطے اپنے بدلہ دوسرے شخص کو بھیج سکتا ہے - کیونکہ نفل مین بمقابلہ فرض کے بہت گنجایش ہے - ہدایہ -

دلیل - صورت اول مین صرف مال کا ادا کرنا مقصود ہوتا ہے چاہے خود ادا کردے چاہے کسی سے کرادے لہذا اگر نائب زکوٰۃ ادا کردے تو کیا حرج ہے دوسری صورت مین نائب اسواسطے مقرر نہین کر سکتے کہ مقصد اس خاص شخص کے نفس کو تکلیف و مشقت دینا ہے - تو اسکے بدلہ نائب اگر مشقت اُٹھائے تو مطلب حاصل نہین ہوتا - صورت سوم مین چونکہ مالی و بدنی عبادت ملی ہوئی ہے لہذا جب کوئی شخص اس عبادت کے کرنے سے عاجز ہو جائے تب نائب مقرر کر سکتا ہے کیونکہ جب بدن انسانی مشقت اُٹھانیکے قابل نہین تو اسکے بدلہ مال خرچ کرے - ہدایہ و کفایہ -

۱۲۹ نائب کے ذریعہ حج کرانا -

(کسی نائب کے ذریعہ حج کرانے مین امور ذیل ملحوظ رہین)

۱- جس کی طرف سے حج کیا جائے وہ ایسا شخص ہو کہ خود حج کرنے سے عاجز ہو اور مالدار ہو - عالمگیری

ا- اگر تندرست آدمی مالدار ہو - یا فقیر تندرست ہو تو اسکی طرف سے دوسرے کو حج کرنا جائز نہین - (فتاوی عالمگیری) -

ب عاجز ہونیکے شرط صرف حج فرض کے واسطے ہے - ورنہ حج نفل مین کوئی شخص اپنی طرف سے دوسرے کو حج کیواسطے بھیج سکتا ہے - کنز و سراج الوہاج

۲- جس کیطرف سے حج کیا جائے وہ ایسا شخص ہو کہ خود حج کرنیسے عاجز ہو اور یہ عجز اسکی موت تک رہے - بدائع - ہدایہ

دلیل - موت تک عجز باقی رہنے کی یہ دلیل ہے کہ حج تمام عمر مین ایکبار فرض ہے - تو عمر ختم ہونیسے پہلے اگر عجز جاتا رہا تو اب اسکو حج خود کرنا چاہئے اور اگر مر گیا یا وقت نہ ملا تو یہ حج اس کے ذمہ واجب ہے - درمختار -

ا- اگر کسی شخص نے کسی مریض کی طرف سے حج کیا اور وہ شخص موت تک اس مرض سے نہ چھوٹ سکا تو یہ حج درست ہے - اور اگر وہ مرض سے اچھا ہو گیا تو وہ حج باطل ہوا اب اسکو خود کرنا چاہیے - یہی حکم قیدی کیواسطے ہے - فتاوی عالمگیری - قیدی کے متعلق دیکھو فقرہ ۷

ب - اگر کسی تندرست نے اپنی طرف سے کسی سے حج کرایا اور پھر وہ ہمیشہ بیمار رہا تو حج درست نہین (وجہ یہ کہ جب اُس نے دوسرے شخص کو حج کے واسطے بھیجا جب وہ خود حج کرنے کے لائق تھا) - فتاوی عالمگیری -

ج - کہا ایک عورت نے اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج فرض کیا خدا تعالیٰ نے اپنے بندون پر مگر مین نے اپنے باپ کو ضعیف اور بوڑھا پایا ہے کہ وہ سواری پر نہین ٹھہر سکتا - کیا مین حج کرون اسکی طرف سے آپ نے فرمایا ہان - رواہ البخاری و مسلم -

اسی طرح آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ حُجَّ عَنْ اَبِیْکَ وَاعْتَمِرْ - یعنی حج کر تو اپنے باپ کی طرف سے اور عمرہ کر - روایت کیا اسکو ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اسکو -

۳- جس کیطرف سے حج کیا جائے اُسنے حج کا حکم کیا ہو - بغیر اسکے حکم کے اسکی طرف سے حج کرنا جائز نہین - فتاوی عالمگیری و درمختار

الا - ا - وارث کا حج مورث کیطرف سے بغیر اس کے حکم کے جائز ہے - فتاوی عالمگیری - درمختار

ب - اولاد کا حج اپنے والدین کی طرف سے بغیر اُنکی اجازت کے جائز ہے یہانتک کہ احرام باندھنے کے وقت اُن کا نام بھی

۔۔۔ نہ لیوین تب بھی حج ہو جائیگا۔ چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ جس نے ابوین کیطرف سے حج کیا تو حج ادا ہو جائیگا۔ اور حج ادا کرنے والیکو دس حجون کا ثواب ہوگا اور حشر کے دن نیکون مین شمار ہوگا۔ در مختار۔

۴ - جس کی طرف سے حج کیا جائے اسی کی طرف سے احرام کے وقت حج کی نیت کیجائے۔ فتاوئے عالمگیری

ا - بہتر ہے کہ نیت اس طرح کرے - لبیک عن فلان ...... (لفظ فلان کی جگہ اس شخص کا نام لے جسکے واسطے حج کرتا ہے) اور اگر اس کا نام بھول گیا اور صرف یہی نیت کی (اگرچہ دل سے عربی زبان سے نہ کی) تو حج کرانیوالے کا حج ادا ہو جائیگا۔ درمختار - عالمگیری۔

ب - درمختار مین نیت اس طرح لکھی ہے لبیت عن فلان یا یون کہے احرمت عن فلان لفظ فلان کی جگہ اس شخص کا نام کے۔

۵ - جس کی طرف سے حج کیا جائے۔ اس کے مال سے کیا جائے۔ فتاوے عالمگیری۔ درمختار

ا - اگر حج کرنے والے نے مہربانی کے خیال سے اپنے خرچ سے حج کر دیا تو جائز نہین۔ اور اسی طرح اگر کسی نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرے مال سے حج کرا دینا اور پس ماندگان نے اسکے مال سے تو حج نکرایا یہ بلکہ اور کسی شخص نے یا رشتہ دار نے اپنے مال سے کرا دیا تو یہ جائز نہین۔ فتاوی عالمگیری

ب - اگر حج کرنے والے کو خرچ کافی نہین دیا گیا تھا اور اس نے کچھ خرچ اپنے پاس سے کیا تو اگر خرچ کی زیادہ مقدار حج کرانے والے نے دی تھی تب تو حج میت کی طرف سے ہوا ورنہ نہین ہوا۔ اگر خرچ کم نہ تھا بلکہ کافی تھا لیکن حج کرنے والے نے اپنے پاس سے بھی کچھ خرچ کیا تو حج کرنے والے کو چاہیئے کہ باقی خرچ حج کرانے والے سے لے لے - یہ استحسان ہے اور قیاس یہ چاہتا ہے کہ باقی خرچ نہ لے۔ فتاوئے عالمگیری۔

۶ - جس کی طرف سے حج کیا جائے اسکے مال سے سواری پر جا کر حج کیا جائے۔ فتاوئے عالمگیری (دیکھو نقرہ) ۔۔۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ سواری کا کل خرچ حج کرانے والے کے ذمہ ہے

۷ - جس کیطرف سے حج کیا جائے وہ جس شخص کو مقرر کرے وہی حج کریگا نہ وہ مقرر شدہ شخص اپنی طرف سے دوسرے کو مقرر نہین کر سکتا۔ درمختار - یعنی نائب اپنی طرف سے اور نائب مقرر نہین کر سکتا۔

۸ - جسکی طرف سے حج کیا جائے۔ اس کو لازم ہے کہ کسی خاص شخص کو خاص طور پر حج کیواسطے متعین کرے۔ ۔۔

ا - اگر حج کرانیوالے نے یہ کہا کہ میری طرف سے کوئی حج کرے تو اس صورتمین اسکی طرفسے کوئی بھی حج کرے - درمختار

ب مرنے والے نے وصیت کی کہ فلان شخص میری طرف سے حج کرے اور وہ فلان شخص مرگیا۔ تو امام محمد صاحب سے یہ روایت ہے کہ کوئی اور شخص اس کی طرف سے حج کرے لیکن - لیکن اگر یون وصیت کی کہ فلان شخص کے سوا کوئی حج نہ کرے تو اسکی طرف سے اور کوئی حج نہ کرے - فتاوی (عالمگیری)

۹ - جسکی طرف سے حج کیا جائے۔ اس کو لازم ہے کہ کسی شخص کو اجرت پر اپنی طرف سے حج کرنے پر نہ مقرر کرے۔ درمختار

اگر یہ کہکر مقرر کیا کہ مین تمکو اجرت پر حج کرنے پر مقرر کرتا ہون - تو حج صحیح نہو گا - بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ مین تم کو حج کرنے کے واسطے حکم دیتا ہون۔ درمختار۔

ب جو شخص اجرت پر حج کرتا ہے حضرت موسےٰ کی مان کی طرح ہے کہ اپنے بچے کو اجرت پر دودھ پلاتی تھین۔

١٠ - حج کیواسطے نائب ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جو خود اپنا حج کر چکا ہو - لیکن علمار حنفیہ جائز رکھتے ہین کہ ایسے شخص کو مقرر کیا جاسکتا ہے جس نے اپنا حج فرض ادا نہین کیا۔ اور حج کرنے والے کی طرف سے یہ حج ہو جائے گا۔ محیط - فتاوی عالمگیری۔

۱۱- حج کے واسطے نائب ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جو عاقل ہو بالغ ہو۔ آزاد ہو افعال حج سے واقف ہو۔ درمختار

۱۲- حج کیواسطے نائب عورت کو یا غلام یا لونڈی کو (کہ مالک کی اجازت سے لی ہو) مقرر کرنا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ درمختار۔

۱۳- حج کے واسطے نائب اگر ذمی یا مجنون کو مقرر کریں تو درست نہیں۔ درمختار

ا- مجنون سے مراد ہے۔ کہ کچھ تھوڑی سی سمجھ رکھتا ہو۔ مگر اس سے بھی حج کرانا درست نہیں۔ درمختار۔

۱۳۰- اگر دو آدمیون کے بدلہ ایک شخص حج کرے

۱- اگر دو آدمیون نے کسیکو حج کرانے بھیجا تھا اور اُس نے دونون کیطرف سے احرام باندھا اور حج کیا تو حج خاص حج کرنے والے ہی کا ہوا اور ان دونون مین سے کسیکا نہ ہوا اور خرچہ ان دونون کا واپس کریگا اگر ان کے مال مین سے خرچ کیا ہے۔ اسلئے کہ حکم دینے والون کا مال اپنے حج کے ادا کرنے مین صرف کیا۔ ہدایہ۔ عالمگیری۔ کفایہ

دلیل یہ ہے کہ حج کرنے والے کو دونون نے ہدایت کی تھی کہ ہماری طرف سے حج کرنا چونکہ وہ حج پورے پورے ایک وقت مین نہین کرسکتا تھا اور اُس شخص نے گویا ان دونون کے ہدایت کے خلاف عمل کیا۔ لہٰذا ان دونون مین سے ایک کا بھی حج نہ ہوا۔ بلکہ اس شخص کا حج ہوا ہے جس نے حج خود ادا کیا ہے۔ ہدایہ۔

بعد مین اگر یہ شخص یہ چاہے کہ اس حج کا ثواب ان دونون مین سے ایک کی طرف منتقل کرے۔ یہ ممکن نہین۔ ہان اگر کوئی شخص اپنے مان باپ کی طرف سے حج کرے تب وہ شخص ایسا کرسکتا ہے کہ اپنے مان یا باپ کے نام ثواب منتقل کرے کیون کہ والدین کے حق مین ثواب پہنچانا اسکو درست ہے اور یہ صورت جواز حج کے ختم کے بعد بھی باقی رہتی ہے تو چاہے بعد مین ثواب منتقل کردے۔ ہدایہ عالمگیری۔

۲- اگر دو آدمیون نے کسیکو حج کرانے بھیجا تھا اور اُس نے احرام مبہم باندھا اور حج کیا تو یہ حج اُن دونون مین سے کسیکا نہ ہوگا ہان اگر حج تمام ہونیسے پہلے اُن مین سے کسی کے نام پر معین کردیا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک وہ حج جس کے نام پر معین کیا ہے اسکے واسطے ہوگا۔ لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک وہ حج ان دونون مین سے کسیکی طرف سے نہ ہوگا بلکہ وہ حج اس حج کرنیوالے کا ہوگا۔ اور اگر ان دونون کے مال مین سے خرچ کیا ہے تو اسکو ان دونون کا مال واپس کردینا پڑے گا۔ کفایہ۔ عالمگیری

دلیل ا۔ یہ ہے کہ اس شخص نے حج کرانے والون کے حکم کے خلاف کیا تو یہ حج ان دونون مین سے کسی کا نہوا۔ عالمگیری۔

دلیل ۲۔ صورت اول مین حج کو کسی خاص شخص کے نام پر معین نہین کیا تھا اور صورت دوم مین حج یا عمرہ کے احرام کو معین نہین کیا یعنی یہ نہ کہا کہ حج کا احرام باندھتا ہون یا عمرہ کا۔ صورت اول مین ایسا نہین کرسکتا کہ کسی کے واسطے حج کرے اور اس کا نام نہ لے۔ ہان صورت دوم مین یہ ہوسکتا ہے کہ حج کرے یا عمرہ مگر احرام کو متعین نہ کرے تب بھی جو افعال کریگا وہ ادا تو ہو جائینگے بس وہی حج یا عمرہ جیسی صورت ہو کہلائیگا۔ کفایہ

ا- اگر احرام کی نیت کو مبہم کیا یعنی یہ معین نہ کیا کہ احرام حج کا باندھا ہے یا عمرہ کا تو اس صورت مین اسکو اختیار ہے کہ چاہے عمرہ کے نام سے اُسے معین کرے اور چاہے حج کے نام سے۔ عالمگیری۔ کفایہ۔ (دیکھو فقرہ - ۳۵)

ا۔ یعنی جن دو شخصون کے واسطے حج کرنے آیا ہے اُن مین سے کسی ایک کا بھی نام خاص نہ لیا بلکہ ایک کی طرف سے باندھا

۱۳۱ حج کرانیوالے نے کچھ حکم کیا اور حج کرنیوالے نے کچھ اور ہی کیا

۱۔ حج کرانے والے نے جدا جدا حج اور عمرے کا حکم دیا مگر اس نے دونوں کو ملا کر قران کیا تو نزد امام اعظمؒ اس نے حکم کی مخالفت کی خرچ کا خود ذمہ دار ہوگا۔ اور نزد امام ابو یوسف اور امام محمد بطور استحسان وہ قران حج کرانے والے کی طرف سے ادا ہو جائیگا۔ فتاوی عالمگیری

۱۔ اس قران میں حج یا عمرہ کرنے میں اگر کسی اور کی طرف سے نیت کی تھی تب بھی حج کرانے والے کے حکم کے خلاف کیا اور حج کرنے والا خود خرچے کا ذمہ دار ہوگا۔ فتاوی عالمگیری

۲۔ حج کرانے والے نے حج کا حکم دیا مگر حج کرنیوالے نے پہلے عمرہ کیا اور پھر (مکہ سے احرام باندھکر) حج کیا تو اس نے حکم کی مخالفت کی۔ فتاویٰ عالمگیری

(۱) اگر حج کرنیوالے کے ذمہ خود فرض حج ہے تو اس حج سے وہ حج فرض ادا نہ ہوگا۔ عالمگیری۔

۳۔ حج کرانے والے نے عمرے کا حکم دیا مگر حج کرنیوالے نے پہلے عمرہ کیا اور پھر اپنی طرف سے ایک حج کیا تو اس نے حکم کی مخالفت نہیں کی ہاں اگر اول تو اپنا حج کیا پھر عمرہ کیا تو سب کے قول کے بموجب حکم کی مخالفت کی۔ عالمگیری

۴۔ ایک حج کرانے والے نے حج کا حکم کیا اور دوسرے نے اسی شخص کو عمرے کا حکم کیا مگر دونوں نے حج اور عمرے کے جمع کرنیکا حکم نہ دیا اور حج کرنے والے نے دونوں کو جمع کیا تو خرچ کا خود ذمہ دار ہوگا۔ الا اس صورت میں نہ ہوگا جب دونوں نے جمع کرنیکا حکم دیا ہو۔ محیط سرخسی

۵۔ اگر وصی نے کسی کو یہ حکم کیا کہ میت کی طرف سے اس سال میں حج کرے۔ اور اسکو خرچہ بھی دیدیا لیکن اس نے حج نہ کیا۔ اور وہ سال گذر گیا اور سال آیندہ میں حج ادا کیا تو جائز ہے خرچہ کا وہ ضامن نہ ہوگا۔ محیط سرخسی

۱۳۲ اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرایا تو حج ہوا یا نہیں

۱۔ اگر اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرایا تو حج کرانے والے کو صرف خرچہ کا ثواب ملیگا۔ (حج نفل ہو یا فرض) اور حج تو حج کرنے والے ہی کا ہوگا۔ بقول امام محمدؒ۔ اور حج کرانے والے کا حج نہ ہوگا۔ ہدایہ

دلیل۔ امام محمدؒ۔ وجہ یہ کہ حج تو ایک بدنی عبادت ہے جو خود کرے اسی کا حج ہے۔ ہاں درصورتیکہ حج کرانے والا خود حج کرنے سے عاجز ہے تو اس نے جو دوسرے شخص سے حج کرایا تو اسکو خرچہ کا ثواب ملا۔ اور یہ ثواب اسکے حج کے قائمقام ہے (جیسا کہ شیخ فانی روزہ نہ رکھ سکنے کی صورت میں فدیہ دیتا ہے) بس اب حج اس حج کرانیوالے کے ذمہ باقی نہیں ہے۔ ہدایہ

۱۔ اگر کسی کی طرف سے کوئی قران کرنے جائے تو قربانی اس کرنے والے کے ذمہ ہوگی۔ (دیکھو فقرہ ۱۲۴)

۲۔ اگر اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرایا تو بموجب ظاہر روایت کے اگر حج فرضی تھا تو ایسا ہی ہے جیسے کہ اس نے خود حج کیا

دلیل ۔ اس بارہ میں حدیثیں ہیں ۔ مثلاً حدیث خثعمیہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعمیہ سے فرمایا تھا حُجّی عَنْ اَبِیْکِ وَاعْتَمِرِیْ ۔ کہ اپنے باپ کی طرف سے حج کر اور عمرہ کر ۔ ہدایہ

۱ ۔ صحیح مذہب یہ ہے کہ جو شخص غیر کی طرف سے حج کرتا ہے تو اس شخص کا اصل حج غیر ہی کی طرف سے ادا ہوتا ہے اگر اس حج کرنیوالے کے ذمہ اپنا فرضی حج تھا تو یہ حج اس سے ادا نہیں ہوا گویا اپنا حج اس کے ذمہ باقی ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۳۳ ۔ دوسرے کی طرف سے حج کرنیوالیکو کس قدر خرچ ملنا چاہیے

۱ ۔ غیر کی طرف سے حج کرنے والے کو اُس غیر کی طرف سے اتنا خرچ ملنا چاہیئے کہ مکہ تک جانے اور واپس آنے تک کو کافی ہو ۔ عالمگیری ۔

۱ ۔ اگر اپنا حج کرنے والا حج سے فارغ ہو کر ۱۵ روز یا زیادہ وہاں مقیم رہے تو اپنے پاس سے خرچ کرے ۔ اِلّا اگر حج کرانے والے سے اجازت لی ہو حج کرانے والے کی مال میں سے خرچ کریگا تو ضامن ہوگا ۔ عالمگیری ۔

۲ ۔ اگر بغیر اقامت کی نیت کے وہاں چند روز مقیم رہا تو اگر وہاں اتنا قیام کیا ہے جتنا عموماً حاجی قیام کرتے ہیں تو علماء حنفیہ کے نزدیک حج کرانے والے کے مال میں سے خرچ لیگا ۔ مگر زیادہ اقامت کریگا تو اپنے مال میں سے خرچ کریگا ۔ چنانچہ جس حال میں قافلہ کے وہاں سے روانگی کا منتظر ہوگا تو خرچ حج کرانے والے کے ذمہ ہوگا ۔ اور اسی طرح جتنا بغداد میں مقیم رہیگا ۔ اس کا خرچ حج کرانے والا دیگا ۔ اور آنے جانے میں جو مدت گذریگی وہ قافلہ کے آنے جانے کی مدت پر شمار کیجائے گی ۔ عالمگیری

۳ ۔ اگر کسی نے ۱۵ دن یا زیادہ ٹھیرنے کی نیت کی اور خرچ اُس کا حج کرانے والے کے ذمہ نہ رہا پھر وہاں سے روانہ ہوا تو واپسی کا خرچ حکم کرنے والے کے ذمہ ہوگا نزد امام محمدؒ اور ظاہر روایت بھی یہی ہے ۔ لیکن ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ حکم کرنے والے کے مال میں سے خرچ نہیں کریگا ۔ مگر درصورتیکہ اس نے مکہ میں رہائش اختیار کرلی اور پھر واپس ہوا تو بلا خلاف اپنے پاس سے واپسی کا خرچ کریگا ۔ عالمگیری ۔

۴ ۔ اگر حج کے موقع سے پہلے حج کے واسطے روانہ ہو جائے تو چاہیئے کہ بغداد یا کوفہ کے پہنچنے تک حج کرانے والے کے مال میں سے خرچ کرے ۔ پھر حج کے زمانہ تک جس قدر وہاں ٹھیرے اپنے پاس سے خرچ کرے پھر جب وہاں سے حج کو چلے تو میت کے مال میں سے خرچ کرے تاکہ صرف راستہ کا خرچ میت کے مال میں سے ہو ۔ عالمگیری

۵ ۔ اگر حج کرنے والے کی اپنی سستی یا اپنے کاموں کی وجہ سے حج فوت ہوگیا تو خرچہ اسکے اپنے ذمہ ہوگا ۔ لیکن اگر سال آئندہ میں اپنے پاس سے خرچ کرکے میت کے واسطے حج کیا تو جائز ہے ۔ عالمگیری

۶ ۔ اگر کسی آسمانی آفت کی وجہ سے حج فوت ہوگیا ۔ مثلاً اونٹ سے گر گیا تو امام محمدؒ کے نزدیک جس قدر خرچ کرچکا ہے اس کا ضامن نہ ہوگا اور واپسی میں اپنے پاس سے خرچ کرے ۔ سراج الوہاج

۷ ۔ اگر کسی دوسرے راستہ سے جاوے کہ جس میں خرچ زیادہ ہو تو اگر اودھر سے بھی حج کرنے والے جاتے ہیں تو مضائقہ نہیں محیط سرخسی

۸ ۔ اگر میت نے جس شخص کو حج کا حکم کیا تھا اُس نے کوئی خادم اپنی خدمت کے واسطے رکھ لیا ۔ تو اگر اس حج کرنے والے کی حیثیت کے لوگ اپنا کام خود کرتے ہیں تب میت کے مال میں سے اس خادم کی اجرت نہیں لیگا اور اگر اس کی حیثیت کے لوگ اپنا کام نہیں کرتے تو میت کے مال میں سے خرچ لیگا ۔ عالمگیری

۹ ۔ اگر کسی شخص کو حج کا حکم دیا جائے تو وہ دیگر حج کے جانے والوں کی طرح حمام میں غسل وغیرہ کرنے کی اجرت دے سکتا ہے ۔ عالمگیری ۔

۱۰ ۔ میت کی طرف سے حج کرنے والے نے حج کے بعد اپنی خوشی سے عمرہ کیا ۔ تو عمرہ کا خرچ میت کے مال میں سے نہیں لے سکیگا ۔ نہ اتنے دن کا خرچ جتنے دن عمرہ میں لگیں گے ۔ نہایۃ السروجی (شرح ہدایہ)

۱۱ ۔ اگر وصی کی طرف سے حج کرنے والا بیمار ہو جائے اور کل مال خرچ کردے تو وصی پر یہ واجب نہیں ۔ کہ اس کے لوٹنے کے

کے واسطے اور روپیہ بھیجے ۔ لیکن اگر وصی نے حج کرنے والے سے یہ کہدیا تھا ۔ کہ روپیہ ختم ہو جاوے تو میرے نام سے قرض لے بھیجو ۔ اور اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہوگا ۔ تو ایسا کرنا جائز ہے ۔ محیط

۱۲ ۔ وصی کی طرف سے حج کرنے والے نے میقات سے یا اس کے بعد سے احرام باندھا اور مال کسی طرح ضائع ہو گیا اور اس شخص نے اپنے روپے سے تمام ارکان حج ادا کئے اور واپس لوٹ آیا تو وصی سے اپنا خرچ ہوا روپیہ نہ لیگا لیکن اگر قاضی حکم کرے ۔ غایۃ السروجی شرح ہدایہ

۱۳ ۔ اگر خرچ کا مال مکہ میں یا اس کے قریب ضائع ہو گیا یا اس میں سے کچھ باقی نہ رہا اور حج کرنے والے نے اپنے مال میں سے خرچ کیا تو میت کے مال میں سے یہ روپیہ لینے کا اختیار ہے ۔ تاتارخانیہ

۱۴ ۔ وصی نے کسی شخص کو درم دئے میت کی طرف سے حج کرنے کے واسطے اور پھر کسی وجہ سے اس شخص سے وہ درم واپس لینے چاہے تو اسی وقت تک لے سکتا ہے جب تک کہ اس نے احرام نہیں باندھا ۔ درم واپس لینے کے بعد اس شخص کو وطن واپس لوٹنے کا خرچ اس کی خیانت ظاہر ہونے کی صورت میں نہیں ملیگا لیکن بعض دوسری وجوہات کی وجہ سے اگر روپیہ واپس لیا تو اسکو واپسی کا خرچ دینا ہوگا ۔ محیط

۱۳۴ ۔ قربانی حج کرانے والے کے ذمہ ہے یا کرنے والے کے

۱ ۔ اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے کسی کو قران کرنے بھیجا تھا ۔ تو دم قران (یعنے قران کے متعلق قربانی) حج کرنے والے کے ذمہ ہوگی ۔ ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ قربانی دو عبادت کے جمع کرنے کی وجہ سے بطور شکرانہ دینی ہوتی ہے تو چونکہ حج کرنے والے نے دو عبادتوں کو جمع کیا تو وہ قربانی اپنی طرف سے کرے ۔ یاد رہے کہ یہ مسئلہ امام محمدؒ کے قول کے مطابق ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حج دراصل حج کرنے والے کا ہوتا ہے ۔ ہدایہ

۲ ۔ اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے کسی کو حج کرنے بھیجا تھا اور وہ محصر ہو گیا تو احصار کی قربانی حج کرانے والے کے ذمہ ہے ۔ نزد طرفین لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک خاص محصر کے ذمہ وہ قربانی ہے ۔ ہدایہ

دلیل ۔ احصار کی قربانی اس وجہ سے دیجاتی ہے کہ محرم مدت تک احرام میں رہنے کی تکلیف سے بچے اور احرام کھولدے ۔ تو یہ تکلیف سے بچنا خاص محصر کی ذات کے واسطے ہے ۔ لہٰذا اسی پر واجب ہوئی ہے لیکن طرفین کی یہ دلیل ہے کہ اس صورت میں حج کرانے والے نے حج کرنے والے کو اس تکلیف میں ڈالدیا ۔ تو اس تکلیف سے نکالنا حج کرانے والے کا فرض ہے ۔ ہدایہ

ا ۔ اگر احرام حج کا میت کی طرف سے باندھا ۔ بعد اسکے محصر ہوا پس اس صورت میں بھی دم احصار مال میت سے واجب ہوگا (نزد طرفین لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک محصر پر واجب ہوگا ۔ ہدایہ

ب ۔ بعض علماء کے نزدیک صورت مذکورہ میں یہ قربانی میت کے تہائی مال میں سے دیجائیگی کیونکہ یہ ایسی ہی ہے جیسے کہ نذر اور کفارہ کی قربانی اور بعض علماء کے نزدیک جمیع مال میت میں سے دیجائیگی ۔ کیونکہ یہ قربانی ایک قرضہ سمجھنا چاہیے جو میت (حج کرانے والے) کے ذمہ تھا ۔ لہٰذا حسب قاعدہ جمیع مال میت میں سے دینا چاہیے ۔ ہدایہ

۳ ۔ اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے کسی کو حج کرنے بھیجا تھا اور اس نے وقوف عرفات سے پہلے جماع کیا تو جزا کی قربانی مامور پر واجب ہے ۔ ہدایہ

دلیل ۔ کیونکہ یہ قربانی جنایت کی ہے اور مامور مذکور نے اپنی اختیار سے جنایت کی اور مامور نفقہ کا بھی ضامن ہوگا ۔ بخلاف اس

صورت کے کہ بغیر اختیار اس کے حج فوت ہوگیا۔ تو اس صورت میں مامور نفقہ کا ضامن نہ ہوگا۔ ہاں البتہ دم مامور پر لازم آئیگا۔ ہدایہ۔

۱۳۵۔ حج کے متعلق وصیت اور اسکا ثواب

دیکھو فقرہ

۱۔ جسپر حج فرض تھا وہ بغیر وصیت کئے مرگیا کہ میری طرف سے حج کرادینا تو گنہگار ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

ا۔ اگر اسکے وارثوں نے اسکی طرف سے حج کیا تو امام ابو حنیفہ کا قول ہے کہ مجکو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ حج اس میت کی طرف سے ادا ہو جائیگا۔ عالمگیری۔

۲۔ جس پر حج فرض تھا اور وہ وصیت کر مرا کہ میری طرف سے حج کرا دینا تو حج اسکے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ عالمگیری

شرح۔ وصیت کرنی اس حالت میں واجب ہے جبکہ حج اس پر فرض تھا اور اس نے تاخیر کی اور مرگیا یا حج کے راستہ میں مرگیا جبکہ وہ تاخیر کے سال میں حج کو جارہا تھا۔ اب اگر اس کی وصیت کے بموجب حج کیا گیا تو مرنے والے کا حج ادا ہو جائیگا۔ لیکن اگر اسپر حج فرض تھا اور وہ اسکی ادائیگی کے واسطے گیا اور راستہ میں مرگیا۔ تو ضروری نہیں کہ وہ اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کرے۔ عالمگیری

ب۔ اس حج کرانے کے واسطے خاص شرائط ہیں جو فقرہ ۱۳۶ میں درج ہیں۔

ج۔ اگر کسی نے کئی حج کرانے کی وصیت کی تھی مگر اس کا مال ایک حج کے واسطے کافی ہے تو اس کی طرف سے ایک حج کرایا جائیگا اور اگر کچھ مال باقی رہیگا وہ ورثا کو واپس دینگے۔ غایۃ السروجی (شرح ہدایہ)

د۔ اگر کسی نے وصیت کی کہ میرے تہائی مال میں سے حج کرایا جائے اور اس مال میں سے کئی حج ہوسکتے ہیں پس اگر اس نے یہ کہا اَحِجُّوْا عَنِّیْ بِثُلُثِ مَالِیْ حَجَّةً وَاحِدَةً (میرے تہائی مال میں سے ایک حج کرا دینا) یا اگر واحدۃ کا لفظ نہ کہا ہو تو بھی اسکی طرف سے ایک ہی حج کرا دینا چاہئے۔ اگر اس طرح کہا اَحِجُّوْا عَنِّیْ بِثُلُثِ مَالِیْ (میرے تہائی مال میں سے حج کرا دینا) اور کچھ اور نہ کہا تو جتنی دور سے اس کا تہائی مال حج کرانیکو کافی ہو وہاں سے کرائیں گے۔ عالمگیری

تشریح۔ وصی کو اختیار ہے کہ چاہے میت کی طرف سے ایک سال میں کئی حج کرائے چاہے ہر سال ایک حج کرائے صورت اول افضل ہے کیونکہ کار خیر میں جہانتک جلدی کیجائے اچھا ہے۔ عالمگیری

تشریح (۲)۔ اگر وصی نے تہائی ترکہ میں سے کئی حج کرائے اور پھر کچھ ترکہ باقی رہا مگر اتنا ہے کہ کسی قریب جگہ سے حج کرانے کو کافی ہے۔ مثلاً مکہ ہی سے حج کرانیکو تو وہ باقی ترکہ ورثا میں تقسیم نہ ہوگا بلکہ اس سے ایک حج کرایا جائیگا۔ عالمگیری

ر۔ اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ میرے تہائی مال میں سے ہر سال ایک حج کرا دینا تو امام محمد صاحب کے نزدیک اسی طرح عمل کیا جائیگا جس طرح تہائی مال میں سے کئی حج کرانے کی وصیت کے متعلق قاعدہ ہے۔ غایۃ السروجی

۳۔ جس شخص پر حج فرض تھا اور وہ اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کر مرا تو حسن بصری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے وصیت کی حج کی تو خدا تعالیٰ تین حج کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ ایک حج کا ثواب اسکو جس نے اس کی طرف سے احرام باندھا اور ایک حج کا ثواب وصیت کرنے والے کو اور ایک حج کا ثواب اُسکو جس نے اس وصیت کو لکھا۔

ا۔ احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک حج کرنیسے تین شخصوں کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ حج کی وصیت کرنے والیکو وصیت کے جاری کرنیوالیکو اور حج کرنیوالیکو۔

۱۳۶ - وصیت کا حج ان شرائط پر منحصر ہے

۱- نائب کے ذریعہ حج کرانے میں جو شرائط ضروری ہیں وہی اس میں بھی ضروری ہیں — عالمگیری - (دیکھو فقرہ - ۱۲۹)

۲- میّت کے تہائی مال میں سے حج کیا جائے۔ چاہے اُس نے تہائی کی قید لگائی ہو یا نہ لگائی ہو — عالمگیری

ا- اگر میت نے یہ کہا یا نہ کہا ہو کہ تہائی مال سے حج کرا دینا۔ ہر حالت میں تہائی مال سے زیادہ حج میں صرف کرنا درست نہیں — عالمگیری

شرح۔ وصیت کی مقدار تہائی مال سے زائد نہیں ہو سکتی جبکہ دیگر ورثا موجود ہوں (دیکھو کتاب المیراث اسی مصنف کی)

ب- اگر تہائی ترکہ حج کے خرچ سے زیادہ ہے (یا حج کے خرچ کے بعد کچھ بچا) تو ورثا کو واپس کر دینا چاہئے۔ حج کرنے والے کو اس بقایا میں سے لینا جائز نہیں — عالمگیری (دیکھو فقرہ - ۱۳۵)

ج- میت نے یہ وصیت کی کہ میری طرف سے سَو درم میں حج کرایا جائے تو جہاں سے سَو درم میں حج ہو سکتا ہے وہاں سے کرایا جائے (ہاں اگر اسکے کل مال کے تہائی کے سَو درم نہیں ہوتے تو جہاں سے تہائی مال میں حج ہو سکے وہاں سے کرایا جائے) اور ایسا کرنے سے وصیت باطل نہیں ہوگی — عالمگیری

د- میت نے وصیت کی کہ میری طرف سے سَو درم میں حج کرایا جائے مگر اُس میں سے کچھ درم جاتے رہے تو جو باقی ہیں اُن سے حج کرایا جائے اور ایسا کرنے سے وصیت باطل نہ ہوگی — شرح طحاوی

ر- میت نے وصیت کی کہ میرے مال میں سے ہزار درم فلاں شخص کو دینا اور ہزار درم مساکین کو دینا اور ہزار درم سے میرا فرض حج کرانا مگر اُس کا تہائی مال دو ہزار درم ہوئے تو اسکے تین حصے کر کے تقسیم کرے۔ اب اگر تیسرا حصہ حج کے واسطے کافی نہو تو باقی رقم مساکین کے حصہ میں سے لے لیں گے۔ اور اگر حج کی رقم میں سے کچھ بچ رہے تو مساکین کو دیدیں گے — فتاویٰ عالمگیری

۳- میت کے وطن سے حج کرایا جائے یا اگر میت نے کسی مقام کو متعین کر دیا ہے تو (چاہے وہ مقام مکہ سے قریب ہو یا بعید اور چاہے وطن بھی نہ ہو) وہاں ہی سے حج کرایا جائے۔ ہر دو صورت میں تہائی ترکہ خرچ کے واسطے کافی ہونا چاہئے۔ ورنہ جس مقام سے کافی ہو وہاں سے حج کرایا جائے — فتاویٰ عالمگیری

ا- اگر کوئی شخص اپنے وطن سے نکلکر ایسی جگہ جا کر مرا جو مکہ سے قریب ہے تو درحالیکہ وہ اور کام کو سوائے حج کے گیا تھا تو جو شخص اس کی طرف سے حج کریگا اس کو مرنے والے کے وطن سے حج کرنا چاہئے — فتاویٰ عالمگیری

ب- اگر کوئی شخص حج کے واسطے گیا تھا اور راستہ میں مرگیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جو شخص مرنے والے کی طرف سے حج کرے وہ مرنے والے کے وطن سے کریگا۔ لیکن امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک وہ جہاں تک پہنچ چکا ہے وہاں سے کرے۔ عالمگیری

اسکے متعلق صحیح قول امام ابو حنیفہ کا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں بحوالہ مضمرات وزاد لکھا ہے —

ج- اگر میت کا کوئی وطن نہو تو جس جگہ وہ مرا ہے وہی وطن خیال کرو — شرح طحاوی

د- اگر میت کے کئی وطن ہوں تو بالاتفاق اس وطن سے حج کرایا جائے جو مکہ سے زیادہ قریب ہو — عالمگیری

س- وصی نے سوائے وطن کے دوسری جگہ سے حج کرایا (درحالیکہ تہائی مال وطن سے حج کرانیکو کافی تھا) تو وصی ضامن ہوگا اور وہ حج وصی کی طرف سے ہوگا میت کی طرف سے دوبارہ حج کرائے (اگر یہ مقام[1] جہاں سے حج کرایا ہے وطن سے اس قدر قریب ہو کہ آدمی ایک دن میں جا کر واپس آسکے تو یہ ایسا سمجھا جائیگا جیسے وطن سے حج کرایا۔ یا اگر حج کے بعد تھوڑا مال بچا جو لباس وخوراک کے واسطے بھی کافی نہو تو وصی ضامن نہو گا۔ اور باقی ماندہ مال وارثوں کو واپس کر دے۔ اگر بہت زیادہ مال بچا تو وصی ضامن ہوگا اور حج دوسرا کرائے — عالمگیری

---

[1] یہ مقام جہاں سے حج کرایا ہے میت کے وطن سے اس قدر قریب ہو کہ رات سے پہلے وہاں جا کر واپس آسکیں — عالمگیری

١٣٧- وصی کو حتی المقدور وصیت کے مطابق عمل کرنا چاہئے

١- میت نے وصی سے کہا کہ جو میری طرف سے حج کرے اسکو مال دینا تو وصی کو اس کی طرف سے خود حج کرنا جائز نہیں۔ عالمگیری

ا- اگر میت نے یہ وصیت کی تھی کہ میری طرف سے حج کیا جائے۔ اور ان الفاظ سے زیادہ کچھ نہ کہا تھا تو وصی کو خود حج کرنیکا اختیار ہے۔ ہاں اگر وصی خود میت کا وارث ہے یا اس نے مال وارثوں کے سپرد کر دیا ہے کہ وہ جس سے چاہیں حج کرا دیں تو درحالیکہ سب وارث اجازت دیدیں اور وارث بالغ ہوں تو وصی حج کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ عالمگیری

٢- میت نے وصیت کی تھی کہ میرے مال میں سے حج کرایا جائے اور اسکا وارث یا کوئی اور شخص بنظر مہربانی اپنی طرف سے حج کر دے تو جائز نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

ا- میت نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے مال میں سے حج کرایا جائے اور وارث نے اس خیال سے اپنے مال میں سے حج کر دیا کہ بعد میں میت کے مال میں سے لے لیگا تو جائز ہے اور اس کو میت کے مال میں سے لینے کا اختیار ہے (ایسا ہی حکم زکوٰۃ اور کفارہ کے متعلق ہے) اگر کسی اجنبی نے جو رشتہ دار نہیں ہے ایسا کیا تو جائز نہیں۔ فتاویٰ قاضی خاں۔

ب- میت نے نصیحت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جائے اور وارث نے اپنے مال سے حج کرایا بغیر اس نیت کے کہ میت کے مال میں سے واپس لے گا۔ تو اس طرح میت کی طرف سے فرض حج ادا ہو جائیگا۔ فتاویٰ قاضی خاں

٣- میت نے وصیت کی کہ اس کے مال سے حج کرایا جائے اور جو مال حج کے بعد بچ رہے وہ حج کرنیوالے سے واپس نہ لیا جائے۔ تو یہ وصیت جائز ہے اور حج کرنے والے کو وصیت کی رو سے وہ مال لینا جائز ہے یہی صحیح ہے۔ عالمگیری

١٣٨- حج بذریعہ نائب کب صحیح خیال کیا جائے اور کب فاسد

١- اگر حج کرنے والے نے وقوف سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہوا۔ سال آئندہ میں اسکو اپنے خرچ سے ایک حج اور ایک عمرہ کرنا ہوگا۔ عالمگیری

ا- جو خرچ اس کے پاس بچا ہے اسکو واپس کر دینا چاہیے۔ اور جو کچھ خرچ ہو چکا ہے اس کا وہ ضامن ہے۔ عالمگیری

٢- اگر حج کرنے والے نے وقوف کے بعد جماع کیا تو حج فاسد نہ ہوگا۔ مگر جزا کی قربانی اسکو اپنے پاس سے دینی چاہئے۔ عالمگیری

ا- حج کرنے والا خرچ کا ضامن نہ ہوگا۔ عالمگیری

٣- اگر حج کرنیوالا طواف زیارت سے پہلے واپس چلا آیا تو اسپر اسکی بیوی حرام ہے جبتک طواف زیارت نہ کرے۔ عالمگیری

ا- اب اسکو چاہئے کہ بغیر احرام اپنے خرچ سے مکہ جا کر باقیماندہ ارکان ادا کرے۔ عالمگیری۔

باب ۱۲ فصل دوم - عورتوں کے افعالِ حج

حج کا سب سے بڑا رکن وقوف عرفات ہے اور اس میں حائض وجنب ونفسا سبکو شامل ہونیکی اجازت ہے جیسا کہ فقرہ - ۷۶ مسئلہ ۹ میں ہمنے ذکر کیا ہے۔ دوسرا رکن حج کا طواف زیارت ہے جو وقوف عرفات سے کم درجہ کا ہے۔ اگر عورت طواف زیارت کے وقت تک حائض رہے تو اس کو چاہیئے کہ انتظار کرے کہ پاک ہو کر غسل کر کے یہ طواف کرے کیونکہ طواف مسجد میں ہوتا ہے اور مسجد میں حائض کو جانیکی اجازت نہیں اس واسطے انتظار کرنا چاہیئے۔ ہاں اس انتظار میں اگر طواف زیارت کا وقت گذر جائے تو مضائقہ نہیں۔ وقت کے بعد طواف کرے اور قربانی اس کے ذمہ نہیں ہوگی بمقابلہ مرد کے کہ اگر وقت گذر کر یہ طواف کرے تو جزا کی قربانی دینی ہوگی۔ سب ارکان حج عورت حالت ناپاکی میں کر سکتی ہے سوائے طواف کے۔ جو پاک ہونے کے بعد کر سکتی ہے۔

۱۳۹ - حائض ونفسا وخنثیٰ مشکل کے واسطے رعایت

۱- اگر عورت حالت احرام میں حائض ہوجائے تو غسل کرے اور پھر احرام باندھے - اور تمام افعال حج کے کرے سوائے طواف کے۔ کفایہ

۲- وقوف عرفات سے پہلے اگر عورت حائض ہوجائے تو چاہیئے کہ غسل کر کے احرام حج کا باندھے اور تمام افعال حج کے کرے سوائے طواف کے کہ وہ حیض سے پاک ہونیکے بعد کرے - ہدایہ

۱- ایسا اتفاق حضرت عائشہ کو ہوا تھا تو آپ نے سوائے طواف کے کل افعال حج کے کئے تھے کیونکہ طواف مسجد میں کیا جاتا ہے اور مسجد میں ایسی حالت میں جانا منع ہے اور وقوف عرفات تو عرفات میں ہوتا ہے جو ایک جنگل ہے اور مسجد نہیں ہے - ہدایہ
تشریح - اگر یہ سوال کیا جائے کہ غسل سے کیا فائدہ جبتک حیض سے پاک نہ ہوجائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غسل احرام کے واسطے ہے نہ کہ نماز کے واسطے - اور اس سے نظافت بدن تو ہوجاتی ہے - ہدایہ

۳- طواف زیارت کے موقع پر اگر حالت حیض یا نفاس کی پیش آئے یا بیمار ہوجائے اور اس طرح طواف زیارت کا وقت گذر جائے تو وقت کے بعد طواف کرلے - اور اسپر دم لازم نہ ہوگا برخلاف مرد کے کہ اسپر دم لازم ہوگا۔

حالت جنابت میں طواف زیارت کرنے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۸۲

۴- طواف وداع کے موقع پر اگر عورت حائض ہوجائے اور گھر واپس جانا ضروری ہو تو طواف وداع کرنے کی ضرورت نہیں۔ برخلاف مرد کے کہ اسپر واجب ہے

۱- مکہ سے باہر نکلنے سے پہلے اگر عورت حیض سے پاک ہو گئی تو طواف الصدر اسپر واجب ہے۔ چنانچہ اگر مکہ کی آبادی سے اتنی دور چلی گئی جتنی دور کو سفر کہہ سکتے ہیں اور اس وقت پاک ہوئی تو طواف صدر اسپر معاف ہے۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ مکہ سے نکلتے وقت خون تو بند ہو گیا تھا مگر اس نے غسل نہیں کیا تھا اور کسی نماز کا وقت بھی نہیں گذرا تھا تب بھی طواف الصدر اسپر معاف ہے۔ چنانچہ اگر حالت حیض میں مکہ سے باہر گئی اور میقات کے اندر ہی تھی کہ اس نے غسل کیا اور مکہ شریف کسی کام کو گئی تب طواف الصدر اسپر واجب ہو گیا۔ عالمگیری ج ب۔ طواف وداع کا حال (دیکھو فقرہ ۱۲۱)

۴- خنثیٰ مشکل کو بھی اُن ہی افعال کی پابندی لازم ہے جنکی عورتوں کو ہے۔ عینی شرح کنز۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۴۰- عورتوں کا حج بھی مردوں کی طرح فاسد ہو جاتا ہے

۱- جن افعال سے مردوں کا حج فاسد ہوتا ہے اُن ہی سے عورتوں کا۔ کفایہ۔

۱- اس کے متعلق جو حدیث صاحب کفایہ نے لکھی ہے وہ وہی ہے جو وقوف عرفات سے پہلے جماع کرنیکے متعلق لکھی گئی۔ دیکھو فقرہ ۱۸۶ مسئلہ ۳۔

۱۴۱- بعض مناسک کی ادائیگی میں مردوں سے اختلاف

۱- احرام میں سیا ہوا اور رنگا ہوا لباس پہننا جائز ہے۔ مگر خوشبو سے نہ رنگا ہوا ہو۔ موزے۔ دستانے۔ قمیص اوڑھنی۔ حریر اور زیور پہننا بھی جائز ہے۔ عالمگیری۔ دیکھو فقرہ ۱۳۱ (دلیل۔ کیونکہ بغیر سلے ہوئے کپڑے پہننے میں بے پردگی کا اندیشہ ہے)۔

۱- خوشبو سے رنگا ہوا کپڑا خوب دھویا جا چکا ہو تو پہننا جائز ہے۔ کفایہ

۲- احرام میں سر ڈھانکے اور منہ کھلا رکھے۔ کفایہ۔ عالمگیری۔

دلیل۔ سر اس وجہ سے ڈھانکے کہ عورت کا سر ستر میں داخل ہے۔ اور اگرچہ چہرہ بھی ستر میں داخل ہے لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِحْرَامُ الْمَرْأَةِ فِی وَجْھِھَا۔ عورت کا احرام چہرہ میں ہے۔ اسواسطے چہرہ کھلا رکھے۔ عینی شرح کنز۔ (دیکھو فقرہ ۱۳۱)

۱- چونکہ غیر محرم سے عورت کو منہ چھپانا فرض ہے اس واسطے اس طور پر چھپائے کہ کپڑا منہ کو نہ لگے۔ چنانچہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ کسی کپڑے کو چہرے کے سامنے اس طرح لٹکائے کہ وہ منہ کو نہ لگے۔ بلکہ فاصلہ سے رہے کیونکہ اس طرح منہ پر پردہ رکھنا ایسا ہے جیسے کجاوہ یا خیمہ وغیرہ کے سایہ میں سر کو کر لینا جس کی اجازت ہے۔ کفایہ۔ (دیکھو فقرہ ۳۹)

۳- تلبیہ پکار کر نہ کہے بلکہ ایسی دھیمی آواز سے کہے کہ وہ خود سُنے غیر نہ سُنے۔ تمام علماء کا اسی پر اجماع ہے۔ عینی شرح کنز

۴- طواف میں اضطباع و رمل نہ کرے وجہ یہ ہے کہ اس میں عورت کے ستر کھل جانیکا اندیشہ ہے۔ عینی شرح کنز

۵- حجر اسود کو بوجہ ہجوم کے بوسہ نہ دے۔ اگر حجر اسود پر جگہ مل سکے تو بوسہ دے۔ ورنہ رکن یمانی کو بوسہ دے لے کہ وہ حجر اسود کے بوسہ دینے کے حکم میں ہے دلیل یہ ہے کہ عورت کو غیر مرد سے ملکر ملنا منع ہے۔ عالمگیری

۶- نماز طواف بوجہ کثرت ہجوم کے مقام ابراہیم پر نہ پڑھے مسجد حرام میں کہیں اور پڑھ لے۔

۷- میلین اخضرین کے درمیان سعی صفا و مروہ کے وقت نہ دوڑے۔ عالمگیری۔ شرح نقایہ

دلیل۔ کیونکہ اس سے عورت کے ستر کھل جانیکا اندیشہ ہے۔ عینی شرح کنز

۸۔ صفا اور مروہ پر نہ چڑھے بسبب ہجوم کے۔ ہاں ہجوم نہ ہو تو ایسا کرے۔ فتاوی عالمگیری

۹۔ قصر کرے احرام سے نکلنے کے واسطے۔ کیونکہ سر منڈوانا عورت کیواسطے حرام ہے۔ عالمگیری۔ ہدایہ

دلیل۔ حدیث میں آیا ہے اِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيرُ۔ رواہ ابوداؤد۔ دوم عورت کے واسطے سر منڈوانا مثلہ ہے یعنی مرد سے مشابہت کرنی ہے۔ جیسا کہ ڈاڑھی منڈوانا عورت سے مشابہت کرنی ہے۔ ہدایہ

باب ۱۴ فصل سوم معذور کا حج باب ۱۴

ہم فقرہ کے مسئلہ ۳ وہ میں ذکر کر آئے ہیں کہ خارج العقل اور بیمار آدمی پر حج معاف ہے مسائل ذیل اس شخص کے متعلق ہیں جو موقع حج پر موجود ہو اور بیمار یا بیہوش ہو جائے۔ چنانچہ ایسا شخص بذریعہ نائب اکثر افعال حج ادا کر سکتا ہے۔ حج کا جو سب سے بڑا رکن ہے یعنی وقوف عرفات اس میں اس شخص کی موجودگی ضرور ہے۔ یعنی اس شخص کو میدان وقوف میں لیجا کر لٹا دیں اور اگر وہ احرام باندھے ہوئے ہے تب اس کا ساتھی اس کی طرف سے لبیک کہے۔ اور اگر احرام نہیں باندھا تھا تب اس کا ساتھی اس کی طرف سے احرام باندھے اور لبیک کہے تو اسکا حج صحیح ہے۔ دوسرا رکن حج کا طواف زیارت ہے تو اس کے واسطے اُسکو کندھے پر اُٹھا کر یا پیٹھ پر ڈال کر طواف کرا دیں اور باقی افعال حج اس کی طرف سے نائب کرے۔

۱۴۲۔ معذور کے افعال حج نائب کر سکتا ہے۔

۱۔ اگر کوئی شخص بیہوش ہو جائے اور اسکا ساتھی اسکی طرف سے احرام باندھے تو اسکے متعلق دیکھو فقرہ ۔ ۳۴۔

۲۔ اگر افعال حج کے ادا کرنیکے وقت تک کوئی بیہوش ہو تو فقہا کی ایک جماعت اسبات پر متفق ہے کہ اس بیہوش سے افعال حج کرائے جاویں اور دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ اسکی طرف سے اسکا ساتھی افعال حج ادا کرے۔ فتاوی عالمگیری

۱۔ فتح القدیر میں لکھا ہے کہ مبسوط میں دوسرے قول کو اصح کہا ہے۔ ف۔ اگر کسی ایسے شخص نے جو اسکے رفقا سے نہیں ہے اس کی طرف سے احرام باندھا اور طواف کیا اور رمی کی تو بعض فقہانے کہا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک جائز نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک جائز ہے۔ عالمگیری

۳۔ اگر کسی بیمار میں رمی کرنیکی طاقت نہیں تو کنکریاں اسکے ہاتھ پر رکھدینی چاہئیں تو یا تو وہ خود پھینکے یا جسکو وہ حکم کرے وہ پھینکے۔ عالمگیری

۱۴۳۔ معذور کا وقوف عرفات

۱۔ جو شخص عرفات پر ایسی حالت میں گذرا کہ وہ سوتا تھا یا بیہوش تھا اور اس کی طرف سے اسکے ساتھی نے احرام باندھا اور لبیک کہی تو اس کا حج صحیح ہے۔ شرح وقایہ (دیکھو فقرہ ۔ ۶۷ ۔ مسئلہ ۹۔)

۲- اگر حج کا احرام باندھنے کے بعد بیہوش ہوگیا اور ساتھی نے اسکی طرف سے حج کے ارکان ادا کئے مگر اس شخص کو وقوف کرایا اور بعد میں اسکو ہوش آیا تو حج اس کا صحیح ہے۔ از عالمگیری

تشریح - غرض معذور موقف میں لیٹا یا بیٹھا یا کسی طرح بھی موجود ہونا چاہیئے گویا یہ رکن معذور خود ادا کرے اور باقی اسکا ساتھی ادا کرے

۱۴۴- معذور کا طواف

۱- اگر کسی بیہوش کو طواف کرایا اور طواف کے بعد اسکو افاقہ ہوا (یا دوران طواف میں اس کو افاقہ ہوا اور باقی طواف اس نے پورا کیا) تو اس کا طواف صحیح ہے۔ فتاوی عالمگیری۔

۲- اگر کسی معذور کو ساتھیوں نے طواف کرایا جبکہ وہ سوتا تھا تو اگر اسکی اجازت سے کرایا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ عالمگیری۔

۱- ہاں اگر وہ اجازت دے چکا تھا کہ مجکو طواف کرا دینا اور پھر سو گیا تھا تب جائز ہے۔ یا اگر اسکو اٹھا کر لے چلے یا مطاف پر سے گئے پھر وہ سو گیا۔ پھر اسکو طواف کرایا۔ تو جائز ہے[۵۱]۔ فتاوی عالمگیری

۳- اگر کسی کو اٹھا کر طواف کرایا تو اٹھانیوالوں کا اور اس شخص کا سب کا[۱] طواف صحیح ہوگا۔ اور اگر طواف کرانیکی اجرت مقرر ہوئی تھی تو وہ اجرت بھی لیں گے اور طواف بھی ان کا صحیح رہیگا۔ فتاوی عالمگیری

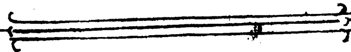
۱- اٹھانے والوں نے اپنے واسطے طواف کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو یا صرف اسی شخص کی طرف سے نیت کی ہو انکا طواف صحیح ہے[۵۲]۔ عالمگیری

۴- اگر کسی کو اٹھا کر طواف کرایا اور اٹھانیوالوں کا طواف عمرہ کا ہو اور اس شخص کا طواف حج کا ہو یا برعکس تو یہ طواف صحیح ہوں گے۔ شرح طحاوی۔ (یعنی اگر معذور کا طواف حج کا ہو اور طواف کرانیوالوں کا عمرہ کا ہو تو معذور کا حج کا اور انکا عمرہ کا ادا ہو جائیگا)

۱- اگر اٹھانے والا بے احرام ہے تو اس شخص کا طواف جس بات کے واسطے ہے صحیح ہوگا۔ فتاوی عالمگیری

۵- اگر کسی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ میرے واسطے اجرت پر کچھ آدمی لاؤ جو مجکو طواف کرائیں اور پھر وہ سو گیا اگر ساتھی نے فوراً تعمیل کی تب طواف درست ہے ورنہ نہیں۔ فتاوی عالمگیری

تشریح اگر وہ شخص یہ کہکر سو گیا اور تعمیل فوراً نہ کی گئی بلکہ ساتھی کسی کام میں لگ گیا اور وہ اجرت پر کئی آدمی لایا جنہوں نے سوتے کو طواف کرایا تو حسنؒ کے نزدیک اس صورت میں جائز نہیں۔ کیونکہ وہ شخص سو گیا اور اسکو حکم کئے ہوئے دیر ہو گئی تھی۔ ہاں اگر فوراً تعمیل حکم کی جاتی تو طواف جائز تھا لیکن جن لوگوں نے طواف کرایا ان کی اجرت ضرور دینی ہوگی۔ فتاوی عالمگیری



[۵۱] کیونکہ ضمناً اس میں اجازت پائی جاتی ہے [۵۲] صرف اسی صورت میں طواف بغیر نیت صحیح ہے کیونکہ طواف کرنیوالیکو اٹھا کر طواف کرا رہے ہیں (فقہ ۷۶-۹)

باب ۴ باب ۴

فصل چہارم — بچوں کا حج

نابالغ لڑکے لڑکیوں اور شیر خوار بچوں پر حج فرض نہیں ہے جیسا کہ ہم فقرہ۔ ۵ میں بیان کر آئے ہیں۔ مگر اکثر لوگ جو مع اہل وعیال حج کو جاتے ہیں وہ چھوٹے بچوں کو بھی حج کراتے ہیں۔ تو ہم ذیل میں یہ بتائیں گے کہ ایسے بچوں کو کس طریق پر حج کرایا جائے ۔ علماء کا اس امر میں اختلاف ہے کہ لڑکا یا بچہ اگر حج کرے تو حج ہوگا یا نہیں۔ مگر فیصلہ بھی کیا گیا ہے کہ حج نفلی واقع ہوگا — دیکھو فقرہ۔ ۷۔ شق ب۔

۱۴۵- بچہ کو احرام باندھیں یا اسکی طرف سے کوئی بڑا باندھے

۱- چاہے لڑکے یا بچے کو احرام باندھیں۔ یا اُسکی طرف سے کوئی اور باندھ لے دونوں طرح درست ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

۱- اگر بچے کی طرف سے احرام باندھے تو چاہیے کہ بچے کو بے سلا لباس پہنائے اور آپ جو احرام باندھے تو اپنے احرام کے ساتھ اس کے احرام کی بھی نیت کرے۔ اور دونوں کی تلبیہ کہے۔ عالمگیری

۲- اگر کوئی شخص مع اہل وعیال حج کو جائے تو چھوٹے بچے کی طرف سے وہ شخص احرام باندھے جو اُس سے رشتہ میں قریب ہو۔ فتاویٰ عالمگیری

۱- اگر بچے کا باپ اور بھائی ساتھ ہوں تو باپ اُس کی طرف سے احرام باندھے۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۴۶- افعال حج بچہ کریگا یا اسکی طرف سے کوئی اور

۱- اگر باپ اپنے بچے کو حج کرائے تو اگر بچہ خود ارکان ادا کرنے کے قابل ہو تو کرے ورنہ باپ اُسکی طرف سے کرے۔ محیط

۱- حج کے افعال باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کر سکتا ہے مثلاً جمروں پر کنکریاں مارنی وغیرہ۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح- اگر اس نے اپنے واسطے حج کا احرام باندھا ہے اور بچے کی طرف سے بھی تو خود بھی افعال حج ادا کرے اور بچے کو گود میں لیکر اُسکی طرف سے بھی کرے

۱۴۷ جنایات وکفارات کا کون ذمہ دار ہوگا

۱- اگر بچہ یا لڑکا بعض افعال حج کے ترک کرے تو اسکی اُسکو کوئی جزا نہیں دینی ہوگی۔ محیط سرخسی

۲- اگر باپ نے اپنے بچے کی طرف سے احرام باندھا اور اُس سے کوئی ایسا فعل صادر ہوا جو احرام میں منع ہے۔ تو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔ نہ اسکو نہ اُسکے ولی کو — فتاویٰ عالمگیری۔

۱- لازم ہے کہ بچہ کو ممنوعات احرام سے بچائے مگر پھر بھی اگر اسنے ممنوعات میں سے کچھ کیا مثلاً اگر بچہ نے حالت احرام میں شکار کیا۔ تب بھی اس پر کچھ جزا لازم نہ ہوگی۔ شرح طحاوی وفتاویٰ عالمگیری

۳- اگر بچہ کا حج فاسد ہوگیا تو اسپر قضا لازم نہ ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری۔

باب ۴ فصل پنجم - حج یا قربانی کی نذر ماننا باب ۴

دیکھو فقرہ ۴

حج کا واجب ہونا دو طریق پر ہوتا ہے۔ یا تو انسان میں شرائط موجود ہونے پر خدا تعالیٰ کی طرف سے واجب ہوتا ہے یا انسان خود اپنے اوپر واجب کر لیتا ہے۔ مثلاً نذر مان کر کہ اگر میرا فلاں کام پورا ہو جائیگا تو میں ایک حج کروں گا۔ نذر یا شرطیہ ہوتی ہے یا بلا شرط۔ صورت اوّل میں جب شرائط پوری ہوں تب نذر کا پورا کرنا واجب ہے اور صورت دوم میں یوں ہی نذر کا پورا کرنا واجب ہوگا۔ علماء حنفیہ کے نزدیک نذر کا پورا کرنا ضروری ہے۔ جزا دینے سے اسکی تلافی نہیں ہو سکتی۔

١٤٨- حج کی نذر ماننے کے مختلف طریق معہ احکام شرعی

حج کی نذر ماننے کے مختلف طریقے	حکم شرعی	
١- اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ احرام ہے ٢- اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ احرام حج ہے	حج یا عمرہ کرنا لازم ہے (حج یا عمرہ میں سے جونسا چاہے کرے)	عالمگیری
٣- اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ بیت اللہ تک یا کعبہ یا مکہ تک پیدل چلنا واجب ہے اگر اس میں یہ بھی تعین کیا کہ حج یا عمرہ پیادہ چلکر کروں گا تو پیدل چلکر کرنا واجب ہے۔ کہاں سے کہاں تک پیدل چلے۔ (١) جہاں سے احرام باندھے وہاں سے پیدل چلے بموجب ایک قول۔ گھر ہی سے پیدل چلے بموجب ایک قول۔ محیط اور فتاوی قاضی خاں میں لکھا ہے کہ یہی دوسرا قول صحیح ہے (٢) حج میں طواف زیارت کے بعد اور عمرہ میں طواف و سعی کے بعد پیدل چلنا چھوڑ دے کیونکہ اسنے نذر پوری عبادت پیدل چلکر کرنے کی مانی ہے۔ تو پوری عبادت طواف زیارت کے بعد ختم ہوتی ہے۔ ہدایہ (٣) اگر پورے راستہ یا راستہ کا بہت سا حصہ سواری پر چلے تو ایک قربانی جزا میں دینی ہوگی اور اگر کم راستہ سواری پر چلے تو اسی تناسب سے قربانی دے۔ ہدایہ (۴) بعض فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ چاہے پیدل چلے چاہے سوار ہو کر لیکن تبیین میں لکھا ہے کہ پیدل ہی چلنا صحیح ہے۔ (٥) اگر مسافت بعید ہو اور پیدل چلنا شاق گذرے تب سواری پر جانا مضائقہ نہیں۔ ہدایہ	حج یا عمرہ کرنا لازم ہے	”

۴۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ حرم تک یا مسجد حرام تک پیدل چلنا واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اسپر کچھ واجب نہ ہوگا۔	حج یا عمرہ کرنا لازم ہے یہ (نزد صاحبین)	عالمگیری
۵۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ صفا و مروہ تک پیدل چلنا واجب ہے۔	ایسی نذر صحیح نہیں	عالمگیری
۶۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ بیت اللہ تک یا بیت اللہ کی طرف نکلنا یا بیت اللہ کو سفر کرنا یا بیت اللہ میں آنا واجب ہے۔	تو یہ نذر صحیح نہیں (نزد جمیع علماء)	عالمگیری
۷۔ اللہ تعالیٰ کی واسطے میرے ذمہ یہ بکری بیت اللہ یا کعبہ یا مکہ یا حرم یا مسجد الحرام یا صفا و مروہ تک ہدی ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اسپر کچھ واجب نہیں۔	حج یا عمرہ کرنا لازم ہے (نزد صاحبین)	عالمگیری
۸۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ حج فرض دوبارہ واجب ہے۔	کچھ لازم نہیں ہوگا	محیط
۹۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اس سال میں دو حج واجب ہیں۔	دو حج کرنے دو سال میں واجب ہونگے	عالمگیری
۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اس سال میں دس حج واجب ہیں۔	دس حج دس سال میں واجب ہونگے	عالمگیری
۱۱۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اس سال میں سو حج واجب ہیں۔	سو حج سو سال میں واجب ہونگے	عالمگیری
۱۲۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اس سال میں آدھا حج واجب ہے	ایک حج کرنا لازم ہوگا	عالمگیری
۱۳۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ ایسا حج ہے کہ جس میں نہ طواف زیارت کرونگا نہ وقوف عرفات	″	قاضیخاں
۱۴۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ تین حج واجب ہیں اور اسنے ایک سال میں تین آدمیوں سے تین حج کرائے تو اگر وہ حج کا وقت آنے سے پہلے مرگیا تب تو تینوں حج جائز ہوئے۔ اور اگر حج کے وقت پر زندہ ہے تو برابر تین سال تینوں حج کرے۔ فتاویٰ عالمگیری۔	تین حج اسپر لازم ہیں	عالمگیری
۱۵۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ حج ہے (یا حج واجب ہے) اگر میں اچھا ہو جاؤں (یہ مریض نے کہا) اور وہ اچھا ہوگیا۔	تو حج کرنا اسپر لازم ہوگا	عالمگیری

ا۔ اگر اس نے اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا تب بھی حج واجب ہوا کیونکہ حج تو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہوتا ہے

ب۔ اگر اچھا ہوا اور حج ادا کیا تو یہ حج فرض ادا ہو جائیگا۔ عالمگیری

۱۶۹۔ قربانی کی نذر ماننے کے مختلف طریق مع احکام شرعی

(قربانی کی نذر کئی ذیل کے طریق پر مانتے ہیں)

۱۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ ایک ہدی ہے	تو ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی	عالمگیری

ا۔ اگر کسی ہدی کو معین کر دیا ہے تو اس صورت میں وہی ہدی واجب ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری۔

ب۔ اگر ہدی کی نذر مانی ہے تو اس کی قیمت بھی خیرات کی جا سکتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

٢- اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ ایک بدنہ ہے	تو جو بدنہ چاہے قربانی کرے	عالمگیری

٣- اگر دو قسموں (یعنی اونٹ اور گائے) میں سے کسی خاص قسم کو معین کیا تو وہی بدنہ واجب ہوگا جو معین کیا ہے (بدنہ اونٹ واجب ہے گا اگر جزور کی نذر مانی (یعنی اگر یہ نذر مانی کہ اونٹ قربانی کرونگا - اور بدنہ نہ کہا) تب بھی اونٹ کی قربانی واجب ہوگی - فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ - جس قسم کی ہدی نذر مانی جائے اسی قسم کی دینی چاہیئے اس سے کم قسم کی نہ کی جائے ہاں زیادہ درجہ کی چیز کا مضائقہ نہیں۔ مثلاً بدنہ نذر میں مانا ہے تو بکری نہیں دے سکتا - اور اگر بکری نذر مانی ہے تو بدنہ دینے کا مضائقہ نہیں - فتاویٰ عالمگیری

ذبح - اگر ہدی مانی ہے تو بالاتفاق حرم ہی میں ذبح ہونی چاہیئے - اور اگر جزور مانی ہیں تو بالاتفاق غیر حرم میں ذبح ہونے جائز ہیں - اگر بدنہ مانا ہے تو (در حالیکہ کہیں ذبح کرنیکی نیت نہ کی تھی) اس میں خلاف ہے امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک جہاں چاہے ذبح کرے - لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک مکہ میں ذبح کیا جانا ضرور ہے - شرح مجمع البحرین (تصنیف ابن ملک) و فتاویٰ عالمگیری -

باب ٤ فصل ششم - حج کرنے سے رک جانا اور حج ہاتھ نہ لگنا باب ٤

اگر احرام باندھنے کے بعد کوئی ایسی بات پیش آئے کہ حج کو نہ جا سکے - مثلاً بیمار ہو جائے - یا دشمن کے خوف سے نہ جا سکے تو ایسا شخص محصر ہے - اور اگر حج کو گیا اور کوئی ایسی بات پیش آئی کہ عید کی صبح تک وقوف عرفات نہ کر سکا تو ایسا شخص فائت الحج ہے - یعنے اسکا حج فوت ہو گیا + محصر گھر بیٹھے ہی احرام اتار سکتا ہے مگر اسطرح کہ ایک ہدی قربانی کے واسطے مکہ شریف بھیجدے اور اسکے ذبح کا وقت مقرر کردے جب وہ وقت گذر جائے تو احرام اتار دے + محصر کو سال آیندہ میں ایک حج کے بدلہ ایک حج اور ایک عمرہ کرنا پڑتا ہے مگر فائت الحج کو صرف ایک ہی حج کی قضا دینی پڑتی ہے - مگر اصل پوچھو تو اسکے ذمہ بھی وہی ایک حج اور ایک عمرہ ہو جاتا ہے - کیونکہ احرام کھولنے کے واسطے تو اسکو عمرہ کرنا ہی پڑتا ہے - اور حج سال آیندہ

(دیکھو فقرہ - ٨ و ٣٠)

١٥٠ - احصار و محصر کے معنے و مطلب

١- احصار کے معنے روک لینا - محصر کے معنے روکا گیا (ص کے زبر سے)

٢- محصر وہ شخص ہے جس نے احرام باندھا - اور پھر جس کام کے واسطے احرام باندھا تھا اس کے ادا کرنے سے روکا گیا خواہ وہ رکنا دشمن کے خوف یا مرض کے غلبہ یا عضو کے ٹوٹ جانے یا زخمی ہو جانے کی وجہ سے ہو یا اور کوئی ایسی وجہ ہو جو اس چیز کے پورا کرنے سے جسکا احرام باندھا ہے حقیقۃً یا شرعاً مانع ہو - (نزد امام اعظمؒ - عالمگیری

١- اگر کسی نے وقوف عرفات کیا اسکے بعد احصار واقع ہوا تو وہ محصر نہیں ہے - ہدایہ

وجہ یہ کہ حج کا سب سے بڑا رکن پورا کر چکا ہے اور اب احصار کی وجہ سے اس کا حج فوت نہیں ہوگا - ہاں یہ [illegible] ہے کہ وہ احرام نہیں اتار سکتا جبتک کہ طواف زیارت نہ کرلے - اگر طواف زیارت و وقوف مزدلفہ دونوں چیزیں نہ کر سکا یہانتک کہ ایام تشریق گذر گئے تو اس کے ذمہ چار قربانیاں ہو جائیں گی - عینی شرح کنز و ہدایہ

٢- اگر کوئی شخص وقوف عرفات پر قادر ہو تو وہ محصر نہیں ہے اور اگر اسکے بعد طواف پر قادر نہیں ہے تو حج اس کا ہو گیا - چاہیئے کہ قربانی طواف کے بدلے ذبح کرے اور احرام سے باہر ہو جائے -

۲۔ اگر کوئی شخص وقوف عرفات نہ کرسکا مگر اسکے بعد طواف زیارت کیا تو وہ محصر نہیں ہے بلکہ وہ فائت الحج ہے اسکو چاہئے کہ ایک طواف اور کرکے احرام کھولے اور طواف زیارت کے بدلے قربانی کرے۔ اور اس حج کو سال آئندہ میں کرے کفایہ

۳۔ اگر مکہ شریف میں کوئی امر مانع ہوا کہ وقوف عرفات اور طواف زیارت نہ کرسکا تو وہ بھی محصر ہے کیونکہ وہ بھی کل حج کرنے سے معذور ہے۔ گویا یہ ایسے شخص کے مانند ہے جو زمین حل میں محصر ہو جائے۔ ہدایہ کفایہ۔

بعضوں کے نزدیک اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کی رائے میں اختلاف ہے۔ امام اعظمؒ کہتے ہیں کہ مکہ میں محرم کے اندر محصر ہو ہی نہیں سکتا۔ اور ابویوسفؒ کہتے ہیں کہ اگر دشمن مکہ میں غالب ہو اور خانہ کعبہ تک بھی نہ جانے دے تو اس صورت میں وہ شخص محصر ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ اختلاف رائے صحیح نہیں ہے۔ صحیح وہی ہے جو پہلے لکھا گیا۔ ہدایہ کفایہ

۴۔ اگر عورت نے احرام باندھا اور اسکے بعد اس کا خاوند یا محرم مر گیا تو وہ محصر ہے۔ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۔۵۔ مسئلہ ۱

۱۔ اگر محرم راستہ میں مر گیا اور مکہ شریف وہاں سے تین دن یا اس سے زیادہ کے فاصلہ پر ہے تو وہ محصر ہے۔

۵۔ اگر عورت نے نفلی حج کا احرام باندھا پھر خاوند نے حج کرنے سے روک دیا (بلا اجازت خاوند باندھا تھا) تو وہ محصر ہے۔ عالمگیری

۶۔ اگر عورت نے نفلی حج کا احرام باندھا پھر خاوند یا محرم ساتھ جانیکو نہ مل سکے تو وہ محصر ہے ۔ عالمگیری

۷۔ غلام یا لونڈی اگر احرام باندھیں تو آقا احرام کھلوا سکتا ہے (ظاہر ہے کہ یہ احرام نفلی حج کا ہوگا)۔ عالمگیری

۸۔ اگر کسی نے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کرنے سے رک گیا تو وہ علماء حنفیہ کے نزدیک محصر ہے لیکن امام مالکؒ و امام شافعیؒ کے نزدیک عمرہ میں احصار نہیں ہے۔ عینی شرح کنز ، کفایہ

دلیل ۔(ح) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر اصحاب مقام حدیبیہ میں محصر ہوگئے تھے حالانکہ سب کے سب معتمر تھے۔ لہذا عمرہ میں احصار ہے ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جیسے حج کا احرام اتارنا محصر کو اسواسطے ضرور ہوتا ہے کہ وہ احرام کی تکالیف سے آزاد ہو جائے۔ اسیطرح عمرہ سے رک جانے والے کے واسطے عمرہ کا احرام اتارنا بھی ضرور ہوتا ہے۔ لہذا عمرہ سے رک جانیوالا بھی محصر ہوا ، امام مالکؒ و امام شافعیؒ کی یہ دلیل ہے کہ عمرہ ہر وقت کیا جا سکتا ہے اس کا کوئی خاص وقت معین نہیں ہے، اور حج کا ایک خاص وقت معین ہے کہ احصار کی صورت میں وہ وقت گذر جائے تو پھر نہیں مل سکتا۔ اور عمرہ کے متعلق یہ بات نہیں ہے ۔ عینی شرح کنز ۔ کفایہ

۴۔ دشمن یا بیماری کی وجہ سے نزد امام اعظمؒ اور صرف دشمن کی وجہ سے نزد امام شافعیؒ محرم حج کرنے سے باز رہ سکتا ہے۔ ہدایہ

دلیل ۔ (امام شافعیؒ) ہدی خانہ کعبہ میں بھیجکر احرام اتارنا صرف اسی شخص کے واسطے شرعاً درست ہے جو دشمن کی وجہ سے رکا ہو کیونکہ اسکو دشمن سے نجات نہیں مل سکتی جبتک کہ احرام نہ اتارے (وجہ یہ کہ دشمن تو اس کے حج کرنے کے مانع ہے) لہذا اگر بیماری سے رکا اور احرام اتار لو اس طرح بیماری سے نجات تو نہیں ملیگی ۔ تو معلوم ہوا کہ بیماری کی وجہ سے احصار درست نہیں۔ امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ احصار کا لفظ جو کلام مجید میں آیا ہے اس کا اطلاق بیماری سے رک جانے پر بھی اہل لغت کے نزدیک درست ہے۔ بلکہ احصار بیماری سے رک جانے ہی کے واسطے آتا ہے اور حصر دشمن سے رک جانے کے واسطے ۔۔ اگر علماء شافعی کے قول کو تسلیم ہی کر لیا جائے تو اسکے یہ معنے ہیں کہ اگر کوئی شخص احرام باندھ کر بیمار ہو جائے تو وہ مدت تک احرام ہی باندھے رہے اور یہ بڑی دقت ہے لہذا اس دقت کے رفع کرنے کو لازم ہوا کہ احرام اتار دے ۔ ہدایہ

۱۔ شرح آثار میں امام طحاوی نے جو علقمہ سے روایت کی ہے وہ علماء حنفیہ کے واسطے دلیل ہے کہ عمرہ میں بھی احصار ہوتا ہے اور علاوہ دشمن سے رکے جانیکے اور وجہ سے بھی احصار ہو سکتا ہے ۔ چنانچہ اسطرح آیا ہے ۔ قَالَ لُدِغَ صَاحِبٌ لَنَا وَهُوَ مُحْرِمٌ بِعُمْرَةٍ ۔ فَذَكَرْنَاهُ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ ۔ فَقَالَ يَبْعَثُ الْهَدْيَ وَ يُوَاعِدُ اَصْحَابَهُ مَوْعِدًا ۔ فَاِذَا نُحِرَ عَنْهُ حَلَّ ۔ رَوٰى بِهٖ اِلٰى جَرِيْرٍ ۔ عَنِ الْاَعْمَشِ ۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ ۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ

لہ اگر ان دونوں میں سے ایک سے رکا تو احصار ثابت نہیں ہوگا ۔ شرح وقایہ

يَزِيْدَ - قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ - ثُمَّ عَلَيْهِ عُمْرَةٌ بَعْدَ ذَالِكَ - مطلب یہ ہے کہ علقمہ نے کہا کہ ایک شخص کو سانپ نے کاٹا اور وہ عمرہ کا محرم تھا - تو ہمنے اسکا ذکر ابن مسعود سے کیا - وہ بولے کہ اُس شخص کو چاہیے کہ ایک ہدی بھیجدے اور لیجانے والوں سے اسکے ذبح کا وقت مقرر کرلے - اور جب ہدی ذبح ہوجائے تو یہ احرام کھولدے اور اسکے بدلہ پھر عمرہ کرلے

۴- محرم اگر بیمار ہوجائے (کہ چل نہ سکے یا چلنا نقصان دے) یا دشمن کا خوف ہو (دشمن مسلمان ہو یا کافر یا درندہ) یا (عورت کا) خاوند یا محرم راستہ میں فوت ہوجائے - یا راستہ میں خرچ جاتا رہے - یا کرایہ کا جانور ہلاک ہوجائے (اور پیدل نہ چل سکے) تو وہ شخص محصر ہے - عینی شرح کنز - عالمگیری

۱۵۱- محصر احرام کس طرح کھولے

۱- احرام سے اس طرح باہر ہو کہ ایک ہدی کا جانور مثلاً بکری کسی شخص کے ہاتھ بھیجدے کہ حرم میں ذبح کرے یا قیمت بھیجدے کہ وہاں ہدی خرید کر ذبح کیجائے - ذبح کا وقت اور دن مقرر کرے کہ اس کے بعد گھر بیٹھے ہی احرام اتار دے - حلق یا قصر کی ضرورت نہیں (نزد امام اعظم) - **لیکن امام شافعی کے نزدیک ایک قربانی اُس مقام پر جہاں احصار واقع ہوا ہے ذبح کردینی کافی ہے پھر احرام کھولدے** - ہدایہ - کفایہ

دلیل - جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں محصر ہوگئے تھے تو آپ نے حلق کیا تھا اور اصحاب کو بھی کرایا تھا - (دیکھو فتوٰی ۱۹۰) طرفین کی یہ دلیل ہے کہ حلق یا قصر صرف اسی وقت عبادت گنی جاتی ہے جبکہ افعال حج کی ترتیب میں ہو - اور بغیر حج ادا کئے ان کو عبادت نہیں شمار کرسکتے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب نے جو حلق کیا تھا وہ اس وجہ سے کیا تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ بس اب سب کے واپس جانیکا عزم بالجزم ہوگیا ہے - ہدایہ کفایہ

ا- اگر کسی نے یہ بھی شرط کرلی تھی کہ قربانی ذبح کرنے کے واسطے نہیں بھیجیگا تب بھی قربانی بھیجنی ہوگی - فتاویٰ عالمگیری

ب- قربانی ذبح ہونے سے پہلے اگر کوئی ایسا فعل کیا جو احرام کی حالت میں منع ہے تو جزا لازم ہوگی - فتاویٰ عالمگیری

ج- اگر قربانی ذبح کرنے کے وعدے کے دن اس گمان پر احرام سے باہر ہوگیا کہ قربانی ذبح ہوچکی ہوگی پھر معلوم ہوا کہ قربانی اس روز ذبح نہیں ہوئی تھی تو سمجھا جائیگا کہ وہ حالت احرام ہی میں تھا اور وقت سے پہلے احرام سے باہر ہونے کی وجہ سے اسپر قربانی واجب ہوگی اور اگر اپنے وعدہ کے روز قربانی ذبح ہوگئی مگر اس نے احرام اسی دن ذبح ہونے سے کچھ پہلے کھولدیا تو بطور استحسان کے جائز ہے - عالمگیری

د- اگرچہ سر منڈانا شرط نہیں ہے تاہم سر منڈوائے تو بہتر ہے - فتاویٰ عالمگیری

ہ- امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک واجب نہیں ہے کہ سر منڈوائے یا بال کتروائے لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ضروری ہے کیونکہ سر منڈوانا اسکو نقصان نہیں دیتا - ہاں اور مناسک وہ ادا نہیں کرسکتا - لیکن اگر نہ سر منڈوایا اور نہ بال کتروائے تب بھی کچھ جزا دینی نہ ہوگی - کفایہ - عینی شرح کنز

۲- مفرد کو ایک اور قارن کو دو ہدی بھیجنی چاہئے - ہدایہ

ا- اگر مفرد دو ہدی بھیجدے تو پہلی ہدی کی قربانی پر احرام سے باہر ہوسکتا ہے - دوسری ہدی نفلی ہے - فتاویٰ عالمگیری

ب- قارن دو قربانیوں کے ذبح ہونے کے بعد احرام سے باہر ہوگا اور اگر قارن صرف ایک ہدی بھیجکر احرام حج سے باہر ہونا چاہے اور عمرہ کے واسطے ہدی نہ بھیجے تو دونوں احراموں میں سے کسی سے باہر نہیں ہوسکتا - کیونکہ شرعاً ایک ہی دفعہ دونوں احراموں سے

باہر ہونا چاہیئے ۔ ہدایہ ۔ عینی شرح کنز۔

۳۔ ذیل کی صورتوں میں ایک یا دو قربانی بھیجنے میں اختلاف ہے ۔ فتاوی عالمگیری

ا۔ اگر احرام میں نہ حج کی نیت کی تھی نہ عمرہ کی تو ایک ہی قربانی بھیجے ۔ عالمگیری

ب۔ اگر احرام معین کرکے بھول گیا کہ حج کا تھا یا تمتع وغیرہ کا تو ایک ہی قربانی بھیجے ۔ عالمگیری

ج۔ اگر دو حج یا دو عمروں کا احرام ہے تو صاحبین کے نزدیک ایک قربانی اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دو قربانیاں بھیجے ۔ فتاوی عالمگیری

۱۵۲۔ ہدی بھیجنے کے بعد اگر احصار دور ہو گیا یا احصار پر احصار واقع ہو تو کیا کرے

۱۔ محصر اگر ہدی بھیج چکے اس کے بعد احصار زائل ہو جائے تو اس کی حسب ذیل صورتیں ہیں (نزد امام اعظم ۔) ہدایہ عینی شرح کنز۔

(۱) ایسے وقت احصار زائل ہوا کہ اگر حج کو جائے تو نہ ہدی مل سکے گی اور نہ حج۔ تو اس کو حج کو جانا ضروری نہیں ہے کیونکہ اصلی مقصد یعنے حج تو مل ہی نہیں سکتا۔ چاہے کہ صبر کرے اور احرام اتارے۔ اگر حج کو چلا جائے اور عمرہ کرکے احرام سے باہر ہو جائے تو جائز ہے۔ کیونکہ جس کا حج فوت ہو جاتا ہے تو وہ عمرہ ہی کرکے احرام اتارتا ہے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو سال ایندہ عمرہ اسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا صرف حج کرنا پڑیگا ۔ عینی شرح کنز ۔ کفایہ ۔ ہدایہ

(۲) ایسے وقت احصار زائل ہوا کہ اگر حج کو جائے تو ہدی اور حج دونوں ملجائیں گے۔ تو اس کو حج کو جانا ضروری ہے کیونکہ جو مانع تھا وہ تو جاتا رہا اس سے پیشتر کہ اس کا بدلہ دیا جائے۔ یہ ہدی اب اس کی ملکیت ہے جو چاہے اسکو کرے کیونکہ جس بات کے واسطے بھیجی تھی وہ بات تو جاتی رہی ۔ عینی شرح کنز ۔ کفایہ

(۳) اگر ایسے وقت میں احصار زائل ہوا کہ اگر حج کو جائے تو ہدی تو مل سکتی ہے مگر حج نہیں مل سکتا تو لاچار احرام کھولے کیونکہ جو چیز اصل ہے (یعنی حج) وہ تو ہاتھ لگ ہی نہیں سکتی ۔ ہدایہ

(۴) اگر ایسے وقت میں احصار زائل ہوا کہ اگر حج کو جائے تو حج تو مل سکتا ہے مگر ہدی نہیں مل سکتی تو استحساناً احرام کھولنا درست ہے۔ لیکن امام زفر کہتے ہیں کہ اس صورت میں اس کو احرام کھولنا جائز نہیں۔ اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے کیونکہ اصل چیز تو حج ہے وہ اسکو مل سکتا ہے۔ تو کیوں نہ جائے ۔ ہدایہ

تشریح۔ حج سے احصار واقع ہونیکی صورت میں یہ چوتھی صورت صاحبین کے موافق نہیں ہے۔ کیونکہ احصار کی قربانی ان کے نزدیک یوم نحر میں کیجاتی ہے اور حج کا وقت اس سے پہلے ہو جاتا ہے یعنے وقوف عرفات۔ تو ممکن نہیں کہ حج تو اسکو ملجائے اور ہدی نہ ملے۔ (ہاں عمرہ کی احصار کی قربانی بالاتفاق ضروری نہیں کہ یوم نحر کو ذبح کیجائے)+ استحساناً احرام کھولنا اسواسطے درست ہے کہ اگر وہ شخص حج کرنے چلا جائے تو قربانی کا جانور یوں ہی ضائع جائیگا اور جو اس شخص کا مطلب تھا کہ ہدی بھیج کر احرام کھولدوں وہ بھی حاصل نہوگا۔ مال کا ضائع کرنا بھی تقریباً جان کے ضائع کرنے کے برابر ہے جس طرح جان کا ضائع ہونا عذر ہوا کرتا ہے اسی طرح مال کا ضائع کرنا بھی عذر ہے۔ ہاں حج کو جانے کے واسطے یہ دلیل قوی ہے کہ وعدہ کا پورا کرنا کہ جس کا احرام باندھ چکا ہے زیادہ ضروری ہے ۔ از کفایہ

امام زفر یہ دلیل پیش کرتے ہیں ۔ کہ جب اصل مل گئی تو اس کے قائمقام سے کیا غرض رہی لہذا حج کی طرف روانہ ہو جائے۔ اور ہدی کا کچھ خیال نہ کرے ۔

۲۔ محصر کا اگر ہدی بھیجنے کے بعد ایک احصار دور ہوا اور دوسرا واقع ہوا تو اگر اتنا وقت ہے کہ اگر یہ احصار نہ ہوتا تو وہ ہدی تک پہنچ سکتا تو دوسرے احصار کی ہدی کی نیت یہاں ہی کرے تو وہی ایک ہدی کافی ہوگی ورنہ دوسری ہدی بھیجنی ہوگی۔ عالمگیری

تشریح - مگر یاد رہے کہ اگر دوسرے احصار کی ہدی کی نیت اِس ہدی کے ذبح ہونے کے وقت سے پہلے کرلی تب تو یہ نیت درست ہے ورنہ نہیں - عالمگیری

۱۵۳ احصار کی ہدی کب اور کہاں ذبح کیجائے

۱- حج یا عمرہ کے احصار کی ہدی حرم میں بھیجی جائے اور وہاں ذبح ہو - کیونکہ خاص دنوں میں خاص موقع پر اس ہدی کا ذبح ہونا عبادت ہے - ہدایہ دیکھو فقرہ - ۱۶۲

۲- یہ ہدی صاحبین کے نزدیک عید ہی کے روز ذبح ہونی چاہیے اگر حج کے متعلق ہے اور اگر عمرہ کے متعلق ہے تو بالاتفاق جب چاہے کرے لیکن امام اعظمؒ کے نزدیک حج کے متعلق ہدی بھی عید سے پہلے ذبح کیجا سکتی ہے - ہدایہ عینی شرح کنز

دلیل ۱- جبکہ یہ بات ہے کہ ایک خاص وقت اور خاص جگہ ہدی کا ذبح کرنا عبادت شمار کیا جاتا ہے تو اگر اسکے خلاف کیا گیا تو عبادت کہاں رہی - اور جب عبادت نہ رہی تو حلال ہونا اس کی وجہ سے کس طرح درست ہوگا - اس امر پر خدا تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے :- وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ - اور ہدی کے متعلق کہا جا چکا کہ وہ جانور ہے - جو بنظر عبادت حرم میں ذبح کرنے کے واسطے بھیجا جائے - ہدایہ

دلیل ۲ (امام شافعیؒ) - احصار کی ہدی کے واسطے استثنائی صورت ہے اور اس کا حرم میں ذبح کیا جانا ضرور نہیں کیونکہ شرع نے اس ہدی کے واسطے خاص طور پر اجازت دی ہے تاکہ دقت رفع ہو اور اگر حرم میں ذبح کیا جانا مخصوص کردیں تو پھر دقت آن پڑتی ہے - علماء حنفیہ کا یہ جواب ہے کہ دقت ہی رفع کرنے کو تو ایسا کیا جاتا ہے - اور یہ کیا کچھ کم دقت رفع ہو جاتی ہے کہ احرام گھر بیٹھے اتار لیا اور ہدی بھیجدی - اس قدر رفع دقت کافی ہے - ہدایہ

دلیل ۳ - احصار حج کی ہدی ایسی ہے جیسے قران و تمتع کی اور ان دونوں کی ہدی روز عید سے پہلے ذبح کرنی جائز نہیں اور نیز اس ہدی کا ذبح کرنا ایسا ہے جیسے حلق یا قصر کرنا کہ اس سے احرام اُتارا جاتا ہے اور حلق تو عید سے پہلے جائز ہی نہیں لہٰذا احصار کی ہدی بھی قربانی کرنی عید سے پہلے درست نہیں - ہدایہ دیکھو فقرہ - ۱۶۲ -

دلیل ۴ - امام اعظمؒ کہتے ہیں کہ یہ ہدی تو مثل کفارہ کی ہدی کے ہے - یہاں تک کہ اس کا گوشت کھانا بھی محصر کو روا نہیں (دیکھو فقرہ ۱۶۴) لہٰذا مکان کی قید اسپر لازم آتی ہے اور زمان کی نہیں - جیسے کفارہ کے ہدی کا قاعدہ ہے بخلاف تمتع و قران کی ہدی کے کہ وہ کفارہ کی ہدی نہیں ہے اور نیز بخلاف حلق کے کیونکہ حلق سے ایک خاص وقت میں احرام سے باہر ہو سکتا ہے اور وہ وقت وقوف عرفات کے بعد ہے یعنی جبکہ حج کا بڑے سے بڑا رکن پورا ہو جاتا ہے اور احصار کی ہدی کی صورت میں گویا بڑا رکن ادا ہی نہیں کیا جاتا گویا اس سے بہت پہلے احرام سے باہر ہو جاتا ہے لہٰذا اس کی اس کے ساتھ کیا تشبیہ - ہدا

۱۵۴ محصر سال آئندہ میں بدلہ کیونکر دے

۱- اگر حج کا احرام اُتارا ہے تو اسکے بدلہ ایک حج اور ایک عمرہ کرنا چاہیے - ہدایہ - شرح وقایہ

۱- ابن عباس و ابن عمرؓ سے اسیطرح روایت کیا گیا ہے - کہ ایک حج اور ایک عمرہ کرنا چاہیے - وجہ یہ ہے - کہ چونکہ حج کرنے سے رک گیا تو اسکے بدلہ ایک حج کرنا تو ضرور ہوا - اور عمرہ اسوجہ سے واجب ہوا کہ جب حج کرنے سے رک گیا تو مانند فائت الحج کے ہوا (یعنی جسکا حج فوت ہوگیا) جسکو احرام اتارنیکے واسطے عمرہ کے افعال کرنے ہوتے ہیں - اب چونکہ وہ اس سال محصر ہے (یعنی خانہ کعبہ تک جا ہی نہیں سکتا کہ عمرہ کرے اور احرام کھولے) تو اسکے ذمہ سال آئندہ میں ایک حج اور ایک عمرہ واجب ہوگا - کفایہ

ب ۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر حج کا احرام اتارا ہے تو اس کے بدلہ صرف ایک حج ہی کرنا ہوگا ۔ کیونکہ صرف حج سے محصر ہوا ہے اور قربانی بھیجکر احرام کھولدیا ہے تو بس اس کے بدلہ اس کے ذمہ صرف حج ہی ہے اور عمرہ نہیں ہے ۔ کفایہ ۔ عینی شرح ۔

ج ۔ اگر احرام اتارنے کے بعد احصار زائل ہوگیا اور حج کا وقت باقی تھا کہ حج کیا تو اب وہ جزا کا حج و عمرہ اسکے ذمہ نہیں رہیگا اس حج میں قضا کی نیت نہیں کیجائے گی ۔ غایۃ السروجی (شرح ہدایہ) دیکھو فقرہ ۔ ۱۵۲

۲ ۔ اگر عمرہ کا احرام اتارا ہے تو اُس کے بدلہ صرف ایک عمرہ ادا کرنا چاہئے ۔ ہدایہ ۔ شرح وقایہ

۳ ۔ اگر قران کا احرام اتارا ہے تو اس کے بدلہ ایک حج اور دو عمرے ادا کرنے چاہئیں ۔ ہدایہ ۔ شرح وقایہ

دلیل ۱ ۔ بدلہ میں ایک حج اور دو عمرہ ادا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک حج اور ایک عمرہ تو اصلی حج او عمرہ کے بدلہ دینا ہوگا ۔ اور دوسرا عمرہ اسواسطے کہ اُس سے حج اور عمرہ فوت ہوا اُسکی جزا میں دینا پڑا ۔ کیونکہ جب احرام باندہ چکا تو دونوں چیزیں ادا کرنی ضرور ہوئیں ۔ ہدایہ

دلیل ۲ ۔ ہمارے خیال میں سیدہی دلیل یہ ہے کہ جب قران فوت ہوا تو عمرہ کے بدلہ تو ایک عمرہ کرنا ہوگا ۔ اور حج کے بدلہ ایک حج اور ایک عمرہ ۔ یعنے ایسے شخص کو دو عمرہ اور ایک حج بدلہ میں دینا ہوگا ۔ مصنف

ا ۔ اگر قارن مکہ میں داخل ہوا اور اس نے طواف کیا اور وقوف عرفات سے پہلے محصر ہوگیا تو وہ حج کے بدلہ سال آیندہ میں ایک حج اور ایک عمرہ کریگا اور عمرہ کے بدلہ عمرہ اسکے ذمہ نہیں رہیگا ۔ (کیونکہ طواف کرلینے سے عمرہ کا بار اسپر سے اتر گیا) ۔ کفایہ

ب ۔ اگر قارن کا احصار زائل ہوجائے اور پھر قران کرے تو جزا کا عمرہ اسکے ذمہ نہیں رہیگا ۔

۴ ۔ اگر ایسا احرام اتارا ہے جسمیں نہ حج کی نیت تھی نہ عمرہ کی تو اسکے بدلہ استحساناً ایک ہی عمرہ کرنا ہوگا ۔ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۳۵)

۵ ۔ اگر ایسا احرام اتارا ہے جسکو معین تو کیا تھا کہ حج یا تمتع وغیرہ کا ہے لیکن بھول گیا تو بدلہ اسکے ایک حج اور ایک عمرہ کرنا چاہئے ۔ فتاویٰ عالمگیری دیکھو فقرہ ۔ ۳۵

۱۵۵ ۔ حج فوت ہوجانا

۱ ۔ حج اس حالت میں فوت ہوجاتا ہے جبکہ محرم عید کی صبح تک وقوف عرفات نہ کرسکے ۔ ہدایہ ۔ کفایہ

۲ ۔ جب حج فوت ہوجائے تو لازم ہے کہ طواف خانہ کعبہ وسعی صفا و مروہ کی کرکے احرام اتارے (یعنی عمرہ کرکے احرام اتاردے) اور یہ حج سال آیندہ میں کرے اور قربانی واجب نہیں ۔ ہدایہ ۔ کفایہ

دلیل ۱ ۔ بروایت ابن عمر و ابن عباس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ فَاتَهُ عَرَفَةُ بِلَيْلٍ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ ۔ فَلْيَتَحَلَّلْ بِعُمْرَةٍ ۔ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ ۔ رواہ الدارقطنی

دلیل ۲ ۔ جبکہ حج یا عمرہ کا احرام باندہ لیا تو اس سے خارج ہونا بغیر حج یا عمرہ کئے درست نہیں ۔ چنانچہ جس صورت میں کوئی احرام باندہے اور حج یا عمرہ کی نیت نہ کرے اور نہ دل میں ہی ایسی نیت کرے ۔ تو وہ بھی احرام سے باہر نہیں ہوسکتا جبتک کہ حج یا عمرہ نہ کرے ۔ اور جب ان دونوں میں سے کسی کو معین نہیں کیا ہے تو عمرہ کرنا ہی پڑیگا (دیکھو فقرہ ۳۵) اور اس غلطی کی وجہ سے قربانی

۱؎ جس سے رات تک بھی وقوف عرفات ہوسکا تو اسکا حج فوت ہوا ۔ اسکو چاہئے کہ عمرہ کرکے احرام کھولدے اور اسکے ذمہ ایک حج باقی رہیگا ۔

لازم نہیں ہوگی کیونکہ حج کے فوت ہونے کی صورت میں بھی جزا عموماً ہوتی ہے ہو بجائے قربانی کے ہوتی ہے یہی صورت محصر کی بھی ہے کہ اس کو بھی عمرہ ہی جزا دینی ہوگی قربانی نہیں ہوگی۔ ہدایہ۔کفایہ

ا۔ حج فوت ہوجانے سے قربانی لازم نہیں آئے گی صرف اس حج کی قضا دینی ہوگی۔ نزد امام اعظم۔ لیکن حسن بن زیاد نے کہا ہے کہ اس شخص پر قربانی بھی ہے اور سال آئندہ میں اس حج کی قضا بھی کرے۔ عمر بن خطاب سے بھی ایسی ہی روایت ہے اور امام شافعی کے نزدیک بھی قربانی لازم ہے۔ عینی شرح کنز

ب وقوف عرفات کا وقت روز عید کے صبح تک رہتا ہے۔ ہدایہ۔کفایہ۔دیکھو نقرہ ۴۷

ج۔ جس شخص کا حج فوت ہوجائے اسپر طواف الصدر واجب نہیں۔ فتاوی قاضی خاں

د۔ چاہے حج نفل ہو یا فرض ہو یا نذر اور خواہ وہ حج اب فاسد ہوا ہو یا شروع ہی سے فاسد ہو۔ سب کے فوت ہوجانے کے متعلق ایک ہی حکم ہے۔ عالمگیری

۳۔ عمرہ فوت نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ وہ تو سال میں کسی وقت بھی ادا کیا جاسکتا ہے سوائے یوم عرفہ یوم عید الضحیٰ وایام تشریق کے۔ ہدایہ

ا۔ ایام مذکورہ میں عمرہ مکروہ ہے کیونکہ حضرت عائشہ نے مکروہ جانا ہے اور اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ یہ دن تو حج کے دن ہیں اور حج ہی کے واسطے مقرر ہیں اور ابن عباس سے مروی ہے کا تعتمر فی خمسۃ ایام۔ واعتمر قبلہا او بعدہا۔ اور مذہب ظاہر یہی ہے۔ ہدایہ

ب۔ امام ابو یوسف کے نزدیک عرفہ کے روز زوال سے پہلے پہلے اگر عمرہ کرلیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ زوال کے بعد سے رکن حج کا وقت شروع ہوتا ہے۔ ہدایہ۔ کفایہ

ج۔ اگر ایام ممنوعہ میں کسی نے عمرہ کرلیا ہے تو اس کا عمرہ صحیح ہوجائیگا اور وہ شخص ان ایام میں عمرہ کا محرم ہوسکتا ہے۔ کراہت صرف اس واسطے ہے کہ یہ ایام خاص حج کے واسطے ہیں اور ایسا کرنے میں وہ شخص خالصاً حج کے واسطے تیاری نہیں کرسکتا۔ ہدایہ کفایہ

۴۔ قران فوت ہوجانے کی صورت میں اوّل عمرہ کا طواف وسعی کرے پھر حج کے فوت ہوجانے کی عوض میں طواف وسعی کرے اور سر منڈوائے یا بال کتروائے۔ عالمگیری

ا۔ قران کی قربانی اس کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گی۔ عالمگیری

ب۔ جب وہ طواف شروع کرے جس سے احرام سے باہر ہوگا تو لبیک موقوف کرے۔ بدائع

ج۔ اگر متمتع سائق الہدی تھا (یعنی قربانی ساتھ لایا تھا) تو اس قربانی کو جو چاہے کرے۔ عالمگیری

۵۔ جس احرام سے حج کا فوت کرنے والا طواف کرتا ہے (کہ احرام اتارے) وہ احرام حج کا سمجھا جائیگا یا عمرہ کا امام محمدؒ و امام اعظمؒ کے نزدیک وہ حج ہی کا احرام ہے۔ لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حج فوت ہوجانے سے وہ احرام عمرہ کا شمار ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

اس اختلاف رائے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر اس شخص نے دوسرے حج کا احرام باندھا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے کہ اس دوسرے احرام کو توڑ دے لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک احرام باقی رکھے۔ فتاویٰ عالمگیری دیکھو نقرہ ۔ ۱۹۱

---

[۱] پانچ دن عمرہ نہ کرو اور ان کے پہلے یا پیچھے کرو (یہ پانچ دن ابھی ذکر کئے جاچکے)

باب ۴ # فصل ہفتم - ہدی یعنی قربانی کے جانور باب ۴

ہدی اس حلال جانور کو کہتے ہیں جسکو حرم میں بطور ہدیہ بغرض ذبح لیجائیں۔ اونٹ کی ہدی کو بُدنہ کہتے ہیں۔ کوئی ہدی جبتک صراحتاً ہدی نہ مقرر کیجاے ہدی نہیں کہلائیگی۔ چنانچہ یا تو نیت کر لیجاتی ہے کہ یہ جانور ہدی مقرر کر دیا گیا یا مکہ کی طرف ہانک کر اس خیال سے لیجایا جاتا ہے۔ ہدی ایک ہدیہ ہے جو بارگاہ عزوجل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اسی واسطے اُس کا ادب لازم ہوتا ہے نہ اسپر سواری کیجاتی ہے نہ اس کا دودھ یا کوئی اور چیز کام میں لائی جاتی ہے یہاں تک کہ قربانی کے بعد اس کی نکیل اور جھول بھی خیرات کر دینی پڑتی ہے ہدی کو حرم تک پیچھے سے ہانکتے ہوئے لیجاتے ہیں اور اس فعل کو سوق ہدی کہتے ہیں اور اگر آگے سے کھینچتے ہوئے لےچلیں تو قود ہدی کہلاتا ہے۔ بعض لوگ اس امر کے اظہار کے واسطے کہ یہ جانور ہدی ہے اس کے گلے میں پٹہ ڈالدیتے ہیں۔ اور بعض نال لٹکا دیتے ہیں اور بعضے درخت کی ٹہنی یا جوتی اس کے گلے میں لٹکا دیتے ہیں مگر بعض جو جھول اڑھاتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ اور بعض اشعار کرتے ہیں یعنی اونٹ کے بائیں طرف کے کوہان میں برچھی مار کر شگاف کر دیتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا ہے۔ چنانچہ احادیث سے ثابت ہے۔ لوگ یہ کہیں گے کہ امام اعظمؒ کس واسطے اس فعل کو جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے مکروہ بتاتے ہیں حالانکہ آپ کا یہ مقولہ تھا۔ مَا صَحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَہُوَ مَذْہَبُنَا (جو امر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے وہ ہمارا مذہب ہے) بات یہ ہے کہ مصلحتاً اشعار کیا جاتا تھا جس کا ذکر ہمنے سطور آیندہ میں کیا ہے۔ اس کے بعد کچھ تو اس لحاظ سے کہ لوگ اس میں مبالغہ کرنے لگے یعنی ایسا شگاف ڈالنے لگے کہ جانور کو تکلیف پہنچنے لگی اور وہ زخم سے مشابہ ہونے لگا۔ اور کچھ اس لحاظ سے کہ مسنون طریق پر وہ شگاف کر ہی نہ سکتے تھے۔ بمقابلہ تقلید کے مکروہ سمجھا گیا۔ اگر کوئی حنفی المذہب اُن ہی پابندیوں کے ساتھ باتباع فعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی اشعار کرے تو ہمارے خیال میں کچھ حرج نہیں۔ اگر ہدی راستہ میں جاتے ہوئے مرجائے تو اس کی بدلہ اگر واجب ہدی ہے یعنی تمتع یا قران کی ہے تو اور دینی پڑیگی۔ تمام ہدایا کی ذبح کیواسطے حرم مقرر ہے منا ہو یا مکہ ہو۔ وَمِنٰی کُلُّہَا مَنْحَرٌ وَفِجَاجُ مَکَّۃَ کُلُّہَا مَنْحَرٌ۔

۱۵۶ - ہدی اور بُدنہ اور دم کے معنی و مطلب

۱ - ھدی - وہ حلال جانور ہے جس کو بطور ہدیہ حرم کو لیجاتے ہیں - عالمگیری - **یا وہ جانور جو حرم میں ذبح کی غرض سے بطور عبادت لیجایا جاے -** ہدایہ (ہدی - ھ کے زبر سے اور زیر سے دونوں طرح درست ہے - اس کے معنی چوپایہ جانور کے ہیں جو مکہ میں قربانی کی غرض سے لیجایا جائے - منتخب)

ا - ہدی وہ جانور ہے جسکو بطور ہدیہ حرم میں لیجاتے ہیں - چاہے وہ بھیڑ ہو یا بکری یا گائے یا اونٹ - م

ب - جانور جب ہی ہدی کہلائیگا جب بطور دلالت یا صراحتاً مقرر کیا جاے - بحرالرائق - لسنتی بج - دلالت یا تو نیت کر لینے سے ہوتی ہے (کہ میں نے اس جانور کو ہدی مقرر کیا) یا مکہ کی طرف جانور کو ہانک کر لیجانے سے - فتاوٰی عالمگیری - دیکھو نقرہ - ۳۳ مسئلہ ۳ - (۳)

۲ - بدنہ - امام اعظم کے نزدیک اونٹ یا گاے کو کہتے ہیں لیکن امام شافعی کے نزدیک صرف اونٹ ہی کو کہتے ہیں - ہدایہ -

دلیل - امام شافعی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جمعہ کے روز اول وقت مسجد میں آئے تو وہ ایسا ہے کہ اس نے ایک اونٹ کی قربانی کی اور جو اسکے بعد آئے تو وہ ایسا ہے کہ جس نے گاے کی قربانی کی - تو اس حدیث سے پتہ لگا کہ بدنہ اونٹ ہی کے واسطے بولا جاتا ہے - کیونکہ اس کے مقابلہ میں گاے کا لفظ آیا - لیکن علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ بدنہ لغت میں اونٹ اور گاے دونوں کو کہتے ہیں

لہذا ایک گائے بھی سات آدمیوں کے واسطے ہو سکتی ہے۔ ہاں حدیث مذکورہ میں بدنہ کے معنی خاص اونٹ ہی کے ہیں جیسا کہ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے۔ ہدایہ

ا- یہ جانور یا تو صراحتاً ہدی مقرر کئے جاتے ہیں یا دلالۃً اور دلالت اس طرح ہوتی ہے کہ نیت کرے کہ یہ جانور میں نے ہدی کا مقرر کیا۔ یا مکہ کی طرف ہانک کر لیجانے سے کہ چاہیے نیت نہ کی ہو۔ فتاویٰ عالمگیری۔ دیکھو فقرہ ۔ ۲۳ مسئلہ ۳ (۲)

۳-دم- اُس جانور کو کہتے ہیں جو جنایت کی جزا میں دیا جائے۔

۱۵۷- ہدی کی کونسے جانور ہیں اور ان میں کونسا افضل ہے اور ایک جانور میں کے آدمی شریک ہو سکتے ہیں

۱- ہدی تین ہیں۔ ۱- اونٹ - ۲- گائے و بیل - ۳- بھیڑ و بکری۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ

۲- سب سے افضل اونٹ ہے پھر گائے و بیل اور پھر بھیڑ و بکری۔ فتح القدیر

ا- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ادناہ شاۃ یعنی سب سے کم درجہ کی ہدی بکری ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اس سے اعلےٰ درجہ کی ہدی بھی ہے اور وہ گائے اور اونٹ ہے۔ کیونکہ ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو حرم میں ذبح کے واسطے بطریق عبادت بھیجا جائے۔ اور یہ بات ان تینوں مذکورہ جانوروں میں پائی جاتی ہے۔ ہدایہ۔

ب- روایت کی شافعی نے عطاء سے کہا انہوں نے کہ ادنیٰ درجہ کی قربانی حج میں بکری ہے اور ایسا ہی ابن عباس کی روایت میں ہے۔ جو صحیح بخاری میں ہے۔

ج- جس جنایت کی جزا میں قربانی لازم ہوتی ہے وہاں بکری کی قربانی دینی جائز ہے۔ مگر دو صورتوں میں جبکہ طواف زیارت حالت جنابت میں کرے یا وقوف عرفات کے بعد جماع کرے۔ ہدایہ۔ دیکھو فقرہ ۱۶۸۔ قاعدہ ۲۔ و فقرہ ۱۸۲ و ۱۸۶۔

۳- بھیڑ اور بکری میں شرکت نہیں ہوتی اور گائے و بیل و اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ ہدایہ

۴- ہدی کے واسطے وہی جانور منتخب کئے جا سکتے ہیں (یعنی ان مذکورہ بالا قسم کے جانوروں میں سے) **جن کی ضحیہ درست ہے۔** ہدایہ

دلیل- وجہ یہ ہے کہ ہدی کا ذبح کرنا ایک عبادت ہے جس کا تعلق اضحیہ کی طرح جانور کا خون کرنے سے ہے۔ لہذا وہی صفات ہدی میں بھی ہونی چاہئے جو اضحیہ میں ہوں۔ ہدایہ

ا- جانور فربہ ہونا چاہیے۔ اور کانا یا لنگڑا و دبلا۔ کان کٹا ہوا۔ سینگ ٹوٹا۔ دُم کٹا نہ ہو۔

۱۵۸- ہدی پر نہ سواری کرنی چاہیئے نہ اسکی کوئی چیز کام میں لانی چاہیئے

۱- ہدی پر سواری نہ کرنی چاہیئے۔ الا ضرورت کے وقت۔ شرح وقایہ

ا- اگر اونٹ ہدی ہو تو اسپر ضرورت پڑے پر سوار ہو سکتا ہے جائز ہے۔ لیکن بے ضرورت سوار نہ ہونا چاہیئے۔ ہدایہ

ب- اگر اسپر سواری کی اور اس کی وجہ سے اسے کچھ نقصان پہنچا تو اس نقصان کی مقدار کے موافق صدقہ دینا چاہیئے اور یہ صدقہ فقراء کو دیا جائے نہ امراء کو۔ فتاویٰ عالمگیری

ج- ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ ہانکے لئے جاتا تھا ہدی کو تو آپ نے فرمایا کہ سوار ہو جا اسپر تو اس نے کہا کہ یہ بدنہ ہے سو آپ نے کہا کہ سوار ہو جا اسپر تو دیکھا میں نے کہ وہ اسپر سوار تھا۔ رواہ البخاری۔ ومسلم۔

۲- ہدی پر بوجھ نہ لادنا چاہیئے۔ الا ضرورتاً۔ محیط سرخسی (کیونکہ یہ امر تعظیم کے خلاف ہے) عالمگیری

ا- اگر ضرورت کی وجہ سے اسپر بوجھ لادا یا اور اس وجہ سے جانور کو کچھ نقصان پہنچا تو اس نقصان کی جزا صدقہ دینا چاہیئے۔ اور یہ صدقہ فقرا کو دینا چاہیئے نہ امرا کو

۳۔ ہدی کا دودھ نہ نکالنا چاہیئے۔ اگر نکالے تو اُسکو خیرات کر دینا چاہیئے۔ ہدایہ۔

دلیل۔ وجہ یہ ہے کہ دودھ بھی اس جانور کا ایک جزو ہے۔ لہٰذا وہ بھی ہدی میں شامل ہے۔ ہدایہ

ا۔ بہتر ہے کہ دودھ کا اُترنا موقوف کرنے کے واسطے تھنوں پر سرد پانی چھڑکیں مگر یہ جب کریں جب ذبح کا موقع قریب ہو۔ اور اگر ذبح کا موقع دور ہے اور دودھ نکالنے سے جانور کو نقصان ہو تو دودھ نکال لینا چاہیئے اور اُس کو خیرات کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ دودھ تھنوں میں جمع ہو جانے سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے۔ ہدایہ۔ عالمگیری۔ ب۔ اگر اپنے کام میں اس دودھ کو لے آئے یا کسی امیر کو دیدے تو اس کی قیمت خیرات کر دے یا اتنا دودھ اسی قیمت کا خیرات کر دے کیونکہ اس دودھ کی قیمت کی ادائیگی اسپر واجب ہے۔ ہدایہ۔

۴۔ ہدی کے اگر بچہ پیدا ہو تو اس کو خیرات کر دے یا ساتھ ہی ذبح کر دے یا بیچکر اُس کی قیمت خیرات کرے۔ فتاویٰ عالمگیری

ا۔ اگر بچہ اس کے ہاتھ سے مر جائے تو اس کی قیمت خیرات کرنی ہوگی۔ یا اگر اس بچہ کی عوض میں کوئی ہدی خرید لی تو بہتر ہے۔ عالمگیری

۱۵۹۔ سوق یا قود ہدی یا تقلید بدنہ یا تجلیل یا اشعار بغرض اظہار نیت احرام

(دیکھو نقرہ ۳۳۔ ۳ (۲))

اگر کوئی ہدی کو جھول اُڑھائے یا اشعار کرے یا بکری کے گلے میں پٹہ ڈالے تو محرم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جھول اُڑھانا سردی یا گرمی یا مکھیوں کے رفع کرنے کو ہوتا ہے اور حج کے متعلق اس طریق پر کوئی خاص بات نہیں کیجاتی۔ اور اشعار کرنا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک اگرچہ اشعار اچھا ہے لیکن کبھی اشعار معالجہ کے واسطے بھی کیا جاتا ہے بخلاف پٹہ ڈالنے کے کہ وہ ہدی کے واسطے خاص ہے اور بکری کے پٹہ ڈالنا نہ طریقہ کے موافق ہے اور نہ سنت۔ ہدایہ۔

۱۔ اگر متمتع قربانی کو ہانکنا چاہے اور یہ افضل ہے تو احرام باندھے اور اپنی ہدی کو چلائے اور سوق ہدی اس کی قود ہدی سے افضل ہے۔ وقایہ

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ذوالحلیفہ میں احرام باندھا تو ہدایا آپ کے آگے آگے ہانکے جاتے تھے۔ نقرہ۔ ۳۳۔ ۳ (۲) میں ذکر کیا گیا ہے کہ سوق ہدی وقود ہدی کیا ہے۔ تمتع یا قران کے ساتھ ہدی کا اس واسطے ذکر کیا گیا کہ ان کو ہدی لیجانی واجب ہے۔ اور صرف حج کرنے والے کے واسطے اختیاری۔

۲۔ اونٹ کے گلے میں قلادہ باندھنا افضل ہے بہ نسبت اُسکو جھول اُڑھانے کے۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ

ا۔ اگر ہدی اونٹ ہے تو اس کے گلے میں توشہ دان یا نعل یا چمڑہ کا ٹکڑا یا درخت کی چھال لٹکا دیتے ہیں۔ ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری

ب۔ تقلید سے مطلب اونٹ یا گائے کے گلے میں پٹہ ڈالنا یا توشہ دان یا جوتی لٹکانا۔ اور تجلیل جھول ڈالنے کو کہتے ہیں۔ اور تقلید افضل ہے تجلیل سے کیونکہ تقلید کا ذکر حدیث شریف میں بھی آیا ہے اور قرآن شریف میں آیا ہے وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ۔

ج۔ بکری کے گلے میں پٹہ نہ ڈالنا چاہیئے ایک تو طریقہ کے خلاف ہے دوسرے مسنون بھی نہیں ہے (نزد علماء حنفیہ) ہدایہ۔ عالمگیری

د۔ دم جنایت اور دم احصار کے گلے میں بھی پٹہ ڈالنا مسنون نہیں ہے۔ اگر ایسا کیا تو مضائقہ بھی نہیں ہے۔ عالمگیری

ر۔ ہدی[۱] نفل اور ہدی تمتع اور ہدی قران اور ہدی نذر کے گلے میں قلادہ باندھتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہدی حج کے ارکان کی ہیں۔ اور قلادہ اُنکی گردن میں باندھنے سے ان کی شہرت ہوتی ہے۔ ہاں احصار و جنایت کی ہدی کے گلے میں قلادہ نہ باندھے۔ کیونکہ ان کا چھپانا مقصود ہوتا ہے کیونکہ وہ جنایت کی جزا میں دیجاتی ہیں۔ اگر احصار اور جنایت کی ہدی کے گلے میں پٹہ ڈالا تو جائز ہے اور کچھ مضائقہ نہیں۔ ہدایہ۔ و عالمگیری۔

۳۔ اشعار یعنی شگاف لگانا اونٹ کے کوہان میں بائیں جانب مکروہ ہے۔ شرح وقایہ۔

تشریح ۱۔ اونٹ کے کوہان میں اکثر شگاف کر دیتے تھے اس اظہار کے واسطے کہ یہ ہدی ہے۔ امام اعظمؒ نے اسکو مکروہ رکھا ہے کیونکہ یہ مثلہ ہے یعنی خدا تعالیٰ کی مخلوق کے کسی عضو کو تبدیل کرنا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ سے منع کیا ہے۔ چنانچہ حدیث عمران میں ہے کہ نہیں کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں مگر منع کیا ہکو مثلہ سے۔

تشریح ۲۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار اس وجہ سے کیا تھا کہ مشرکین ہدایا سے تعرض کرتے تھے مگر جب اس کو اشعار کر دیتے تھے تو پھر نہ کرتے تھے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے مکروہ رکھا ہے اشعار کو اپنے زمانے کے آدمیوں کے واسطے کیونکہ اکثر لوگ اشعار

[۱] ہدی سے مطلب یہاں اونٹ لیا گیا ہے

میں مبالغہ کرتے تھے یہاں تک کہ زخم پڑ جائیگا خوف ہوتا تھا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ پٹہ ڈالنے پر اشعار کو ترجیح نہ دینی چاہئے۔ شرح وقایہ۔
تشریح ۳ بعض علما کہتے ہیں کہ امام اعظمؒ نے جو اشعار کرنا مکروہ رکھا ہے وہ بمقابلہ تقلید یعنی اونٹ کے پٹہ ڈالنے کے مکروہ رکھا ہے۔
تشریح ۴ امام شافعی کے نزدیک اشعار سنت ہے اور صاحبین کے نزدیک مستحب ہے۔

۱۔ اشعار کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا احادیث سے ثابت ہے مگر محدثین اس امر میں اکثر معارض ہیں کہ کوہان کے دائیں طرف آپ نے اشعار کیا تھا یا بائیں طرف۔ جامع ترمذی میں ابن عباس سے جو روایت ہے اس میں دائیں طرف لکھا ہے اور بخاری اور مسلم نے بھی اسکو روایت کیا ہے مگر دائیں بائیں کا ان میں ذکر نہیں۔ موطا میں ہے کہ حضرت عمرؓ جب مدینے سے ہدی بھیجتے تھے تو اس کی تقلید کرتے تھے دو نعلوں سے اور اشعار کرتے تھے اس کا بائیں طرف۔ اور یہ مسلم کی روایت سے معارض ہے۔ غرض اشعار کرنا ثابت ہے۔ اور کوئی ممانعت نہیں۔ مگر جس صورت میں کہ تقلید کرنا اور اشعار کرنا دونوں مسنون ہیں تو کیوں نہ تقلید کرے۔ اور اشعار اس طریق پر کرنا جیسے آنحضرت نے کیا تھا بڑا مشکل ہے لہذا اس زمانہ میں ترک بہتر ہے۔ م

۱۶۰۔ ہدی کا ضائع ہونا۔ یا قریب المرگ ہونا۔ یا بعد ذبح اُسکا تلف ہونا

۱۔ اگر ہدی ہلاک ہو جائے یا اس کو کچھ نقصان پہنچے درحالیکہ ہانک کر لیجائی جا رہی ہو۔ تو

ا۔ اگر ہلاک ہو جائے تو اگر نفل تھی تو اس کی بجائے اور دینی واجب نہیں[۱۵]۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ
ب۔ ،، ،، ،، اگر واجب تھی ،، ،، ،، ،، ہے۔ ،، ،،
ج۔ ،، اُسکو کچھ نقصان پہنچا ہے تو اگر نفل تھی تو اسی کو ذبح کرے ،،
د۔ ،، ،، ،، ،، اگر واجب تھی تو اُسکو فروخت کرکے اسکی بجائے اور دے۔ ہدایہ

دلیل۔ وجہ نفل ہدی کے متعلق یہ ہے کہ جو ہدی ہلاک ہو گئی وہی اس لئے اس عبادت کے واسطے مقرر کی تھی۔ اگر وہ ہلاک ہو گئی۔ دوسری نہ کرے۔ اور واجب کے واسطے یہ دلیل ہے کہ جو ہدی ہلاک ہو گئی اسکے ہلاک ہو جانے سے اس کے ذمہ واجب تو باقی ہے لہذا اسکے بدلہ میں اور دینی پڑیگی۔ اگر جانور کو زیادہ نقصان پہنچا ہو تو اسکے بدلہ دوسری ہدی کرنی چاہئے کیونکہ جب عیب بہت سا پایا جاوے دمثلاً تہائی حصہ سے زیادہ دُم یا آنکھ یا کان جاتا رہے) تو واجب اس سے ادا نہیں ہو سکتا۔ دوسری ہدی کرے اور اسکو جو چاہے سو کرے اُسکا مال ہے۔ ہدایہ۔ وشرح وقایہ

۲۔ اگر ہدی چوری ہو گئی۔ اور اسکی بجائے دوسری دی اور اُس کے گلے میں پٹہ ڈالکر حرم کی طرف متوجہ کیا اور بعد ازاں پہلی ہدی مل گئی۔ تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ دونوں ہدی کو ذبح کرے تو افضل ہے۔ ۲۔ اگر پہلی کو ذبح کرے اور دوسری کو فروخت کرے تو جائز ہے۔
۳۔ اگر دوسری کو ذبح کرے اور پہلی کو فروخت کرے تو اگر دونوں کی قیمت یکساں ہے تو اس پر کچھ واجب نہیں۔ اگر دوسری کم قیمت کی ہے تو جس قدر کم ہے وہ قیمت خیرات کر دے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۳۔ اگر نفل ہدی راستہ میں مرنے کے قریب ہو جائے تو۔ (ہدایہ)

۱۔ اگر نفل ہدی ہے اور واجب نہیں ہے تو اس کو نحر کر لینا چاہئے[۱۵] اور اس کے قلادہ کو اس کے خون سے رنگ دے اور اس کے کوہان پر خون تھپیڑ دے۔ اور اس کے گوشت میں سے نہ مالک کھائے اور نہ اور کوئی امیر آدمی۔ ہدایہ

دلیل۔ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجیہ اسلمی کو اسی طرح حکم فرمایا تھا۔ (دیکھو فقرہ ۱۶۴) اور قلادہ کو رنگ کر دینے سے یہ مطلب ہے کہ یہ نشانی لگا دی گئی ہے کہ یہ گوشت صرف فقراء کے کھانے کے واسطے ہے اور امراء اس میں

---

۱۵ یعنی یہاں ہی ذبح کر لینا چاہئے اگر حرم تک نہ پہنچ سکی تو مضائقہ نہیں۔ ۱۶ یہ حکم کم استطاعت شخص کے واسطے ہیں۔ اگر استطاعت رکھتا ہو تو دوسری ذبح کرے۔

سے نہ کھائیں۔ کیونکہ ہدی کے گوشت میں سے کھانے کی اجازت جب ہی ہے جبکہ وہ حرم میں جاکر ذبح ہو مگر جبکہ وہ راستہ میں ذبح ہوگا تو اس کا گوشت کھانا درست نہیں۔ مگر فقراء کو یہ گوشت صدقہ کردینا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ جانوروں کو کھلایا جائے۔ اور یوں ہی ضائع جائے۔ ہدایہ

۲- اگر واجب ہدی ہے تو اس کو ذبح کرکے جو چاہے کرے اس کی ملکیت ہے اس کی بجائے تو حرم میں دوسری ذبح کی جائیگی۔ ہدایہ۔

۴- اگر ہدی حرم میں پہنچکر قربانی کے دن سے پہلے معطوب ہوجائے تو

(۱) اگر نفل ہدی ہے اور نقصان بہت آگیا ہے تو اس کو ذبح کرے اور اس کا گوشت فقراء کو تقسیم کردے اور خود اس میں سے نہ کھائے اور اگر نقصان تھوڑا سا پہنچا ہے تو اس کو ذبح کرکے اس میں سے خود بھی کھائے اور فقراء کو بھی تقسیم کرے۔ عالمگیری

(۲) اگر تمتع کی ہدی مقام پر پہنچکر معطوب ہوجائے تو اس کے واسطے یہ حکم نہیں ہے۔ بلکہ دوسری قربانی دینی ہوگی۔ عالمگیری

۵- اگر ذبح کے بعد ہدی تلف ہوجائے تو کسی قسم کی بھی ہدی ہو مالک کے ذمہ اس کا بدلہ نہیں ہے۔ عالمگیری۔

۱- اگر ذبح کے بعد مالک اس کو تلف کردے تو اگر ایسی ہدی تھی جس کا تصدق کرنا واجب ہے تو اس کی قیمت مالک کے ذمہ واجب ہوگی اور اگر ایسی ہدی ہے جس کا تصدق کرنا اس کے ذمہ واجب نہیں ہے تو اس کے ذمہ کچھ واجب نہوگا۔ دیکھو فقرہ۔۱۲۷ اسلام۔ عالمگیری

۱۶۱- ذبح یا نحر کرنا

۱- اونٹ کو نحر کرنا افضل ہے۔ اور گائے بیل بھیڑ و بکری کو ذبح کرنا افضل ہے۔ ہدایہ

۱- اونٹ کو اس طرح نحر کرتے ہیں کہ اونٹ کو کھڑا کرکے اس کا بایاں پاؤں باندھ دیتے ہیں۔ اور پھر اس کی گردن پر برچھی مارتے ہیں۔ اور چاہے اسکو لٹا کر برچھی مارے۔ مگر پہلا طریق مسنون ہے۔ اور اصحاب کا طریق بھی یہی رہا ہے۔ ہدایہ

ب- گائے اور بکری کو کھڑا کرکے ذبح نہ کرنا چاہئے کیونکہ لٹانے میں ان کے گلے کا وہ مقام جس پر چھری پھیری جاتی ہے واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔ اور گائے و بکری کا ذبح ہی کرنا مسنون ہے۔ ہدایہ۔ ج- ذبح کے وقت جانور کا منہ قبلہ کی طرف کرنا چاہئے۔ عالمگیری

تنبیہ- کلام مجید سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اونٹ کو نحر کریں اور اور جانوروں کو ذبح۔ چنانچہ اس طرح آیا فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (خدا تعالےٰ کے واسطے نماز پڑھ اور نحر کر) اور اس آیت کی تفسیر میں اونٹ کو نحر کرنا لکھا ہے۔ اور یہ آیہ ہے اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً (کہ گائے کو ذبح کرو)۔ اور یہ بھی آیا ہے۔ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۔ اور نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کیا ہے اونٹ کو اور ذبح کیا ہے گائے کو اور بکری کو۔ ہدایہ

۲- صاحب ہدی اگر خود ذبح یا نحر کرے تو اولیٰ ہے اور اگر خود نہیں جانتا تو کسی دوسرے سے کہے۔ ہدایہ۔

۱- پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں سو ہدی قربانی کی ذبح کرنے کے واسطے بھیجی تھیں جس میں سے کچھ اوپر ساٹھ اپنے ہاتھ سے ذبح کیں۔ اور باقی کے ذبح کے واسطے حضرت علی کو حکم دیا تھا۔ اور ذبح خود ہی کرنا اس واسطے بھی اچھا ہے کہ ذبح ایک عبادت ہے اور عبادت خود ہی کرے تو اچھا ہے۔ ہاں اگر ذبح کرنا نہ جانے تو دوسرے کے یہ کام سپرد کرے۔ ہدایہ۔

۱۶۲- ہدی کے جانور کب اور کہاں ذبح کئے جائیں۔

۱- تمتع اور قران کی ہدی کو ایام نحر کے علاوہ اور کسی دن ذبح کرنا جائز نہیں۔ ہدایہ۔

۱- اگر عید الضحیٰ سے پہلے ذبح کرے تو بالاجماع جائز نہیں اور اگر عید الضحیٰ کے بعد ذبح کرے تو امام اعظم کے نزدیک وقت گذر جانے سے ایک جزا کی قربانی واجب ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری

دلیل ۱۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ (اس میں سے کھاؤ اور فقیر کو کھلاؤ پھر اپنی تفث ادا کرو یعنی اس کے بعد باقی شرائط حج پوری کرو جیسے حلق و رمی وغیرہ تو جس حالت میں کہ حلق و رمی وغیرہ کا ادا کرنا ایام نحر میں مخصوص ہے۔ اور ہدی قران و تمتع کی بھی تفث میں داخل ہے کیونکہ یہ دونوں ہدی نسک ہیں تو ان دونوں کا ذبح کرنا روز عید کے واسطے خاص ہوا جیسا کہ اضحیہ کا ہوتا ہے۔ ہدایہ

دلیل ۲۔ امام شافعی کے نزدیک تمتع اور قران کے علاوہ اور ہدی بھی عید الضحیٰ کے علاوہ اور دن ذبح کرنی جائز نہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک تمتع و قران کی ہدی بھی جزا کے طور پر دیجاتی ہے۔ علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ سوائے تمتع اور قران کی ہدی کے اور قسم کی ہدی کفارہ جنایت کی ہے تو ان کا ذبح کیا جانا عید کے دن ضروری نہیں کیونکہ جب یہ جنایت کی جزا کی ہیں تو جزا دینے میں جتنی جلدی کیجائے بہتر ہے اور ہدی تمتع و قران کی تو ارکان حج سے ہیں۔ ہدایہ۔

۲۔ نفل کی ہدی کو عید الضحیٰ سے پہلے ذبح کرنا درست ہے بموجب صحیح قول لیکن عید الضحیٰ کے روز ذبح کرنا افضل ہے۔ ہدایہ

دلیل۔ نفل ہدی جب ہی عبادت شمار ہو گی جبکہ وہ ہدی کہی جائے اور وہ ہدی اسوقت کہی جائیگی۔ جبکہ حرم میں پہنچ جائے۔ اور جبکہ حرم میں پہنچ گئی تو چاہے عید کے روز ذبح کیا جائے یا اور کسی روز۔ ہاں ایام نحر میں ذبح کرنا افضل ہے۔ کیونکہ ان دنوں میں ذبح کرنا تو ظاہرا و باقیت سے ہے۔

۳۔ نذر کی ہدی کو ذبح کرنیکا وقت تمام سال ہے۔ قربانی کے دنوں سے پہلے ہو یا پیچھے۔

۴۔ احصار کی ہدی کے ذبح کئے جانے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۵۳

۵۔ حرم کے سوا کسی اور جگہ ہدی کو ذبح کرنا جائز نہیں۔ ہدایہ

دلیل۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں جزائے صید کے متعلق فرمایا ہے هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ (چاہئے کہ ہدی کعبہ پہنچے) تو گویا کل ہدایا کے واسطے یہی ایک ہدایت ہے تو جو ہدی کہ جنایت کی جزا میں دیجائے اسکو بھی حرم تک لیجانا چاہئے۔ اور ہدی کہتے بھی اسکو ہیں جو ایک خاص جگہ لیجائی جائے اور وہ خاص جگہ کونسی ہے؟ حرم ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ وَفِجَاجُ مَكَّةَ كُلُّهَا مَنْحَرٌ[سلہ] (منا تمام ذبح گاہ ہے اور اسی طرح مکہ کے کل کوچے)۔ ہدایہ

۱۔ نفل اور تمتع اور قران کی ہدی اگر حرم میں پہنچ جائے تب اس کا گوشت مالک کھا سکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۱۶۴)

۱۶۳۔ حج کی قربانی بقر عید کی قربانی کی نیت سے نہ کرے۔

۱۔ اگر عورت نے تمتع کیا اور جانور کو عید کی قربانی کی نیت سے ذبح کیا تو تمتع کی قربانی اور دینی ہوگی۔ ہدایہ

تشریح۔ یہ حکم مرد و عورت دونوں کے واسطے ہے۔ مگر عورت کی تخصیص اس واسطے کی گئی کہ ایسی غلطی عموماً عورتوں سے واقع ہوتی ہے۔ از کفایہ۔ ۹۔ قران کی قربانی بھی اسی طرح اور دینی ہوگی۔

ب۔ اگر ایسی قربانی کر دی تو اسکے علاوہ دو قربانیاں اور دینی ہونگی۔ ایک دم تمتع کی۔ دوسرے جنایت کی۔ کیونکہ وہ قربانی جس پر احرام کھولا ہے دم تمتع نہ تھی تو جزا کی قربانی دوسری واجب ہوئی۔ از کفایہ

۱۶۴۔ ہدی کے گوشت کی تقسیم اور مالک کو اس میں سے کھانیکی اجازت

۱۔ ہدی کا گوشت کھانا مالک کو درست ہے۔ چاہے وہ ہدی نفل ہو۔ یا تمتع کی ہو۔ یا قران کی ہو۔ ہدایہ شرح وقایہ۔ دیکھو فقرہ ۱۶۲

۱۔ کلام مجید میں آیا ہے فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ (پارہ اقترب للناس ۱۷۔ سورہ الحج)

سلہ حدیث ابن ماجہ اور ابو داؤد نے جابر سے روایت کی ہے۔

ب۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص جانور قربانی کرے تو اس میں سے اس کو گوشت کھانا درست ہے۔ ثابت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کا گوشت وشوربا کھایا ہے۔ چنانچہ مستحب ہے کہ اپنے ہدی کے گوشت میں سے کچھ ضرور کھائے کہ پیروی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو جائے۔ ہدایہ۔

۲۔ ہدی اگر اور قسم کی ہو (سوائے مذکورہ بالا قسم کے) اسکا گوشت مالک کو کھانا درست نہیں۔ کیونکہ اور ہدی کفارہ جنایت کی ہوگی۔

تشریح۔ نقل صحیح میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیبیہ میں گھر گئے تھے تو آپ نے ناجیہ اسلمیؓ کے ہاتھ ہدی کے جانور بھیجے تھے اور فرمایا تھا کہ تجھکو اور تیرے رفیقوں کو ان کے گوشت میں سے کچھ نہ کھانا چاہئے۔ ہدایہ

ا۔ احصار وجنایت کی ہدی میں سے کھانے کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم اور ابن ماجہ میں اسکا ذکر ہے

ب۔ کفارہ اور نذر اور احصار کی ہدی اور نفل کی وہ ہدی جو حرم میں نہ پہنچے ان کا گوشت کھانا مالک کو جائز نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۳۔ گوشت کو مساکین کو اسی طریق پر تقسیم کرنا چاہئے جس طریق پر کہ قربانی کے گوشت کو کرتے ہیں۔ ہدایہ

تشریح۔ یہ گوشت مساکین حرم وغیر حرم کو تقسیم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ صدقہ دینا ایک عبادت ہے جسکو عقل تسلیم کرتی ہے۔ چنانچہ ہر حاجتمند کو صدقہ دینا عبادت ہے لیکن امام شافعیؒ مساکین غیر حرم کو اس گوشت میں سے دینا جائز نہیں رکھتے۔ ہدایہ۔

فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ اگر غیر حرم کے حاجتمند زیادہ محتاج ہوں تو ان کو دینا افضل ہے۔

۴۔ جس ہدی کا گوشت کھانا مالک کو جائز ہے اسکا تہائی گوشت تصدق کرنا مستحب ہے اور جسکا کھانا جائز نہیں اسکا پورا گوشت تصدق کر دینا واجب ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۱۶۵۔ ہدی کی کھال اور جھول اور نکیل وغیرہ کو کیا کرے

۱۔ صدقہ میں دے ہدی کی جھول اور نکیل اور قصائی کی اجرت میں ان کو نہ دے۔ شرح وقایہ

ا۔ حضرت علی سے ایک روایت ہے کہ فرمایا مجھسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تقسیم کرو قربانیوں کی کھالوں کو اور ان کی جھولوں کو اور حکم کیا مجکو کہ میں نہ دوں اس میں سے قصائی کی اجرت اور فرمایا کہ ہم قصاب کو اپنے پاس سے دیویں گے۔ یہ روایت کی ہے ایک جماعت نے سوائے ترمذی کے ٭ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ صدقہ دو اس کی (ہدی کی) کھالوں کا اور جھولوں کا۔

باب ۸ فصل ہشتم۔ مقامات قبولیت دعا بتعیین اوقات باب ۸

علماء واہلحدیث اس بات پر متفق ہیں کہ مکہ معظمہ میں ہر جگہ دعا قبول ہوتی ہے تاہم خاص خاص جگہ جن میں دعا قبول ہوتی اور جن اوقات میں قبول ہوتی ہے ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ اول ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو خواجہ حسن بصریؒ سے روایت کئے گئے ہیں وہ جس وقت کعبہ شریف پر نگاہ پڑتی ہے تو فوراً دعا قبول ہوتی ہے۔ اسکے متعلق کسی نے حضرت امام اعظم سے دریافت کیا کہ حضرت اس وقت کیا دعا مانگوں آپ نے فرمایا کہ اپنے مستجاب الدعوات ہونیکی تاکہ جو تو دعا مانگے وہ قبول ہو ٭ یاد رہے کہ جس وقت کوئی بندہ خدا تعالیٰ کے سامنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ ان ہاتھوں کو خالی پھیرنا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رب تمہارا بڑا حیا اور کرم والا ہے جب بندہ اسکے روبرو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتا ہے تو وہ حیا کرتا ہے کہ اسکے ہاتھ خالی پھیر دے۔ بندہ کو لازم ہے کہ حضوریِ قلب اور آداب دعا ملحوظ رکھے۔ اور اگر اس دعا کا دنیا میں ظہور نہ ہو تو عاقبت میں ضرور ہوگا۔ کیونکہ اگرچہ بندہ اپنے واسطے جو کچھ طلب کرتا ہے اچھا خیال کرتا ہے۔ مگر بجناب اللہ عزوجل کے نزدیک وہ اس کے واسطے مضر ہوتا ہے۔ م۔

۱۶۶ - مقامات قبولیت مع وقت قبولیت

(اوقات کی ترتیب صبح سے نصف لیل تک ہے)

نمبر شمار	نام مقام	قبولیت کا وقت	نمبر شمار	نام مقام	قبولیت کا وقت	نمبر شمار	نام مقام	قبولیت کا وقت
۱	نوز[؟] کعبہ شریف پر نگاہ پڑنے پر	صبح	۱۴	مولد النبی ... (روز دوشنبہ)	وقت زوال	۲۷	ملتزم کے قریب	نصف اللیل
۲	درمیان رکن یمانی اور حجر اسود کے ...	″	۱۵	غار جبل ثور	ظہر	۲۸	منا میں ... (نزد بعض قریب بہ جمرات)	چودہویں رات
۳	حطیم کے اندر	″	۱۶	مسجد بیعت میں (واقع منا)	″	۲۹	حجر منکا کے پاس ... — —	یکشنبہ
۴	میزاب کے نیچے	″	۱۷	جبل ابو قبیس پر	″	۳۰	مسجد خیف ... (مقابلہ مسجد بیعت) ...	چہارشنبہ
۵	مقام ابراہیم کے قریب	″	۱۸	غار مرسلات[۵۲] میں (نزد مسجد خیف) ...	″	۳۱	دار خدیجۃ الکبریٰ (یعنی قبۃ الوحی) ...	شب جمعہ
۶	مستجار پر ۔ [۵۱]	″	۱۹	مغاره فتح کے قریب	″	۳۲	بالائے جبل ابی قبیس (نزد بعض قبیل...)	جمعہ
۷	مسجد الحرام	قبل طلوع	۲۰	صفا و مروہ پر	بعد عصر	۳۳	قبر شیخ ابو الحسن الشیوبی	جمعہ
۸	بین المیلین	″	۲۱	چاہ زمزم کے پاس	غروب	۳۴	نزد قبر حضرت خدیجۃ الکبریٰ	جمعہ
۹	مزدلفہ پر	″	۲۲	عرفات میں از جبل رحمت کے بائیں جانب)	″	۳۵	نزد قبر سفیان ابن عیینہ	
۱۰	مشعر الحرام مین	″	۲۳	غار خیزران (قریب بہ صفا)	بین العشائین	۳۶	نزد قبر شیخ فضیل بن عیاض ...	جمعہ
۱۱	مسجد کبش میں (کہ مذبح حضرت اسمٰعیلؑ ہے) ...	قبل طلوع	۲۴	مسعیٰ پر وقت سعی کے	ہر وقت	۳۷	نزد قبر امام عبد الکریم ابن ہوازن القشیری	—
۱۲	حجر اسود کے پاس	نصف النہار	۲۵	مطاف پر وقت طواف	″	۳۸	وقت داخل ہونے باب السلام ...	ہر وقت
۱۳	اندرون خانہ کعبہ چاروں کونوں و ستونوں کے درمیان	وقت زوال	۲۶	مطاف میں مقابل باب الکعبہ ...	نصف اللیل	۳۹	قبر عبد اللہ الحسن بن ابی حمیل	جمعہ

باب ۹ — فصل نہم بعض امور جو حج سے متعلق نہیں ہیں — باب ۹

لیکن حاج کو ان کی احتیاج ہوتی ہے

بعض باتیں ایسی ہیں کہ مسائل حج سے متعلق نہیں ہیں اور اسی وجہ سے حج کی کتابوں میں نہیں پائی جاتیں مگر حجاج کو ان کے جاننے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ مثلاً اکثر لوگ وہاں سے مٹی لے آتے ہیں ۔ اکثر آب زمزم لاتے ہیں ۔ اس فصل میں ہم یہ کہیں گے کہ شرعاً ان کا یہ فعل کہاں تک درست ہے ۔

۱۶۷ - بعض امور جن کا جاننا حاج کو ضروری ہے

۱ - کعبہ کی خوشبو بغرض تبرک یا اور کسی طرح لینا جائز نہیں ۔ اگر لے تو واپس کر دے ۔ عالمگیری ۔

ا ۔ اگر تبرکاً خوشبو لینی چاہے تو چاہیے کہ اپنے پاس سے خوشبو لائے اور کعبہ کو لگا کر لے لے ۔ عالمگیری ۔

۲ - زمزم کا پانی اگر کوئی شخص کہیں لیجانا چاہے تو جائز ہے ۔ عالمگیری ۔

۳ - کعبہ کے پردوں میں سے کچھ نہ لے ۔ فتاویٰ عالمگیری

[۵۱] یہ مقام ہے رکن یمانی ۔ اور خانہ کعبہ کے غربی دروازے کے بیچ میں ۔ المحقوق والعز الکف ۔ [۵۲] یہاں سورۂ مرسلات نازل ہوئی تھی ۔

کتاب الحج والزیارت



حج کے جنایات وکفارات

باب ۵ — فصل اوّل - جزا اور کفارے

حج کے متعلق جس قدر جنایات ہیں ان کا ارتکاب کسی طرح بھی کیا جائے۔ علن م۱۱۲ و ن۱۱۷ - جزا یا کفارہ دینا پڑیگا، جزا اور کفارہ میں یہ فرق ہے کہ جزا تو ایسے موقع پر دیجاتی ہے جب کوئی فعل بلا عذر شرعی کے کیا جائے۔ اور جب عذر شرعی سے کیا جائے تو کفارہ دیا جاتا ہے صورت اوّل میں جزا مقررہ ہیں - یعنی قربانی یا صدقہ۔ صورت دوم میں اُن مقررہ جزا کے علاوہ روزے بھی ہیں جو انسان کی سہولت کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں کہ درصورتیکہ کوئی فعل ممنوعات سے بعذر واقع ہو تو اس شخص کو اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے مقررہ قربانی یا صدقہ دے یا روزے رکھ کر کفارہ ادا کرے۔

۱۶۸ - جزا و کفارے جو عام طور پر ممنوعات حج سے متعلق ہیں

قاعدہ - ۱ - ممنوعات احرام یا ممنوعات افعال حج میں سے کوئی بھی اگر بلا عذر کیا جائے تو جزا لازم ہوگی اور اگر بعذر شرعی کیا جائے تو کفارہ لازم ہوگا۔

چنانچہ شرح طحاوی مین لکھا ہے کہ اگر ممنوعات مین سے کوئی بلا عذر کرے تو مقررہ قربانی یا صدقہ لازم ہوگا۔ اور اگر کسی عذر کی وجہ سے کرے تو اسکو اختیار ہوگا کہ قربانی یا صدقہ یا روزہ جو چاہے اختیار کرے۔

ا - جو جزائین جنایات و کفارات کے باب مین لکھی ہوئی ہین وہ سب بلا عذر کی صورتین ہین۔

ب - عذر اور بلا عذر کی صورتین - صرف [illegible] ہی ممنوعات پر عائد ہوسکتی ہین (۱) بال مونڈنے و کترنے (۲) ناخن کترنے (۳) لباس کپڑے پہننے (۴) خوشبو وغیرہ کا استعمال - کفایہ

قاعدہ - ۲ - جزا میں مقررہ قربانی یا صدقہ دیا جائیگا - اور کفارہ میں مقررہ قربانی یا صدقہ یا روزہ جو چاہے اختیار کرے۔

تشریح - چنانچہ خدا تعالے نے قرآن شریف مین فرمایا ہے۔ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۔ اور لفظ اَوْ سے یہی مطلب ہے کہ انمین سے جو چاہے اختیار کرے۔ اور یہ آیت معذور کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

تشریح ۲ - قربانی اور صدقہ اور روزہ کے متعلق ذیل کے مسائل یاد رکھنے چاہیئں۔

ا - **قربانی** - ا - حرم مین ذبح کیجائیگی۔ اگر حرم سے باہر ذبح کرے گا تو قربانی ادا نہین ہوگی کیونکہ قرآن مجید مین اس طرح آیا ہے۔ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ ۔ لیکن اگر اس گوشت کو چھ مساکین کو اس طرح دے کہ ہر مسکین کو قیمتاً نصف صاع کے برابر پہونچے تو کفارہ ادا ہو جائیگا شرح حماد

ب - قربانی کا جس جگہ ذکر ہے وہان بکرے کی قربانی دینی ہوگی سوائے دو جگہ کے کہ وہان اونٹ کی قربانی ذبح کی جائیگی اور اسکا ذکر صراحتہ کیا گیا ہے چنانچہ جسجگہ لفظ بدنہ لکھا ہے وہان اونٹ یا گائے کی قربانی سے مطلب ہے۔ (دیکھو نقرہ - ۱۵۶)

۲ - **صدقہ** (نقد یا طعام) ا - طعام دینے کی صورتین صبح و شام کسی مسکین کو کھانا کھلانا چاہیئے (تنو تحفین) لیکن امام محمد کے نزدیک کھانا کھلانا کافی نہ ہوگا بلکہ اسکو کھانا نیکا مالک بنا دینا چاہیئے یعنی اسکو کھانا دیدینا چاہیئے اسمین سے چاہے وہ جتنی مرتبہ کرکے کھائے

یا اہل وعیال کو بھی کھلائے) کیونکہ صدقہ ایک عبادت ہے جو ہر وقت اور ہر جگہ ادا کیجا سکتی ہے۔ صدقہ کا دوسرے کو مالک کردینا یا اسکو مباح کردینا امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے نزدیک جائز ہے اور امام محمد کے نزدیک مالک کردینے کے سوا اور کچھ جائز نہیں۔ شرح طحاوی

ب۔ صدقہ دینے کی صورت میں امام شافعیؒ کے نزدیک حرم کے فقراء کو دینا ضروری ہے کیونکہ حرم کی فقراء کو صدقہ سے فائدہ پہنچانا مد نظر ہے

ج۔ تین صاع گیہوں چھ مساکین کو دے اور افضل ہے کہ مساکین کو صدقہ دے اور اگر دوسری جگہ کے فقراء کو دیا جب بھی جائز ہے۔ عالمگیری

۳۔ روزہ۔ تین دن کے روزہ جہاں چاہے رکھے اور چاہے برابر برابر رکھے اور چاہے متفرق طور پر۔ شرح طحاوی

قاعدہ - ۳۔ قارن پر دوہری جزا ہے۔ جس جنایت کے بدلہ مفرد بالحج کو ایک قربانی جزا میں دینی ہوگی قارن کو دو دینی ہوں گی۔ مگر یہ جنایت ممنوعات احرام کی ہو نہ ممنوعات افعال حج کی یا اور طریق کی۔ درمختار۔ دیکھو نقرہ ۱۷۶۔ قاعدہ

تشریح۔ مثلاً اگر کوئی واجب واجبات حج میں سے ترک کرے یا حرم کی گھاس کاٹے تو اس کی جزا قارن اور متمتع دگنی نہیں دیں گے۔ کیونکہ یہ جنایت احرام کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ افعال حج کی وجہ سے ہے۔ درمختار۔

قاعدہ - ۴۔ عذر شرعی یہ ہیں۔ ۱۔ بخار گو کسی قسم کا ہو۔ ۲۔ سردی جو شدت سے ہو۔ ۳۔ گرمی جو شدت سے ہو۔ ۴۔ زخم تلوار کا ہو یا پھنسی کا۔ ۵۔ درد تمام سر کا یا آدھے سر کا۔ ۶۔ سر میں کثرت سے جوئیں پڑنا۔

۱۶۹۔ شکار کی جزا یا کفارہ

۱۔ شکار کی جزا دینے کے دو طریق ہیں

۱۔ جو جانور شکار کیا ہے اُسکے بدلہ ہدی خرید کر (اگر اس کی قیمت میں ہدی مل سکے) **خیرات کرے** (نزد شیخین) یا اُس مشابہت کا جانور (اگر اس مشابہت کا جانور ملتا ہو) **ذبح کرے** (نزد امام محمد و امام شافعی) ورنہ اس کی قیمت یا اُس قیمت کا کھانا خیرات کرے۔ ہدایہ۔

۲۔ یا جو جانور شکار کیا ہے اُس کی جزا میں روزہ رکھے۔ ہدایہ

تشریح طریق اول۔ قیمت کی تشخیص دو عادل شخص کریں (۱) قیمت کا اندازہ مقامی حالت کے لحاظ سے ہوگا۔ چنانچہ اگر بیابان میں شکار کیا گیا ہے تو قریب کی آبادی کے لحاظ سے قیمت مقرر کرنی چاہیئے۔ ہدایہ (۲) قیمت کی تشخیص موقع اور زمانہ کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ اگر موقع بدل جائے یا زمانہ بدل جائے تو قیمت بھی بدل جاتی ہے۔ عالمگیری۔ (۳) فقہاء نے یہ بھی کہا ہے کہ قیمت کی تشخیص کرنے میں ایک عادل شخص کافی ہو سکتا ہے لیکن اگر دو شخص ہوں تو بہتر ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک شخص سے تشخیص میں غلطی واقع ہو۔ اور حقوق العباد کے معاملات میں اکثر دو شخص ہی معین کئے جاتے ہیں۔ ہدایہ۔ (۴) اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں شکار فروخت نہیں ہو سکتا۔ تو ایسی قریب کی آبادی میں قیمت تشخیص کیجائے۔ جہاں وہ بک سکتا ہے۔ ہدایہ

جانور کے مثل اگر اس مشابہت کا جانور ہوتا ہو تو اس شکار کے بدلہ اسکو ذبح کر کے خیرات کرے (نزد محمدؒ و شافعیؒ) کیونکہ

قرآن شریف میں آیا ہے فجزاء مثل ما قتل من النعم گویا چوپایہ جزا میں دیا جائے وہ مقتول کے مشابہ ہونا چاہیئے شکل میں نہ قیمت میں ۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے اکثر جانوروں کو بیدائش و صورت کے لحاظ سے بدلہ میں مقرر کیا ہے۔ چنانچہ موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح فیصلہ کیا ہے

ہرن و کفتار کے بدلہ بکری		موش دشتی کے بدلہ	بزغالہ (بکری کا بچہ چار مہینے کا)
" " عناق (یعنی بکری کا بچہ)		شتر مرغ "	بدنہ
		گورخر "	گائے

<u>اگر اس قیمت میں ہدی نہ ملسکے اور اس مشابہت کا جانور نہ ہوتا ہو</u> تو امام محمد[۹۱] کے نزدیک اسکی قیمت خیرات کرنی واجب ہوگی۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک اور طریق پر مشابہت قائم کیجائیگی۔ مثلاً کبوتر کے بدلے بکری دیجائے اسلئے کہ کبوتر اور بکری میں مشابہت ہے ایک تو آواز میں دونوں مشابہ ہیں اور ایک کہ جس طرح کبوتر پانی پیتا ہے اسی طرح بکری۔ تو اس مشابہت سے کبوتر اگر شکار کیا جائے تو اسکی جزا بکری ہونی چاہیئے۔ شیخین کی یہ دلیل ہے کہ مثل ما قتل من النعم میں مثل صورتاً ہو یا مثل معنی ہو۔ اور اگر مطلق مشابہت کے معنی لئے جائیں تو ایک جانور دوسرے جانور کے مشابہ نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ ایک ہی جنس سے ہو۔ لہذا ضروری کہ مثل معنوی مراد ہے جس سے مطلب قیمت سے ہے اور مثل معنوی کا لحاظ مسائل شرعیہ میں کیا ہی جاتا ہے جیسا کہ حقوق عباد میں۔ ہدایہ

<u>اگر کھانا دیا جائے</u> تو اس شکار کی قیمت کا کھانا دے نزد علماء حنیفہ۔

ا۔ وجہ یہ ہے کہ علماء حنفیہ کے نزدیک اس شخص پر اس شکار کی جزا دینی لازم ہے تو کسی طرح دے چاہے قیمت میں دے۔ ہدایہ

ب مساکین کو کھانا تقسیم کرے تو اس <u>طور پر کہ</u> یا تو فی کس نصف صاع گیہوں یا ایک صاع خرما یا ایک صاع جو دے اس مقدار سے کم نہ ہو۔ کیونکہ یہ شرعی اندازہ ہے۔ ہدایہ

ج۔ اگر شکار کی قیمت اتنی کم ہے کہ اس قیمت میں ایک مسکین کو کھانا نہیں دیا جاسکتا تو اسکے بدلے روزہ رکھنا چاہئے۔ عالمگیری

تشریح طریق دوم - اگر روزہ رکھا جائے۔ تو اس کا یہ طریق ہے۔ کہ شکار کی جو قیمت تشخیص کیجائے اس کے جتنے صاع[۹۲] کھجوریں یا جو یا گیہوں آسکیں۔ تو فی صاع کھجور یا جو کے بدلہ یا فی نصف صاع گیہوں کے بدلہ ایک روزہ رکھے۔ ہدایہ

ا۔ اوپر کے اندازہ میں اگر صاع کا کوئی حصہ باقی نبچے تو اس کو یا تو خیرات کرے یا اسکے بدلہ پورا روزہ رکھے۔ ہدایہ

ب۔ چونکہ شکار کے مقابلہ میں روزہ کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ لہذا قیمت تشخیص کرکے کھجور وغیرہ کا اندازہ لگایا۔ اور شیخ فانی کے متعلق کتاب الصوم میں یہ بات معلوم ہوچکی ہے (دیکھو کتاب الصوم اسی مصنف کی) کہ نصف صاع گیہوں یا ایک صاع کھجور یا جو بمقابلہ ایک روزہ کے دیا جانا کافی ہے۔ لہذا اسی طریق پر یہاں بھی شمار کرلیا۔ ہدایہ

ج اگر شکار کی قیمت اسقدر کم ہو کہ اس قیمت میں ایک مسکین کو کھانا نہیں دیا جاسکتا تو روزہ رکھنا چاہیئے۔ فتاویٰ عالمگیری

اختیار - شیخین کے نزدیک شکار کرنے والوں کو اختیار ہے کہ مذکورہ طریق سے جو آسان سمجھے اختیار کرے کیونکہ شرع میں جب کوئی چیز واجب ہوتی ہے تو آسان کا اختیار کرنا اسی پر چھوڑا جاتا ہے جیسے کفارہ یمین میں لیکن امام محمد و امام شافعی کے نزدیک ان دو حاکموں کو اختیار ہے جن کے روبرو قیمت تشخیص ہوگی۔ (دیکھو تشریح طریق اول) کہ قاتل کے واسطے جو جزا وہ مقرر کریں وہ اسکو دینی چاہیئے۔ ہدایہ

۱۷۰ - جوں مارنے اور ٹڈی مارنیکی جزا۔

۱- جو صدقہ جنایت احرام میں دیا جاتا ہے وہ نصف صاع گیہوں سے مطلب ہے۔ بخلاف صدقہ جوں کے مارنیکے کہ جسقدر بھی چاہے دے۔ (نزد امام ابو یوسف) ہدایہ۔

۲- جسنے جوں یا ٹڈی ماری اُسکو چاہیئے کہ صدقہ دے۔ چاہے تھوڑا ہی ہو۔ مثلاً ایک کف طعام۔ شرح وقایہ۔ دیکھو فقرہ ۱۷۷

---

[۹۱] یہاں امام شیخین کے طریق یہ ہیں جو ہم یہاں بیان کرچکے ہیں۔

[۹۲] صاع عرب کا ایک پیمانہ ہے جسمیں تقریباً ڈھائی سیر ڈھائی چھٹانک غلہ آتا ہے۔ انگریزی تول کے حساب سے۔ الحقوق والفرائض حصہ اول

باب ۵ فصل دوم ۔ ممنوعات احرام اور اُن کی جزا باب ۵

ہم فقرہ ۔۹۳ میں لکھ آئے ہیں کہ احرام باندھنے کے بعد کن چیزوں سے اجتناب لازم ہے تو اگر کوئی محرم ان ممنوعات کا مرتکب ہو تو اس کو جرمانہ دینا پڑتا ہے جس کا ذکر ہمنے فقرہ ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰ میں کیا ہے۔ اگر جرم خفیف ہے تو جرمانہ بھی خفیف ہوگا اور اگر جرم بھاری ہے تو جرمانہ بھی تناسباً اُسیقدر بھاری ہوگا۔ چنانچہ کبھی بکری کی قربانی دینی پڑتی ہے اور کبھی مساکین کو کھانا کھلانا پڑتا ہے۔ اور کبھی صرف ایک روٹی کا ٹکڑا یا ایک کھجور ہی جرمانہ میں دیجاتی ہے۔ اس فصل میں آٹھ قسم کے جرم میں جنکے ارتکاب میں جزا دیجاتی ہے (۱) بال کترنا و مونڈنا (۲) ناخن کاٹنا (۳) لباس و کپڑے کا استعمال (۴) خوشبو و تیل کا استعمال (۵) جماع و متعلقات جماع (۶) شکاری جانور کو ایذا دینا اور شکار کرنا (۷) جوں مارنا ٹڈی مارنا (۸) مٹی و پتھر و نباتات حدود حرم سے لیجانا۔

۱۷۱۔ بال کترنا اور مونڈنا

۱۔ بال کترنے اور مونڈنے کے متعلق قواعد۔

قاعدہ ۔۱۔ صاحب احرام یا بے احرام کسی محرم کا سر مونڈے تو مونڈنے والے کو صدقہ دینا ہوگا۔ اور منڈوانے والے کو قربانی (خواہ زبردستی منڈوایا ہو یا خوشی سے یا کسی کے حکم سے) نزد امام اعظم ۔ ہدایہ

۱۔ امام شافعی کے نزدیک منڈوانے والے کو قربانی نہیں دینی ہوگی اگر اسکی بلا اجازت سر منڈ گیا مثلاً وہ سوتا تھا کیونکہ امام شافعی کے مذہب میں اگر کسی شخص پر زبردستی کیجائے تو وہ مواخذہ سے بری ہے اور نیند زبردستی سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن امام اعظم کے نزدیک جس شخص پر زبردستی کی گئی یا حالت نوم میں اس کا سر مونڈا گیا تو اس کے ذمہ گناہ تو نہیں لیکن جو فعل اُس پر واقع ہوا اسکے ذمہ اس کا شرعی مواخذہ ضرور ہے۔ مثلاً اُس کا سوتے میں سر منڈا تو سر منڈنے سے اس کو جو بالوں کی وجہ سے بےچینی تھی وہ تو جاتی رہی اور سر کی صفائی اور زینت ہوگئی (گو وہ ایسا ہونا نہیں چاہتا تھا) تو شرعاً اسکو جزا دینی چاہیئے جو قربانی ہے اور یہ قربانی اس پر واجب ہے بخلاف ایسے شخص کے جو ضرورتاً منڈوائے کہ وہ چاہے قربانی دے یا چھ مسکینوں کو کھانا دے (تین صاع گیہوں ہر ایک کو) اور چاہے تین روزہ رکھے۔ جو یہ کہ ضرورتمندنے تو آفت سماوی کی وجہ سے ایسا کیا ۔ یاد رہے کہ جس کا سر منڈا ہے اس کا یہ حق نہیں ہے کہ اس قربانی کی قیمت مونڈنے والے سے لے کیونکہ یہ قربانی اس وجہ سے لازم ہوئی ہے کہ اس کے بالوں کی بےچینی رفع ہوئی اور سر کی صفائی اور زینت ہوگئی ۔ ہدایہ

ب اگر مونڈنے والا بے احرام ہے تو امام شافعی کے نزدیک مونڈنے والے کو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی وجہ یہ کہ مونڈنے والے نے جو دوسرے کا سر مونڈا تو کچھ اپنا تو فائدہ اس سے اٹھایا ہی نہیں ۔ اور جب یہ بات نہیں ہے تو کفارہ اُس کے ذمہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ لیکن امام اعظم یہ کہتے ہیں کہ جو چیز بدن انسان پر موجود ہے اور نشو و نما پاتی ہے اُسکو دور کرنا احرام کے ممنوعات میں سے ہے بلکہ چاہیے کہ اسی چیز کو اسی طرح رہنے دے اب جو مونڈنے والے نے صاحب احرام اس چیز کو دور کیا تو وہ اسکا مرتکب ہوا چونکہ جنایت کچھ بہت بڑی نہیں ہوئی کیونکہ اپنے ذاتی فائدہ کچھ نہیں اٹھایا تو اسپر صدقہ لازم ہوا بمقابلہ قربانی کے ۔ ہدایہ

قاعدہ ۔۲۔ بال اُکھاڑنے یا کاٹنے یا نورہ سے صاف کرنیکا حکم مثل مونڈنے کے ہے ۔ سراج الوہاج

۱۔ اگر بال جل جائیں تب بھی مونڈنے کے حکم میں ہیں۔ م

قاعدہ ۔۳۔ اگر ایک جنایت کے بدلہ جزا دیچکا ہے تو دوسری جنایت کے بدلہ دوسری جزا دینی ہوگی ہاں اگر جزا نہیں دے چکا ہے تو متعدد جنایت کے بدلہ ایک بڑی جزا کافی ہوگی ۔ از فتح القدیر

۱۵۱ یہ ایسی بات ہے کہ اگر کوئی شخص لونڈی خریدے اور اس سے صحبت کرے اور بعد میں ثابت ہو کہ وہ لونڈی اس فروخت کرنیوالے کی ملکیت تھی تو عقر خریدار کے ذمہ ہوگا اور فروخت کنندہ کے ذمہ نہیں ۔ فتح ہدایہ

قاعدہ — ۴ - اگر محرم کسی بے احرام کی مونچھیں کترے تو کترنے والے کو صدقہ دینا ہوگا — ہدایہ

دلیل - انسان کو میلے آدمی کو دیکھ کر یا اس کی صحبت سے کچھ تو تکلیف ہوتی ہے - اور جب اس شخص کو صاف ستھرا کیا مثلاً اس کی مونچھیں کتریں یا ناخن کاٹے تو کاٹنے والے کی کچھ ذاتی غرض بھی پوری ہوئی - لہٰذا جنایت پوری ہونے کی صورت میں اسکو صدقہ دینا ہوگا - ہدایہ -

قاعدہ — ۵ - ایک موقع پر بال مونڈے تو ایک جزا دینی ہوگی اور کئی موقعوں پر مونڈنے کی کئی جزائیں عالمگیری

۲ - بال کترنے یا مونڈنے کی جزا

	جزا	سند
۱ - سر منڈوائے (یا ڈاڑھی منڈوائے) { (چوتھائی اور اس سے زیادہ) ایک موقع پر (حرم میں یا غیر حرم میں) — — نزد امام محمد و امام اعظم	قربانی	شرح طحاوی
{ (چوتھائی سے کم) 〃 〃 — — — 〃	صدقہ	〃
ا - امام ابو یوسف کے نزدیک غیر حرم میں منڈوانے سے کچھ جزا نہیں دینی ہوگی — فتاویٰ قاضی خان ب - امام اعظم کے نزدیک چوتھائی سر کے منڈوانے سے پوری جزا یعنی قربانی اس وجہ سے دینی چاہئے کہ اکثر لوگ سر کا چوتھائی حصہ عادتاً منڈوایا کرتے ہیں جیسے اکثر ترک اور بنی ہاشم ایسا کرتے ہیں - اور اسی طرح چوتھائی ڈاڑھی بھی اکثر ملکوں میں منڈوایا کرتے ہیں - مثلاً عراق ہی میں ایسا کرتے ہیں اور عرب میں بھی اکثر لوگ ایسا کرتے ہیں تو گویا اسقدر منڈوانے سے بھی پورا مطلب حاصل ہو جاتا ہے - لہٰذا چوتھائی سر یا ڈاڑھی منڈوانا جنایت کامل ہوئی اور اس سے کم جنایت قاصر ہوئی - جس کی جزا صدقہ ہونی چاہیے - امام مالک کے نزدیک کل سر منڈوانے سے قربانی لازم ہوگی — ہدایہ یاد رہے کہ اصلع[*] کے سر پر جتنے بال موجود ہوں انہی کو پورا سر شمار کرے ج - امام شافعی کے نزدیک ڈاڑھی یا سر کا تھوڑا سا حصہ منڈوانے سے بھی اگرچہ چوتھائی سے کم ہو قربانی لازم ہوگی - کیونکہ اُن کے نزدیک یہ فعل ایسا ہی ہے جیسے حرم کی گھاس کاٹی تو تھوڑی کاٹنے سے بھی قربانی دینی ہوتی ہے — ہدایہ		
۲ - مونچھیں کترے - جیسا کہ چوتھائی ڈاڑھی مونڈنے پر قربانی دینی ہوتی ہے تو یہاں یہ دیکھا جائے گا کہ کترے ہوئے بال ڈاڑھی کا کونسا حصہ ہے تو کل قربانی کی قیمت کا اس قدر حصہ خیرات کرنا ہوگا - مثلاً کترے ہوئے بال چوتھائی ڈاڑھی کا چوتھائی حصہ ہیں تو ایک بکری کی قیمت کی چوتھائی خیرات کرنی ہوگی - از ہدایہ ا - یاد رہے کہ مونچھوں کے جو بال ہونٹ پر لٹک آئیں ان کا مونڈنا بدعت ہے اور اکھاڑنا سنت ہے - ہدایہ	صدقہ	ہدایہ
۳ - کسی عضو کو مونڈے - ... ... { (پورا عضو) گردن یا بغل (دونوں یا ایک) یا زیر ناف - سینہ یا پنڈلی -	قربانی	ہدایہ
{ (پورے عضو سے کم) 〃 〃 〃	صدقہ	〃
ا - گردن مونڈنے سے امام اعظم کے نزدیک قربانی دینی ہوگی - جامع صغیر میں لکھا ہے کہ اگر دونوں بغل یا ایک کو مونڈے تو قربانی دینی ہوگی کیونکہ ہر بغل کے مونڈنے سے بالوں کی تکلیف سے بچنے کا مطلب حاصل ہو جاتا ہے لیکن مبسوط میں بجائے مونڈنے کے بغل کے بال اکھاڑنے لکھے ہیں اور یہ سنت ہے - ہدایہ - ب - امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک سینہ یا پنڈلی کے مونڈنے سے قربانی دینی ہوگی - یعنی اُن اعضا کے مونڈنے سے جنکو عادتاً مونڈا کرتے ہیں یا نورہ سے صاف کرتے ہیں - ہدایہ ج - شرح طحاوی میں لکھا ہے کہ اگر بغل کے بال نصف یا اس سے کم مونڈے تو صدقہ دینا ہوگا - عینی شرح کنز میں بھی یہی لکھا ہے -		
۴ - کل بدن کے بال مونڈے (ایک موقع پر) ... ... نزد امام اعظم و امام ابو یوسف	قربانی	فتاویٰ عالمگیری
۵ - چند بال اکھاڑے سر یا ناک یا ڈاڑھی وغیرہ کے (۱ سے ۳ بال تک) تو ہر بال کی عوض ... ... ا - ہر بال کے بدلہ جو صدقہ دیا جائے وہ ایک کف کھانا ہے - فتاویٰ قاضی خاں	صدقہ	فتاویٰ قاضی خاں
۶ - پچھنے لگانے کے مقام سے مونڈے ... ... { نزد امام اعظم / 〃 صاحبین	قربانی / صدقہ	فتاویٰ قاضی خاں / ہدایہ

[*] اصلع اسکو کہتے ہیں جس کے سر کے بال اُڑے ہوئے ہوں -

دلیل۔ صاحبین کہتے ہیں کہ اس مقام کو پچھنے لگانے کی غرض سے مونڈا ہے اور پچھنے لگانا محرم کے واسطے منع نہیں ہے لہذا و فعل بھی منع نہونا چاہیئے جو پچھنے لگانے کے واسطے کیا جائے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ جب اس جگہ کے بال مونڈے تو وہاں کی میل وغیرہ بدن کے اُس حصہ میں سے دور کی گئی اس کے بدلہ صدقہ دینا چاہیئے۔ امام ابو حنیفہ یہ کہتے ہیں کہ اُس جگہ کو قصداً مونڈا جاتا ہے کیونکہ پچھنے لگائے ہی نہیں جاسکتے جتبک وہ جگہ مونڈ کر صاف نہ کیجائے اور جو ایسا کیا گیا تو عضو کامل پر سے میل وغیرہ دور کیگئی اور قصداً۔ تو ضرور قربانی لازم ہوگی۔ ہدایہ۔ ۲۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے حالانکہ آپ احرام میں تھے۔ رواہ البخاری

۱۷۲۔ ناخن کاٹنا

۱۔ ناخن کاٹنے کے متعلق قواعد۔

ناخن کاٹنے کے متعلق اس واسطے جزا مقرر ہوئی کہ ناخن کاٹنے سے ایک تو ہاتھ کی بے رونقی دور ہو جاتی ہے۔ دوسرے محرم کو آرام ملتا ہے کہ ناخن کے بڑھ جانے سے جو ہاتھ کو کام میں لانے میں تکلیف ہوتی تھی وہ دور ہو گئی اور حالت احرام میں زیب و زینت درست نہیں۔ اور نہ ایسے طور پر آرام اٹھانا درست ہے۔

قاعدہ۔ ۱۔ ایک موقع پر ناخن کاٹنے کی ایک جزا اور کئی موقع پر کاٹنے کی کئی جزائیں دیجائینگی — ہدایہ

قاعدہ۔ ۲۔ اگر محرم کسی بے احرام کے ناخن کترے تو کترنے والے کو صدقہ دینا ہوگا — ہدایہ

۲۔ ناخن کاٹنے کی جزا۔

مسئلہ		جزا	سند
۱۔ چاروں ہاتھ پاؤں کے ناخن کاٹے	ایک موقع پر — نزد امام ابو حنیفہ رح متعدد موقعوں پر — نزد امام محمد	قربانی	ہدایہ

دلیل۔ (امام اعظم) چونکہ ایک ہی وقت میں سب ناخن کترے ہیں لہٰذا وہ ایک ہی گناہ شمار ہوگا اور ایک قربانی دینی کافی ہوگی۔ اگر کئی موقعوں پر کاٹے جائیں تو کئی گناہ شمار ہونگے اور ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ قربانی لازم ہوگی۔ امام محمد کے نزدیک چاہے ایک موقع پر سب ناخن کاٹے جائیں یا متعدد موقعوں پر ایک قربانی سے زیادہ نہیں دینی ہوگی کیونکہ متعدد جنایت شامل کرکے شمار کیجائینگی۔ مگر یہ جبھی ہے جب کہ کسی موقع پر ناخن کاٹنے کی جزا ادا نہ کی گئی ہو۔ ہاں اگر ادا کر دی جائے تو پھر علیحدہ نئی جنایت شمار کرنی ہوگی کیونکہ جب کفارہ دیا جا چکا تو پھر اگلی جنایت کے واسطے وہ کسی طرح شمار ہی نہیں ہوسکتا۔ امام ابو یوسف اور امام اعظم کے نزدیک اگر چاروں ہاتھ پاؤں کے ناخن چار موقعوں پر کاٹے جائیں تو چار قربانیاں دینی ہونگی کیونکہ ایک موقع پر کاٹنے سے تو ایسا ہو سکیگا کہ کل جنایت کی ایک قربانی دیدے مگر متعدد موقعوں پر ایسا کیجئے ایک قربانی کافی نہیں ہوگی۔ اگر ایک موقع پر کئی دفعہ آیت سجدہ پڑھی جائیں تو ایک سجدہ کفایت کر سکتا ہے فقط

مسئلہ		جزا	سند
۲۔ ایک ہاتھ ایک پاؤں کے ناخن کاٹے	پانچوں ناخن تین سے پانچ تک (قول اوّل امام اعظم) نزد امام زفر	قربانی	ہدایہ
	پانچ سے کم — (ہدایہ بحوالہ قدوری)	صدقہ ہر ناخن کے بدلہ	ہدایہ (بحوالہ قدوری)

ا۔ چونکہ ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کل ہاتھ پاؤں کا چوتھائی ہے تو ضرور ہوا کہ قربانی دے کیونکہ چوتھائی سر منڈایا جائے تو قربانی دیجاتی ہے۔ امام زفر کے نزدیک جب ایک ہاتھ کے پانچ ناخن کاٹنے سے قربانی لازم ہوتی ہے تو تین ناخن کے کاٹنے سے بھی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ پانچ میں سے تین نصف سے زیادہ ہیں تو کل ہی متصور ہونگے۔ پانچ سے کم ناخن کاٹنے پر صدقہ دینے کی یہ دلیل پیش کیجاتی ہے کہ جس طرح چوتھائی سر کے مونڈنے میں کل سر کے مونڈنے کے موافق جزا دیجاتی ہے تو گویا چوتھائی کل کے قائم مقام ہوا۔ اور کل سے کم پر صدقہ ہوتا ہے۔ اور چار ناخن کل یعنی پانچ سے کم ہیں۔ ہدایہ۔ **ب**۔ صدقہ دینے کی صورت میں ہر ناخن کے بدلے نصف صاع گیہوں دے۔ ہدایہ۔ **ج**۔ قدوری میں جو وجہ بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کے ناخن کم سے کم ہیں کہ انکے کاٹنے سے قربانی دینی ہوتی ہے۔ اور یہ چاروں

۵/۲

ہاتھ پاؤں کے ناخن کے مقابلہ میں مقرر کئے گئے ہیں تو تین ناخن کہ ایک ہاتھ کے زیادہ سے زیادہ ہیں اب پھر کل کے قائم مقام کس طرح مقرر کر سکتے ہیں۔ ہدایہ

۳- چاروں ہاتھ پاؤں میں سے پانچ ناخن متفرق جگہ سے کاٹے .... { نزد امام ابو یوسف و امام اعظم — صدقہ — ہدایہ / نزد امام محمد — قربانی — ہدایہ }

ا- صدقہ دینے کی صورت میں ہر ناخن کے بدلے نصف صاع گیہوں دینے ہونگے۔ اگر صدقہ کی قیمت قربانی کی قیمت کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کر دینا چاہیئے — ہدایہ

ب- امام محمد کے نزدیک ۵ ناخن متفرق جگہ سے کاٹنے ایسے ہی ہیں جیسے ایک جگہ سے کاٹے جس کی جزا قربانی ہوتی ہے لیکن شیخین کی یہ دلیل ہے کہ پورا گناہ اسوقت خیال کیا جاتا ہے جب ناخن کاٹنے سے ہاتھ کی بے رونقی دور ہو جائے لیکن متفرق جگہ کے ناخن کاٹنے سے تو اور ہاتھ بے رونق ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس طرح ناخن کاٹنے سے پورا مطلب حاصل نہیں ہوتا ہاں چوتھائی سر متفرق جگہ سے مونڈنے کی اور بات ہے وہ تو ایک خاص طریقہ ہے اور اکثر لوگوں نے اس طریقہ کو اختیار کیا ہے لہٰذا ناخن متفرق جگہ سے کاٹنے سے صدقہ ہی واجب ہوگا۔ ہدایہ

۴- ٹوٹے ہوئے ناخن کو علیحدہ کیا ... ... — کچھ نہیں — کفایہ

دلیل- کیونکہ ناخن جب ٹوٹ جاتا ہے تو اس میں نشو و نما کی قوت نہیں رہتی۔ اسواسطے اسکے علیحدہ کرنیکا مضائقہ نہیں۔ وہ تو ایسا ہے جیسے حرم کی سوکھی گھاس جسکے کاٹنے سے کچھ جزا نہیں دینی ہوتی۔ کفایہ (نمبر ۱۴۵ قاعدہ ۔ ۷)

۵- پانچ ناخن کاٹے۔ چوتھائی سر مونڈا۔ کسی عضو پر خوشبو لگائی (ایک موقع پر یا کئی پر) ... — الگ قربانی — عالمگیری

ا- ہر فعل کے بدلے ایک قربانی علیحدہ دینی ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۷۳- لباس و کپڑے کا استعمال

{ محرم اگر سلے ہوئے کپڑے پہننے کے طریقے کے خلاف پہنے تو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی[۱] ہاں اگر سلے ہوئے کپڑے پہننے کے طریق پر پہنے تب جزا دینی ہوتی ہے۔ سلے ہوئے کپڑے کسی عذر سے پہنے جائیں تو انکی جزا کا طریق اور ہی ہے جیسا کہ قواعد ذیل سے معلوم ہوگا۔ }

ا- سلے ہوئے کپڑے اگر بلا عذر پہنے (اسمیں جزا وقت کے لحاظ سے دیجائیگی) تو ذیل کے قواعد کے مطابق عمل درآمد ہوگا

قاعدہ - ا- ایک دن یا اس سے کم پہنا

{ پورے ایک دن[۲] پہنے رہے - (کم از کم) نزد امام اعظم ... ... قربانی
نصف دن سے ذرا زیادہ پہنے - " نزد امام ابو یوسف رح ... "
ذرا سی دیر پہنے - - " نزد امام شافعی ... - "
ان وقتوں سے کم پہنے - - - " نزد امام اعظم و نزد امام ابو یوسف رح صدقہ } ہدایہ و عالمگیری

تشریح امام شافعی کے نزدیک جسوقت کسی نے کوئی سلا ہوا کپڑا پہنا۔ بس اس سے فائدہ اٹھالیا لہٰذا اسکی جزا میں انکے نزدیک قربانی لازم ہوئی۔ لیکن امام اعظم رح کہتے ہیں کہ پہننے سے فائدہ تو اٹھا لیا جاتا ہے مگر پورے فائدہ کے واسطے کوئی مدت مقرر ہونی چاہیئے کہ اس

---

[۱] فتاویٰ قاضیخاں میں لکھا ہے کہ اگر قبا کو اس طرح پہنے کہ آستینوں میں مونڈھے ڈال لے یا قمیص بطور تہمد باندھ لے تو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی —

[۲] درمختار میں لکھا ہے کہ (يَوْمًا كَامِلًا أَوْ لَيْلَةً كَامِلَةً) یعنی ایک دن کامل پہن لے یا ایک رات کامل پہن لے تو قربانی لازم ہوگی۔ اور ہدایہ میں لکھا ہے (إِنْ لَبِسَ ثَوْبًا مَخِيطًا يَوْمًا كَامِلًا فَعَلَيْهِ دَمٌ وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ ذَالِكَ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ) یعنی ایک دن کامل پہن لے اور اس میں رات کا ذکر نہیں۔ کفایہ میں لکھا ہے کہ پورے دن پہن لے تب قربانی لازم ہوگی۔ کفایہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر رات کو اتار لے اور ارادہ ہو کہ کل صبح پھر اس کپڑے کو پہن لونگا اور پھر صبح دوسرے روز بھی پہنے تو ایک ہی قربانی لازم ہوگی۔ ہاں درحالیکہ ارادہ یہ ہے کہ کل اس کپڑے کو نہ پہنونگا اور پھر کل وہ کپڑا پہننا پڑا تب دوسری قربانی بالاتفاق لازم ہوگی + فتاویٰ عالمگیری نے ایک دن کا ذکر کیا ہے یعنی رات آنے تک + اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ ایکدن کم سے کم وقت ہے [۳] امام ابو حنیفہ کا بھی پہلے یہی قول تھا۔ ہدایہ

پر قربانی کی جزا کا دارومدار ہو۔ تو انھوں نے مدت ایک دن مقرر کی کیونکہ انسان اگر کوئی کپڑا پہنتا ہے تو کم سے کم ایک روز تک پہنے ہی رہتا ہے اس واسطے ایک روز پہننے پر قربانی لازم کی اور ایک دن سے کم پر صدقہ لیکن امام ابو یوسف نے اکثر کو کل کے معنے میں لے کر نصف روز سے زیادہ پر بھی قربانی لازم کی۔ ہدایہ ۱۔ اگر کئی دن رات برابر پہنے رہے بغیر اتارے تو جمیع علماء متفق ہیں کہ ایک ہی قربانی کافی ہے

قاعدہ۔ ۲۔ اگر ایک کپڑے کی بجائے دو کپڑے پہنے (مگر بدن کے ایک ہی حصہ پر) تو ایک قربانی لازم ہوگی۔ عالمگیری

تشریح ۱۔ یہ ایسی بات ہے کہ ٹوپی پہنی اور پھر اوپر سے عمامہ بھی باندھ لو تو صرف ایک ہی قربانی دینی ہوگی۔ فتاوےٰ عالمگیری

تشریح ۲۔ ہاں اگر موضع ضرورت کے علاوہ دوسری جگہ پر کوئی کپڑا پہن لیا تو ظاہر ہے کہ دوسری قربانی لازم ہوگی۔

قاعدہ۔ ۳۔ اگر ایک دن پہننے کی قربانی دے چکا اور پھر اسی کپڑے کو برابر پہنے رہا تو دوسری قربانی دینی ہوگی

قاعدہ۔ ۴۔ اگر سلا ہوا اور خوشبو میں رنگا ہوا کپڑا مرد پہنے تو دو قربانی دینی ہوگی۔ اور عورت پہنے تو ایک۔ کیونکہ سلا ہوا تو وہ پہن سکتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

دلیل۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پہنو اس کپڑے کو جس میں زعفران اور ورس ہو حالت احرام میں۔ امام طحاوی نے بروایت ابن عمر اس کا ذکر کیا ہے۔

قاعدہ۔ ۵۔ اگر ایک محرم دوسرے محرم کو کپڑے پہنائے تو پہنانے والے پر کچھ جزا نہیں۔ لیکن پہننے والے پر جزا ہے۔

۲۔ سلے ہوئے کپڑے کسی عذر سے پہنے (اس میں جزا بلحاظ عذر دیجائیگی نہ بلحاظ وقت) تو ذیل کے قواعد کے مطابق عمل درآمد ہوگا۔

قاعدہ۔ ۶۔ عذر کے متعلق مسائل میں جتنے عذر ہوں اتنی مرتبہ جزا دیجاتی ہے چاہے لباس متعدد ہوں۔ فتاویٰ عالمگیری

مثلاً اگر دس ہتیار باندھے تو دس نہوں گی بلکہ ایک جزا ہوگی کہ ایک عذر یعنی دشمن سے مقابلہ کی وجہ سے باندھے گئے۔ عالمگیری

قاعدہ۔ ۷۔ اگر کپڑا کسی عذر سے پہنا تھا تو عذر جاتا رہے تو اتار دے۔ ورنہ دوسرا کفارہ لازم ہوگا۔ عالمگیری

تشریح ۱۔ عذر جاتا رہنے سے یہ مطلب ہے کہ وہ عذر پورا جاتا رہے۔ اگر بیچ میں تھوڑا جاتا رہے اور پھر ہوگیا تو وہ عذر کا پورا اختتام نہیں ہے۔ چنانچہ امام ابو یوسف کے نزدیک جیسا کہ شرح طحاوی میں لکھا ہے ایک ہی کفارہ دینا کافی ہے۔

تشریح ۲۔ ایک عذر کے معنوں میں یہ بھی ہے کہ اگر دشمن مقابلہ پر آئے اور اس کے واسطے ہتیار باندھنے پڑیں اور بار بار ایسا کرنا پڑے تو جبتک دشمن چلا جائے۔ تب تک ایک ہی عذر ہے۔ ہر دفعہ ہتیار باندھنے اور کھولنے کی جزا علیحدہ علیحدہ نہ دینی پڑیگی۔ عالمگیری

۳۔ کپڑے کے استعمال کے بعض طریق اور ان کی جزا۔

۱۔ کپڑا سر یا منہ پر ڈھانکا (یا عورت نے صرف منہ پر ڈھانکا)۔ تو قاعدہ ۱ کے تابع ہے۔

---

۵ بغیر اتارے سے یہ مطلب ہے کہ اگر بیچ میں وہ کپڑا اتار لیا اور پھر اسی کو پہن لیا تو وہ بھی برابر پہنے رہنے کے معنوں میں ہے۔ ہاں اگر دوسرا کپڑا اس کی بجائے پہنا تو برابر پہنے رہنے کے معنی میں نہیں ہوگا اور قربانی دوسری دینی ہوگی۔ عالمگیری۔

ا- چوتھائی سر یا چوتھائی منہ پر ڈھانکنا امام اعظم کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسے پورے سر یا منہ پر ڈھانکنا۔ لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک چوتھائی سے زیادہ ڈھکے تب جزا لازم ہوتی ہے۔ کفایہ و عالمگیری

ب- اگر علاوہ کپڑے کے اور کسی چیز سے سر ڈھانک لے مثلاً طشت یا برتن یا گیہوں کے ناپنے کا برتن وغیرہ سر پر رکھا تو کچھ جزا لازم نہیں ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری۔ (دفعہ ۳۹ و ۴۳ مسئلہ ۱ و ۳)

۲- پٹی باندھنا سر یا منہ پر (پورے دن) ... ... — صدقہ — شرح طحاوی

بغیر بیماری یا عذر کے سر یا منہ پر پٹی باندھنا مکروہ ہے۔ شرح طحاوی۔

۳- پٹی باندھنا بدن پر (علاوہ سر اور منہ کے کسی اور جگہ پر چاہے وہ پٹی بڑی جگہ گھیرے) ... ... — کچھ نہیں — فتح القدیر

ا- یہ پٹی کسی عذر سے باندھی جائے۔ بلا عذر باندھنی مکروہ ہے ۔ عالمگیری

۴- چادر یا تہمد کو رسی سے باندھا (دن بھر) ... ... (مگر ایسا کرنا مکروہ ہے) — ، ، — ، ،

۵- قبا مونڈھوں پر پہن لی (ہاتھ آستینوں میں نہ ڈالے) اور طیلسان[۵۱] پہنی اور گھنڈیاں نہ لگائیں — ، ، — عالمگیری

ا- امام ابو حنیفہ کے نزدیک (برخلاف امام زفر کے) قبا کو اس طرح پہننے میں کچھ جزا لازم نہیں آتی۔ عالمگیری۔ ہدایہ

ب- اگر طیلسان یا قبا کی گھنڈیاں لگائیں تو ایسا ہی ہے جیسے سلا ہوا کپڑا پہننے کے طریق پر پہنا۔

۶- موزے پہننا ... ... — مضائقہ نہیں — ہدایہ

ا- اگر کسی کے پاس جوتی نہ ہو تو موزہ بجائے جوتی کے پہن سکتا ہے مگر اس طرح پر کہ موزہ کے نیچے کا حصہ ٹخنوں[۵۲] کے نیچے نیچے تک پہن لے۔ باقی اوپر کا حصہ کاٹ ڈالے۔ (بقول امام محمد بروایت ہشام) - ہدایہ

ب- بعض کے نزدیک موزہ بغیر کاٹے پہن لینے کا مضائقہ نہیں جبکہ بجائے جوتی کے پہنا جائے۔

دلائل- موزہ کو کاٹ کر پہننے کے متعلق دلیل حدیث ابن عمر کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اور نہ پہنے موزہ مگر جبکہ نہ پاوے جوتیاں تو کاٹ لے موزے کو اور ٹخنوں سے نیچا کرے۔ موزے کو بغیر کاٹے پہننے کے متعلق دلیل حدیث ابن عباس کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو نہ پاوے تہمد پہنے سراویل اور جو نہ پاوے نعلین پہن لے موزہ۔ اسکو بخاری اور مسلم اور ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

۷- خوشبو میں رنگا ہوا کپڑا پہننا۔ دیکھو نقشہ ۷ مسئلہ ۲- دفعہ ۳۹ ... ... — ... — ...

۸- ہمیانی کمر میں باندھنی اگر اس میں روپیہ پیسہ بھی ہو ... ... — مضائقہ نہیں — ہدایہ

تشریح- امام مالک کے نزدیک اگر ایسی ہمیانی میں کسی دوسرے شخص کا خرچہ رکھا ہو تو مکروہ ہے کیونکہ اس صورت میں اسکو ضرورت نہیں ہے کہ دوسرے شخص کے خرچہ کو اٹھائے پھرے۔ علماء حنفیہ کے نزدیک ہمیانی سلے ہوئے کپڑے میں شامل نہیں ہے۔ لہذا اسکے باندھنے کا مضائقہ نہیں۔ ہدایہ

---

۵۱ ایک کپڑا ہوتا ہے کہ قاضی اپنے کندھے پر ڈالتے ہیں۔

۵۲ ٹخنوں سے مطلب پاؤں کا وہ جوڑ ہے جہاں جوتی کا تسمہ باندھتے ہیں۔ ہدایہ

۱۷۴ - خوشبو و تیل کا استعمال

۱- خوشبو کے متعلق قواعد

قاعدہ - ۱- خوشبو کی تعریف اور قسمیں - خوشبو سے مراد وہ چیزیں ہیں جن میں اچھی بو آتی ہو اور سمجھدار لوگ اس کو خوشبو کہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

خوشبو کی تین قسمیں ہیں۔ ۱- نری خوشبو یعنی وہ چیز جو محض خوشبو سمجھی جاتی ہے اور خوشبو کے طور پر استعمال بھی کیجاتی ہے۔ ۲- وہ چیز جو بذات خود خوشبو نہیں ہے لیکن خوشبو کی اصل ہے۔ اور خوشبو کے طور پر بھی کام میں آتی ہیں۔ اور دوا کے طور پر بھی۔ جیسے زیتون کا تیل۔ ۳- وہ چیز جس کی ذات میں خوشبو نہیں اور نہ خوشبو کہلاتی ہے۔ جیسے چربی وغیرہ۔ عالمگیری

قاعدہ - ۲- کس خوشبو میں جزا و کفارہ ہے - قسم اول کے استعمال میں کفارہ لازم ہوگا۔ اگر دوا کے طور پر بھی کام میں لایا تب بھی۔ قسم دوم اگر تیل کے طور پر استعمال کیجائے تو خوشبو کے حکم میں ہے۔ اگر دوا کے طور پر کام میں لائی جائے تو ایسا نہیں ہے۔ قسم سوم کے استعمال میں چاہے ملے چاہے کھائے کسی قسم کا کفارہ نہیں ہے۔ عالمگیری

قاعدہ - ۳- پھول خوشبو نہیں ہے - پھول وغیرہ خوشبو کی چیزیں سونگنے سے کچھ جزا نہیں دینی پڑتی لیکن ان کا سونگنا مکروہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ - ۴- خوشبو کا استعمال بدن پر پہننے کے کپڑوں اور بچھونے پر ایک ہی قواعد کے تابع ہے۔ عالمگیری

۱- اگر کپڑے اور بچھونے پر خوشبو لگائے تو اس میں جزا کا اندازہ مقدارِ خوشبو پر ہوگا۔ اور کم خوشبو اسکو کہینگے جسکو لوگ کم سمجھتے ہیں اور زیادہ اسکو جسکو لوگ زیادہ سمجھتے ہوں۔ اگر ایسی صورت ہو تو جسکو خوشبو لگانیوالا کم سمجھے وہ کم ہے اور جسکو وہ زیادہ سمجھے وہ زیادہ ہے۔ عالمگیری

قاعدہ - ۵- خوشبو لگانے سے جو جزا لازم ہوئی ہے اگر وہ دیدی گئی تو اس خوشبو کی چیز کو علیحدہ کر دینا چاہئے ورنہ اظہر روایت کے بموجب دوسری قربانی دینی واجب ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ - ۶- تمام قسم کی خوشبوئیں ایک ہی قواعد کے تابع ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ - ۷- خوشبو کا استعمال چاہے عمداً ہو چاہے سہواً چاہے زبردستی چاہے خوشی سے اور مرد استعمال کرے یا عورت سب ایک ہی قواعد کے تابع ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ - ۸- تھوڑی یا بہت خوشبو کی جزا - بہت سی خوشبو استعمال کرنیکی جزا قربانی ہے اور کم کی صدقہ۔ عالمگیری

۱- بعض علماء نے کثیر کا اندازہ بڑے عضو پر لگایا ہے جیسے ران یا پنڈلی۔ اور بعض نے بڑے عضو کی چوتھائی سے کیا ہے۔ لیکن امام ابوجعفر رح نے قلیل اور کثیر کا اندازہ اصل خوشبو سے کیا ہے۔ مثلاً دو چلو گلاب اور ایک چلو غالیہ تو یہ کثیر ہے۔ اور جسکو

لوگ کثیر نہیں سمجھتے وہ قلیل ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۳۔ اوپر کے دونوں قولوں کا یہ نتیجہ ہے ۔

ا۔ تھوڑی خوشبو (دیکھو قاعدہ ۔ ۲) کا اندازہ عضو سے کیا جائے ۔ اگر پورے عضو پر لگا یا تو کثیر ہے اور قربانی لازم ہوگی اور اگر عضو کے حصہ پر لگا یا تو صدقہ ۔ فتاویٰ عالمگیری

ب ۔ بہت خوشبو (دیکھو قاعدہ ۔ ۲) کا اندازہ مقدار خوشبو سے کیا جائے یعنی اتنی خوشبو اگر بدن کے چوتھائی حصہ پر بھی لگائی جائے تو قربانی دینی ہوگی ۔ فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ ۔ ۹۔ اگر ایک محرم دوسرے محرم کے خوشبو لگائے تو لگانے والے پر کچھ جزا نہیں ہاں لگوانے والے پر جزا ہے ۔

قاعدہ ۔ ۱۰۔ احرام سے پہلے خوشبو لگانا یا خوشبودار اشیاء سے نہانے کے متعلق دیکھو فقرہ ۔ ۳۲

۴۔ خوشبو کے استعمال کے طریق اور جزا ۔

ا ۔ خوشبو لگائی یا خوشبودار تیل ملا یا زیتون کا تیل ملے ۔ ایک عضو پر (باکئی پر یا سب پر) ۔ { (ایک موقع پر) (کئی موقع پر) } — قربانی / قربانی ہر موقع پر — فتاویٰ عالمگیری

ا ۔ نزد امام اعظم و امام ابو یوسف ہر موقع پر علیحدہ قربانی دینی ہوگی ۔

دلیل ۔ چونکہ پورے عضو پر خوشبو لگائی تو پورا فائدہ حاصل ہوا اور اس طرح پوری جنایت ہوئی اور پوری جزا قربانی ہے لہذا وہی لازم ہوئی ۔ ہدایہ

تشریح ۔ صاحبین کے نزدیک اگر روغن زیتون ملے تو بجائے قربانی کے صدقہ دینا چاہیئے کیونکہ روغن زیتون اشیائے خوردنی سے ہے اور اس کا استعمال بالوں میں جوں کے مارنے کے واسطے یا بالوں کی درستی کے واسطے ہوتا ہے ۔ ہدایہ

۲ ۔ خوشبو لگائے یا خوشبودار تیل ملے یا زیتون کا تیل ملے ایک عضو کی کسی حصہ پر ... ... { (ایک موقع پر) (کئی موقع پر) } — صدقہ / صدقہ ہر موقع پر — ،،

تشریح ۔ چونکہ جنایت تھوڑی ہے لہذا صدقہ لازم ہوا نزد امام ابو حنیفہ لیکن امام محمدؒ کے نزدیک اس صورت میں بھی قربانی لازم ہے تناسبا یعنی اگر چوتھائی عضو پر خوشبو لگائی تو قربانی کا چوتھائی حصہ خیرات کرنا ہوگا علیٰ ہذا القیاس ۔

ا ۔ منتقیٰ میں لکھا ہے کہ اگر چوتھائی عضو پر خوشبو لگائے تو دم لازم ہوگا اور یہ اندازہ سر کے بالوں کے مونڈنے پر کیا گیا ہے ۔ ہدایہ ۔ ب ۔ اگر مختلف جگہ پر خوشبو لگائے یا تیل ملا کر سب مل کر ایک عضو برابر ہو جائیں ایک عضو کے حکم کی شمار ہونگے اور اگر کم ہونگے تو عضو سے کم حصہ بھی شمار ہونگے ۔ فتاویٰ عالمگیری ۔

۳ ۔ مہندی گاڑھی تمام سر یا ڈاڑھی یا ہتھیلی پر ملے ۔ (کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہندی خوشبو ہے ۔ ہدایہ) — دو قربانی — درمختار

ا ۔ ایک قربانی سر ڈھانکنے کی اور دوسری خوشبو ملنے کی ۔ ہدایہ

ب ۔ اگر عورت سر پر لگائے تو صرف ایک قربانی دینی ہوگی ۔ کیونکہ سر ڈھانکنے کی اسکو اجازت ہے ۔ ہدایہ

۴ ۔ مہندی پتلی تمام سر یا ڈاڑھی کو یا ہتھیلی پر ملے ۔ ... ... — قربانی — درمختار

۵ ۔ وسمہ سے خضاب کیا ... ... — کچھ نہیں — ہدایہ

دلیل ۔ کیونکہ وسمہ خوشبو نہیں ہے اسواسطے کچھ جزا نہیں دینی ہوتی ۔ لیکن امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص

دوسرے کے واسطے خضاب بھی کرے تو جزا لازم ہے کیونکہ اسطرح وہ اپنے سر کو غلاف کے طور پر ملا ہوا رکھتا ہے اور یہ صحیح ہے کہ
کہ ایسی صورت میں جزا دینی چاہیے — ہدایہ

تنبیہ: جامع صغیر میں صرف سر کا ذکر ہے کہ سر پر خضاب کرنا جنایت ہے۔ لیکن مبسوط میں سر اور ڈاڑھی دونوں
کا ذکر ہے لہٰذا سر پر خضاب کرنے کی جزا علیحدہ ہے اور ڈاڑھی پر خضاب کرنے کی علیحدہ — ہدایہ

مسئلہ	تفصیل	جزا	حوالہ
٦- خوشبو کپڑے پر لگائی	زیادہ حصہ پر اور وہ ایک دن یا ایک رات بدن پر رہا ...	قربانی	درمختار
	تھوڑے 〃 〃 〃 〃 〃 سے کم بدن پر رہا ...	صدقہ	〃
۷- خوشبو لباس کے کونہ میں یا چادر میں باندھے ایک دن یا ایک رات ...	اگر خوشبو زیادہ ہے ...	قربانی	عالمگیری
	اگر خوشبو کم ہے	صدقہ	〃
۸- خوشبو میں رنگا ہوا کپڑا پہنا یا کسم میں رنگا ہوا پہنا (دیکھو نقرہ ۳، ۱ اسٹلہ ۳ و نقرہ ۹)	ایک روز پہنا	قربانی	〃
	ایک روز سے کم پہنا	صدقہ	〃
۹- خوشبو زخم پر لگائے (خالص خوشبو یا کسی چیز میں ملا کر بغیر پکائے)	ایک مرتبہ لگائے ...	〃	〃
	برابر لگاتا رہا زخم کے اچھا ہونے تک	قربانی	〃

۱- اگر ایک زخم کے ہوتے دوسرا اور ہو گیا تو دونوں زخموں کے اچھا ہونے تک ایک قربانی دینی ہوگی — بحر الرائق

مسئلہ	تفصیل	جزا	حوالہ
۱۰- خوشبو زخم پر لگائے یا پاؤں کے شقوں میں بھرے یا کان یا ناک میں ضرورتاً ڈالے یا کھائے		کچھ نہیں	〃
۱۱- خوشبو کو چھوا اور وہ لگی نہیں		〃	〃
۱۲- خوشبو سے مہکی ہوئی جگہ گیا	اور کپڑے خوشبو سے مہک گئے	کچھ نہیں	〃
	اور اپنے کپڑوں کو اس خوشبو میں بسایا اور بہت خوشبو آنے لگی	قربانی	〃
	〃 〃 〃 〃 〃 〃 کم 〃	صدقہ	〃
	〃 〃 〃 〃 〃 اور کچھ خوشبو نہیں ...	کچھ نہیں	〃

دلیل: صورت اول میں اس نے دانستہ کوئی نفع حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ لیکن صورت دوم میں
چونکہ خوشبو سے فائدہ اٹھایا۔ لہٰذا قربانی لازم ہوگی — عالمگیری۔

مسئلہ	تفصیل	جزا	حوالہ
۱۳- خوشبو کی دھونی دی ہوئی جگہ یا عطار کی دکان میں بیٹھا لیکن خوشبو کی غرض سے نہیں		کچھ نہیں	عالمگیری
۱۴- خوشبو کھائے (یعنی خالص خوشبو) منہ بھر کر	اگر بہت ہے	قربانی	〃
	اگر کم ہے ...	صدقہ	〃
۱۵- خوشبو کھائے (پکا کر) اس طرح کہ کھانے میں پکائے اور اس میں وہ خوشبو خوب مل جائے		کچھ نہیں	درمختار

صاحب احرام کو خبیص (جو ایک قسم کا خوشبودار حلوا ہے) کھانے میں کوئی جزا نہیں دینی پڑے گی۔ سراج الوہاج۔

مسئلہ	تفصیل	جزا	حوالہ
۱٦- 〃 〃 (بغیر پکائے) 〃 〃 〃 ملائے بغیر پکائے	اگر خوشبو غالب ہے ...	جزا	عالمگیری
	اگر خوشبو غالب نہیں ہے	کچھ نہیں	〃
۱۷- خوشبو پینے کی چیز میں ملائی	اگر خوشبو غالب ہے	قربانی	〃
	اگر خوشبو کم ہے	صدقہ	〃

۱- اگر بہت بار پئے گا تو قربانی دینی ہوگی — عالمگیری

۱۸- سرمہ لگایا	(بغیر خوشبو کا) (لیکن ترک اولیٰ ہے)	کچھ نہیں	″
	(خوشبودار) ایک یا دو مرتبہ	صدقہ	″
	(″) دو مرتبہ سے زیادہ	قربانی	″
۱۹- خطمی سے سر یا ڈاڑھی دھوئی	نزد امام اعظم	″	ہدایہ

دلیل۔ خطمی اوّل تو خوشبو ہے۔ دوسرے جوئیں اس سے مرجاتی ہیں۔ ہدایہ

۲۰- اشنان کے پانی سے نہایا	اگر اشنان کی مقدار زیادہ ہو (تو خوشبو کے حکم میں ہے)	″	فتاویٰ قاضی خاں
	اگر اشنان کی مقدار کم ہے (″ ″ ″ نہیں ہے)	صدقہ	″

175- جماع ومتعلقات

۱- عمرہ و حج جماع سے کب فاسد ہوجاتا ہے۔

قاعدہ۔ ۱- اگر احرام کے باندھنے کے بعد وقوف عرفات تک کسی وقت جماع کیا تو حج فاسد ہوگیا۔ اگر اسکے بعد کیا تو فاسد نہیں ہوا۔

قاعدہ۔ ۲- اگر احرام باندھنے کے بعد طواف عمرہ تک کسی وقت جماع کیا تو عمرہ فاسد ہوگیا اگر اسکے بعد کیا تو فاسد نہیں ہوا۔

۲- جماع ومتعلقات اور افعال حج پر انکا اثر۔

۱- اگر کسی کو حالت احرام میں احتلام ہوجائے تو غسل کرے۔ سراج الوہاج

۲- اگر عورت کی طرف شہوت سے دیکھا اور انزال ہوا تو کچھ جزا نہ دینی ہوگی جیسا کہ جماع کے تصور سے انزال ہونے سے جزا نہیں دینی ہوتی۔ ہدایہ

۳- اگر عورت کا بوسہ لیا یا اس کو شہوت سے ہاتھ لگایا (یا جماع بے محل کیا) تو انزال ہو یا نہ ہو قربانی لازم آئیگی۔ ہدایہ

جامع صغیر میں لکھا ہے کہ اگر عورت کو شہوت سے ہاتھ لگائے اور انزال ہو تب قربانی دینی ہوگی لیکن مبسوط میں لکھا ہے کہ انزال ہو نہ ہو ہر حالت میں قربانی دینی ہوگی اور صحیح مسئلہ جامع صغیر کا ہے کیونکہ یہ من وجہ جماع ہے۔ مگر

{ ۱- انزال ہوا نہ حج فاسد ہوجائے گا نزد علماء حنفیہ
{ ۲- انزال ہو جب ″ ″ ″ ″ شافعی

دلیل (حنفی) حج جب فاسد ہوتا ہے جب جماع واقع ہو اور ان افعال کا جماع واقع نہیں ہے البتہ ان عورت کی وجہ سے حظ نفس حاصل ہوتا ہے اور بحالت احرام میں منع ہے اور اسی وجہ سے قربانی لازم ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے اسمیں فعل شہوت حرام رکھی گئی ہے جو صرف انزال ہی کی صورت میں ہوسکتی ہے۔ شافعی جب انزال نہ ہو تو کچھ جزا نہیں ہوگی۔ کیونکہ روزہ میں بھی ایسی حالت میں کچھ لازم نہیں ہوتا۔ ہدایہ

۴۔ اگر مرد و عورت جماع کریں تو اگر دونوں عاقل و بالغ ہوں تو دونوں پر قربانی لازم ہے۔ فتاوی عالمگیری

الف۔ اگر مرد لڑکا ہے تو اس پر کچھ جزا نہیں عورت پر جزا ہے۔ عالمگیری۔
اگر عورت لڑکی ہے " " " مرد " "
اگر مرد و عورت دونوں نابالغ ہیں تو دونوں پر کچھ جزا نہیں "
اگر مرد یا عورت مجنون ہوں تو مجنون ہے وہ نابالغ کے حکم میں ہے "

تشریح ۱۔ جماع سے مطلب عموماً جماع فی احد السبیلین ہے لیکن امام اعظم کے نزدیک دوسرے طریق پر جماع سے حج فاسد نہیں ہوتا کیونکہ وہ حقیقۃً جماع نہیں ہوتا۔ ہدایہ و کفایہ۔

{ ۳۔ اسی جماع سے حج و عمرہ فاسد ہوتا ہے۔ بالاجماع۔ }

تشریح ۲۔ جماع بھول کر یا سوتے میں یا زبردستی کرنا ایسا ہی ہے جیسے دانستہ کیا۔ نزد امام اعظم برخلاف امام شافعی۔ ہدایہ

دلیل (امام شافعی) ایسی صورت میں شریعت نے اپنے موقع پر معافی کی اجازت دی ہے اور نیند بھی ایسی ہی صورت ہے جس میں کوئی فعل کرنا دانستہ کے معنوں میں نہیں ہو سکتا۔ امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ دانستہ جماع سے حظ نفس حاصل ہوتا ہے اور ایسا ہی ان طریق پر جماع سے لہٰذا دانستہ یا بھول کر یا سوتے میں جماع کرنا برابر ہے اور بھول کا وصل اگر چہ روزہ کا مانع ہو سکتا ہے مگر حج کی حالت میں احرام اسکے مانع رہتا ہے جیسا کہ نماز پڑھتے ہوئے نماز اسکی مانع رہتی ہے اگر سوتے میں یہ فعل کرنا اور دانستہ کرنا برابر نہ ہوتا تو فضول پر غسل کیوں لازم آتا۔ ہدایہ

{ ۴۔ اس جماع سے حج و عمرہ فاسد ہو جاتا ہے۔ نزد امام اعظم
۵۔ " " " نہیں ہوتا نزد امام شافعی }

۵۔ اگر ایک موقع پر جماع کیجائے تو ایک قربانی دینی ہوگی۔ اور اگر مختلف موقعوں پر کیجائے تو مختلف قربانیاں دینی ہونگی۔ فتاوی عالمگیری۔ دیکھو فقرہ ۱۸۲ مسئلہ ۲

۱۔ ایسا واقعہ اگر وقوف عرفات کے بعد ہو تو پہلے موقع پر بدنہ کی قربانی اور دوسرے پر بکری کی قربانی دینی ہوگی۔ بقول امام اعظم و امام ابو یوسف۔ شرح طحاوی

۶۔ حالت احرام میں جماع حج کے جس فعل سے پہلے یا بعد واقع ہو اسکے متعلق دیکھو باب پنجم فصل سوم خصوصاً فقرہ ۱۸۰ و ۱۸۶۔

۷۔ مرد و عورت جو سال گذشتہ میں ارتکاب جماع کی وجہ سے اس سال حج کی قضا دینے جائیں تو نزد علماء حنفیہ ان کو لازم نہیں کہ اس سال ملکر نہ رہیں لیکن امام مالک کے نزدیک گھر سے دونوں علیحدہ علیحدہ حج کو جائیں۔ اور امام زفر کے نزدیک جب سے علیحدہ ہو جائیں جب احرام باندھیں۔ امام شافعی کے نزدیک اس وقت جدا ہوں جب وہ موقع آئے جہاں سال گذشتہ میں مرتکب جماع ہوئے تھے۔ ہدایہ

دلیل یہ ہے کہ ہمراہی میں وہ دونوں اُس موقع کو یاد کرینگے اور ممکن ہے کہ پھر اسی امر کے مرتکب ہوں لہٰذا علیحدگی ہوتی چاہیئے۔ لیکن علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ وہ دونوں خاوند بیوی ہیں تو انہیں احرام سے پہلے علیحدگی کا کیا فائدہ کیونکہ جائز تعلق میں وصل تعدادی کرتا ہے اور احرام باندھ لینے کے بعد انہیں مفارقت اس وجہ سے نہ کیجائے کہ باہم ہونے میں انکو اس موقع پر یاد آئے گا کہ ذرا سی بات کی وجہ ہم کو کس قدر مشقت اٹھانی پڑیں۔ بلکہ اس سے دلیں اور زیادہ نادم ہونگے۔ ہدایہ

۱۷۶- جانور کو ایذا دینا اور شکار کرنا

۱- شکار کے ممنوعات کے متعلق قواعد

قاعدہ-۱- حرم وغیر حرم- محرم حدود حرم وغیر حرم میں شکار کرے تو جزا دینی ہوگی- اور بے احرام صرف حدود حرم میں شکار کرے تو تاوان لازم ہے- ہدایہ- فتاویٰ عالمگیری

تشریح-۱- اگر محرم حرم میں شکار مارے تو اسپر اُسی قدر جزا لازم ہوگی جس قدر کہ جب وہ شکار کو حرم سے باہر مارتا- حرم کی وجہ سے کچھ اور جزا لازم نہ ہوگی- فتاویٰ عالمگیری

تشریح-۲- اگر بے احرام نے جانور پر تیر چلایا اور وہ تیر حدود حرم سے نہ گذرا تو کچھ جزا دینی نہ ہوگی اور اسی طرح اگر حرم کے باہر باز یا کُتے کے ذریعے شکار کیا- اور کُتے نے شکار کو پکڑتے پکڑتے حرم میں جا پکڑا تب بھی کچھ جزا نہیں دینی ہوگی- اور چاہیے وہ شکار زخمی ہونے کے بعد حرم میں داخل ہوکر مر جائے تب بھی کچھ جزا نہیں دینی ہوگی- ہاں اگر تیر مارا اور جانور کے اُس وقت لگا جبکہ وہ حرم میں داخل ہو رہا تھا تو امام ابوحنیفہؒ کے قول کے بموجب جزا دینی ہوگی- یا جزا جب ہے جبکہ یا تو شکاری حرم میں ہو اور جانور حرم سے باہر یا برعکس- فتاویٰ عالمگیری

جانور کا حدود حرم میں یا باہر ہونا (۱) اگر شکار کھڑا ہے تو پاؤں حرم میں ہوں تو شکار حرم میں خیال کیا جائیگا- اگر سر حرم سے باہر ہے تو مضائقہ نہیں- اور اس کے خلاف ہونے سے حرم سے باہر خیال کیا جائے گا اور اگر کچھ پاؤں حرم کے اندر ہیں اور کچھ باہر تو احتیاطاً حرم کے اندر شمار ہوگا- (۲) اگر شکار لیٹا ہوا ہے تو سر حرم میں ہو تو شکار حرم میں خیال کیا جائیگا اگر ٹانگیں حرم سے باہر ہیں تو مضائقہ نہیں- اور اس کے خلاف ہونے سے حرم سے باہر خیال کیا جائیگا- (۳) اگر جانور کسی درخت کی شاخ پر ہے تو اگر اس کی سیدھ عموداً حرم کے اندر پڑتی ہے تو جانور حرم کے اندر ہے اور اگر عموداً حرم کے باہر پڑتی ہے تو جانور حرم کے باہر ہے- عالمگیری

قاعدہ-۲- جانور- خشکی کے جانوروں کا شکار حرام ہے- دریائی جانوروں کا حلال ہے- فتاویٰ عالمگیری

ا- کلام مجید میں آیا ہے- أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ (تمہارے واسطے سمندر کا شکار حلال کیا گیا ہے) تو اس آیت کے حکم پر بحری شکار جائز ہے- ہدایہ-

ب- خشکی کے جانور سے مطلب وہ جانور ہے جس کی پیدائش اور پرورش خشکی میں ہو اور جس کی پیدائش اور پرورش پانی میں ہو وہ بحری ہے- اگر بحری جانور بعد میں خشکی میں رہنے لگے یا بری جانور پانی میں- تو اس سے اس کی اصلیت نہیں بدلتی- ہدایہ- فتاویٰ عالمگیری-

ج- شکاری جانور وہ جانور ہے جو انسان سے بھاگتا ہو اور یہ عادت اس میں خلقی ہو- ہدایہ

د- صاحب احرام کو بکری اور گائے اور اونٹ اور مرغی اور پلی ہوئی بطخ کا ذبح کرنا جائز ہے- کیونکہ یہ جانور شکاری نہیں ہیں- کیونکہ انسان سے نہ ڈرتے اور نہ بھاگتے ہیں- اور بطخ سے مراد وہ بطخ ہے جو گھروں میں حوض میں تیرتی ہے- اور وہی انسان سے مانوس ہوتی ہے- ہدایہ- وکنز

ہ- فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانچ جانور ہیں کہ قتل کئے جائیں- حل و حرم میں کوا- چیل- بچھو (سانپ) اور کتا کاٹنے والا- رواہ البخاری- ومسلم-

تشریح - کوّے سے مراد وہ کوّا ہے جو مردار و حلال سب کھائے (نزد ابی یوسفؒ) عقعق یعنی عکہ ایک قسم کا کوّا ہے جو اوز عقعق نکالتا ہے اور زاغ وحشی کہلاتا ہے وہ اس میں شامل نہیں ہے اور وہ کوّا کھلاتا بھی نہیں اور انسان کو ایذا بھی نہیں دیتا۔ کاٹنے والا کتا (امام اعظمؒ کے نزدیک) ہر قسم کے کتے سے مراد ہے - کاٹنے والا ہو۔ یا نہو - پالتو ہو - یا نہو - ہدایہ۔

مس - ان جانوروں کے مارنے سے کچھ جزا نہیں دینی پڑتی - کاٹنے والا کتا - بھیڑیا - چیل - کوّا - نجاست کھانے والے جانور بھیڑیا سانپ بچھو - چوہا - بھڑ - چونٹی - گھونگھے - مکھی - بھنگا - مچھر - پسّو - چچڑی - کچھوا[۱۵] - زمین کے کیڑے جیسے سیہ - اور گوبر کا کیڑا - گوہ - گرگٹ - جھینگر - کفتار - لومڑی (اگرچہ یہ دونوں انسان کو ایذا دینے میں ابتدا نہیں کرتے) غایۃ السروجی - عالمگیری

قاعدہ - ۳ - شکار کی جزا یا کفارہ - دیکھو فقرہ ۱۶۹

قاعدہ - ۴ - شکار کرنیوالا جزا دیگا - اگر محرم خود شکار کرے دانستہ یا بھولکر تو اسکو جزا دینی ہوگی - ہدایہ

دلیل - قرآن شریف میں آیا ہے - وَلَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ - اور نہ قتل کرو تم شکار کو جب کہ تم محرم ہو -

قاعدہ - ۵ - اعانت کرنے والا جزا دیگا - اگر محرم دوسرے شخص سے شکار کرائے (یعنی دوسرے شخص کو انشارے سے بتا کر شکار کرائے) تو اس محرم کو جزا دینی ہوگی - (نزد علماء حنفیہ بخلاف علماء شافعی) - ہدایہ - فتاویٰ عالمگیری

دلیل - علماء شافعی کے نزدیک صورت مذکورہ میں جزا لازم نہیں ہوگی کیونکہ جزا جب ہوتی جب قتل وقوع میں آتا - اور شکار کو بتا دینا یہ معنے نہیں رکھتا کہ اس نے شکار کو قتل کیا - بس محرم کا بتانا ایسا ہی سمجھو جیسے غیر محرم کا بتانا - ہدایہ + علماء حنفیہ متعدد دلیلیں پیش کرتے ہیں - (۱) حدیث ابی قتادہ جو پہلے لکھی گئی ہے دیکھو فقرہ ۱۴۹ (۲) عطاء جو علماء تابعین میں سے ایک ہیں ان کا یہ قول ہے کہ بتانے والے پر جزا واجب ہونے میں سب کا اتفاق ہے (۳) بتانا ممنوعات احرام سے ہے - کیونکہ شکار کا جانور جب ہی تک امن میں ہے جبکہ وہ انسان کی نظروں سے غائب ہے اور اس سے بالکل پوشیدہ ہے اور یہ امن بوجہ بتانے یا اشارہ کرنیکے اس سے جاتا رہتا ہے - لہٰذا شکاری جانور کو بتا دینا اس کو شکار کروا دینا ہے - (۴) محرم نے احرام باندھا تھا تو اسکے ممنوعات میں سے ایک شکار کرنا بھی تھا - گویا جب اسنے احرام باندھا تو اس بات کا عہد کر لیا کہ شکار اس سے امن میں رہے گا تو جس حالت میں کہ اسنے شکار کو بتایا تو اس کو امن سے بے امن کر دیا اور جب وہ جانور اس طرح پر شکار کیا گیا تو یہی شخص اسکے شکار کرانے کا باعث ہوا - اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک امانت دار اُس امانت کو جو اسکے سپرد ہے خود تو نہیں چرا تا مگر چور کو اشارہ کر دیتا ہے - تو اس امانتدار کا چور کو اشارہ کرنا اور ایک اجنبی شخص کا چور کو اشارہ کرنا برابر تو نہ ہوا - اسی طرح اگر محرم کسی کو شکار کو بتائے اور اسکے مقابلہ میں غیر محرم بتائے تو دونوں برابر تو نہ ہوئے - ہدایہ

دلیل ۲ - اکثر علماء اشارہ کرنے کے متعلق یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ (دلالت کرنے والا بہتری پر مثل کرنے والے کے ہے) تو اس کے خلاف بدی پر دلالت کرنے والا مثل بدی کرنے والے کے ہے -

ا - شکار کے بتانے والے پر ان صورتوں میں جزا لازم ہوگی - (۱) جس شخص کو بتایا ہے وہ پہلے سے شکار سے واقف نہو (یعنی یہ اس کو خبر بھی نہو کہ یہاں شکار ہے - ہاں اگر وہ پہلے ہی سے جانتا تھا کہ یہاں شکار ہے تب بتانے والے پر کچھ جزا نہیں مگر ایسا کرنا مکروہ ہے) (۲) اس کی بات کو سچ جانے اور اسپر یقین کرے (اگر اسکو جھوٹ جانا اور دوسرے شخص نے اسی جگہ پر بتایا اور اس کو یقین کیا تو پہلا بری الذمہ ہے) (۳) بتانے والا حالت احرام سے باہر نہوا ہو (اگر باہر ہو جائے اور اس کے بعد جانور اس کے بتانے کے بموجب قتل ہو تو بتلانے والے پر کچھ جزا نہیں - ہاں گنہگار رہیگا) (۴) جہاں بتلانے والا بتلائے وہاں ہی وہ شکار پکڑا جائے اگر دوسری جگہ پکڑا گیا تو اسپر کوئی جزا نہوگی - عالمگیری و ہدایہ -

---

[۱۵] کیونکہ یہ کیڑوں میں شمار ہوتا ہے بس مثل گوبر کے کیڑے یا مینڈک (اور چھپکلی) کے کیکڑا اور اس کا پکڑنا بغیر حیلہ کے ممکن ہے اور اس کے پکڑنے سے کچھ انسان کا فائدہ بھی نہیں ہوتا - اس واسطے شکار میں شمار نہ ہوگا - ہدایہ

ا- ایک احرام والے نے دوسرے احرام والے کو شکار بتایا اور اس طرح شکار قتل ہوا۔ دونوں پر پوری پوری جزا لازم ہوگی - عالمگیری
" " " " بے احرام کو " " " " بتانے والے پر " " " " " - عالمگیری
" بے احرام نے " بے احرام کو " " " قاتل[1] پر " " " " - عالمگیری

۲ ایک احرام والا دوسرے کو بتائے اور دوسرا تیسرے کو اور اس طرح شکار قتل ہو تو ہر شخص پر پوری جزا لازم ہوگی - عالمگیری

۳- اگر بے احرام کسی کو اشارہ سے شکار بتائے تو اس بے احرام پر جزا لازم نہیں - ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ اُس نے اس امر کا التزام نہیں کیا تھا کہ میں شکار نہ بتاؤں گا۔ حالانکہ محرم نے ایسا کیا تھا - عالمگیری

ا- اگر جسکو اشارہ سے بتایا ہے وہ پہلے سے اس شکار کو جانتا یا دیکھتا تھا تو اشارہ کرنیوالے پر کچھ جزا واجب نہ ہوگی - عالمگیری

۴ ایک احرام والے نے دوسرے محرم کو تیسرے محرم کے پاس بھیجکر خبر کردائی کہ فلاں شخص نے شکار کا پتہ بتا دیا ہے اور اُس پر تیسرے نے جا کر اس کو قتل کیا۔ تو قیمت قاتل اور قاصد اور بھیجنے والے تینوں پر واجب ہوگی - عالمگیری۔

ا- اگر یہ شخص پہلے سے اس شکار کو دیکھتا یا جانتا تھا تو قاتل کے سوا کسی پر کچھ واجب نہ ہوگا - عالمگیری

۵ اگر ایک محرم نے کسی شخص کو ایک شکار کیواسطے اشارہ کیا اور اسکو ایک ہی شکار نظر آیا تھا اور اسی شخص کو پھر اسجگہ پر دو شکار ملے اگر دو شکار ملے تو شکار کرنے والے پر پہلے ہی شکار کی جزا واجب ہوگی - عالمگیری

۶ اگر ایک محرم کو شکار مارنے کیلئے تیر کی ضرورت ہے اور شکار اور کسی طرح نہیں مارا جا سکتا تھا اور دوسرے محرم نے اس کو تیر کمان بتائی اور اسکو دی - اور اُس نے اسکو تیر سے قتل کیا تو ہر شخص پر جزا لازم ہوگی - محیط

۷ اگر کسی نے ایک محرم سے چھری مانگ کر ایک شکار کو قتل کیا تو محرم پر جزا لازم نہ ہوگی۔ لیکن مکروہ ہے (یہ حکم اُس وقت ہے کہ جب وہ شخص بغیر اُسکے چھری دینے کے بھی ذبح پر قادر ہو ورنہ محرم قیمت کا ضامن ہوگا) - محیط سرخسی -

۸ کئی محرم مکہ میں کسی گھر میں اترے اور اُس گھر میں چڑیاں اور کبوتر تھے اور انمیں سے تین شخصوں نے چوتھے شخص کو دروازہ بند کرنے کا حکم کیا اور اس نے دروازہ بند کر دیا اور وہ سب منا کو چلے گئے اور جب وہ لوٹ کر آئے تو انھوں نے دیکھا کہ کچھ جانور پیاس کی وجہ سے مر گئے تو ہر شخص پر جزا لازم ہوگی - غایۃ السروجی -

۹ اگر ایک محرم نے دوسرے محرم کو شکار کی خبر کی لیکن وہ شکار اُس کو نظر نہ آیا پھر دوسرے احرام والے نے اُسی شکار کی خبر دی اور اس نے پہلے شخص کی بات کو سچ نہ جانا نہ جھوٹ - پھر شکار کو تلاش کر کے اُسکو قتل کیا۔ تو ہر شخص پر جزا لازم ہوگی عالمگیری

قاعدہ - ۶- جتنی شکار اُتنی جزا - ایک جانور کے شکار کرنے کی ایک جزا اور کئی جانوروں کے مارنے کی کئی جزائیں دینی ہوں گی - فتاویٰ عالمگیری۔

ا- اگر کئی جانور شکار کرے تو ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ جزا لازم ہوگی - عالمگیری۔

ب- اگر کئی شکار احرام سے باہر ہونے کے ارادہ سے کرے تو ان سب کی وجہ سے ایک قربانی واجب ہوگی اس لئے کہ وہ احرام سے باہر ہونیکا ارادہ کرتا ہے۔ اور احرام کی حالت میں گناہ کا ارادہ نہیں کرتا ہے۔ اور جلد احرام سے باہر ہونے کی وجہ سے ایک قربانی واجب ہوتی ہے - فتاویٰ عالمگیری۔

قاعدہ - ۷- محرم ہو کا شکار کرنے پر مجبور - اگر محرم بوجہ بھوک کے شکار کرنے پر مجبور ہو جائے اور شکار کرے تب بھی اُس کو جزا دینی ہوگی - ہدایہ

ا- اس صورت میں اگرچہ اس کو شکار کی اجازت ہے مگر وہ اجازت اسی شرط پر ہے کہ کفارہ دے جیسا کہ قرآن شریف کی آیت سے ظاہر ہے - ہدایہ -

---

[1] ضرور ہے کہ محرم میں اس شکار کو بتائیگا ورنہ جزا کیسی؟ + اور جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے۔ اس صورت میں بتانے والے پر کچھ جزا لازم نہ ہوگی۔

۵/۲

قاعدہ۔ ۸۔ شکار پکڑے تو چھوڑ دے۔ اگر محرم نے شکار پکڑا (ہاتھ میں ہو یا پنجرہ میں یا گھر میں) واجب ہے کہ اسکو چھوڑ دے۔ عالمگیری

ا۔ علماء حنفیہ کے نزدیک ایسے شکار کا چھوڑنا واجب نہیں۔ عالمگیری

ب۔ " " " " " " چاہے احرام بھی باندھ لے۔ اور اسکو حرم میں لیجائے۔ شرح طحاوی

ج۔ اگر دوسرے محرم نے یہ شکار چھوڑ دیا تو چھوڑنے والے پر کچھ جزا لازم نہیں۔ کیونکہ شکار کرنے والا شکار کا مالک نہیں سمجھا جائے گا جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا۔ حرام کر گئیں تمہارے اوپر شکار جنگلی جبتک تم احرام میں ہو۔ عالمگیری

د۔ اگر محرم نے شکار پکڑا اور دوسرے محرم نے اسکے ہاتھ میں قتل کر دیا تو دونوں پر جزا لازم ہوگی۔ ہاں امام ابوحنیفہ کے نزدیک پکڑنے والے کو اختیار ہے کہ قاتل سے وہ قیمت واپس لے جو اس نے جزا میں دی ہے۔ لیکن امام زفر کے نزدیک پکڑنے والا قاتل سے وہ قیمت جو اس نے جزا میں دی ہے واپس نہیں لے سکتا۔ از ہدایہ

ر۔ اگر غیر محرم نے شکار کو پکڑا پھر احرام باندھا۔ پھر اس کے ہاتھ سے کسی نے چھڑوا دیا۔ تو چھوڑنے والا اس شکار کا ضامن ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک۔ صاحبین کے نزدیک ضامن نہ ہوگا۔ دلیل (امام اعظمؒ) چونکہ پکڑنے والا شکار کا مالک ہوگیا تھا۔ لہٰذا احرام باندھنے سے اس کی ملک نہیں جاتی رہیگی۔ بلکہ مملوک کی حفاظت ضروری ہے اور چھڑانے والے نے اس کے جائز مال پر دست اندازی کی۔ لہٰذا اسپر ضمان واجب ہوا۔ دلیل (صاحبین) چونکہ چھڑانے والے نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مطابق کارروائی کی لہٰذا۔ اسپر ضمان نہیں ہے۔ ہدایہ

قاعدہ۔ ۹۔ درندہ کا شکار۔ درندہ جانور (جسکا گوشت نہیں کھاتے) کے شکار میں ایک بکری جزا دیجاتی ہے۔ عالمگیری

ا۔ جس جانور کا گوشت نہیں کھایا جاتا مثلاً شیر وغیرہ اگر اسکو شکار کیا جائے تو علماء حنفیہ کے نزدیک اس کی بھی جزا دینی لازم ہوگی۔ لیکن اُن جانوروں کی جزا لازم نہیں ہوگی جن کے مارنے کی اجازت شرع نے دی ہے۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک شیر وغیرہ کے مار ڈالنے میں جزا نہیں دینی ہوگی۔ کیونکہ یہ بھی موذی جانور ہے جیسا کہ وہ پانچ موذی جانور ہیں جن کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان کی جزا نہیں دیجاتی اور جس میں کلب گزندہ بھی شامل ہے اور کلب گزندہ کے معنوں میں بلحاظ لغت یہ موذی جانور بھی شامل ہیں۔ امام اعظمؒ کی یہ دلیل ہے کہ درندہ جانور مثل شیر وغیرہ کے شکار ہیں اس واسطے کہ وہ وحشی ہیں کہ بغیر حیلہ کے اُن کا پکڑنا ممکن نہیں۔ اور پکڑنے والے کی غرض اگرچہ اس سے گوشت حاصل کرنے کی نہیں ہوتی تاہم پوست حاصل کرنے کی تو ہوتی ہے یعنی اس کی کھال سے فائدہ اٹھانے کی یا ایذا رفع کرنے کی۔ یا محض تفریحاً شکار کرنے کی۔ دوسرے یہ امر بھی ہے کہ اگر پانچ جانوروں کے سوا جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے شیر وغیرہ بھی اس میں شامل کر دیں تو حدیث میں جانوروں کی تعداد میں زیادتی ہو جائے گی اور لفظ کلب بلحاظ عرف کے شیر وغیرہ جانوروں کو شامل نہیں کر سکتا۔ اور عرف لغت پر غالب ہے۔ لہٰذا جزا دینی چاہیئے جزا میں صرف ایک بکری ہی مقرر کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ کفتار (جو اسی قسم کا درندہ ہے) کے قتل کرنے سے ایک . . . . دوم یہ کہ شکار پکڑنے والا اس کی کھال سے فائدہ اٹھاتا ہے اور کھال کی قیمت کے لحاظ سے ایک بکری کافی ہے جزا اس واسطے نہیں دیجاتی کہ وہ موذی جانور ہے اور انسان پر حملہ کرتا ہے۔ امام زفر کے نزدیک جو ماکول اللحم شکار کی جزا ہے وہی اس میں بھی دینی چاہیئے۔ ہدایہ

قاعدہ۔ ۱۰۔ شکار قبضہ میں ہے اور احرام باندھا۔ اگر شکار قبضہ میں ہے اور احرام باندھا تو شکار کو چھوڑ دینا واجب ہے اگر نہ چھوڑا اور شکار ہاتھ میں مر گیا تو قیمت کا ضامن ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح۔ یہ شکار جو چھوڑا گیا ہے اس کی ملکیت ہی رہیگا اگر وہ چاہے تو احرام اتارنے کے بعد پھر پکڑ لے یا اگر دوسرے نے پکڑ لیا ہے تو اس سے واپس لے سکتا ہے۔ ہاں اگر یہ شکار دوسرے شخص نے اسکے ہاتھ سے چھوڑا دیا تھا تب چھوڑانے والے کو لازم ہے کہ مالک کو اس کی قیمت دے نزد امام ابوحنیفہؒ برخلاف امام ابویوسفؒ۔ ہدایہ

ا۔ اگر کسی محرم نے دوسرے غیر محرم کا شکار غصب کر لیا پھر غصب کرنے والے نے احرام باندھا اور شکار اس کے ہاتھ میں تھا تو

جزا میں صرف ایک بکری ہی مقرر کی گئی +

چھوڑ دینا لازم ہے۔ اور اس کی قیمت مالک کو دینی چاہئیے۔ اگر مالک کے حوالہ کر دیا تو بری الذمہ ہو گیا مگر مجرا کیا اور اس کی جزا دینی ہوگی ۔ محیط سرخسی فصل ازالۃ الامن من الصید۔

قاعدہ ۔ ۱۱۔ شکار قبضہ میں ہے اور حرم میں داخل ہوا۔ اگر شکار ہاتھ میں ہے اور حرم میں داخل ہوا تو واجب ہے کہ شکار کو چھوڑ دے لیکن اگر پنجرہ یا کجاوہ میں ہی تو چھوڑنا لازم نہیں ۔ کفایہ

دلیل ۔ (علماء حنفیہ) جبکہ حرم میں داخل ہوا تو اگر شکار ہاتھ میں ہے تو بسبب تعظیم حرم اسکو چھوڑ دینا واجب ہے ۔ ہاں اگر کجاوے میں ہے یا اور جگہ تو چھوڑنا واجب نہیں ۔ جیسا کہ مروی ہے صحابۂ کرام سے کہ انہوں نے احرام باندھا حالانکہ ان کے گھروں میں شکار اور کبوتر وغیرہ تھے ۔ کیونکہ اس صورت میں احرام والے سے تعرض نہیں پایا جاتا ہے بلکہ وہ شکاری جانور بحالت خود یا پنجرے میں محفوظ ہے نہ کہ محرم کے ہاتھ میں ہے ۔ ہاں البتہ محرم کے ملک میں ہے اور اسکا کچھ مضائقہ نہیں ۔ ہدایہ ۔

قاعدہ ۔ ۱۲۔ مفرد ایک اور قارن دو جزا دیگا۔ مفرد حج کرنے والے یا مفرد عمرہ کرنیوالے کو شکار کی ایک دینی ہوگی اور قارن کو ایک کے بدلہ دو جزا دینی ہوگی ۔ شرح طحاوی ۔

قاعدہ ۔ ۱۳۔ سدھے ہوئے[1] جانور کا قتل ۔ اگر کسی سدھے ہوئے شکاری جانور کو مار ڈالے تو قیمت سدھے ہوئے جانور کی مالک کو دینی ہوگی اور غیر سدھے ہوئے جانور کی قیمت حق اللہ اسپر واجب ہے ۔ شرح طحاوی محیط سرخسی وغیرہ

دلیل ۔ اگر ہرن انسان سے مانوس ہو جائے اور اس کو کوئی قتل کرے تو جزا ضرور لازم آئے گی ۔ کیونکہ خلقی طور پر وہ شکاری جانور ہے یہ ایسی بات ہے کہ اگر کوئی اونٹ انسان سے بھاگ کر جنگل میں چلا جائے اور اس سے ڈر کر بھاگے تو وہ شکاری جانور متصور نہ ہوگا ۔ ہدایہ

۱۔ اگر بے احرام کسی کے سدھے ہوئے شکار کو حرم میں قتل کرے تب بھی یہی حکم ہے ۔ عالمگیری ۔

قاعدہ ۔ ۱۴۔ دو ضرب ایک کفارہ ۔ اگر کسی شکاری جانور کو زخمی کیا اور اس کا کفارہ دے چکا پھر اسکو قتل کیا تو دوسری جزا علیحدہ دینی ہوگی ۔ ہاں اگر پہلا کفارہ ابھی نہیں دیا تو ایک کفارہ دونوں کے واسطے کافی ہے ۔ فتاوٰی عالمگیری ۔

قاعدہ ۔ ۱۵۔ جانور کے قتل کے بعد اس کی قیمت گھٹ بڑھ جانا ۔ اگر شکار کو زخمی کرنے کے بعد اس کی قیمت بڑھ گئی ۔ (مثلاً جب زخمی کیا تھا تو اس کی قیمت کم تھی مگر کچھ دنوں بعد اس کی پشم بڑھ جانے سے اس کی قیمت میں زیادتی ہو گئی اور اب جانور مر گیا) تو مرنے کے دن جو جانور کی قیمت تھی وہ دینی ہوگی اور اصلی قیمت اور ضرب لگانے کے وقت کی قیمت کا فرق بھی دینا ہوگا ۔ اور اگر اس کی قیمت گھٹ گئی تو جو قیمت زخمی ہونے کے دن تھی وہ واجب ہوگی ۔ فتاوٰی عالمگیری ۔

---

[1] فتاوٰی عالمگیری میں یہ مسئلہ سدھے ہوئے باز کے متعلق لکھا ہے ۔ م

قاعدہ — ۱۶- اگر شکار کو زخمی کیا اور وہ مرگیا تو جزا لازم ہوگی ورنہ اگر اچھا ہوگیا اور زخم کا کچھ اثر باقی نہیں رہا تو جزا نہیں دینی ہوگی۔ ہاں اگر کچھ اثر باقی رہا تو جس قدر قیمت میں نقصان واقع ہوا ہے وہ دینا ہوگا۔ عالمگیری

ا- اگر یہ نہیں معلوم کہ جانور مرگیا یا اچھا ہوگیا تو استحساناً جزا دینی ہوگی۔ محیط سرخسی۔

ب- اگر زخمی کرنے کے بعد جانور کو مردہ پایا اور یہ معلوم ہوا کہ وہ کسی اور وجہ سے مرا ہے تو زخمی کرنے کی وجہ سے جو کچھ جزا واجب ہوئی تھی اُسی قدر دینی ہوگی — فتاویٰ عالمگیری۔

قاعدہ — ۱۷- زخمی شدہ قتل پہل۔ اگر شکار کو پہلے ایسا زخمی کیا کہ وہ بچنے کے قابل نہ رہا اور پھر اُس کو قتل کیا تو دو جزائیں دو مرتبہ کی دینی ہونگی۔ عالمگیری

ا- اگر قتل بھی کر چکا جب پہلی جزا دیگا تو وہ ہی ایک جزا دونوں فعلوں کے واسطے [illegible] ہوگی - سراج وہاج

قاعدہ — ۱۸- مدافعت میں جزا نہیں ہے۔ اگر کوئی درندہ جانور (یا شکاری جانور) محرم پر حملہ کرے اور مدافعت میں محرم اسکو مار ڈالے تو کچھ جزا لازم نہیں۔ عالمگیری وہدایہ۔

ا- اگر کوئی شخص درندہ جانور یا شکاری جانور صاحب احرام پر حملہ کرے اور وہ اُسکو قتل کرے تو کچھ جزا لازم نہیں - ہدایہ

ب- امام کے آخر نزدیک اس صورت میں بھی جزا لازم ہے۔ جیساکہ اگر اونٹ محرم پر حملہ کرے اور وہ مدافعت میں اس کو مار ڈالے تو قیمت اس کی دینی پڑتی ہے + دلیل علماء حنفیہ۔ چونکہ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ ایک درندہ کو مار ڈالا اور اُس کے بدلہ میں بکری کا بچہ خیرات میں دیا۔ اور یہ فرمایا۔ کہ میں نے اس کے مار ڈالنے میں ابتداء کی ہے پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اگر ابتداءً درندہ حملہ کرے اور وہ اس کو قتل کردے تو اس کے بدلہ کوئی جزا لازم نہوگی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ محرم کو ابتداءً درندہ پر حملہ کرنا منع ہے۔ لیکن رافعت شرعاً منع نہیں ہے چنانچہ موذی جانور کے صدمہ سے بچنے کے واسطے شرعاً اُس کو ایسے جانور کا مارنا لازم ہے اگرچہ وہ ایذا ابھی نہ پہنچا (جیساکہ آیا ہے) قتل المؤذی قبل الایذا۔ تو جب موذی جانور کا مارنا صرف اس خیال سے کہ وہ ایذا پہنچائیگا ضرور رہا۔ تو جب وہ ایذا پہنچائے تو بطریق اولیٰ مارنا ضرور رہا۔ بخلاف اونٹ کے کہ اسکے بدلہ میں قیمت دینی پڑتی ہے۔ نہ جزا — کفایہ

قاعدہ — ۱۹- کئی محرم۔ اگر دو صاحب احرام یا زیادہ ایک شکار کو قتل کریں تو ہر ایک علیحدہ پوری جزا دیگا۔ فتاویٰ

قاعدہ — ۲۰- کئی بے احرام۔ اگر دو بے احرام ایک ضرب سے قتل کریں یا ایک جماعت ایک ضرب سے قتل کرے تو جزا کے اُسی قدر حصّہ ہو کر ہر ایک شخص پر ایک ایک حصّہ لازم ہوگا — فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ — ۲۱- محرم و کافر۔ اگر محرم کے ساتھ کوئی لڑکا یا کافر شریک ہو کر قتل کریں تو پوری جزا محرم ہی کو دینی ہوگی کافر یا لڑکے پر کچھ واجب نہوگا — فتاویٰ عالمگیری۔

قاعدہ — ۲۲- دو شخص یکے بعد دیگرے ماریں۔ اگر ایک شخص نے ایک ضرب لگائی اور اس کے بعد دوسرے شخص نے دوسری تو ہر شخص پر وہ جزا واجب ہوگی۔ جو اس کی ضرب کی وجہ سے جانور کی قیمت میں کمی ہوئی اور ساتھ ہی دونوں ضربوں کے بعد جو اس کی قیمت رہ گئی اس کا نصف نصف بھی

ہر ایک کے ذمہ ہوگا۔ فتاوی عالمگیری۔

قاعدہ-۲۳-شکار حرم سے باہر نکالنا۔ اگر کوئی شخص حرم سے ہرنی کو نکال لائے اور اس کے ہاں بچے ہوں اور پھر ہرنی اور بچے مر جائیں تو ہرنی اور بچوں کی قیمت جزا میں دینی ہوگی۔ ہدایہ۔

دلیل۔ حرم کا شکاری جانور حرم سے باہر نکالنے پر بھی امن کا مستحق ہے۔ شرعاً۔ لہذا اسکا واپس حرم میں پہنچا دینا ضروری ہے۔ ہدایہ

قاعدہ-۲۴-جانور کو ڈرا کر مار ڈالنا۔ اگر بھگانے سے کوئی جانور کنویں میں گر گیا تو جزا لازم ہوگی۔ عالمگیری

قاعدہ-۲۵-دودھ نکالنا۔ اگر حرم کے جانور کا دودھ نکالے تو اس کی قیمت کے موافق جزا دینی ہوگی۔ ہدایہ

وجہ:۔ یہ ہے کہ دودھ بھی شکار کا ایک حصہ ہے تو جسطرح شکار کی جزا دینی ہوتی ہے اسکی بھی دینی چاہیئے ... ہدایہ

قاعدہ-۲۶-شکار بذریعہ سواری۔ اگر کوئی شخص جانور پر سوار تھا یا اسکو کھینچتا تھا یا ہانکتا تھا اور اس جانور نے ہاتھ یا پاؤں یا منہ سے شکار کیا تو سوار پر جزا لازم ہے۔ فتاوی عالمگیری

قاعدہ-۲۷-انڈا توڑنا۔ اگر کسی شکاری جانور کے انڈے کو توڑے (یا بھونے) تو اس کی قیمت بھی دینی لازم ہوگی (یہی حضرت علی و ابن عباس سے مروی ہے)۔ ہدایہ فتاوی عالمگیری۔

١۔ چاہے انڈے میں سے بچہ مرا ہوا نکلے اور چاہے انڈے میں بچہ بنا ہو قیاس یہی چاہتا ہے کہ انڈے ہی کی قیمت خیرات کیجاوے لیکن ایک خیال یہ ہے کہ چونکہ انڈا وہ چیز ہے کہ ایک روز یہ خود ایک شکاری جانور بنجائیگا تو در حالیکہ گندہ نہ نکلے تو بنظر احتیاط وہ شکاری جانور متصور ہوگا (گویا بجائے انڈے کے ایک پورے جانور کی قیمت خیرات کرنی ہوگی) ۲۔ اگر انڈے میں بچہ بن گیا ہو۔ اور انڈا توڑنے سے بچہ مرا ہوا نکلا تو استحساناً جانور کی قیمت اسکے بدلہ میں خیرات کرنی ہوگی۔ اگرچہ قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ (جبکہ بچہ مرا ہوا نکلا) انڈے کی قیمت خیرات کرے۔ ہدایہ

قاعدہ-۲۸-شکار کی خرید و فروخت حدود حرم میں۔ اگر محرم شکار خریدے یا فروخت کرے (حرم یا غیر حرم میں) تو یہ بیع باطل ہے اور اگر خریدا اور وہ شکار مر گیا تو اس کی قیمت کی جزا دے[٥]۔ فتاوی عالمگیری۔

١۔ اگر دو بے احرام شکار کی خرید و فروخت کریں۔ خود حرم کے اندر ہوں۔ اور شکار باہر تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔ برخلاف امام محمدؒ۔ عالمگیری

قاعدہ-۲۹-اگر محرم شکار ذبح کرے (حرم یا غیر حرم میں) تو وہ شکار اسکے لئے مردار ہے اور اسپر جزا لازم ہوگی۔ اگر بے احرام ذبح کرے (حرم میں) تو اسکا کھانا جائز نہیں = اور ذابح پر تاوان ہے ہدایہ۔ عالمگیری

تشریح۔ اگر محرم شکار کو باز یا کتے کے ذریعہ مارے تب بھی ذبح ہی کے حکم میں ہے اور اسپر جزا واجب ہوگی۔ فتاوی عالمگیری

تشریح: اگر خود ذبح کیا اور کھایا۔ تو ذبح کی جزا اگر ابھی نہیں دی تو کھانے کے بعد ایک ہی جزا ذبح اور کھانے کے واسطے کافی ہے۔ اگر ذبح کی جزا دے چکا۔ تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک جو کچھ کھایا اسکی قیمت واجب ہوگی۔ اور امام ابویوسف اور امام محمدؒ کے نزدیک توبہ اور استغفار کے سوا اور کچھ واجب نہیں۔ اور اگر اس گوشت میں سے کسی دوسرے بے احرام یا محرم نے کھایا تو بالاتفاق توبہ اور استغفار کے سوا اور کچھ واجب نہیں۔ شرح طحاوی

دلیل (صاحبین) یہ ذبیحہ مردار ہے تو سوائے استغفار کے اور کوئی جزا نہیں دینی ہوگی جیسا کہ دوسرے محرم کے کھانے سے سوائے استغفار کے اور کوئی جزا لازم نہیں آتی۔ امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ جزا اسوجہ سے دینی ہوگی کہ جو گوشت اسنے کھایا ہے وہ مردار ہے اور مردار بوجہ ممنوعات احرام کے ہے لہذا اس گوشت کا کھانا ممنوعات احرام کا مرتکب ہونا ہوا اسلئے وہ بسبب ممنوعات احرام کا مرتکب ہوا۔ تو جزا لازم ہوئے چنانچہ اگر دوسرا محرم اس گوشت کو کھائے تو چونکہ انکی خود ذبح نہیں کیا ہے۔ اسپر یہ دلیل عائد نہیں ہوتی۔ ہدایہ

سلہ یعنی اگر خرید لیا اور مر گیا تو اسکو واپس تو نہیں کر سکتا لہذا اس کی قیمت دے۔

دلیل (۲) تاوان اسوجہ سے لازم آتا ہے کہ شکار حرم میں کیا گیا۔ اور حرم کے مال کی قیمت دینی لازم ہے اور محرم پر جزا اسواسطے ہوتی ہے کہ وہ بطریق کفارہ کے ہوتی ہے اور اس کے فعل کی بدلہ ہوتی ہے کیونکہ اسپر شکار اسوجہ سے حرام کیا گیا ہے کہ وہ احرام میں ہے اور روزہ کفارہ کے طور پر تو دیا جاسکتا ہے مگر یہاں تو مال کے بدلہ مال دینا ہے پھر روزہ کس طرح ہوسکتا ہے ۔ ہدایہ

(ا) :- اگر کسی نے حدود حرم کے باہر شکار پر کتا چھوڑا جس نے آخرکار حدود حرم میں اسکو جا پکڑا تو ایسے شکار کا بھی گوشت کھانا جائز نہیں ۔ ہدایہ

(ب) امام شافعی کے نزدیک اگر محرم کسی غیر محرم کے واسطے ذبح کرے تب ذبیحہ حلال ہے ۔ "ہدایہ"

دلیل :- کیونکہ محرم کسی غیر محرم کے واسطے ایسا کرتا ہے تو اسکا یہ فعل ایسا خیال کیا جائیگا جیسا کہ غیر محرم نے ذبح کیا ہے امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ اگرچہ ذبح تو فعل مشروع ہے مگر محرم کے واسطے احرام اس امر کا مانع ہے تو اگر وہ ایسا کرے تو گویا شرعی ممنوعات کا مرتکب ہوا۔ تو ذبیحہ مردار ہوا۔ اگر مسلمان نے حالت احرام میں ذبح کیا تو ایسا ہی ہے جیسے مجوسی نے ذبح کیا ۔ ہدایہ

قاعدہ ـ ۳۰ : اگر غیر محرم شکار ذبح کرے اور شکار اس نے خود ہی کیا بھی ہو (حرم کے باہر) تو وہ شکار محرم کے لئے حلال ہے بشرطیکہ محرم نے اسکو نہ تو اشارہ سے بتایا ہو اور نہ اسکے مارنیکے واسطے حکم کیا ہو۔ ہدایہ

تشریح ۔ امام مالک کے نزدیک محرم کو اس کا کھانا حلال نہیں ہے ۔ جبکہ غیر محرم نے اس کو محرم کے واسطے شکار کیا ہو۔ اسلئے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ محرم کو گوشت شکار کھا لینے کا کچھ ڈر نہیں ہے بشرطیکہ محرم نے خود شکار نہ کیا ہو اور نہ اسکے واسطے کسی اور نے کیا ہو۔ امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام نے شکار کے گوشت کے متعلق مذاکرہ کیا کہ محرم کو اسکے کھانے کا حق حاصل ہے یا نہیں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں ۔ تو جو حدیث امام مالک نے پیش کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی محرم کو شکار (پورا کا پورا) بطور ہدیہ بھیجدے ۔ یا وہ شکار ہو جو محرم کی اجازت سے کیا گیا ہو + حدیث ابی قتادہ جس کا ذکر احرام کے بیان میں ہے اس کی صراحت کردے گی ۔ از ہدایہ ۔

قاعدہ ـ ۳۱ ـ شکار کسی کی ملک ہو یا نہ ہو جزا ضرور دینی ہوگی ۔ محیط

قاعدہ ـ ۳۲ ـ حج پہلی مرتبہ کرے یا اس کی قضا ادا کرے جزا ضرور دینی ہوگی ۔ فتاوی عالمگیری

۳ - کئی آدمی ملکر مختلف حالتوں میں شکار کریں[1]

مثالیں[1]

{ محرم نے ... ... و ... ... غیر محرم نے شریک ہو کر مارا }
(پوری) ... دو ضرب کی نصف قیمت
۹۰ + ۴۵

{ غیر محرم نے شکار زندہ پکڑا ... ... پھر دوسرے غیر محرم نے اسکو قتل کر ڈالا (حرم میں اور[2] پہلے شخص کے ہاتھ میں قتل کیا) }
(پوری) ... پوری
۹۰ + ۹۰

{ غیر محرم نے ... ... اور ... ... قارن نے شریک ہو کر قتل کیا۔ }
(نصف قیمت) ... دگنی قیمت
۱۸۰ + ۴۵

{ غیر محرم نے ۔ و ... ... محرم (مفرد) نے ... و ... ... قارن نے شریک ہو کر حرم میں قتل کیا }
(⅓ قیمت) ... پوری قیمت ... دگنی قیمت
۱۸۰ + ۹۰ + ۳۰

{ غیر محرم نے پہلی ضرب ماری ... ... پھر محرم (مفرد) نے ضرب ماری ... ... پھر قارن نے ۔ (پھر جانور مرگیا) }
(پہلی ضرب + تین ضرب کی ⅓) ... پہلے اور دوسرے زخم کا فرق + تیسرے زخم کی قیمت ... دوسرے زخم اور تیسرے زخم کا فرق + تیسرے زخم کا دو چند
۱۲۰ + ۷۰ + ۱۰۰

{ غیر محرم نے شکار کا بازو توڑا یا ہاتھ یا پاؤں کاٹا ... پھر محرم نے دونوں آنکھیں پھوڑیں ... پھر قارن نے مارا }
(اصلی قیمت) ... پہلے زخم کی قیمت ... دو زخم کی قیمت کا دو چند
۹۰ + ۸۰ + ۱۴۰

[1] اس صفحہ کے نوٹ صفحہ ۷۵ پر ملاحظہ ہوں

محرم عمرہ نے زخمی کیا اور جانور زندہ رہا ... پھر احرام حج کا باندھا اور زخمی کیا ... ... پھر مر گیا
اصلی قیمت — پہلے زخم کی قیمت — ۹۰ + ۸۰

محرم عمرہ نے زخمی کیا اور جانور زندہ رہا ... پھر احرام حج باندھا جبکہ پہلا احرام اتار چکا تھا اور زخمی کیا ... پھر مر گیا
دوسرے زخم کی قیمت — پہلے زخم کی قیمت — ۷۰ + ۸۰

محرم عمرہ نے زخمی کیا اور جانور زندہ رہا ... پھر احرام حج و عمرہ باندھا جبکہ پہلا احرام اتار چکا تھا اور زخمی کیا ... پھر مر گیا
دوسرے زخم کی قیمت — پہلے زخم کی قیمت کا دوچند — ۷۰ + ۱۶۰

محرم عمرہ نے زخم شدید پہنچایا مثلاً اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر احرام حج و عمرہ باندھا جبکہ پہلا احرام اتار چکا تھا اور زخمی کیا ″
اصلی قیمت — پہلے زخم کی قیمت کا دوچند — ۹۰ + ۱۶۰

محرم عمرہ نے زخم شدید پہنچایا مثلاً اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر احرام حج و عمرہ باندھا جبکہ پہلا احرام اتار چکا تھا پھر زخم شدید پہنچایا اور دوسرا ہاتھ کاٹ ڈالا
پہلے زخم کی قیمت — پہلے زخم کی قیمت — ۸۰ + ۸۰

محرم عمرہ نے زخمی کیا ... ... پھر کسی بے احرام نے زخمی کیا ... ... پھر احرام حج کا والا (محرم عمرہ نے) مر گیا
پہلے زخم کی قیمت — پہلے اور دوسرے زخم کا فرق + تیسرے زخم کی نصف قیمت — تیسرے زخم کی قیمت — ۸۰ + ۴۰ + ۶۰

محرم عمرہ نے زخمی کیا اور احرام اتارا ... پھر بے احرام نے زخمی کیا ... ... پھر احرام قران باندھا (محرم عمرہ نے)
تیسرے ضرب کی قیمت — دوسرے زخم کی قیمت — پہلے زخم کی قیمت کا دوچند — ۶۰ + ۷۰ + ۱۶۰

محرم عمرہ نے زخمی کیا اور احرام اتارا ... پھر بے احرام نے زخمی کیا ... ... پھر احرام قران باندھا (دوسرے نے) اور زخمی کیا مر گیا
پوری قیمت — پہلے زخم اور دوسرے زخم کا فرق + تیسرے زخم کا نصف — دو زخموں کی قیمت کا دوچند — ۹۰ + ۴۰ + ۱۴۰

بے احرام نے زخمی کیا کہ بچنے کے قابل ہے پھر کسی اور محرم نے زخمی کیا کہ وہ مر گیا
اصلی قیمت اور پہلی ضرب کا فرق + کل باقی کا نصف — پہلی ضرب اور دوسری ضرب کا فرق + کل باقی کا نصف — ۵۰ + ۴۵

بے احرام نے ہاتھ یا پاؤں کاٹا کہ بچنے کے قابل نہ رہا پھر کسی محرم نے ہاتھ پاؤں کاٹا۔ پھر وہ مر گیا
پوری قیمت چاہے جانور مرجائے یا نہ مرے۔ — پہلی اور دوسری ضرب کا فرق (اگر یہ جانور اب مر گیا تو یہ اس قیمت کا نصف ہے جو دو ضرب کے بعد تھی۔) — ۹۰ + ۱۰

۱۷۶ - جوں مارنا اور ٹڈی مارنا -

مسئلہ	جزا	مسند
۱- ایک جوں ماری اپنے سر یا بدن یا کپڑے پر سے پکڑ کر	صدقہ	ہدایہ

۱- جتنا چاہے صدقہ دے۔ ایک مٹھی گیہوں دے۔ کیونکہ جوں بدن کی میل سے پیدا ہوتی ہے اس واسطے صدقہ دینا ضروری ہے - ہدایہ - جامع صغیر میں لکھا ہے کہ کسی مسکین کو کچھ کھلائے جس سے مطلب یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ خیرات ضروری ہے

سلہ یہاں جو اشارات استعمال کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں - پوری یا اصلی قیمت سے مطلب جانور کی پوری قیمت سمجھو - پہلی ضرب سے مطلب جانور کی وہ قیمت جو پہلی ضرب لگنے کے بعد رہی - یعنی اگر کسی جانور کو جسکی قیمت ۹۰ روپے تھی کسی نے ضرب ماری اور اب اسکو فروخت کریں تو ضرور ہے کہ ۸۰ روپیہ سے کم کو فروخت ہوگا وہ قیمت جو پہلی ضرب کے بعد اسکی رہ گئی۔ وہ ہمنے ۷۰ روپیہ فرض کی ہے یعنی ہر ضرب پر دس روپیہ کم کئے ہیں اسی طرح دوسری اور تیسری ضرب وغیرہ کی قیمت یا پہلے زخم، دوسرے زخم وغیرہ کی قیمت سے مطلب یہی لیا گیا ہے کہ جانور کی قیمت پہلے اور دوسری ضرب کے بعد کم ہو کر جو رہ گئی ہے وہ قیمت پہلا۔ اور دوسرے زخم، زخم سے مطلب جانور کی جو قیمت پہلے زخم لگنے پر تھی اور جو قیمت اس کی دوسرے زخم لگنے پر ہوئی اب ان دونوں قیمتوں میں جو فرق ہو۔ ۵۲ لیکن پکڑنے والا یہ جز اقاتل سے واپس لیگا۔ ۵۳ ان سب نے برابر زخم شدید پہنچایا ہے۔

اگرچہ مسکین کا پیٹ نہ بھرے۔ مثلاً روٹی کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ دے — ہدایہ

ب جوں کھلانا اور زمین پر ڈال دینا برابر ہے (یعنی اسکی بھی وہی جزا ہے جو جوں مار ڈالنے کی ہے — فتاویٰ عالمگیری

ج۔ اگر جوں کسی اور شخص کو مارنے کو دیدی تب بھی جزا دینی ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری

د۔ اگر سر اتنا زور سے کھجائے کہ جوں مر جائے تب بھی جزا دینی ہوگی —

۲۔ جوں کو اشارہ سے بتانا بھی جائز نہیں اگر اشارہ سے بتایا اور جوں ماری گئی۔ تب بتانیوالے پر جزا لازم ہے — عالمگیری

۲۔ دو یا تین جوئیں ماریں اپنے سر یا بدن یا کپڑے پر سے پکڑ کر ... ... — ایک مٹھی گیہوں — عالمگیری

۳۔ تین سے زیادہ " " " " " " " ... ... — ½ صاع گیہوں — "

۴۔ جوئیں ماریں زمین پر سے پکڑ کر ... ... — کچھ نہیں — "

۵۔ کپڑے کو دھوپ میں ڈالا کہ جوئیں مر جائیں۔ (اور بہت جوئیں مریں) ... ... — ½ صاع گیہوں — "

ا اگر کپڑے کو دھوپ میں خشک ہونے ڈالا کہ جوئیں مر جائیں۔ یا جوئیں غیر کے ہاتھ سے مروائیں سب کے واسطے ایک ہی حکم ہے عالمگیری

ب اگر صاحب احرام نے کسی بے احرام کو اپنے کپڑے دے کہ اسکی جوئیں چنکر مارے تو حکم کرنے والے پر جزا لازم ہے۔ عالمگیری۔

۶۔ کپڑے کو دھوپ میں ڈالا مگر نیت یہ نہ تھی کہ جوئیں مر جائیں (مگر جوئیں مر گئیں) ... ... — کچھ نہیں — "

۷۔ اگر ایک ٹڈی ماری ... ... — صدقہ — ہدایہ

ا۔ جس نے جوں یا ٹڈی ماری چاہیے کہ صدقہ دے چاہے تھوڑا ہی ہو مثلاً ایک کف طعام — شرح وقایہ

ب جسقدر چاہے صدقہ دے کیونکہ ٹڈی بھی شکار بری ہے۔۔ اور شکار وہی ہے جسکو حیلہ سے پکڑیں اور پکڑنے والا اپنے مطلب کے واسطے اس کو پکڑے اور دانستہ پکڑے مگر ٹڈی کی قیمت بہت تھوڑی ہوتی ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ تَمْرَةٌ خَيْرٌ مِنْ جَرَادَةٍ ایک کھجور ایک ٹڈی سے بہتر ہے۔ اسوجہ سے کہا جاتا ہے کہ تھوڑا صدقہ بھی دے تو کافی ہے — ہدایہ

۱۷۸۔ نباتات اور مٹی اور پتھر حرم میں سے لیجانا

(حرم کے درخت وغیرہ کاٹنے صاحب احرام و بے احرام دونوں کو جائز نہیں)

۱۔ حدود حرم میں سے نباتات کاٹنے کے متعلق قواعد۔

قاعدہ — ۱۔ بلحاظ جنایت قائم کرنیکے حرم کے نباتات چار قسم پر تقسیم کئے گئے ہیں۔ (از فتاویٰ عالمگیری)

(۱) وہ نباتات جنکو انسان عموماً کاشت کرتے ہیں یا بوتے ہیں۔ اور انسان نے حدود حرم میں ان کو لگایا بھی ہو۔

(۲) " " " " " " " " " " " نہیں لگایا ہو بلکہ وہ خود بخود پیدا ہو گئے ہوں

(۳) " " " " اور نہ بوتے ہیں (یعنی خودرو نباتات) مگر انسان نے حدود حرم میں ان کو لگایا ہو

(۴) " " " " " " " " " اور انسان نے " " نہ لگایا ہو۔

یہ چوتھی قسم کی نباتات ہے جنکے متعلق جزا لازم آتی ہے۔ پہلی تین قسم میں کوئی جزا نہیں ہے — فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ — ۲۔ چوتھی قسم (یعنی جو خود بخود پیدا ہوں اور ان کو کسی نے نہ بویا ہو) **ایسی ہے جس کا کاٹنا اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں اور اگر کاٹے تو جزا دینی ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری**

دلیل ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا یختلی خلاھا ولا یعضد شوکھا یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گھاس حرم کی اور کانٹے حرم کے نہ کاٹے جائیں ۔ ہدایہ

ا ۔ یہ درخت اگر کسی کی ملکیت بھی ہوں تب بھی انکے کاٹنے پر جزا لازم آئیگی ۔ فتاویٰ عالمگیری

ب اگر کسی زمین میں جو کسی خاص شخص کی ملکیت ہو اور حرم میں ہو ببول کا درخت پیدا ہوا اور کوئی اسکو کاٹے تو کاٹنے والے کو چاہیے کہ مالک اسکی قیمت دے اور اسقدر قیمت خیرات کرے ۔ فتاویٰ عالمگیری ۔ ہدایہ

قاعدہ ۔ ۳ ۔ اگر کسی درخت کی جڑ حرم میں ہو اور ٹہنیاں حدود سے باہر ہوں تو وہ حرم میں شمار ہوگا ۔ اور اگر کچھ جڑ حرم میں ہو اور کچھ باہر تب بھی حرم میں شمار کرنا چاہیئے ۔ عالمگیری

قاعدہ ۔ ۴ درخت کاٹنے والا محرم ہو یا بے احرام سب برابر جزا دینگے لیکن قارن پر دگنی جزا لازم ہے ہدایہ

دلیل ۔ امام شافعی کے نزدیک قارن پر بھی ایک ہی جزا لازم ہے ۔ علماء حنفیہ کے نزدیک قارن دو احراموں سے محرم ہوتا ہے لہذا دو قربانیاں دینی ہونگی لیکن امام شافعی کے نزدیک قارن کیسی ایک ہی احرام سے محرم ہوتا ہے اور اسوجہ سے ایک قربانی جزا میں دینی ہوتی ہے یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قارن میقات سے تجاوز کرے تو علماء حنفیہ کے نزدیک ایک قربانی کیوں دینی ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ میقات پر صرف ایک ہی احرام باندھنا ضروری ہے اور حق میقات ایک ہی احرام ہے تو اسکی تاخیر سے ایک ہی جزا لازم ہوتی ہے لیکن امام زفر اس مسئلہ کے خلاف ہیں ۔ ہدایہ

قاعدہ ۔ ۵ ۔ درخت کی قیمت سے کھانا خرید کر خیرات کرے اور ہر غریب کو نصف صاع گیہوں جہاں چاہے خیرات کرے جزا کے طور پر روزے رکھنے جائز نہیں ۔ فتاویٰ عالمگیری

دلیل روزہ اس واسطے جائز نہیں رکھا گیا کہ روزہ کسی فعل کی خلاف ورزی کی جزا میں رکھا جاتا ہے ۔ حرم تو ایک زمین ہے جسکی عظمت قائم رکھنی ضروری ہے تو گھاس یا اس چیز کی قیمت جو اس میں اُگی کاٹی جائے بطور جرمانہ دی جائے ۔ از ہدایہ

قاعدہ ۔ ۶ ۔ جب جزا کی قیمت خیرات کردی تب بھی درخت کو کام میں لانا مکروہ ہے ۔ ہاں یہ چاہیئے کہ اُسکو فروخت کرکے وہ قیمت بھی خیرات کردے ۔ فتاویٰ عالمگیری

ا ۔ گھاس یا درخت حرم کا بعد کاٹنے کے فروخت کرنا بکراہت جائز کہا گیا ہے اسلئے کہ اگر بلا کراہت جائز کہا جاتا تو لوگ حرم کے درخت کاٹنے میں جرأت کیا کرتے ہاں خشک کی بیع کسیطرح بھی جائز نہیں ۔ ہدایہ

قاعدہ ۔ ۷ ان نباتات کا حرم میں کاٹنا جائز ہے اور اسکی جزا نہیں دینی ہوگی ۔ عالمگیری ۔ شرح طحاوی

سوکھی گھاس ۔ اذخر[۱] ۔ کمات[۲] ۔ پتے دا گران کے توڑنے سے درخت کو نقصان نہو ۔ خشک درخت اور جو نشو و نما کی حد سے نکل گئے ہوں ۔ عالمگیری ۔ شرح طحاوی

قاعدہ ۔ حرم کی درخت کی مسواک نازل چاہیے وہ درخت پیلو کا ہو یا اور کسی قسم کا جائز نہیں ۔ عالمگیری

ف۱ اذخر ایک قسم کی گھاس ہے خوشبو دار کہ مکہ میں پیدا ہوتی ہے ۔ اسکا کاٹنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسواسطے جائز رکھا ہے کہ وہ استعمال کیجاتی ہے ۔ وہاں کی قبروں اور لوگوں کے گھروں میں ۔ حاشیہ شرح وقایہ ۔

ف۲ کمات برساتی پودا یعنی وہ چھوٹا سا پودا جو برسات میں چھتری کی طرح پیدا ہو جاتا ہے ۔

۲- مٹی و پتھر و نباتات کے متعلق جنایات و کفارات -

	جزا	سند
۱- درخت اکھاڑا اور اس کی قیمت ادا کر دی پھر اسکو وہیں بو دیا اور وہ جم گیا اور پھر اکھاڑا - وجہ یہ کہ جب جزا دے چکا تو وہ اس کا مالک بن گیا - فتاوی عالمگیری	کچھ نہیں	عالمگیری
۲- دو صاحب احرام یا دو بے احرام یا ایک صاحب احرام دوسرا بے احرام نے درخت اکھاڑا	قیمت	عالمگیری
ملنگیسری گھاس کاٹی - یا جانوروں کو چرا دی -	قیمت	شرح طحاوی

تشریح - امام ابو یوسف کے نزدیک جانوروں کو حرم میں چرانا جائز ہے کیونکہ اس بات کی اکثر ضرورت پڑتی ہے اور جانوروں کو حرم میں جانے سے روکنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن طرفین کی یہ دلیل ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ گھاس کاٹنا چاہیے اونٹ منہ سے کاٹے یا کسی کے کاٹی جائے ایک ہی بات ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جس حالت میں کہ گھاس جانوروں کے کھلانے کی واسطے حل سے لائے جا سکتی ہے جانوروں کو حرم میں چرانا ضروری نہیں - ہدایہ

۱- نہ چرا دے حرم کی گھاس اور نہ کاٹے مگر اذخر کو - شرح وقایہ -

	جزا	سند
۴- مٹی پتھر کو حرم سے باہر لیجائے یا حرم میں لائے تو مضائقہ نہیں	کچھ نہیں	عالمگیری

باب ۵ فصل سوم - ممنوعات افعال حج اور اُن کی جزا باب ۵

جو باتیں حالت احرام میں منع ہیں وہی دوران افعال حج میں بھی منع ہیں - چنانچہ اگر کوئی شخص حالت احرام میں جوں مارے تو اسکو وہی جزا دینی ہوگی جو اسکو دوران طواف میں جوں مار دینے پر دینی پڑتی ہے اور جتنے ممنوعات ہیں سب کے ارتکاب میں جزا دینی ہوتی ہے اور حج صحیح رہتا ہے - مگر صرف جماع کے ارتکاب سے حج فاسد ہو جاتا ہے - چاہے حالت احرام میں ہو یا دوران افعال حج میں - بشرطیکہ حج کرنے سے پہلے (یعنی وقوف عرفات سے پہلے) ایسا کیا جائے - اگر وقوف عرفات کے بعد جماع کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک حج فاسد نہیں ہوتا - لیکن امام شافعی کے نزدیک حج فاسد ہو جائیگا کیونکہ ابھی رمی جمار اس کے ذمہ باقی ہے - یعنی امام اعظم کے نزدیک اگر ارتکاب جماع وقوف عرفات کے بعد ہوا اور امام شافعی کے نزدیک اگر رمی جمار کے بعد ہو تب حج فاسد نہیں ہوتا - ارکان حج اپنے اپنے موقع پر ادا کئے جاتے ہیں - اور ان کی تقدیم و تاخیر سے جزا دینی ہوتی ہے -

۱۷۹ - ادائے مناسک میں تقدیم و تاخیر

	جزا	سند
۱- ایک نسک کو دوسرے سے پہلے کرے (مثلاً رمی یا ذبح سے پہلے سر منڈا دیا یا رمی سے پہلے قارن نے قربانی کی)	دم (نزد امام اعظم) کچھ نہیں (نزد صاحبین)	ہدایہ

دلیل - صاحبین یہ ہے کہ جب قضا ادا کر دی تو جزا کی ضرورت نہ رہی - لیکن امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ ابن مسعودؓ نے کہا ہے کہ جس نے کسی نسک کو اس کے وقت سے پہلے کیا اس پر قربانی لازم ہے - دوسرے یہ کہ جس حالت میں کسی نسک کو بے محل کرنے سے قربانی لازم ہوتی ہے (مثلاً اگر احرام میقات سے آگے جا کر باندھا تو قربانی لازم ہے) تو اس صورت میں تو ضرور ہونی چاہئے - ہدایہ -

۱۸۰ - طواف عمرہ

جزا	سندا

۱- طواف عمرہ بے وضو کرے ... ...
جزا: قربانی — سندا: عینی شرح کنز

چاہئے کہ اس طواف کو دوبارہ کرے تو قربانی نہیں دینی ہوگی - عالمگیری

۲- طواف عمرہ بے وضو کرے اور سعی بھی بے وضو کرے (اور احرام کھولدے) ... ...
جزا: قربانی — سندا: عالمگیری وہدایہ

جبتک مکہ میں ہو چاہیے کہ اس کو دوبارہ ادا کرے - تو قربانی اس کے ذمہ نہیں رہے گی گر دوبارہ کرنے سے پہلے اپنے اہل و عیال میں چلا گیا تو طہارت کے ترک کی وجہ سے اس کو ایک قربانی دینی ہوگی - پھر واپس مکہ جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ رکن وہ ادا کر چکا ہے اگرچہ بے وضو (جو خفیف خرابی ہے) اور احرام سے باہر بھی ہو گیا ہے اور سعی بے طہارت کرنے کی وجہ اسکے ذمہ کوئی جزا نہیں ہوگی - کیونکہ اس نے سعی ایسے طواف کے بعد کی ہے جو شرعاً درست ہے - چنانچہ اگر طواف دوبارہ طہارت سے کرے اور سعی نہ کرے تب بھی اس کے ذمہ کوئی جزا نہیں ہنی - اور یہ صحیح روایت کے بموجب ہے -- ہدایہ

۳- طواف عمرہ حالت جنابت میں کرے - ... ...
جزا: قربانی — سندا: عالمگیری

ا چاہیے کہ طواف کو دوبارہ کرے تو قربانی نہیں دینی ہوگی - عالمگیری

ب اگر گھر واپس چلا آیا اور طواف دوبارہ نہ کیا تو قربانی بھیجدے - پھر مکہ جانے کی ضرورت نہیں - عالمگیری

۴- طواف عمرہ کے تین چکر کرے (قارن) اور پھر سعی کرے اور پھر طواف قدوم کے تین چکر کرے پھر عرفات میں وقوف کرے تو
جزا: × — سندا: عالمگیری

چاہیے کہ ایک چکر اور کرے تو سب عمرہ کا طواف ہو جائیں گے - اور سعی دوبارہ کرے تو عمرہ کی سعی کا دوبارہ کرنا تو مستحب ہے اور حج کی سعی کا دوبارہ کرنا واجب ہے - اور یہ شخص قارن ہے - عالمگیری -

۵- طواف عمرہ سے پہلے جماع کرے (جبکہ احرام قران کا ہو) تو عمرہ اور حج فاسد ہو جائیگا ... ...
جزا: دو قربانی — سندا: معلم حجاج

ا- چاہیے کہ باقی افعال ادا کرے اور سال آئندہ میں اس پر حج اور عمرہ واجب ہوگا - اور قران کی قربانی اس کے ذمہ نہیں رہے گی اور جزا کی دو قربانیاں اس کو دینی ہوں گی - عالمگیری -

۶- طواف عمرہ میں جماع کرے (چار چکر کے بعد) تو عمرہ فاسد نہیں ہوگا - نزد امام اعظم بخلاف امام شافعی {نزد امام اعظم / نزد امام شافعی}
جزا: قربانی / بدنہ — سندا: ہدایہ / ہدایہ

ا- امام شافعی کے نزدیک عمرہ فاسد ہو جائیگا کیونکہ ان کے نزدیک عمرہ حج کی طرح فرض ہے - لہذا بدنہ بھی واجب ہوا - علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ چونکہ عمرہ سنت ہے اور اس کا مرتبہ حج سے کم ہے لہذا کم درجہ کی قربانی دینی چاہیئے - ہدایہ

۷- طواف عمرہ میں جماع کرے (تین چکر کے بعد یا طواف سے پہلے) تو عمرہ فاسد ہو جائیگا - نزد امام اعظم و امام شافعی {امام اعظم / امام شافعی}
جزا: قربانی — سندا: ہدایہ

ا- اس عمرہ کے افعال پورے کرے مگر اس کی قضا دینی ہوگی - نزد امام اعظم و امام شافعی - ہدایہ

ب امام شافعی کے نزدیک بدنہ کی قربانی وقوف عرفات سے قبل جماع کے طریق پر دینی ہوگی - کیونکہ ان کے نزدیک عمرہ بھی فرض ہے - علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ چونکہ عمرہ سنت ہے اس کا مرتبہ حج سے کم ہے لہذا کم درجہ کی قربانی دینی چاہیئے - ہدایہ -

۸- طواف عمرہ اور سعی کرے (قارن) بعد طواف قدوم اور سعی کرنیکے تو پہلا طواف اور سعی عمرہ کی محسوب ہوگی اور دوسرا طواف اور سعی حج کا رہیگا - ... ...
جزا: ... — سندا: عالمگیری

۹- طواف عمرہ و طواف حج ساتھ کئے اور پھر حج کی سعی کی - تو سعی عمرہ کی محسوب ہوگی - ... ...
جزا: ... — سندا: عالمگیری

۱۸۱ ۔ طواف قدوم

۱ ۔ طواف قدوم بے وضو کرے ۔ (کل یا چار چکر)	صدقہ	ہدایہ

دلیل (شافعیؒ) ایسا طواف درست نہیں ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ اَلطَّوَافُ صَلٰوۃٌ اِلَّا اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَبَاحَ فِیْہِ الْمَنْطِقَ (طواف مثل نماز کے ہے صرف فرق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس میں کلام کرنا جائز کر دیا ہے) تو جب یہ مثل نماز کے ہے تو وضو اسکے واسطے ضروری ہوا ۔ ہدایہ ۔

ا ۔ طواف قدوم اگرچہ سنت ہے لیکن جب طواف شروع کیا گیا تو واجب ہو گیا (یعنی واجب ہے کہ اسکو اسکی شرائط سے پورا کرے) چنانچہ اگر بے طہارت کیا گیا تو اسکی شرائط میں نقصان واقع ہوا اور اس نقصان کی وجہ سے اس کی جزا صدقہ دیگی ۔ دم اسوجہ سے نہیں دیا گیا کہ دم طواف زیارت میں دیا جاتا ہے جو طواف واجب ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسکو واجب کیا ہے تو اس طواف کا اس سے مرتبہ کم ہونے کی وجہ سے اس میں جزا صدقہ ہونی چاہئے ۔ ہدایہ

ب ۔ طبرانی کی روایت میں یہ حدیث اس طرح ہے ۔ اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ فَاَقِلُّوْا فِیْہِ الْکَلَامَ یعنی طواف خانہ کعبہ کا نماز ہے سو کم کرو اس میں کلام ۔ حاکم اور بیہقی نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ اِلَّا اَنَّ اللّٰہَ اَحَلَّ فِیْہِ النُّطْقَ فَمَنْ نَطَقَ فَلَا یَنْطِقُ اِلَّا بِخَیْرٍ (خانہ کعبہ کا طواف مثل نماز کے ہے فرق صرف یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس میں بات چیت کرنی حلال کر دی ہے پس جو کوئی بات چیت کرے تو نہ کلام کرے مگر بہتر) اور یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح آئی ہے ۔

دلیل (حنفی) خدا تعالےٰ نے کلام مجید میں فرمایا ہے ۔ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ۔ اور اس میں کوئی قید وضو کی نہیں ہے لہذا وضو فرض نہیں ہے ۔

دلائل دیگر ۔ بعضوں کے نزدیک وضو کرنا فرض تو نہیں ہے لیکن سنت ہے زیادہ صحیح یہ ہے کہ واجب ہے وجہ یہ ہے کہ اس کے ترک کرنے سے صدقہ لازم ہوتا ہے ۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حدیث احاد جب صحیح ہو تو اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے ۔ لہذا اس سے بھی وضو کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے ۔ ہدایہ

ا ۔ غایۃ البیان میں لکھا ہے کہ اگر بے وضو طواف قدوم کیا مع رمل اور اس کے بعد سعی کی تو جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اس کو دوبارہ اس طرح کرے کہ طواف زیارت میں رمل کرے اور اس کے بعد سعی کرے ۔

۲ ۔ طواف قدوم ۔ حالت جنابت میں کرے ۔ (کل یا چار چکر)	قربانی	عالمگیری

ا ۔ اگر اس طواف میں رمل کرے اور اس کے بعد سعی کرے تو درست نہیں ۔ عالمگیری

۳ ۔ طواف قدوم ترک کرے (یعنی اگر ایسا اتفاق ہو جائے کہ مکہ میں نہ آ کر باہر ہی باہر وقوف عرفات میں شامل ہو جائے ۔ ہدایہ) ...	کچھ نہیں	ہدایہ

۱۸۲ ۔ طواف زیارت

۱ ۔ طواف زیارت بے وضو کرے (کل طواف یا چار چکر)	قربانی	عالمگیری

ا ۔ کیونکہ یہ رکن حج ہے جو طہارت کے ترک کی وجہ سے ناقص ہو جاتا ہے لہذا طواف زیارت میں ترک طہارت سے زیادہ نقصان ہے بمقابلہ طواف قدوم کے اور اسی وجہ سے اس میں دم لازم ہے اور اس میں صدقہ ہے ۔ ہدایہ

ب ۔ اگر اس طواف کو دوبارہ باوضو کرے اگرچہ ایام نحر کے بعد ہی ہو تو اس کے ذمہ سے دم جاتا رہیگا ۔ عالمگیری

ج ۔ اگر بے وضو طواف کر کے مکہ شریف سے چلا گیا تو اگر واپس آ کر اس طواف کو دوبارہ کرے تو اچھا ہے ۔ ورنہ قربانی بھیجدے ۔ عالمگیری

د ۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر قربانی بھیجدے تو افضل ہے بہ نسبت اسکے کہ واپس آ کر اس طواف کو دوبارہ کرے ۔ کیونکہ نقصان خفیف ہے اور قربانی سے فقراء کو فائدہ پہنچیگا ۔

۲۔ طواف زیارت بے وضو کرے (تین چکر یا کم) ... ...

صدقہ — عالمگیری

ا۔ صدقہ کی مقدار ہر چکر کے بدلے نصف صاع گندم مگر انکی قیمت قربانی کی قیمت سے کم رہنی چاہیئے۔ اگر برابر آجائے تو قیمت کم کرے۔ — عالمگیری

ب اگر اس طواف کو دوبارہ طہارت سے کرے تو صدقہ نہیں دینا ہوگا — عالمگیری

۳۔ طواف زیارت حالت جنابت[۵۵] میں کرے (کل طواف حالت جنابت میں کرے یا تین چکر تو طہارت سے کرے باقی حالت جنابت میں) ... ...

بدنہ — ہدایہ

ا۔ اسوجہ سے کہ ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے (دوم) اسوجہ سے کہ حدث کی نسبت جنابت زیادہ غلیظ ہے تو ضروری ہوا کہ اسکی جزا اس سے زیادہ ہو۔ لہذا بدنہ جزا دیجائے — ہدایہ

ب۔ جبتک مکہ معظمہ میں ہے تو اس طواف کو دوبارہ کرے تو ایک تو صورت یہ ہے کہ ایام نحر گذرنے سے پہلے کرے تو وقت کے اندر ہوجائیگا۔ تو اس صورت میں بدنہ دینے سے بچ جائیگا۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ بعد ایام نحر کے کرے۔ تو امام اعظم کے نزدیک بوجہ اس تاخیر کے قربانی لازم ہوگی۔ مگر صاحبین کے نزدیک کچھ جزا لازم نہیں ہوگا۔ بعض نسخوں میں جو طرح مذکور ہے کہ اس طواف کو دوبارہ کرنا اسکے ذمہ واجب ہے لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ جنابت کی صورت میں واجب اور حدث کی صورت میں مستحب ہے۔ کیونکہ جنابت کی صورت میں زیادہ نقصان ہوتا ہے بمقابلہ حدث کی صورت کے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر مکہ شریف سے گھر چلا جائے تو چاہیئے کہ پھر واپس آئے۔ (اور احرام دوبارہ باندھے) اور اس طواف کو دوبارہ کرے اور یہی افضل ہے مگر دوسری صورت یہ کہ بدنہ بھیجدے تب بھی کافی ہے کیونکہ اسکو پورا کر دیتا ہے۔ — ہدایہ

ج۔ اگر اسکے بعد طواف صدر طہارت کیحالت میں کرے تو دیکھو فقرہ ۱۸۴

۴۔ طواف زیارت حالت جنابت میں کیا (تین چکر یا کم) ... ...

قربانی — عالمگیری

ا۔ اگر اسکو دوبارہ طہارت سے کرلے تو قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ لیکن امام اعظم کے نزدیک اگر ایام نحر میں اس طواف کو دوبارہ کیا تو قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ ورنہ ہر چکر کے بدلے نصف صاع گیہوں صدقہ دے — شرح طحاوی باب الحج والعمرہ

۵۔ طواف زیارت ترک کیا (کل یا چار چکر) ... ...

کچھ نہیں — ہدایہ

جس صورت میں نصف سے زیادہ طواف اسکے ذمہ باقی ہے تو گویا کل ہی باقی ہے گویا وہ ایسا ہے کہ اس نے طواف زیارت کیا ہی نہیں اگر یہ شخص گھر چلا جائے تو اس کو چاہیئے کہ اسی احرام سے واپس آئے اور طواف زیارت کرے کیونکہ وہ جماع کے حق میں ابھی احرام سے باہر نہیں ہوا ہے۔ اور جب تک احرام سے باہر نہیں ہو سکتا۔ جبتک طواف زیارت نہ کرلے۔ ہدایہ

۶۔ طواف زیارت سے تین چکر ترک کئے ... ...

قربانی — عالمگیری

ا۔ چونکہ کم چیز کے ترک کرنے سے تھوڑا نقصان ہے۔ تو ایسا سمجھنا چاہیئے جیسے طواف بے وضو کیا۔ اسوجہ سے ایک بکری ذبح کرنی لازم ہوگی — ہدایہ

ب۔ اگر ایسی حالت میں گھر چلا جائے تو واپس آنیکی ضرورت نہیں چاہئیکہ وہاں سے بکری ذبح کرنیکے واسطے بھیجدے کہ اسکی جزا کیواسطے کافی ہے — ہدایہ

۷۔ طواف زیارت میں تاخیر کرے۔ (یعنی ایام نحر کے بعد کرے) گو کتنی ہی مدت بعد کرے ... ...

{ نزد امام اعظم — قربانی — ہدایہ
{ نزد صاحبین — کچھ نہیں — ہدایہ

۸ طواف زیارت میں ستر کھلا رہگیا ۔ (اتنا ستر جس سے نماز جائز نہیں ہوتی) ... ...

قربانی — ہدایہ

۹ طواف زیارت نجس کپڑوں سے کرے۔ (اگر کپڑوں پر درہم سے کچھ زیادہ نجاست لگی تھی۔ تو بکراہیت یہ طواف جائز ہے) ... ...

کچھ نہیں — محیط

۱۰۔ طواف زیارت کیا مگر حطیم کو چھوڑ دیا (اگر موقع پر موجود ہے تو چاہئیکہ اس طواف کو دوبارہ کرے تو قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی) ... ...

قربانی — ہدایہ

دلیل: حطیم کے گرد سے طواف کرنا واجب ہے (دیکھو باب سوم) اور اسطرح طواف کرنے میں طواف کے چکر میں کمی رہ جاتی ہے تو اگر اس طواف کو دوبارہ کرے تو بہتر ہے ورنہ سات مرتبہ حطیم کے گرد علیحدہ چکر کرے۔ تب بھی کافی ہے + حطیم کے گرد اس طرح طواف

---

[۵۵] حیض و نفاس کی حالت میں یہ طواف کیا تب بھی یہی حکم ہے

کرے کہ پہلے حطیم کے باہر چکر کرے اور پھر راستہ کے بیچ میں سے گذر کر باہر نکلے اور اس طرح سات مرتبہ کرے اگر گھر کو چلا جائے اور ایسا نہ کرے تو ایک قربانی اسکے ذمہ ہوگی۔ کیونکہ حطیم خانہ کعبہ کے چوتھائی حصہ کے برابر ہے اور اس کمی کو صدقہ پورا نہیں کرسکتا۔ ہدایہ

۱۱- طواف زیارت کے الٹے چکر کئے ... ... (یہ طواف شمار ہوگا۔ اور احرام کھول سکتا ہے) ... ... — کچھ نہیں — عالمگیری

۱۲- طواف زیارت سے پہلے جماع کرے۔ (یا تین چکر کے بعد کرے) ... ...(دیکھو نمبر ۱۹۰) — قربانی — عالمگیری

۱۳- طواف زیارت کے بعد جماع کرے۔.. (کل طواف یا چار چکر کے بعد) ... (اگر قارن ہو تب بھی یہی حکم ہے) ... — کچھ نہیں — عالمگیری

۱۴- طواف زیارت کے بعد سر منڈوایا۔ (قارن نے) ... ...(دیکھو نمبر ۱۹۰) ... — دو قربانیاں — عالمگیری

وجہ یہ کہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام ابھی باقی ہے۔ اس وجہ سے قربانیاں لازم ہوئیں۔ عالمگیری

۱۸۳- طواف صدر

۱- طواف صدر بے وضو کرے ... ... — صدقہ — ہدایہ

ا- کیونکہ طواف صدر کا درجہ طواف زیارت سے کم ہے اگرچہ طواف صدر واجب ہے اور امام ابوحنیفہ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس صورت میں بکری کی قربانی کرنی چاہئے۔ لیکن صدقہ دینا صحیح ہے۔ ہدایہ

ب اگر دوبارہ اسی طواف کو طہارت سے ادا کرے۔ تو صدقہ نہ دینا ہوگا۔ عالمگیری

۲- طواف صدر حالت جنابت میں کرے (چار چکر کرے یا کل) ... ... — قربانی — قربانی

چونکہ ایسی حالت میں بڑا نقصان ہے بمقابلہ بے وضو کے۔ اس واسطے بکری قربانی کیجائے۔ لیکن چونکہ طواف صدر کا درجہ طواف زیارت کی وجہ سے کم ہے لہٰذا بکری کی قربانی پر قناعت کی گئی۔ ہدایہ

ا- اگر اس طواف کو طہارت سے دوبارہ کرے تو قربانی اسکے ذمہ نہ رہیگی اور اگر مکہ سے چلا گیا ہے تو قربانی بھیجنی کافی ہے۔ فتاوی عالمگیری

۳- طواف صدر حالت جنابت میں کرے (تین چکر یا کم) ... ... — صدقہ — شرح طحاوی

ہر چکر کے بدلے نصف صاع گیہوں خیرات کرے۔ عالمگیری

ا- اگر اس طواف کو طہارت سے دوبارہ کرے تو صدقہ اسکے ذمہ نہیں رہیگا۔ شرح طحاوی (باب الحج والعمرہ) — قربانی — ہدایہ

۴- طواف صدر کو ترک کرے (کل یا چار چکر) ... ... — قربانی — ہدایہ

ا:- وجہ یہ ہے کہ اس نے واجب کو ترک کیا۔ جبتک وہ مکہ میں ہے اسکے واسطے یہ حکم ہے کہ وہ طواف صدر ادا کرے۔ تاکہ ادا ئے واجب اس کے وقت میں ہو جائے۔ ہدایہ

ب:- حائض کو اجازت ہے۔ کہ وہ طواف الصدر ترک کرسکتی ہے۔ ہدایہ

ج:- اگر طواف صدر ترک کرکے چلا گیا ہے اور میقات سے باہر نہیں ہوا۔ تو چاہیے کہ واپس آکر پھر کرے اور اگر میقات سے باہر ہو گیا ہے تو نہ واپس آئے۔ اور اگر واپس آئے تو ایک عمرہ کرے۔ اور عمرہ کے افعال سے فارغ ہو کر طواف الصدر کرے۔ عالمگیری

۵- طواف صدر ترک کرے (تین چکر) ... ... — صدقہ — ہدایہ

ا- ہر چکر کے بدلے نصف صاع گیہوں تین مسکین کو خیرات کرے (ب) اگر اس طواف کا اعادہ کرنے تو صدقہ اسکے ذمہ نہ ہوگا۔ عالمگیری

۱۸۴ - طواف زیارت اور طواف صدر

۱- طواف زیارت (بے وضو کیا) پھر طواف صدر (حالت جنابت میں کیا) ... ... بالاتفاق — دو قربانی — عالمگیری

۱- ایک قربانی اس وجہ سے کہ طواف صدر جنابت کی حالت میں کیا دوسری اس وجہ سے طواف زیارت بے وضو کیا۔ عالمگیری

۲- طواف زیارت (بے وضو کیا) پھر طواف صدر (با وضو کیا) ... ... — قربانی — عالمگیری

۳- طواف زیارت (بے وضو کیا) پھر طواف صدر (طہارت سے بعد ایام تشریق کے کیا) — — — — ... ... — قربانی — ہدایہ

۱- اس صورت میں طواف صدر بجائے طواف زیارت کے نہیں ہو سکتا کیونکہ طواف صدر واجب ہے اور طواف زیارت کا دوبارہ کرنا جبکہ بے وضو کیا جا چکا ہے۔ واجب نہیں۔ ہاں مستحب ہے۔ لہذا طواف صدر طواف زیارت کے قائم مقام ہوگا۔ ہدایہ۔

۴- طواف زیارت (حالت جنابت میں کیا) پھر طواف صدر (طہارت سے کیا) ... ... { نزد امام اعظم / نزد صاحبین } — دو قربانی / قربانی — ہدایہ

۱- یہ طواف صدر اگر ایام تشریق کے آخر دن باطہارت کیا تو قائم مقام طواف زیارت کے شمار ہو جائیگا۔ تو گویا طواف صدر ترک ہوا۔ اور طواف زیارت وقت مقررہ کے بعد ہوا۔ تو طواف صدر کے ترک سے قربانی واجب ہوئی بالاتفاق۔ اور طواف زیارت میں تاخیر کی وجہ سے امام اعظم کے نزدیک ایک قربانی واجب ہوگی۔ مگر صاحبین کے نزدیک کچھ واجب نہ ہوگا۔ ہدایہ۔

۵- طواف زیارت (کے تین چکر معہ رمل کئے اور سعی کی) پھر طواف صدر کیا ... ... — قربانی — ہدایہ

تشریح: تو چار چکر طواف صدر میں سے طواف زیارت میں محسوب ہونگے اور چونکہ طواف زیارت میں تاخیر ہوئی اس واسطے امام ابو حنیفہ کے قول کے بموجب ایک قربانی لازم ہوگی۔ اور فقہاء کے قول کے بموجب طواف الصدر کے ۴ چار چکر چھوڑنے کی وجہ سے ایک قربانی واجب ہوگی۔ ہدایہ

۶- طواف زیارت (کے تین چکر کئے) پھر طواف صدر (کے تین چکر کئے) ... ... — دو قربانی — ہدایہ

تشریح: تو کل ۶ چکر طواف الزیارت کے شمار ہونگے اور ایک چکر کے کم ہو جانے کی وجہ سے ایک قربانی اور دوسری طواف الصدر چھوڑنے کی وجہ سے لازم ہوگی۔ ہدایہ

۷- طواف زیارت (کے چار چکر کئے) پھر طواف صدر (کے چار چکر کئے) ... ... — دو صدقہ — عالمگیری

تو طواف زیارت کی کمی طواف الصدر میں سے پوری کی جائیگی۔ اور ایک صدقہ طواف الزیارت کی تاخیر کی وجہ سے اور ایک صدقہ طواف الصدر کی کمی کی وجہ سے۔ ہدایہ

۸- طواف زیارت (کے چار چکر کئے) پھر طواف صدر (ترک کیا) ... ... — دو قربانی — فتاویٰ قاضیخان

تو نزد امام اعظمؒ اس کا حج صحیح ہے لیکن اسکے ذمہ دو قربانیاں ہوں گی۔ ایک قربانی طواف زیارت کی کمی کی وجہ سے۔ اور دوسری قربانی طواف صدر چھوڑ دینے کی وجہ سے۔ اور چاہئے کہ یہ قربانی سال آئندہ میں بھیج کر منا میں ذبح کی جائے۔ قاضیخان

۱۸۵ - سعی صفا و مروہ

۱- سعی صفا و مروہ۔ اگر مروہ سے شروع کرے تو پہلا چکر شمار نہ ہوگا۔ اور صدقہ دینا ہوگا۔ ... — صدقہ — —

۱- پہلے پھیرے کے بدلے نصف صاع گیہوں خیرات کرے۔

۲- سعی صفا و مروہ کی ترک کرے (چار پھیرے یا زیادہ) تو حج صحیح رہیگا اور دم لازم ہوگا۔ ... ... — قربانی — ہدایہ

دلیل۔ سعی علماء حنفیہ کے نزدیک واجبات سے ہے جسکے ترک سے دم لازم ہوگا۔ نہ کہ فساد حج۔ ہدایہ

۳۔ سعی صفا و مروہ ترک کرے (صرف تین پھیرے ترک کرے۔ باقی سعی ادا کرے) حج صحیح رہیگا ... ... — صدقہ — —

ا۔ ہر پھیرے کے بدلہ نصف صاع گیہوں خیرات کرے۔

۴۔ سعی صفا و مروہ کرے حج کے مہینہ کے بعد یا جماع کے بعد تو حج صحیح رہیگا ... ... — قربانی — عالمگیری

۵۔ سعی صفا و مروہ کرے سواری پر یا کسی کے کندھے پر (بلا عذر کرے) ... ... — 〃 — 〃

ا۔ چاہیے کہ اس سعی کو دوبارہ کرے اگر نہ کیا اور مکہ سے چلا گیا تو قربانی کرنی کافی ہے۔ (نزد علماء حنفیہ) — عالمگیری

ب اگر ایسا کسی عذر سے کرے تو جائز ہے۔ اور قربانی اسپر نہیں ہے — عالمگیری

۶۔ سعی صفا و مروہ کرے۔ جنابت یا حیض یا نفاس کی حالت میں حج صحیح رہیگا ... ... — — — عالمگیری

۷۔ سعی صفا و مروہ کے بعد جماع کرے جبکہ عمرہ کا احرام ہوا ور سر منڈوانے سے پہلے ایسا کرے ... ... — قربانی — شرح طحاوی

ا سر منڈوانے کے بعد اگر جماع کرے تو کچھ جزا لازم نہیں — شرح طحاوی

۱۸۶۔ وقوف عرفات

۱۔ موقف میں سے (وقوف کے وقت) باہر نکل آئے امام کی روانگی سے پہلے (جبکہ وقوف دن کو ہو[۵۱]) ... ... { نزد اعظم — قربانی / نزد امام شافعی — کچھ نہیں } — ہدایہ

دلیل۔ (شافعی) وجہ یہ ہے کہ وقوف عرفات جو رکن حج ہے وہ تو ضرور اس صورت میں ہوا۔ لیکن اسکا امتداد نہ ہوا۔ اور امتداد رکن نہیں ہے لہٰذا اسکی ترک کی وجہ سے کچھ لازم نہیں — ہدایہ

دلیل (حنفی) عرفات کے میدان میں ٹھہرا رہنا اور غروب آفتاب تک ایسا کرنا واجب ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فَادْفَعُوْا بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ پس اسکے ترک سے قربانی لازم ہے اب اسکی دو صورتیں ہیں اول اگر یہ شخص غروب آفتاب سے پہلے واپس چلا آئے۔ اور پھر وقوف میں شامل ہو جائے تو علماء کا اسمیں اختلاف ہے بعض کے نزدیک قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی لیکن بعض کے نزدیک اسکے ذمہ رہیگی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ شخص غروب آفتاب کے بعد واپس آئے۔ تو اس صورت میں قربانی اسپر واجب ہوئی۔ اسکے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی کیونکہ واجب اس نے ترک کیا اور واپس ایسے وقت آیا۔ کہ امتداد کا تدارک نہیں کر سکتا یہ ظاہر روایت کے بموجب ہے۔ — ہدایہ

ا فتاویٰ عالمگیری میں اسکے متعلق اسطرح لکھا ہے کہ اگر غروب آفتاب سے پہلے پہلے پھر اندر داخل ہو جائے۔ تو قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی اور اگر غروب کے بعد واپس آیا۔ تو قربانی اسکے ذمہ رہیگی۔ یہ نکلنا چاہیے اپنے اختیار سے ہو چاہے بے اختیاری سے کہ سواری سرکش ہو۔ اور اس وجہ سے میدان سے باہر چلا گیا — عالمگیری

۲۔ موقف میں سے (وقوف کے وقت) باہر نکل آئے امام کی روانگی سے پہلے۔ (جبکہ وقوف شب کو ہو) ... ... — کچھ نہیں — ہدایہ

دلیل کیونکہ وقوف میں امتداد صرف جب ہی واجب ہے جبکہ وقوف دن کے وقت ہو۔ — ہدایہ

۳۔ وقوف سے پہلے جماع کرے تو حج فاسد ہو جائیگا ہدایہ ... ... { نزد امام اعظم — قربانی / نزد امام شافعی — اونٹ یا گائے } — ہدایہ / ہدایہ

ا۔ ایسے شخص کا حج فاسد ہو گیا اور اسکو چاہیے کہ افعال حج کو بالکل اور حجاج کی طرح پورا کرے۔ مگر اسکو سال آئندہ میں اس حج کی قضا دینی چاہیئے اور علماء حنفیہ کے نزدیک ایک بکری کی قربانی بھی دینی چاہیئے۔ اور علماء شافعی کے نزدیک اونٹ یا گائے کی قربانی بشباہت اُس جزا کے جو وقوف عرفات کے بعد جماع کے متعلق دی جاتی ہے۔ — ہدایہ۔ دلیل (علماء حنفیہ) یہ

---

[۵۱] یعنے حسب معمول غروب آفتاب تک ہو۔

حدیث میں آتا ہے کہ سُئِلَ عَنْ مَنْ وَاقَعَ اِمْرَأَتَهُ وَهُمَا مُحْرِمَانِ بِالْحَجِّ قَالَ يُرِيقَانِ دَمًا وَيَمْضِيَانِ فِي حَجِّهِمَا وَعَلَيْهِمَا الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ (رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص نے اُس شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی بیوی کو جماع کیا۔ حالانکہ وہ دونوں محرم تھے آپنے فرمایا۔ کہ وہ دونوں قربانی کریں اور اس حج کو دونوں پورا کریں اور اُن دونوں پر سال آئندہ میں اس حج کی قضا لازم ہے۔

دلیل ۲۔ اصحابِ کرام کی ایک جماعت سے اسی طرح روایت آئی ہے اور جو حدیث ذکر کی گئی ہے اسمیں لفظ دم کا ہے جسکے معنے مطلق قربانی کے ہیں جسمیں بکری کی قربانی بھی شامل ہے اور ایک دلیل یہ ہے کہ اُن دونوں پر قضا واجب کیگئی ہے اور قضا اسی صورت میں دیجاتی ہے جب کوئی چیز ضایع ہوجائے جب قضا دی گئی تو جزا کی قربانی ہلکی ہونی چاہیئے یعنے بکری کافی ہے برخلاف اس جزا کے جو وقوف عرفات کے بعد یہ فعل واقع ہونے سے دیجاتی ہے کیونکہ اسمیں حج کی قضا نہیں دینی ہوتی۔ اسواسطے اونٹ یا گائے کی قربانی دینی چاہیئے تھا۔

ا۔ مرد و عورت دونوں پر جو صاحب احرام تھے۔ علیحدہ علیحدہ قربانی لازم ہوگی اور سال آئندہ میں دونوں پر اس حج کی قضا لازم ہوگی فائت الحج کو ایک حج اور ایک عمرہ کرنا ہوتا ہے مگر انکو قضا میں صرف ایک حج ہی کرنا ہوگا۔ شرح طحاوی دیکھو نقرہ ۱۷۰

۴۔ وقوف عرفات سے پہلے جماع کرے (قارن[۵]) اسکا حج فاسد ہوجائیگا اور عمرہ فاسد نہیں ہوگا

دو قربانی | عالمگیری

ا۔ اسکا حج فاسد ہوجائیگا تو سال آئندہ میں اس حج کی قضا کرے اور قرآن کی قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ عالمگیری۔ دیکھو نقرہ ۱۷۵

۵۔ وقوفِ عرفات سے پہلے جماع کرے (متمتع سائق الہدی) اسکا حج فاسد ہوجائیگا عمرہ فاسد نہیں ہوگا

دو قربانی | عالمگیری

ا۔ اگر وقوف عرفات سے پہلے جماع کیا تو متمتع کی قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ اور صرف حج فاسد ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

ب۔ اگر عمرہ کے طواف 〃 〃 سے پہلے 〃 〃 لیکن عمرہ اور حج دونوں فاسد ہوجائینگے۔ دیکھو نقرہ ۱۷۵

۶۔ وقوف عرفات سے پہلے جماع کرے (متمتع غیر سائق الہدی) تو حج فاسد ہوجائیگا ... ...

قربانی | عالمگیری

ا۔ اسکے واسطے وہی حکم ہے جو صرف حج کرنے والے اور صرف عمرہ کرنے والے کے متعلق ہے (چاہے وقوف عرفات کے پہلے جماع کرے یا بعد) عالمگیری

۷۔ وقوف عرفات کے بعد جماع کرے تو (نزد امام ابوحنیفہؒ) حج فاسد نہیں ہوگا ۔ ۔ ... ... ۔

بدنہ | عالمگیری

تشریح۔ لیکن علماء شافعی کے نزدیک اگر رمی سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہوجائیگا ہاں رمی کے بعد کیا تب نہیں ہوگا۔ ہدایہ

دلیل۔ (حنفی) حدیث میں آیا ہے۔ مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ۔ لہذا حج تو اُس کا پورا ہوچکا ہے اور قربانی اس جماع کی وجہ سے اسپر واجب ہونی چاہیئے۔ لیکن یہ قربانی اسوجہ سے دیجاتی ہے کہ ابن عباسؓ کا مقولہ ہے کہ اگر محرم وقوف عرفات سے پہلے جماع کرے تو حج اُس کا فاسد ہوجاتا ہے۔ اور اسپر قربانی لازم ہوتی ہے۔ اور اگر وقوف عرفات کے بعد جماع کرے تو حج اُسکا تمام ہوجاتا ہے اور اسپر ایک بدنہ کی قربانی لازم ہوتی ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ چونکہ جماع ایک بڑا حظ نفس ہے۔ لہذا جزا بھی بڑی ہونی چاہیئے۔ اور اسوجہ سے اُونٹ یا گائے کی قربانی دی جاتی ہے۔

ا۔ اگر وقوف عرفات کے بعد کچھ افعال حج کے رہ جائینگے یا انکی ادائگی میں غلطی ہوجائیگی تو اسکی درستی جزا سے ہوجائیگی لیکن حج اُس شخص کا صحیح رہیگا۔ ہدایہ وغیرہ

ب۔ اگر محرم نے ایک موقع پر جماع کیا تو ایک بدنہ کی قربانی دینی ہوگی۔ اور اگر کئی موقع پر کیا تو امام ابویوسف اور امام اعظمؒ کے نزدیک پہلی مرتبہ کے بدلہ بدنہ کی اور دوسری مرتبہ کے بدلہ بکری کی قربانی دینی چاہیئے۔ اور اگر دوسرا جماع احرام توڑنے کے طور پر کیا تو اُس دوسری مرتبہ کے جماع کی جزا نہیں دینی ہوگی۔ - - محیط و شرح طحاوی

ج۔ اگرچہ وقوف عرفات سے پہلے بھی جماع کرنا بڑی جنایت ہے لیکن اسوقت کے جماع اور اسوقت کے جماع میں فرق یہ ہے کہ اسکے ارتکاب سے حج فاسد ہوجاتا ہے اور جزا اسکی تصحیح نہیں کرسکتی۔ لہذا وہاں جرمانہ کی ہلکی جزا دیتے ہیں کیونکہ پھر اس حج کی قضا

[۵] یعنی یہ قارن یا تو عمرہ پورا کرچکا ہے یا عمرہ کے طواف کے چار چکر کئے تھے۔ تب بھی اسلئے گویا پورا عمرہ کیا۔

بھی تو دینی ہوتی ہے اور وقوف عرفات کے بعد جماع اگرچہ ویسی ہی جنایت ہے لیکن یہاں جزا اسکی تیسیع کر دیتی ہے اور چونکہ جزا ہی سے کام لیا جاتا ہے اسوجہ سے بڑی جزا یعنی اونٹ کی جزا دیجاتی ہے کیونکہ اس صورت میں طواف زیارت جو حج کا ایک رکن ہے۔ باقی رہجاتا ہے ۔ محیط

۸۔ وقوف عرفات کے بعد جماع کرے (قارن) **تو حج و عمرہ فاسد نہ ہونگے** ... ... — دو قربانی و بدنہ — عالمگیری

تشریح۔ حج کی جزا میں ایک بدنہ دینا ہوگا۔ اور عمرہ کی جزا میں ایک قربانی اور دوسری قربانی وہی دم قران ہے جو اسکے ذمہ ہے ۔ محیط

۹۔ وقوف عرفات کے بعد جماع کرے (متمتع سائق الہدی) **تو حج فاسد نہ ہوگا** ... ... — دو قربانی — عالمگیری

۱۸۷ ۔ وقوف مزدلفہ ۔

۱۔ وقوف مزدلفہ ترک کرے (یا صبح طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ کی حد سے نکلجائے ۔ سراج الوہاج) ... ... — قربانی — ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ وقوف مزدلفہ واجبات سے ہے اور واجب ترک کیا تو قربانی لازم ہوئی ۔ ہدایہ

۲۔ وقوف مزدلفہ ترک کرے :۔ بوجہ کسی عذر کے جیسے ضعف یا بیماری یا خوف ازدہام ... ... — کچھ نہیں — ہدایہ

وجہ یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ضعفاء اہل بیت کو بوجہ ضعف کے وقوف سے پہلے روانہ کر دیا تھا (دیکھو فقرہ ۔ ۹۰)

۱۸۸ ۔ رمی جمار ۔

۱۔ رمی جمرہ عقبہ عید کے روز کی ترک کرے ... ... — قربانی — ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ اس روز ایک ہی جمرہ کی رمی ہے ۔ لہذا پوری نسک ترک کی ۔ ہدایہ

رمی جمرہ عقبہ واجب ہے ۔ اور واجب کے ترک ہونے سے دم لازم ہے ۔ عینی شرح کنز

(۱) اگر وقت کے بعد یعنی ۱۱، ۱۲ تاریخ سے ۱۳ تاریخ تک اس کی قضا بھی دی تب بھی دم لازم ہوگا ۔

۲۔ رمی جمار ایک روز کی ترک کرے ... ... — قربانی — ہدایہ

ایک دم اسواسطے لازم ہے کہ ایک روز کی رمی ایک نسک خیال کیجاتی ہے ۔ ہدایہ

۳۔ رمی جمار سب ایام کی ترک کرے (یعنی ۱۳۔ ذی الحجہ غروب آفتاب تک بھی کوئی رمی نہ کرے) ہدایہ ... ... — قربانی — ہدایہ

چونکہ واجب کو ترک کیا لہذا دم لازم ہے ۔ مگر صرف ایک ہی دم کافی ہے ۔ تینوں روز کی ترک کا علیحدہ علیحدہ دم لازم نہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے مختلف موقعوں پر حلق کیا جائے تو کل حلق ملاکر ایک خیال کیا جاتا ہے ۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۔ ۱۷۱)

۴۔ رمی جمار میں سے ایک جمرہ کی رمی ترک کرے ... ... — صدقہ — ہدایہ

(۱) صدقہ اسوجہ سے لازم ہوا کہ چھوٹی چیز ترک کی گئی کیونکہ تینوں جمروں کی رمی کے ترک کرنے سے دم لازم آتا ہے تو اس صورت میں ضرور دم سے کم ہونا چاہیئے ۔ ہدایہ

۵۔ رمی جمار میں سے دو جمروں کی رمی ترک کرے ۔ ہدایہ ... ... — قربانی — ہدایہ

چونکہ نصف سے زیادہ رمی ترک کی ۔ لہذا دم لازم ہوا ۔ ہدایہ ۔ کیونکہ اکثر کل کے حکم میں ہے ۔ م

۶۔ رمی جمار میں بے ترتیبی کرے ۔ (یعنی پہلے رمی جمرہ وسطی کی کرے پھر جمرہ عقبہ کی اور پھر جمرۂ اولیٰ کی ۔) — کچھ نہیں — ہدایہ

اس طرح کرنے سے اگرچہ ترتیب رمی ترک ہوئی ۔ مگر سب جمروں کی رمی ہوگئی ۔ اور سنت ترک ہوئی ۔ جس سے کچھ جزا لازم نہوگی ۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک کل جمروں کی علی الترتیب دوبارہ رمی کرے ۔ ہدایہ

دلیل ۔ (شافعی) رمی جمار کی ترتیب مشروع ہے ۔ اگر بے ترتیبی کرے تو ایسا ہی ہے ۔ جیسے سعی صفا و مروہ طواف سے پہلے کر لی جائے

صفا سے سعی شروع کرنے کے مروہ سے شروع کرلی۔ علماء حنفیہ کہتے ہیں کہ ہر جمرہ کی رمی کرنی علیحدہ علیحدہ عبادت ہے۔ تو سعی کی اس ترتیب سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ اور سعی طواف کے تابع ہوتی ہے۔ اور طواف سے اس کا درجہ بھی کم ہے۔ و۔ مروہ سے سعی شروع کرنے کا یہ جواب ہے کہ مروہ پر ہمیشہ سعی ختم کی جاتی ہے تو وہاں سے شروع کرنی صحیح کس طرح ہوسکتی ہے۔ ہدایہ

۱۔ اسی طرح اگر پہلے رمی جمرہ عقبہ کرے اور پھر جمرہ وسطیٰ اور پھر جمرہ اولیٰ تب بھی یہی حکم ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

۷۔ رمی جمار میں تاخیر کرے یہاں تک کہ آخر روز غروب آفتاب تک تاخیر ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ {نزد امام اعظم / نزد صاحبین}

قربانی (نزد امام اعظم) — قربانی (نزد صاحبین) — ہدایہ

یعنی تینوں دن کی رمی ترک کرے۔ اور آخر روز جو کہ ۱۲ ذی الحجہ ہے۔ غروب آفتاب سے پہلے تینوں دن کی رمی کرے۔ ہدایہ

۸۔ رمی جمار ایام نحر کے بعد کرے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کچھ نہیں — نزد صاحبین

۹۔ رمی جمار سے پہلے جماع کرے۔ ۔ ۔ (نزد علماء شافعی حج فاسد ہوجائے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

— — ہدایہ

۱۰۔ رمی کے کنکروں میں سے ایک یا دو یا تین ترک کرے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (ہر کنکر کے بدلے نصف صاع گیہوں خیرات کرے)

صدقہ — عالمگیری

اسمیں شرط یہ ہے کہ کل قیمت ایک بکری کی قیمت سے کم رہے۔ اگر بڑھ جائے تو صدقہ میں کمی کردے کیونکہ جو کچھ ترک ہوا ہے وہ ایک دم سے کم حیثیت رکھتا ہے۔ ہدایہ

۱۱۔ رمی کے کنکروں میں سے چار یا پانچ یا چھ ترک کرے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

قربانی — ہدایہ

تشریح۔ اگر جمروں پر تین تین کنکریاں ماریں۔ تو پہلے جمرہ پر چار کنکریاں اور مار کر پورا کرے اور باقی دونوں جمروں پر پھر سات سات کنکریاں مارے۔ عالمگیری

〃 〃 چار چار 〃 〃 〃 تو اسکے بعد ہر جمرہ پر تین تین کنکریاں اور مارے۔ اگر اس رمی کو دوبارہ کرے تو افضل ہے۔ عالمگیری

اگر تینوں جمروں کی رمی کرچکا اور ہاتھ میں چار کنکریاں باقی رہیں اور نہ معلوم کونسے جمرہ کی ہیں تو اُن کو پہلے جمرہ پر پھینکے اور باقی دو جمروں پر از سر نو کنکریاں پھینکے۔ عالمگیری

〃 〃 〃 〃 〃 〃 تین 〃 〃 〃 〃 〃 تو ہر جمرہ پر ایک ایک کنکری پھینکے۔ عالمگیری

〃 〃 〃 〃 〃 〃 ایک یا دو 〃 〃 〃 〃 〃 تو سب جمروں پر ایک ایک کنکری اور مارے۔

۱۸۹۔ قربانی

۱۔ قربانی کرے مگر اس سے پہلے سر منڈوالے۔ (قارن یا متمتع) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

دو قربانی — ہدایہ عالمگیری

۱۔ دو قربانیاں جزا میں دینے کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو اس وجہ سے کہ وقت سے پہلے سر منڈوایا۔ دوسری اس وجہ سے کہ ذبح دیر سے کی گئی۔ لیکن صاحبین کے نزدیک صرف ایک قربانی دینی ہوگی۔ کیونکہ اُنکے نزدیک ذبح میں دیر کرنے سے کچھ جزا لازم نہ ہوگی۔ ہدایہ

۱۹۰۔ سر منڈوانا یا بال کتروانا

۱۔ سر منڈوانے میں تاخیر کرے۔ (کہ ایام نحر گذر جائیں) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ {نزد امام اعظم / نزد صاحبین}

قربانی (نزد امام اعظم) — کچھ نہیں (نزد صاحبین) — عالمگیری / عالمگیری

۱۔ قارن اور متمتع کے واسطے بھی یہی حکم ہے۔ محیط

۲۔ سر منڈوائے حدود حرم کے باہر (احرام عمرہ اتارنے کے واسطے) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ {نزد طرفین / نزد ابو یوسف}

قربانی (نزد طرفین) — کچھ نہیں (نزد ابو یوسف) — ہدایہ / ہدایہ

تشریح۔ امام ابو یوسف کا یہ قول جامع صغیر میں عمرہ کرنیوالے کے متعلق لکھا ہے، لہذا بعض علماء کے نزدیک اگر حج کرنیوالا ایسا کرے تو اجماعاً (یعنی نزد ابو یوسف بھی) دم لازم ہے۔ کیونکہ طریق مسنون کی رو سے حج کرنے والے کو منا میں کہ حدود حرم میں ہے

حلق یا قصر کرنا ضروری ہے۔ ہدایہ

سر منڈوانے کے متعلق شرائط یہ ہیں۔

(۱) حج کا احرام اتارنیکو:
- ۱۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک سر منڈانیکے واسطے دو شرطیں ہیں ایک **زمان**[52] دوسری **مکان**
- ۲۔ امام محمد " " " " ایک شرط ہی نہ زمان بلکہ **مکان**
- ۳۔ امام زفر " " " " " " صرف **زمان** نہ مکان
- ۴۔ امام ابویوسف " " " " ایک بھی شرط نہیں ہے نہ زمان نہ مکان

(۲) عمرہ کا احرام اتارنیکو: ۱ ـــ جمیع علماء " " " " صرف ایک شرط ہے نہ زمان بلکہ **مکان** (برخلاف امام ابویوسف)

دلائل۔ امام ابو یوسف یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اصحاب کو ایک مرتبہ جب کہ وہ حالتِ احرام میں تھے حدیبیہ میں کفار نے گھیر لیا تھا اور سب نے وہاں ہی (حرم کے سوا دوسری جگہ میں) حلق کیا تھا۔ طرفین کی یہ دلیل ہے کہ احرام کا حج سے وہی تعلق ہے جو سلام کا نماز سے ہے۔ لہٰذا حلق حج کے واجبات سے ہوا۔ جیسے سلام نماز کے واجبات سے ہے۔ جب یہ بات ہے تو حدود حرم میں حلق کرنا ضروری ہوا (کیونکہ حج و عمرہ کے ارکان حدود حرم ہی میں ادا کئے جاتے ہیں) جیسے قربانی ذبح کیجاتی ہے حدود حرم میں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرت اور اصحاب نے حدیبیہ میں حدود حرم ہی میں حلق کیا ہو۔ کیونکہ حدیبیہ کا کچھ حصہ حرم میں بھی شامل ہے۔ ہدایہ۔

۱۔ عمرہ کرنے والا اگر بلا حلق یا قصر کئے حالتِ احرام میں حدود حرم سے باہر جا کر پھر واپس آجائے اور اس کے بعد حلق یا قصر کرلے تو اس صورت میں اس پر کچھ واجب نہیں۔ نزد جمیع علماء۔ کیونکہ عمرہ کا ادا کرنا کسی خاص زمانہ سے متعلق نہیں۔ ہاں خاص مکان سے متعلق ضرور ہے۔ یعنی عمرہ سال میں کسی وقت ادا کر لیا جائے (دیکھو فقرہ ۳۰ مسئلہ ۲) (مگر یہ ضرور ہے کہ عمرہ کے افعال یعنی طواف اور سعی ان کے خاص موقعوں پر ہوں)۔ ہدایہ

مسئلہ	جزا	حوالہ
۳۔ **سر منڈوائے حدود حرم کے باہر** (احرام حج اتارنیکے واسطے اگرچہ ایام نحر میں ہو)۔	قربانی	ہدایہ
۴۔ **سر منڈوائے بعد طواف زیارت کے** (قارن) ... ... (دیکھو فقرہ ۱۸۲)	دو قربانی	عالمگیری
۵۔ **سر منڈوائے رمی سے پہلے**	قربانی	عالمگیری
۶ **سر منڈوائے اس سے پہلے کہ قربانی کرے**۔ (قارن یا متمتع)۔	دو قربانی	ہدایہ
۷ **سر منڈوانیسے پہلے جماع کرے**	قربانی	عالمگیری

۱۔ اگر قارن ہے تب بھی ایک ہی قربانی لازم ہوگی۔ اور یہ علاوہ دم قران کے ہے۔ کفایہ۔

مسئلہ	جزا	حوالہ
۸ **سر منڈانے کے بعد جماع کرے** (یعنی طواف زیارت سے پہلے جماع کرے) دیکھو فقرہ ۱۸۲	قربانی	ہدایہ

دلیل۔ کیونکہ وہ ابھی احرام ہی میں ہے جماع کے متعلق۔ اگرچہ سلے ہوئے کپڑے پہننے وغیرہ کی اس کو اجازت ہے اور چونکہ بعد حلق کے جماع کرنا جنابت خفیف ہے۔ لہٰذا قربانی کے واسطے ایک بکری مقرر ہوئی۔ ہدایہ۔ دیکھو فقرہ ۱۰۵

مسئلہ	جزا	حوالہ
۹ **سر مونڈے ایک محرم دوسرے محرم کا وقت احرام کھولنے کے**۔	کچھ نہیں	عالمگیری

---

[51] حلق کرے یا قصر ایک ہی بات ہے۔ [52] خاص وقت میں ہو اور خاص جگہ پر ہو۔ زمان ایام نحر ہے۔ ہدایہ

باب ۵ فصل چہارم۔ ممنوعات احرام براحرام اور انکی جزا

احرام پر احرام باندھنے کی چار صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ حج کا احرام بندھا ہوا تھا اور پہلا حج ختم نہیں ہوا تھا کہ دوسرے حج کے واسطے پھر احرام باندھ لیا یعنی ابھی سے سال آیندہ میں حج کرنیکے واسطے احرام باندھا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک عمرہ کر ہی رہا تھا کہ دوسرے عمرہ کیواسطے احرام باندھ لیا تیسری صورت یہ ہے کہ اثنائے حج میں ایک عمرہ کا احرام باندھ لیا۔ اور چوتھی صورت یہ ہے کہ دوران عمرہ میں حج کا احرام باندھ لیا۔
فقرہ۔ ۳۸ میں اس کا مجملاً ذکر ہے لیکن ذیل میں بالتفصیل بیان کیا ہے۔

۱۹۱۔ احرام حج + احرام حج

	جزا	سند
۱۔ احرام حج کا باندھا (مگر حج فوت ہوگیا) پھر احرام دوسرے حج کا باندھا تو اس دوسرے احرام کو بھی توڑ دینا چاہئے اور حج اور عمرہ اسکے بدلے ادا کرنا چاہیے	قربانی	عالمگیری
۲۔ احرام حج کا باندھا (اور حج ادا کیا اور حلق کیا) پھر دوسرا احرام دوسرے حج کیواسطے باندھا تو اُسپر دوسرا حج کرنا لازم ہوا۔ ...	کچھ نہیں	ہدایہ
۳۔ احرام حج کا باندھا (اور حج ادا کیا مگر حلق نہ کیا) پھر دوسرا احرام دوسرے حج کیواسطے باندھا تو اسپر دوسرا حج کرنا لازم ہوا۔ ...	قربانی	ہدایہ

۱۹۲۔ احرام عمرہ + احرام عمرہ

	جزا	سند
۱۔ احرام عمرہ کا باندھا (عمرہ کیا اور ابھی حلق نہ کیا) پھر احرام دوسرے عمرہ کا باندھا دوسرا عمرہ ادا کرنا بھی اسپر واجب ہے۔ ...	قربانی	ہدایہ عینی شرح کنز

۱۹۳۔ احرام حج + احرام عمرہ

	جزا	سند
۱۔ احرام حج کا باندھا (طواف ایک چکر کیا) پھر احرام عمرہ کا باندھا۔ عمرہ کا احرام توڑ دے۔	قربانی	عالمگیری

ا۔ عمرہ کی قضا دینی لازم ہوگی۔ عالمگیری۔

	جزا	سند
۲۔ احرام حج کا باندھا (مگر حج کا کوئی فعل نہیں کیا) پھر احرام عمرہ کا باندھا دونوں کا ادا کرنا اسکو لازم ہے۔	کچھ نہیں	ہدایہ

ا۔ حج اور عمرہ کا جمع کرنا آفاقی کیواسطے مشروع ہے (فقرہ ۱۳) تو ایسی صورت میں یہ قارن ہوگا لیکن حج پر عمرہ کا احرام باندھنا طریق سنت کے خلاف ہے۔ ہدایہ
ب۔ اگر وقوف عرفات کرلیا اور عمرے کا کوئی فعل بھی نہ کیا تو گویا اُسنے عمرہ ترک کیا کیونکہ اب کوئی سنت نہیں کہ وہ عمرہ حج سے پہلے ادا کرے۔ ہدایہ۔
ج۔ یہی حکم اہل کوفہ کے واسطے ہے۔ عالمگیری۔ دیکھو فقرہ۔ ۱۳۔ مسئلہ۔ ۲۔

	جزا	سند
۳۔ احرام حج کا باندھا (اور طواف قدوم کیا) پھر احرام عمرہ کا باندھا دونوں کا ادا کرنا اسکو لازم ہے۔	قربانی	ہدایہ

ا۔ اسنے حج اور عمرہ کو جمع کیا جو مشروع ہے اور دونوں احرام درست ہیں۔ وجہ یہ کہ طواف قدوم سنت ہے اور حج کا رکن ہے اور اگر کوئی اسکو ترک کرے تو کچھ لازم نہیں آتا اور یہ ممکن ہے کہ وہ شخص رکن حج کے ادا کرنے سے پہلے عمرہ کرے اور پھر حج بھی کرے۔ مگر اس طریق پر حج اور عمرہ جمع کرنیسے دم بطور تاوان لازم ہوگا۔ ہدایہ۔ ب۔ اگر چاہے تو عمرہ کو ترک کرسکتا ہے کیونکہ وہ طواف قدوم کرچکا ہے اور اس سے احرام حج پکا ہوگیا ہے اور اس صورت میں عمرہ کو ترک کرنا مستحب ہے۔ مگر ایسی صورت میں بھی دم لازم ہوگا اور اس عمرہ کی قضا دینی ہوگی

	جزا	سند
۴۔ احرام حج کا باندھا (حج ادا کیا) پھر احرام عمرہ کا باندھا (عید کے روز یا ایام تشریق میں سے کسی روز) تو یہ عمرہ کرنا اس پر لازم ہے۔	قربانی	ہدایہ

ا۔ آفاقی کے واسطے حج اور عمرہ کو ملا کر کرنا جائز ہے لیکن اسکو لازم ہے کہ اس عمرے کو ترک کرے۔ کیونکہ اوّل تو وہ ابھی حج کا رکن ادا کرچکا ہے اور ابھی عمرے کے افعال کریگا۔ اس طرح حج کے افعال پر عمرے کے افعال جمع ہوجائیں گے۔ جو درست نہیں (دیکھو فقرہ ۳۸) دوسرے

یہ بات بھی ہے کہ ان ایام میں عمرہ کرنا مکروہ بھی ہے (دیکھو فقرہ ۳) لہٰذا ترک لازم ہے۔ ہدایہ۔ ب۔ یہ عمرہ جو ترک کیا ہے اسکے بدلے دم دینا چاہئیے اور اسکی قضا بھی دینی چاہئیے کیونکہ آفاقی کے حق میں حج اور عمرہ کا ملا کر کرنا شرعاً جائز ہے اور اُس نے جائز میں سے ترک کی لہٰذا دم واجب ہوا۔ اگر حج اور عمرے کو ادا کرے تو ادا بھی ہو جائیں گے۔ کیونکہ کراہیت اس میں اس وجہ سے کیجاتی ہے کہ حج کے افعال ادا کرنے کو خالص وقت نہیں بچتا اور یہ حج کی تعظیم کے خلاف ہے۔ لیکن دونوں کو جمع کرنے سے دم ضرور لازم آئیگا۔ ہدایہ۔

۵۔ احرام حج کا باندھا (اور حج فوت ہوگیا) پھر احرام عمرہ کا باندھا تو عمرہ کا احرام توڑ دینا چاہئیے اور عمرہ کی قضا لازم ہے۔ ... ... قربانی | عالمگیری

ا۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب کسی سے حج فوت ہو جاتا ہے تو افعال عمرہ کر کے احرام اتار دینا ہے (دیکھو فقرہ ۱۵۵) تو اس صورت میں گویا اسکو عمرہ کے افعال کرنے پڑینگے اور اگر کوئی شخص عمرہ پر عمرہ کا احرام باندھے تب بھی اسکو یہی لازم آتا ہے کہ ایک عمرہ کرے۔ لہٰذا اس بار بھی ایک عمرہ ترک کرے۔ ہدایہ۔

۱۹۴۔ احرام عمرہ + احرام حج

۱۔ احرام عمرہ کا باندھا (اور طواف کا ایک چکر کیا) پھر احرام حج کا باندھا۔ اہل مکہ نے ایسا کیا۔ ... ... قربانی | ہدایہ

ا۔ اسکو لازم ہے کہ حج کو ترک کرے (نزد امام ابوحنیفہؒ) اور اسکے بعد ایک حج اور ایک عمرہ پھر کرے۔ ہدایہ

ب۔ اسکو لازم ہے کہ عمرہ کو ترک کرے (نزد امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ) اور اس کے بدلے ایک عمرہ پھر کرے۔

دلیل۔ اسکے متعلق یہ دونوں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ چونکہ مکی کو حج و عمرہ جمع کرنا غیر مشروع ہے۔ لہٰذا اسکو چاہئیے کہ عمرہ ترک کرے کیونکہ اس کا درجہ بھی کم ہے اور اسکے افعال بھی بمقابلہ حج کے افعال کے کم ہیں۔ اور اس کی قضا دینی بھی آسان ہے۔ کیونکہ اس کا ادائیگی کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ جب چاہے کرلے۔ ہدایہ

۲۔ احرام عمرہ کا باندھا (کچھ عمرہ کے افعال نہ کئے) پھر احرام حج کا باندھا (اہل مکہ نے ایسا کیا) ... ... قربانی | ہدایہ

ا۔ اس کے واسطے وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ ہدایہ

ب۔ درمختار۔ کافی اور کفایہ میں لکھا ہے کہ اس صورت میں عمرہ ترک کرے بالاتفاق

۳۔ احرام عمرہ کا باندھا (اور طواف کے چار چکر کئے) پھر احرام حج کا باندھا (اہل مکہ نے ایسا کیا) اسکو چاہئیے کہ حج ترک کرے اور عمرہ ادا کرے۔ ... قربانی | ہدایہ

وجہ یہ کہ عمرے کے متعلق چار چکر طواف کے کر چکا ہے تو گویا کل طواف کے قریب کیا اور اکثر بمنزلہ کل کے ہوتا ہے۔ لہٰذا اب چاری ہے۔ عمرہ تو کرنا پڑا۔ اسپر امام ابو یوسف امام ابوحنیفہؒ امام محمدؒ کا اتفاق ہے۔ ہدایہ

دلیل۔ امام ابوحنیفہؒ۔ (۱) عمرہ کا احرام طواف کا بہت سا حصہ ہو جانے سے پکا ہو گیا۔ بمقابلہ حج کے احرام کے جس کا کوئی فعل ابھی نہیں کیا گیا اور اس کو ترک کرنا آسان ہے۔ (۲) اگر عمرے کو ترک کرے تو اس کے افعال میں سے طواف جو کیا جا چکا ہے باطل ہوتا ہے۔ اور اگر حج کو ترک کرے تو اسکا کوئی فعل باطل نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہئیے کہ حج کے افعال رد کئے جاتے ہیں۔ ہدایہ

دم۔ عمرہ ترک کیا یا حج تو دم لازم ہوگا کیونکہ وہ وقت سے پہلے احرام سے باہر ہو گیا۔ اس وجہ سے کہ وہ مجبور ہو گیا کہ ایک کو دونوں میں سے نہ کرے۔ تو گویا وہ مثل محصر کے ہو گیا (دیکھو فقرہ۔ ۱۵۰)۔

قضا۔ عمرہ ترک کرنے میں تو صرف اُسکو عمرہ دوبارہ کرنا ہوگا۔ اور حج ترک کرنے سے حج اور عمرہ دونوں لازم ہوں گے۔ کیونکہ وہ ایسا ہے جیسے کسی کا حج فوت ہوا۔ (فقرہ۔ ۱۵۵)

۴۔ احرام عمرہ و احرام حج باندھا (مذکورہ بالا طریق پر) اور عمرہ اور حج ادا کیا (اہل مکہ نے ایسا کیا) ... ... قربانی | ہدایہ

ا۔ دونوں ادا ہو جائیں گے۔ اگرچہ دونوں کا جمع کرنا مکی کے واسطے منع ہے۔ مگر منع سے یہ مطلب نہیں کہ حج و عمرہ کے افعال کی ادائیگی بھی صحیح نہ ہو۔ ہدایہ

دم۔ اس وجہ سے لازم ہوا کہ جو فعل منع کیا گیا ہے اسپر اس نے ارتکاب کیا اور یہ دم کمی پر تاوان کے طور پر ہے۔ ہدایہ

کتاب الحج والزیارت

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي

باب ششم

زیارت مزار مقدّس

مُقَدَّمَہ

۱۔ حج سے فارغ ہو کر قصد زیارت مرقد اطہر و قبر انور حضرت سید البشر علیہ صلوٰۃ اللہ الملک العلی الاکبر کا کرے۔ اور راستہ میں جتنی مسجدیں ملیں چاہئے کہ سب میں نماز پڑھے۔ اور جتنے کنویں ملیں ان میں سے پانی پئے۔ اور راستہ میں درود شریف کثرت سے پڑھے۔ اور جب پہنچے قریب شہر کے تو شہر کی عظمت دل میں قائم کرے کہ یہ وہ شہر ہے جسکو حبیب کبریا نے دل سے پسند فرمایا ہے۔ اور یہ وہ جگہ ہے جہاں سے دینِ اسلام پھیلا ہے۔ اور یہ وہ جگہ ہے جہاں سید الکونین آرام فرما ہیں۔ اور آپ کے محبان قلبی اور مہاجرین و انصار و تابعین و آل اطہار سب یہیں آرام فرما ہیں۔ اور یہ وہ جگہ ہے جہاں رحمۃ للعلمین چلے اور پھرے ہیں۔ چنانچہ اہل حدیث لکھتے ہیں کہ چلنا اوس حصۂ زمین پر جسپر سرورِ عالم چلے ہیں موجب کفارۂ گناہ ہے۔ اور باعث پیدا ہونے نور ایمان و عرفان کا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام مالک اپنی تمام عمر مدینہ طیبہ میں سواری پر نہ چڑھے جب کسی نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ جس قطعہ زمین کے اندر حبیب رب العلمین رونق افروز ہوں اس کے اوپر میں سوار ہو کر چلوں۔

۲۔ جس وقت مسجد نبوی میں داخل ہو تو یہ خیال دل میں لائے کہ میں اس وقت ایسی جگہ ہوں کہ دنیا و ما فیہا میں کوئی جگہ اس مرتبہ کی نہیں۔ اور اس بات پر خدا تعالیٰ کا شکر کرے کہ مجکو آج یہ دن نصیب ہوا کہ جائے قیام صاحب قاب قوسین و سید الکونین میں موجود ہوں۔ اور خاتم النبیین۔ رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوں جہاں جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے بھی کمال ادب و تواضع سے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور آج مجکو یہ عزت بخشی گئی ہے کہ اس دنیائے ناپائدار میں جنت کی زمین دیکھنی اور اسپر پھرنے کی اجازت ملی۔ اب کمال ادب سے مسجد میں جائے اور پکار کر وہاں نہ بولے کہ بے ادبی میں داخل ہے۔ یاد کرے کہ کلام مجید میں آپ کے ادب کی نسبت یہ آیا ہے۔ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ۔

۳۔ مشکوٰۃ المصابیح کے کتاب المناسک کے باب حرم المدینہ میں جابر بن سمرہؓ سے یہ روایت آئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَمّٰى الْمَدِيْنَةَ طَابَةَ[۱] (مسلم) ٭ بعض عارفوں نے لکھا ہے کہ مدینہ کی خاک اور در و دیوار سے خوشبوئیں آتی ہیں مگر اس شخص کو جس کا دماغ کفر و نفاق اور بداعتقادی سے صاف ہو ٭ ابو عبداللہ عطار نے کیا اچھا کہا ہے

بِطِيْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ[۲] طَابَ نَسِيْمُهَا ٭٭ فَمَا الْمِسْكُ وَالْكَافُوْرُ وَالصَّنْدَلُ الرَّطْبُ

۴۔ مدینہ شریف کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہاں کے لوگوں کو کوئی شخص تکلیف نہیں دیسکتا۔ اور اگر ایسا کرے تو اس کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ یزید کا ہوا کہ وہ دق اور سل کے مرض میں بڑی تکلیف سے مرا ٭ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لَا يَكِيْدُ[۳] اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ (رواہ البخاری ومسلم) ٭ اگر مدینہ شریف کی رہائش میں انسان کو تکلیف پہنچے تو صبر کرنا چاہئے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں اس طرح آیا ہے۔ لَا يَصْبِرُ[۴] عَلٰى لَاْوَاءِ الْمَدِيْنَةِ وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِيْ اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور یہ بھی آیا ہے۔

۱؎ اللہ تعالیٰ نے نام فرمایا مدینہ کا طابہ یعنی پاک اور اچھا۔ کیونکہ مدینہ شرک کی نجاستوں سے پاک ہے ۲؎ یعنی خوشبو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی ہوا خوشبودار ہو گئی۔ پس مشک اور کافور اور صندل تازہ کی خوشبو کیا حقیقت رکھتی ہے۔ ۳؎ کوئی شخص اہل مدینہ سے دھوکہ بازی نہیں کر سکتا اور اگر کرے تو وہ گھل جاتا ہے اور مٹ جاتا ہے جیسا کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔
۴؎ نہ صبر کرے کوئی مدینہ کی سختی اور محنت پر کوئی شخص مگر اس امید پر کہ میں ہونگا اسکے واسطے شفاعت کرنیوالا قیامت کے دن

مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ - وَمَنْ سَکَنَ الْمَدِیْنَۃَ وَصَبَرَ عَلٰی بَلَائِھَا کُنْتُ لَہٗ شَھِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَہُ اللّٰہُ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ [1]۔

۵۔ فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ قبر شریف کی زیارت علماء حنفیہ کے نزدیک سب مستحبات سے افضل ہے ÷ جذب القلوب الی دیار المحبوب میں محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ زیارت آنحضرت کی افضل ہے اور بڑے تاکید سے مستحب ہے کہ قریب واجب کے ہے (نزد امام ابوحنیفہ) اور مناسک فارسی اور شرح المختار میں لکھا ہے کہ قبر شریف کی زیارت اس شخص کے واسطے جسکو وہاں تک پہنچنے کا مقدور ہے قریب واجب کے ہے۔ اگر کسی شخص پر حج فرض ہو تو بہتر ہے کہ پہلے حج کرے اسکے بعد زیارت اور اگر کوئی شخص نفل حج کرتا ہے تو چاہے پہلے حج کرے اور بعد میں زیارت یا اس کے برعکس ÷ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ (بیھقی نے شعب الایمان میں اس کا ذکر کیا ہے) ÷ اہل اسلام خود سمجھ سکتے ہیں کہ جو شخص زیارت قبر شریف کرے وہ اسی شخص کے مانند ہے جسنے آپ کی زیارت حیات میں کی۔ تو گویا اگر زیارت سے محروم رہا تو کیسا بدنصیب شخص ہے ÷ آپنے یہ بھی فرمایا ہے۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ کہ جس نے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوئی اس کے لئے میری شفاعت۔ تو اس درجہ کو پہنچا اہل اسلام کے واسطے معراج ہے۔

۶۔ جو شخص قبر شریف کی زیارت کرے اسکے گناہ بلاشک معاف ہوجاتے ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے سورہ نساء میں فرمایا ہے۔

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا [2]

جذب القلوب الی دیار المحبوب اور دیگر کتب میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ امت کو رب العالمین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اور ان کے پاس آکر استغفار کرنے کی خواہش دلائی ہے اور یہ کہ خدا تعالیٰ تواب الرحیم ہے۔ مگر یہ امر تین ہی باتوں پر معلق ہے۔ (۱) آنحضرت کے پاس آنے پر (۲) ان کے پاس آکر استغفار کرنے پر (۳) ان کے واسطے آنحضرت کے استغفار کرنے پر جیسا کہ سورہ محمد میں آیا ہے۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ [3] ÷ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے متعلق علماء متفق ہیں کہ حالت حیات و ممات میں آپکی خدمت میں آنا برابر ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص قبر شریف پر آکر استغفار کرے تو ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے آپکے روبرو آکر آپ کی حیات میں استغفار کی۔ چنانچہ ایک اعرابی کے استغفار کرنے کا ذکر ہر چہار مذہب کی مناسک حج میں آیا ہے۔ قصہ اس طرح ہے کہ محمد بن عبید [4] حرب ہلالی نے کہا کہ میں قبر شریف کی زیارت کے بعد ذرا بیٹھا ہی تھا کہ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور اس نے بھی قبر شریف کی زیارت کی اور کہنے لگا کہ اے سب رسولوں سے بہتر۔ خدا تعالیٰ نے آپکے پاس سچی کتاب بھیجی اور اس میں یہ فرمایا۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا تو میں آپکے پاس حاضر ہوا ہوں اور اپنے گناہ سے استغفار کرتا ہوں اور آپسے شفاعت کراتا ہوں۔ پھر خوب رویا اور یہ اشعار پڑھے

[5] یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی الْقَاعِ اَعْظُمُہٗ ÷ فَطَابَ مِنْ طِیْبِھِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ ÷ فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

اس کے بعد وہ زیارت سے مشرف ہوکر چلا گیا۔ تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ جا اس اعرابی سے مل اور اس کو خوشخبری دے کہ خدا تعالیٰ نے میری شفاعت کی سبب سے اس کی مغفرت کی اور اس کے سارے گناہ بخشے۔ اسی طرح حافظ ابو عبداللہ مصباح الظلام میں حضرت علیؓ کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ آنحضرت کے دفن کے تین روز بعد ایک اعرابی آیا اور قبر شریف کے قریب اپنے تئیں گرایا اور خاک پاک قبر شریف اپنے سر پر ڈالی اور کہا یا رسول اللہ جو آپنے اللہ تعالیٰ سے سنا وہ ہمنے آپسے سنا اور جو آپنے اللہ تعالیٰ سے یاد کیا وہ ہمنے آپسے یاد کیا اور جو آیتیں آپ پر نازل ہوئیں ان میں سے یہ آیت ہے۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ الخ اور میں نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا ہے اسی واسطے

---

[1] جو قصداً میری زیارت کرے تو قیامت کے دن وہ میرے پڑوس میں ہوگا۔ اور جسنے مدینہ میں قیام کیا اور اسکی تکالیف پر صبر کیا تو میں اسکے واسطے شہادت دینے والا اور شفیع ہونگا قیامت کے دن اور جو شخص

[2] اور معافی مانگ اپنے گناہوں کی اور مسلمان مرد اور عورتوں کے گناہوں کی [3] اور ان لوگوں نے جس وقت اپنے نفس پر ظلم کیا تھا اگر آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور بخشواتا ان کو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان [4] اے بہتر ان سب سے جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن ہیں۔ پھر ان ہڈیوں کی خوشبو سے ہموار و ناہموار زمین معطر ہوگئی۔ میری جان فدا ہو اس قبر پر جس میں آپ سکونت رکھتے ہیں۔ اور اس میں پاک دامنی اور بخشش اور کرم ہے۔

۶

آپکے پاس آیا ہوں کہ آپ میرے لئے استغفار کریں تو قبر شریف سے آواز آئی کہ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ (اللہ تعالیٰ نے تجھکو بخشا) ÷ اسی طرح جوہر المنظم فی زیارت القبر المکرم میں لکھا ہے کہ اصمعی سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ قبر شریف کے پاس کھڑا ہوا اور کہا کہ یا خدا یہ تو تیرا حبیب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور شیطان تیرا دشمن ہے ۔ تو اگر مجکو بخشدے تو تیرا حبیب تو خوش ہوجائے اور تیرا بندہ اپنا مقصد حاصل کرلے اور تیرا دشمن نارامن ہوجائے اور اگر تو مجکو نہ بخشے تو تیرا حبیب ناخوش ہوجائے تیرا بندہ خراب ہو اور تیرا دشمن خوش ہو ۔ اور عرب کے بزرگوں کا یہ دستور ہے کہ جب ان میں کوئی سردار مرجاتا ہے تو اس کی قبر پر کسی غلام یا لونڈی کو آزاد کرتے ہیں ۔ تو چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے سردار ہیں ان کی قبر پر مجکو آزاد کر ۔ تو اصمعی فرماتے ہیں کہ میں نے اس اعرابی سے کہا کہ اے اعرابی جس طرز پر تو نے خدا تعالیٰ سے سوال کیا وہ طرز پسند بارگاہ رب العزت ہوئی اور تو بخشدیا گیا ۔

۷ ۔ کوئی مسجد ایسی نہیں جس کی زیارت کے واسطے انسان سفر کرکے جائے ۔ سوائے تین مساجد کے جیساکہ حدیث میں آیا ہے[1] لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ ۔ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِیْ هٰذَا وَ مَسْجِدِ الْاَقْصٰی (نہ باندھے جاویں کجاوے مگر تین مسجدوں کی طرف ۔ مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصٰی کی طرف ۔ یعنی بیت المقدس کی طرف)

۸ ۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ پیدایش ہر نفس کی اس خاک سے ہے جہاں وہ دفن ہوتا ہے ۔ تو ضرور ہے کہ پیدایش نفس اطہر معطر معنبر حبیب کبریا سید الانبیا کی مدینہ منورہ کی خاک پاک سے ہے ۔ اور اکثر نفوس آل و اصحاب تابعین عارفین اس سرزمین عنبر شمیم مین آرام فرمارہے ہین ۔ تو کیون نہ ہو کہ اس شہر اور خاک پاک مین انواع و اقسام کی خوبیان ہون ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ مین میری جان ہے کہ تحقیق خاک مدینہ طیبہ کی شفا ہے ہر بیماری کے لئے ۔ ابن حجر فرماتے ہین کہ مدینہ طیبہ مین ایک گڑھا ہے بہت مشہور جس کا تجربہ علماء دین نے بارہا کیا ہے کہ اسکی خاک پانی مین گھولکر پینے سے بخار کو فوراً آرام ہوجاتا ہے ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب کو حکم فرمایا کہ بخار کا علاج اس خاک پاک سے کرین ۔ شیخ مجدالدین فیروزآبادی بہت ہی سخت بیمار تھے حتیٰ کہ ان کے پاؤن پر ورم بھی ہوگیا تھا ۔ یہ خاک پاک گھولکر چند دن پلائی بالکل آرام ہوگیا ۔ مدینہ شریف کی خاک پاک کو اگر کوئی شخص برا کہے تو امام مالک کے نزدیک قابل سزا ہے ۔ اسکو قید کرنا چاہیئے اور اس سے توبہ کرانی چاہیئے ÷ عجوہ ایک قسم کی کھجور ہے جس کو اول ہی اول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بویا تھا ۔ اسکی نسبت آپنے فرمایا کہ اگر کوئی نہار کھجورین کھاوے تو کوئی زہر یا سحر اس پر اثر نہین کرتا ۔

۹ ۔ روضہ اقدس مسجد نبوی کے بائین کونے مین واقع ہے ۔ اس مین قبلہ کیطرف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف ہے ۔ ذرا آگے قبر شریف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہے ۔ ان کا سر آپ کے سینہ کے قریب ہے اس کے بعد قبر شریف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے ۔ ان کا سر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینہ کے قریب ہے ۔

۱۰ ۔ علمائے دین لکھتے ہین ۔ کہ جس مقام عالی شان مین صاحب لولاک اور شہنشاہ عالم پناہ رونق افروز اور جلوہ گر ہین ۔ کوئی جگہ دنیا و مافیہا مین اس رتبے کو نہین پہنچتی جیسے درمختار لکھتے ہین ۔ کہ جو حصہ زمین اعضائے معنبر و عنبر کو سنبھالے ہوئے ہے ۔ وہ مرتبے مین افضل ہے ۔ خانہ کعبہ اور عرش و کرسی سے ۔ یہی خیال جوہر منظوم اور جذب القلوب الی دیار المحبوب مین پایا جاتا ہے ۔

۱۱ ۔ زائرین مرقد اطہر کو یاد رہے کہ قبر شریف کے بہت قریب نہ کھڑے ہوں اور نہ اپنے ہاتھ دیوار یا جالیوں کو لگاویں کہ ادب سے بعید ہے ۔ اور زیارت کے وقت بڑے ادب سے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوں بعینہ اس طرح جس طرح نماز کے واسطے ہاتھ باندھتے ہیں ۔ اور جیساکہ جذب القلوب الی دیار المحبوب اور اختیار شرح مختار سے معلوم ہوتا ہے ۔ زائر کو چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کا خیال دل میں لائے اور یہ تصور کرے کہ آپ آرام فرمارہے ہیں اور میں دست بستہ آپکے روبرو کھڑا ہوں ÷ شرع کے خلاف کوئی امر نہ کرے مثلاً قبر شریف کو سجدہ نہ کرے ۔ جالی کو ہاتھ یا منہ سے بوسہ دے ۔ چنانچہ مولانا حالی نے اس خیال کو اس طرح ظاہر کیا ہے ؎ بنانا نہ تربت کو میری صنم تم ÷ نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم ÷ نہیں بندہ ہونے مین کچھ مجھسے کم تم ÷ کہ بیچارگی مین برابر ہین ہم تم ÷ مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی ÷ کہ بندہ بھی ہون اس کا اور ایلچی بھی ۔

(رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنا)

۱۲ ہجرت ۔ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو مدینہ طیبہ کیطرف ہجرت کرنیکی اجازت دی تو اصحاب نے خفیہ طور پر ہجرت شروع کی ۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھلم کھلا

---

[1] حاصل اس حدیث کے یہ معنی ہین کہ سوائے تین مسجدون کے اور کی زیارت کے واسطے سفر کرکے جانا درست نہین بعض علما جو یہ معنی لیتے ہین کہ نہ سفر کیا جاوے کسی مقام کی زیارت کے واسطے مگر ان مسجدون کی طرف ۔ صحیح نہین کیونکہ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے مگر اس کی اسناد مین شہر بن حوشب ہے جسکو بعض علما ضعیف بتاتے ہین ۔ لیکن اسکی روایت کو ضعیف خیال کرنا غلط ہے ۔ علما کو معلوم ہے کہ رتی کی چوری شہر کی نسبت اتہام ہے ۔ ہان تسلی کی پوری بیت الال سے قد حمله العلماء على محامل صحیحه ۔ ہم اسکی روایت کو جس حال مین کہ بڑے بڑے محدثین مثل امام احمد ۔ بخاری ۔ ترمذی ۔ یعقوب ۔ صالح بن محمد ۔ عثمان بن ربیعہ وغیرہ وغیرہ توثیق کرین تو کس طرح ضعیف کہہ سکتے ہیں ۔ کیا صرف اسوا سطے کہ مسلم اور ابن عون اسکے قول کی تضعیف کرتے ہین ۔

۶

ہوکر خانہ کعبہ میں آئے اور طواف کیا اور باآواز بلند پکارا کہ تیغ ہون کے پوچنے والے تباہ اور ہلاک ہون۔ اگر ان مین کوئی مقابلہ کی تاب رکھتاہے کہ اب میرے سامنے آئے۔ بھلا ہیبت و شجاعت فاروقی کا کون مقابلہ کرسکتا تھا۔ آپ کھلم کھلا خوب زرہ بکتر لگائے ہوئے روانہ مدینہ طیبہ ہوئے۔ اب رہ گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلوگے۔ تو اس بات کے سننے سے آپ کمال خوش ہوئے۔ چنانچہ اس کے بعد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز دوپہر کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور ہجرت کا خیال ظاہر کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بولے کہ مین نے حضور کے واسطے دو اونٹنیان اسی غرض سے خرید رکھی ہین۔ آپ نے فرمایا کہ ایک اونٹنی مجھے قیمتاً دیدو آپ نے عرض کیا کہ حضور کی نذر ہے قیمت مین نہین لونگا۔ مگر آپ نے قیمت دینے مین اصرار کیا۔ غرضکہ آٹھ سو درم کو قصوا اونٹنی آپ نے خرید لی۔ غرض پیر کے دن آپ روانہ ہوئے (ابن جوزی لکھتے ہین کہ پیر کے دن کو کئی وجہ سے شرف حاصل ہے۔ آپ مدینہ طیبہ مین بھی پیر کو پہنچے۔ ولادت شریف پیر کو ہوئی) آپ کا گذر راہ مین خیمہ ام معبد پر ہوا۔ تو اسکی ایک بکری تھی جو بہت ضعیف اور جنی بھی نہ تھی۔ اس نے اتنا دودھ دیا کہ سب خوب دودھ پیتے تھے۔ چنانچہ ابو معبد اور ام معبد مشرف باسلام ہوئے (مواہب لدنیہ مین ہے کہ وہ بکری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہی اور خوب دودھ دیا کی) غرض جب آپ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو حضرت بریدہ اسلمی ستر سوارون کیست شہر سے باہر آئے۔ آپنے پوچھا کہ آپ کون ہین۔ انہون نے عرض کیا کہ میرا نام بریدہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا بردامرنا یعنی ٹھنڈا ہوا کام ہمارا۔ یہ بطور نیک فالی کے فرمایا)۔ پھر آپنے ان کے قبیلہ کا نام پوچھا تو انہون نے کہا کہ اسلم۔ آپنے فرمایا سَلِمْنَا (یعنی سلامت رہے ہم)۔ پھر آپنے انکی قوم بنی سہم سنکر فرمایا کہ خَرَجَ سَهْمُكَ (یعنی حاصل ہوا حصہ تیرا اسلام سے) بریدہ پر حضور سرور کائنات کا بڑا اثر ہوا اور معہ سب ہمراہیون کے اسلام لے آئے۔ پھر آپ نے عرض کیا کہ جب حضور مدینہ شریف مین داخل ہون تو چاہئیے کہ جھنڈا آگے آگے چلے تو ذوق و شوق مین حضرت بریدہ نے اپنے عمامہ کو لکڑی پر لپیٹ کر جھنڈا بنایا اور آگے آگے چلے۔ اہل مدینہ کا یہ حال تھا کہ آپکی زیارت کے سخت منتظر تھے۔ یہانتک کہ روزانہ لوگ مکہ شریف کے راستہ پر آبیٹھتے اور واپس دوپہر کو چلے جایا کرتے تھے۔ ایک روز کیا ہوا کہ ایک یہودی دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ اے گروہ عرب آج تمہارا مطلب پورا ہوا۔ انصار غلبہ شوق مین دوڑے اور آپکے قدم لئے۔ پھر آپ نے محلہ قبا مین نزول فرمایا اور جمعہ کو وہان سے روانہ ہوئے۔ انصار کے گروہ کے گروہ پیادہ و سوار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے۔ بنی قبا کو فراق مصطفوی بہت شاق گذرا عرض کیا کہ تشریف لیجانے کا کیا سبب ہے۔ آپنے فرمایا کہ مجکو حکم الٰہی ہے کہ ایسی بستی مین جاؤن جس کا نام اکالۃ قری ہے (یعنی مدینہ طیبہ) جب آپ وہان پہنچے تو لوگ منتظر تھے کوئی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر اپنی طرف لیجانا چاہتا اور کوئی عاجزی سے اپنے غریب خانہ پر فروکش ہونیکی درخواست کرتا تھا۔ آپنے فرمایا کہ میری اونٹنی مامور بحکم الٰہی ہے۔ جہان یہ بیٹھیگی وہان مجھکو اترنا چاہئیے۔ تو جس جگہ اب منبر شریف ہے اسکے قریب اونٹنی بیٹھی تھی۔ اور وہان ہی قریب ابو ایوب انصاری کا گھر تھا۔ تو آپنے انکے ہان قیام فرمایا۔ یہ دیکھتے ہی بنی نجار کی لڑکیان حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے آنیکی خوشی مین دف بجاتی ہوئی اور یہ اشعار عربی پڑھتی ہوئی آئین ؎ نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ ۔ حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپنے فرمایا کہ اے قبائل انصار کیا تم مجھکو دوست رکھتے ہو۔ تو سب ایک زبان ہوکر بولے ہان یارسول اللہ۔ تو آپنے فرمایا قسم اللہ کی مین بھی تم کو دوست رکھتا ہون۔ غرضکہ بروایت صحیح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب انصاری کے گھر مین سات مہینے قیام فرما رہے تھے۔ اس عرصہ مین حضرت عبداللہ بن سلام جو یہودیون مین بڑے عالم تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کی بابت توریت مین پڑھ چکے تھے۔ ایمان لائے۔ اور اسیطرح سلمان فارسی دین مجوسی چھوڑ کر مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت ابو ایوب انصاری شامول کی اولاد سے تھے جو خود چار سو عالمون کا سردار تھا اور وہ سب کے سب بادشاہ تبع (شاہ یمن) کے مصاحب تھے۔ ایسا اتفاق ہوا کہ بادشاہ تبع کا گذر اس مقام پر ہوا جہان مدینہ شریف واقع ہے تو سب مصاحبون نے بادشاہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ یہ مقام ہجرتگاہ نبی آخرالزمان ہے ہم تو یہان ہی رہین گے۔ تو بادشاہ نے انکو وہان ہی مکان بنوادئے۔ اور خود بادشاہ نے بھی بہت رہنا چاہا مگر انتظام سلطنت کے سبب ایسا نہ کرسکا اور ایک عریضہ حضور سرور کائنات لکھا اور شامول کو دیا کہ تمہاری اولاد مین جو ہو اسکو وصیت کردینا کہ حضور کے روبرو یہ درخواست پیش کردے اور میرا سلام عرض کردے۔ تو اکیس پشت سے وہ عریضہ چلا آتا تھا کہ ابو ایوب انصاری نے حضور کے روبرو پیش کیا۔ اور جس گھر مین آپ قیام فرماتے تھے وہ بھی وہ بادشاہ آپکے واسطے بنوایا گیا تھا۔

۱۳ — اخبار الاخیار مین مولانا عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہین کہ ایک دن حاجی عبدالوہاب بخاری جو حضرت سید جلال بخاری کی اولاد سے تھے اپنے پیر سید صدرالدین حاجی کی خدمت مین حاضر تھے کہ آپنے فرمایا کہ دو نعمتین تو دنیا مین اسوقت ایسی موجود ہین کہ دنیا و مافیہا کی نعمتین اسکا مقابلہ نہین کرسکتین مگر افسوس کہ لوگ اُن سے غافل ہین۔ ایک تو وجود مبارک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بصفت حیات اور ایک کلام مجید کہ جسکے ذریعہ خدا تعالیٰ اپنے بندہ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ پس یہ سننا تھا کہ حاجی صاحب نے پیر صاحب سے اجازت رخصت کی مانگی اور اسیوقت مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اسلامی سچا عقیدہ اسی کو کہتے ہین۔

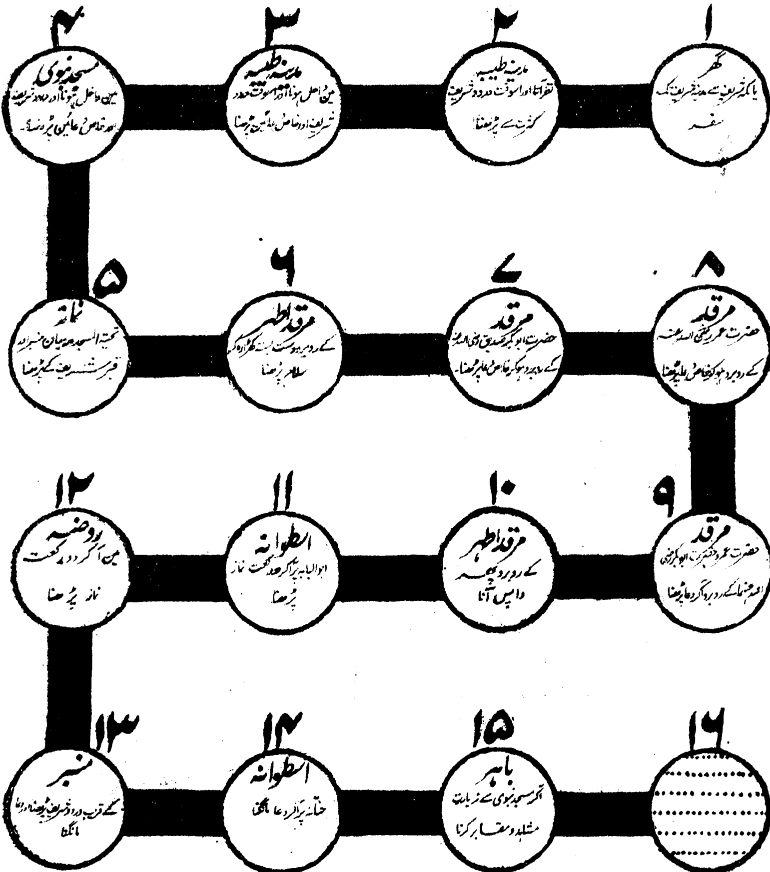
۱۴ — اگر کسیکو مدینہ شریف مین رہنا نصیب ہو تو اس کو نہین چاہئیے کہ بغیر حجت شرعی وہان سے باہر جائے۔ اکثر صحابہ کرام بعد ادائے حج جلد واپس آجاتے تھے۔ ہزاران خاصان حق پوشیدہ و علانیہ اسی امید پر وہان قیام پذیر ہین کہ سرزمین اقدس ہمسایہ حبیب کبریا مین مدفون ہین۔ رَزَقَنَا اللّٰهُ وَجَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ آمِين۔

۱۹۵- نقشہ طریق سفر و زیارت

طریق زیارت حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام

منقول از صحابہ کرام

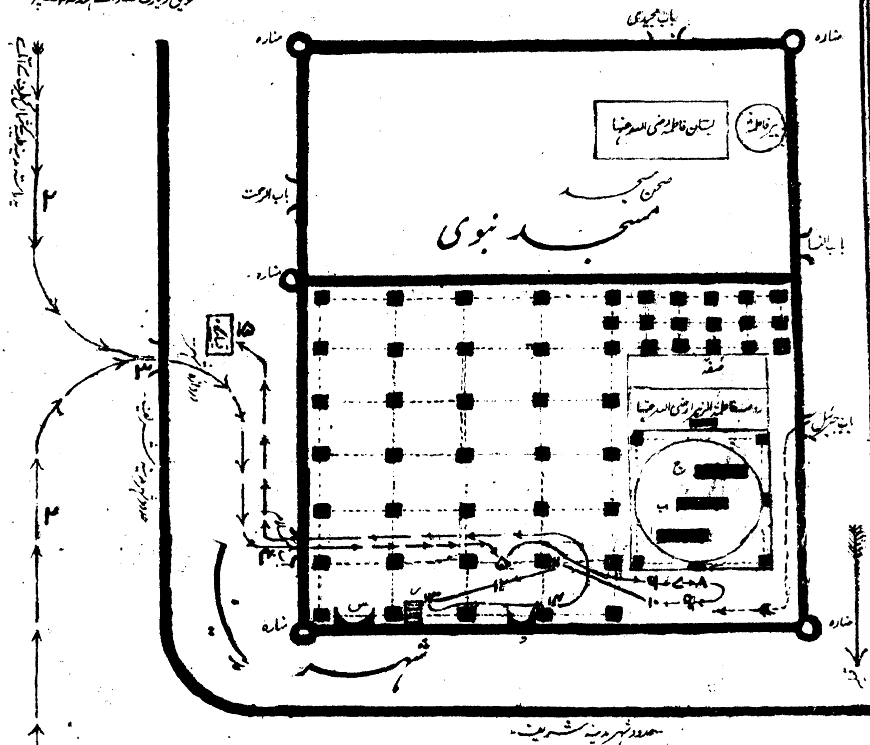
(نقشہ)



۱۹۶ - نقشہ ترتیب زیارت

طریق زیارت جناب سید الانام - علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام - منقول از صحابہ کرام

طریق زیارت کے واسطے ہندسہ سے چلو



حدود شہر مدینہ شریف

مقام ا - قبر شریف جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔
مقام ب - قبر شریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔
مقام ج - قبر شریف حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔
مقام د - محراب نبوی
مقام س - منبر اقدس
مقام ص - محراب سلیمانی

موضع ۱ — روانگی از مکہ۔
موضع ۲ — مدینہ شریف کا قرب۔
موضع ۳ — دروازہ شہر۔
موضع ۴ — باب السلام۔
موضع ۵ — روضہ۔
موضع ۶ — روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
موضع ۷ — روبرو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔
موضع ۸ — روبرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔
موضع ۹ — روبرو ہر دو رضی اللہ عنہما۔
موضع ۱۰ — روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
موضع ۱۱ — ستون ابولبابہ۔
موضع ۱۲ — روضہ۔
موضع ۱۳ — منبر۔
موضع ۱۴ — ستون مخلق یا ستون حنانہ
موضع ۱۵ - قیام گاہ

۶/۱

باب ۶ باب ۶

طریق زیارت علی الترتیب

مع جملہ احکام بالتفصیل

جو شخص حج کو جائے اسکو چاہیئے کہ پہلے حج کرے اور پھر زیارت روضہ شریف + اگر حج فرض نہو تو پہلے زیارت روضہ شریف کرے اور پھر حج کرے تو مضائقہ نہیں - (دیکھو فقرہ ۲۴۴) + جب مدینہ شریف کا قصد کرے تو نیت زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرے ہان مدینہ طیبہ مین داخل ہوکر نیت زیارت مسجد نبوی بھی کرے - شروع ہی سے زیارت مسجد نبوی کی نیت نہ کرے[۲] + مگر فتاوی عالمگیری مین لکھا ہے کہ جب قصد زیارت مرقد اطہر کی کرے تو ساتھ ہی نیت زیارت مسجد نبوی کی بھی کرے کیونکہ یہ مسجد اُن تین مساجد سے ہے جسکی طرف قصداً سفر کیا جاتا ہے (دیکھو مقدمہ) طریق زیارت جو ذیل مین لکھا گیا ہے - وہ صحابہ کرام سے منقول ہے -

موقع ۱ مکہ شریف سے روانہ ہوکر مدینہ طیبہ کے قریب پہنچنا ۱ موقع

۱۹۷ - مکہ و مدینہ کے راستہ مین مقامات مقدسہ کی زیارت کرے

۱ - مکہ سے مدینہ تک راستہ مین جو مسجدین آئین اُئین نماز پڑھے - فتاوی عالمگیری

۱ - کرمانی نے اپنے مناسک مین لکھا ہے کہ مکہ و مدینہ کے راستہ مین بیس[۱] مساجد ہین وہ علی الترتیب یہ ہین (دیکھو نقشہ کلان یا نقشہ فقرہ - ۲۱۵) - ۱، مسجد ذی طوی - ۲ - مسجد تنعیم - ۳ - مسجد سرف - ۴ - مسجد مر الظہران - ۵ - مسجد بست ۶ - مسجد غلیص - ۷ - مسجد غدیر خم - ۸ - مسجد جحفہ اول - ۹ - مسجد جحفہ دوم - ۱۰ - مسجد بدر ۱۱ مسجد صفرا - ۱۲ مسجد غزالہ ۱۳ - مسجد شرف الروحا ۱۴ مسجد عرق الظبیہ ۱۵ - مسجد معرس ۱۶ - مسجد ذو الحلیفہ - (مسجدونکی حالات کیواسطے دیکھو باب ہفتم)

۲ - مکہ سے مدینہ تک راستہ مین جتنے کنوئین آئین اگر ہوسکے تو اُن مین سے پانی پیئے -

۱ - قاضی عیاض لکھتے ہین کہ تعظیم و تکریم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اشیا و اجزا کی کرنا اور اُن چیزون کی جن کو دست مبارک یا قدم شریف یا بدن مطہر لگا یا جن مقامات پر آپنے نزول فرمایا اُنکی تعظیم کرنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم سے ہے - خواہ اُن کا ثبوت صحت کو پہنچا ہو - یا نہ پہنچا ہو - اسیواسطے جو مساجد اور آبار اور آثار کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہین اُنکی زیارت کرنا مستحب ہے + یہ بھی یاد رہے کہ جن مقامات پر آپنے نزول فرمایا ہے اور جن ستون سے آپنے

[۱] سلطانی فی راستہ پر بالفعل سولہ مساجد موجود ہین + [۲] امام طحاوی نے بلطی سے اولی بتایا ہے کیونکہ اسمین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے -

بانی پیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی آپکی پیروی مین ویسا ہی کیا ہے۔

۳۔ تمام راستہ درود اور سلام پڑھتا چلے۔ فتاوی عالمگیری

موقع ۲ مدینہ شریف نظر پڑنا ۲ موقع

۱۹۸ — مدینہ شریف نظر پڑے تو کیا کرنا چاہیے

۱۔ ادب کے خیال سی اگر ممکن ہو تو سواری سے اترے۔ اور ننگے پاون ہولے اور روتا ہوا اور عاجزی سی چلے اور شوق مین جلدی جلدی چلے۔

۱۔ جو امر ادب کے واسطے کیا جائے وہ اچھا ہی ہے چنانچہ شیخ ابن الہمام لکھتے ہین کہ وَکُلُّ مَا کَانَ اُدْخِلَ فِی الادَبِ وَالاِجْلَالِ کَانَ حَسَنًا۔

۲۔ اگر سواری پر ہے تو شوق کیوجہ سی سواری کو تیز چلائے۔

۳۔ درود شریف کثرت سے پڑھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام زیادہ پڑھے۔ اسطرح کہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ۔ فتح القدیر۔

۴۔ بطحا ر ذوالحلیفہ (یعنی معرس) مین دو رکعت نماز پڑھے کہ پیروی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی۔

موقع ۳ فصیل مدینہ شریف مین داخل ہونا ۳ موقع

۱۹۹ — شہر مین داخل ہوتے وقت دعا پڑھے

۱۔ جب فصیل مدینہ شریف دیکھے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّکَ۔ فَاجْعَلْہُ لِیْ وِقَایَۃً مِنَ النَّارِ[1] وَاَمَانًا مِنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ۔ فتاوی عالمگیری۔

۲۔ فصیل شہر مین داخل ہونے سے پہلے بہتر ہے کہ غسل کرے ورنہ صرف وضو کرکے کپڑے عمدہ پہن لے اور خوشبو لگائے۔ عالمگیری۔

۱۔ اگر فصیل مین داخل ہونے کے بعد غسل کرے تب بھی مضائقہ نہین لیکن مسجد مین داخل ہونیسے پہلے غسل کرے۔

---

[1] اے اللہ یہ حرم ہے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ پس (میرا داخل ہونا اسمین لیا مبارک کر کہ) کر اسکو میرے واسطے دوزخ سے بچاؤ۔ اور عذاب سے اور آخرت کے حساب سے امن دینے والا۔

ب سا گر پہلے سواری سے نہین اترا تھا تو اب فصیل شہر مین داخل ہوتے وقت ضرور اتر لے۔ (دیکھو مقدمہ)

۳۔ اب ادب سے اندر داخل ہو اور یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ مَاشَاءَ اللّٰہُ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ۔ وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا۔ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِکَ فَاجْعَلْہُ لِیْ وِقَایَۃً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَۃِ رَسُوْلِکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِیَائَکَ وَاَھْلَ طَاعَتِکَ۔ وَاَخْلِصْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَا خَیْرَ مَسْئُوْلٍ۔

مین داخل ہوتا ہون اللہ کا نام لے کر اور جو چاہا اللہ نے وہی ہوا اور نہین ہے قوت عبادت پر مگر جب توفیق دے اللہ تعالی۔ اے رب داخل کر مجھکو صدق کے ساتھ اور نکال مجھکو صدق کے ساتھ۔ اے اللہ کھول واسطے میرے اپنی رحمت کے دروازے اور نصیب کر مجھکو زیارت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جیساکہ نصیب کی تو نے اپنے اولیاؤن کو اور اپنے عبادت کرنے والون کو۔ اور بچا مجھکو دوزخ کی آگ سے اور مغفرت کر میری اور رحم کر مجھپر اے بہتر سوال کیے گئے۔

۴۔ یہ دعا بھی پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَّنَا فِیْھَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا۔ اور یہ دعا بھی پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْبَلْدَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا۔ وَشَرِّ مَا فِیْھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا۔ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِکَ فَاجْعَلْ دُخُوْلِیْ فِیْہِ وِقَایَۃً لِّیْ مِنَ النَّارِ۔ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ۔ وَسُوْءِ الْحِسَابِ ۔۔ (فتاوی قاضیخان)

اے اللہ مجکو اس شہر مین ٹھہرنا نصیب ہو۔ اور نیک کمائی مجھ کو نصیب ہو۔ اے اللہ پروردگار آسمانون کے اور اس چیز کے کہ جس پر سایہ ڈالا ہے آسمانون نے۔ اور اے پروردگار زمینون کے۔ اور اس چیز کے کہ جس کو اٹھا رکھا ہے زمینون نے۔ اور اے پروردگار ہواؤن کے اور اس چیز کے کہ جس کو کہ پراگندہ کرتی ہین ہوائین۔ مین مانگتا ہون تجھہ سے اس شہر کے واسطے بھلائی۔ اور اس شہر کے رہنے والون کے واسطے بھلائی۔ اور اس چیز کے واسطے بھلائی جو اس شہر مین ہے۔ اور پناہ مانگتا ہون مین تجھہ سے اس شہر کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس مین ہے۔ اور اس شہر کے لوگون کی برائی سے۔ اے اللہ یہ حرم ہے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پس میرا اس مین داخل ہونا (ایسا برکت والا ہو کہ) میرے واسطے دوزخ کی آگ سے بچاؤ ہو اور عذاب سے امن ہو اور آخرت کے حساب کے۔

موقع ۷ **اب مسجد نبوی مین داخل ہو** ۷ موقع

۲۰۰ ــ مسجد نبوی مین داخلہ

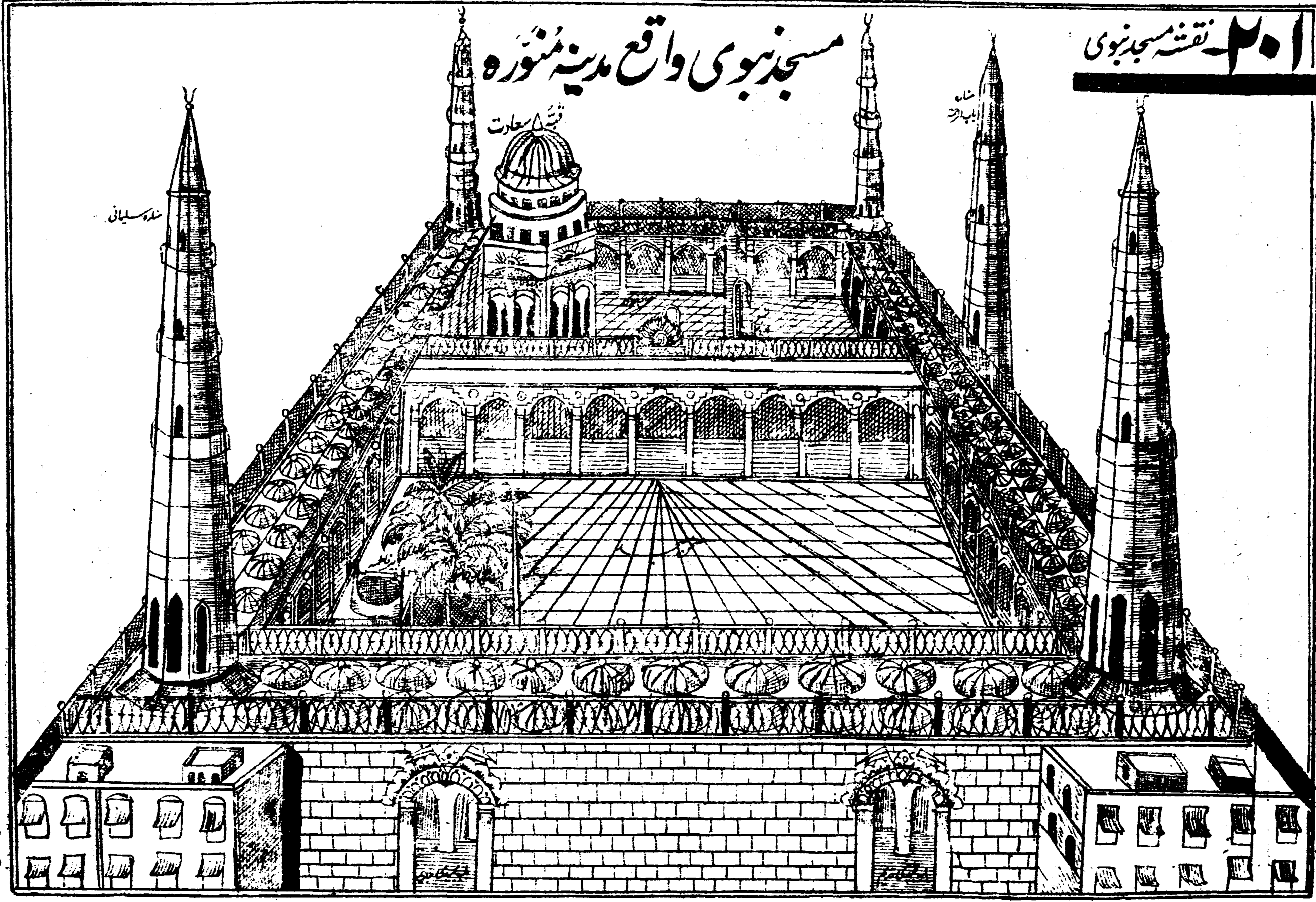
۱۔ مسجد نبوی مین داخلہ سے پہلے بہتر ہے کہ غسل کرے اور خوشبو لگائے ورنہ وضو کرلے۔

۲۔ آداب مسجد نبوی سے یہ ہے کہ مسجد مین داخل ہونے سے پہلے کچھہ صدقہ دے۔

۱۔ شروع اسلام مین جو شخص قصد مناجات بارگاہ حبیب کبریا مین کرتا تھا اسپر واجب تھا کہ کچھہ صدقہ کرتا تھا اور پھر ملازمت اقدس مین حاضر ہوتا تھا۔ چنانچہ اس آیت شریف سے ظاہر ہے۔ اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰیکُمْ صَدَقَۃً۔ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسپر عمل کیا۔ اسکے بعد اسکا وجوب منسوخ ہوگیا اور استحباب باقی رہا۔

۳۔ باب جبرئیل یا باب السلام کی طرف سے داخل ہو۔ مگر بہتر ہے کہ باب جبرئیل کی طرف سے داخل ہو۔ شرح وقایہ

تشریح۔ آج کل زائرین باب السلام کی طرف سے داخل ہوتے ہین اگر کوئی شخص باب جبرئیل سے آوے تو اسکو لازم ہے کہ روضہ شریف کے پیچھے سے آوے جیساکہ فقرہ - ۱۹۶ کے نقشہ مین نقطہ دار لکیر سے ظاہر ہوگا۔ اگر ایسا اتفاق ہو کہ روضہ



۲۰۱ نقشہ مسجد نبوی
مسجد نبوی واقع مدینہ منورہ
قبۂ سعادت
منارہ سلیمانی
منارہ باب الرحمۃ

شریف کے سامنے کیطرف سے آوے تو لازم ہے کہ سامنے اگر یعنی موقع ۷ پر پہنچکر ذرا ٹھیر کر سلام عرض کرے۔ اور پھر نماز تحیۃ المسجد موقع ۵ پر پڑھے اور پھر پورے طور پر زیارت کرے ـــ

۱۔ داخلہ کے وقت پہلے داہنا پاؤں مسجد مین رکھے۔ (شرح وقایہ)

ب۔ ادب یہ ہے کہ مسجد مین داخل ہوتے وقت ایک لمحہ ٹھہر جائے جس کا مطلب یہ ہے کہ اجازت مانگتا ہے کہ اجازت ہو تو اندر آؤن۔

۴۔ اندر داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ۔ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي الْيَوْمَ مِنْ اَوْجَهِ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَيْكَ وَاَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيْكَ۔ وَاَنْجَحِ مَنْ دَعَاكَ۔ وَابْتَغٰى مَرْضَاتَكَ۔ شرح وقایہ۔ (اے اللہ درود بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اے اللہ بخش میرے گناہ۔ اور کھول میرے لئے دروازے رحمت اپنی کے اے اللہ کر مجھکو آج بہتر اُن سے جو متوجہ ہوئے ہین طرف تیری اور قریب تر اُن کا جو قریب ہوئے ہین طرف تیری اور مطلب کو پہنچنے والا بہت زیادہ اُن سے جنہون نے دعا مانگی تجھسے اور چاہا مرضی تیری کو۔)

۵۔ ادب یہ ہے کہ مسجد مین داخلہ کے وقت نیت اعتکاف کی کرے۔

۶۔ جب مسجد مین داخل ہو جائے تو یہ باتین یاد رکھے۔

ا۔ عظمت اور شان اور شرف و عزت حضرت رسول رب العالمین کا پیش چشم و دل رکھے اور یاد رکھے کہ یہ وہی مقام ہے جہان وحی اترا کرتی تھی۔ اور یہ وہی مقام ہے جہان حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتے تھے۔ اور یہ وہی مقام ہے جہان ہر وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔ اور یہ مسجد خاتم المرسلین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اور اسکا ادب خاص ہے۔

موقع **۵** اب نماز تحیۃ المسجد پڑھے **۵** موقع

۲۰۲ ـــ نماز تحیۃ المسجد کہان اور کیونکر پڑھے

ا۔ درمیان منبر اور قبر شریف کے (یعنی روضہ[۱] مین) کھڑا ہو کر یہ نماز پڑھے۔ شرح وقایہ (دیکھو نقشہ نقرہ ـ ۱۹۶)

ا۔ یہ مقام[۲] موقف ہے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور روضہ مبارک کا ایک حصہ ہے۔ اس کی شان مین یہ حدیث ہے مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ ۔ (بخاری و مسلم) یعنی میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغون مین سے ـــ ب۔ اگر روضہ مین جگہ نہ ملے تو نماز تحیۃ المسجد مسجد کے اندر کسی اور جگہ پڑھ لے۔

۲۔ دو رکعت نماز اس طرح پڑھے۔ نماز تحیۃ المسجد کی نیت کرے۔ اور رکعت اول مین بعد سورہ فاتحہ کے قل یا اور رکعت دوم مین قل ہو اللہ احد۔ پڑھے۔

ا۔ نماز کے بعد سجدہ شکر کا کرے کہ اس نعمت عظمیٰ کو پہنچا۔ شرح وقایہ۔

ب۔ جو دعا چاہے مانگے۔ ہمارے خیال مین درود شریف بکثرت پڑھے اور یہ دعا پڑھے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ

[۱] روضہ اس جگہ کو کہتے ہین جو منبر اور قبر شریف کے درمیان واقع ہے [۲] محراب نبوی کے سامنے نماز تحیۃ المسجد پڑھے۔ اور اس طرح کھڑا ہو کہ داہنا کندھا مقابل منبر کے ستون کے ہو۔

۶/۶ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ اگر نماز جماعت یا نماز سنت فوت ہونیکا خوف ہو تو نماز تحیۃ المسجد نہ پڑھی جائے کیونکہ یہ نماز فرض یا سنت کے ضمن میں ادا ہو جاتی ہے۔

موقع ۶ اب آئے روبرو مرقد اطہر و قبر انور حضرت سید البشر علیہ صلوٰۃ اللہ الملک العلی الاکبر کے ۶ موقع

۲۰۲ - طریق زیارت حضرت سید البشر

۱- نماز تحیۃ المسجد کے بعد مرقد اطہر کے پاس آکر اس طرح کھڑا ہو کہ حضرت سید البشر کی طرف منہ ہو - اور قبلہ کی طرف پیٹھ - فتاویٰ عالمگیری۔

ا- فقہ کی بعض کتب مین لکھا ہے کہ پہلے مرقد اطہر کے سرہانے آکر کھڑا ہو اور اسکے بعد روبرو - مگر چاہئے کہ نماز تحیۃ المسجد کے بعد مرقد اطہر کے روبرو ہی آکر کھڑا ہو - فَعَلَيْهِ الْعَمَلُ ط

ب- رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے وجہ شریف کے عین مقابل کھڑا ہونیکے واسطے زائر کو چاہیئے کہ اس سوراخ کے مقابل کھڑا ہو جو حجرہ شریف کی دیوار مین بنا ہوا ہے اور اس پر چاند کا نشان ہے : دائین طرف جو دو سوراخ ہین انمین سے پہلا عین مقابل مواجہ شریف حضرت ابوبکرؓ کے ہے اور دوسرا مقابل مواجہ شریف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہے۔

ج- حجرہ شریف کی دیوار کے قریب نہ جائے بلکہ بہت پیچھے کھڑا ہو - کیونکہ حسیم کشیف و نیز کمال آداب کے نزدیک حضرت اشرف اطہر واقدس کے قریب نہ ہونا چاہیئے۔

د- خدا تعالیٰ کا نہایت شکر کرے کہ حصول زیارت نبوی کی نعمت اسکو عطا ہوئی - اور مواجہ مصطفوی مین کھڑا ہونیکی عزت اسکو بخشی گئی - کہ یہ اجل عطایا سے ہے۔

۲- کمال ادب اور دلی توجہ کے ساتھ زیارت کیواسطے ہاتھ باندھکر کھڑا ہو - جیسے نماز کیواسطے کھڑے ہوتے ہین - عالمگیری۔

ا- رسول رب العلمین کے روبرو کمال ادب سے بے حس و حرکت ہاتھ باندھے کھڑا رہے - اور آواز نہ ہلکی کرے نہ اونچی (دیکھو مقدمہ)

۳- بڑے ادب سے یہ دعا پڑھے - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ - قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ - وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ - وَجَاهَدْتَ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰى قَبَضَ رُوْحَكَ حَمِيْدًا مَحْمُوْدًا - فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ صَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا خَيْرَ الْجَزَاءِ وَصَلّٰى عَلَيْكَ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَاَزْكَاهَا - وَاَتَمَّ التَّحِيَّةِ وَاَنْمَاهَا - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِيَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَقْرَبَ النَّبِيِّيْنَ - وَاسْقِنَا مِنْ كَاسِهٖ - وَارْزُقْنَا مِنْ شَفَاعَتِهٖ وَاجْعَلْنَا مِنْ رُّفَقَائِهٖ - اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ بِقَبْرِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ - وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ اِلَيْهِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط

سلام ہے تم پر نبی اللہ کے اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتین - مین گواہی دیتا ہون کہ آپ اللہ کے رسول ہین - بیشک آپ نے پہنچا دیا رسالت کے سارے حکم اور ادا کر دیا آپ نے اللہ کی امانت - اور خیر خواہی کی آپ نے امت کی اور محنت کرتے رہے آپ اللہ کے حکم جاری کرنے مین یہانتک کہ آپکی روح قبض ہوئی نعریف کی گئی سراہی ہوئی - سو جزا دے آپکو اللہ ہم مسلمانون کے چھوٹے اور بڑے کی ہدایت اور خیر خواہی کے سبب خوب نیک جزا اور درود بھیجے اللہ آپ پر سب درودون مین سے افضل اور پاکیزہ درود اور سب دعاؤن مین سے پوری اور روز بروز بڑھنے والی دعا یا اللہ کر تو ہمارے نبی کو قیامت کے دن سب نبیون سے زیادہ قریب اور پلا ہم کو انکے پیالے سے - اور نصیب کر ہمارے انکی شفاعت اور کر ہم کو انکے رفیقون مین قیامت کے دن یا اللہ مت کر اس زیارت کے وقت کو ہمارے نبی علیہ السلام کی قبر کی آخری زیارت کا وقت اور نصیب کر ہم کو پھر آنا اس قبر کے پاس اسے بزرگی والے اور بزرگ کر دینے والے۔

۴- پھر بڑے ادب سے خدا تعالیٰ سے بوسیلہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی حاجت اور حسن خاتمہ اور مغفرت کے واسطے دعا کرے اور یہ کہے - يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ - اور اسقدر قلب کو حاضر کرے کہ یہ خیال خوب دل مین جم جائے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف مین زندہ موجود ہین اور میرے حاضر ہونے سے واقف ہین - اور میرے کلام کو سنتے ہین + جذب القلوب الی دیار المحبوب مین لکھا ہے کہ کرمانی (جو ایک حنفی عالم گذرے ہین) اس بات کو بڑی تصریح کے ساتھ لکھا ہے کہ زیارت کرنیوالے کو چاہئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت شکل کا خیال دل مین لا دے اور یہ خیال کہ آپ قبر شریف مین آرام کرتے ہین اور بنفس نفیس میری حاضری کو جانتے ہین اور میرے سلام اور کلام

کو سنتے ہین اور جواب سے یاد فرماتے ہین + زیارت کیوقت کھڑا رہنا چاہیے اور اگر کھڑا نہ رہ سکے تو بیٹھ جائے مگر نگاہ اونچی نہ کرے۔

ا- لکھا ہے کہ جب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ زیارت روضہ عنبر شمیم کے واسطے آتے اور اسطرح سلام عرض کرتے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ تو قبر شریف مین سے آواز آتی وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

ب۔ بعض کتابون مین آیا ہے کہ جو شخص مرقد اطہر کے پاس وقوف کرے اور اسطرح ستر بار پڑھے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَا مُحَمَّدُ۔ تو ایک فرشتہ اسطرح کہیگا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ۔ فلان کیجگہ اس شخص کا نام لیگا، اس امر کے متعلق شیخ ابن الہمام نے بھی ذکر کیا ہے۔ ج حجرہ شریف کے گرد نہ طواف کرے نہ اسکی دیوار کو بوسہ دے کہ یہ خصوصیت کعبہ کیواسطے ہے۔

۲۰۴- دوسرے شخص کا سلام کسطرح عرض کرے

ا- اسطرح عرض کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهٗ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ۔ سلام ہے تم پر اے اللہ کے رسول فلان شخص فلان کے بیٹے کی طرف سے کہ وہ آپ سے شفاعت کرنیکی درخواست کرتا ہے کہ آپ اپنے رب کے پاس اسکی شفاعت کرین۔ پس آپ شفاعت کرین اسکی اور سب مسلمانون کی۔

ا- فلان بن فلان کیجگہ اس شخص کا اور اسکے والد کا نام لیوے۔

ب- اگر کئی آدمیون نے سلام عرض کرنے کو کہا ہو اور نام یاد نہ رہے ہون تو اسطرح کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ مَنْ اَوْصَانِيْ بِالسَّلَامِ عَلَيْكَ۔

۲- یا اسطرح عرض کرے۔ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ يُسَلِّمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (فلان ابن فلان سلام عرض کرتا ہے آپکی خدمت مین اے رسول اللہ)

ب- حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اکثر مدینہ تشریف جانیوالون سے کہدیا کرتے تھے کہ میرا سلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کر دینا بلکہ اس غرض کے واسطے اکثر قاصد دوڑایا کرتے تھے۔

موقع ۷ اب ایک ہاتھ داہنی طرف ہٹ کر کھڑا ہو ۷ موقع

۲۰۵- زیارت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کا مقابل ہے۔ چاہیے کہ یہ دعا پڑھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي الْغَارِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْنَهٗ عَلَى الْاَسْرَارِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى اِمَامًا عَنْ اُمَّةِ نَبِيِّهٖ وَلَقَدْ خَلَفْتَهٗ بِاَحْسَنِ خَلَفٍ وَسَلَكْتَ طَرِيْقَهٗ وَمِنْهَاجَهٗ خَيْرَ مَسْلَكٍ۔ وَقَاتَلْتَ اَهْلَ الرِّدَّةِ وَالْبِدَعِ وَمَهَّدْتَ الْاِسْلَامَ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِلًا لِلْحَقِّ نَاصِرًا لِاَهْلِهٖ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ اَمِتْنَا عَلٰى حُبِّهٖ۔ وَلَا تُخَيِّبْ سَعْيَنَا فِيْ زِيَارَتِهٖ بِرَحْمَتِكَ يَا كَرِيْمُ۔ سلام ہے تم پر اے خلیفہ رسول اللہ کے۔ سلام ہے تم پر اے ساتھی رسول اللہ کے غار مین۔ سلام ہے تم پر اے رفیق انکے سفرون مین۔ سلام ہے تم پر اے امین انکے بھیدون پر جزا دے تم کو اللہ ہم لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنیکے سبب سے۔ اس جزا سے افضل جو اپنے نبی کی امت مین سے کسی امام کو جزا دی ہے۔ اور بیشک دین کے کام مین انکے قائم مقام ہوئے تم انکے پیچھے نیک طریقہ کے ساتھ۔ اور چلے تم انکے طریق انکی راہ پر خوب چلنا۔ اور لڑائی کی تم نے دین سے پھر جانیوالون اور بدعتیون کے ساتھ۔ اور نیک اور درست کیا تم نے اسلام کے کام کو۔ اور صلہ رحم کیا تم نے۔ یعنی اقربا سے موافقت اور سلوک کیا تم نے۔ اور تم ہمیشہ برحق کہنے والے رہے۔ اور مددگار رہے اہل حق کے۔ یہانتک کہ آیا تم کو یقین۔ یعنی تمہاری وفات ہوئی۔ اور سلام ہے تم پر

اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں۔ یا اللہ تو ہم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت پر مار۔ اور بیفائدہ اور نا امید مت کر ہماری کوشش کو انکی زیارت میں اپنی رحمت کے سبب اے بخشش کرنیوالے۔ بعد اسکے ہٹے یہانتک کہ برابر ہو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے

موقع ۸ اب ایک ہاتھ دائین طرف اور ہٹ کر کھڑا ہو ۸ موقع

۲۰۶۔ زیارت حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۱۔ یہ موقع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کے مقابل ہے۔ چاہیئے کہ یہ دعا پڑھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ الْاِسْلَامِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ۔ جَزَاكَ اللهُ عَنَّا اَفْضَلَ الْجَزَاءِ وَرَضِيَ عَمَّنِ اسْتَخْلَفَكَ۔ فَقَدْ نَظَرْتَ لِلْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ حَيًّا وَّمَيِّتًا۔ فَكَفَلْتَ الْاَيْتَامَ۔ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ۔ وَقَوِيَ بِكَ الْاِسْلَامُ۔ وَكُنْتَ لِلْمُسْلِمِيْنَ اِمَامًا مَّرْضِيًّا وَّهَادِيًا مَّهْدِيًّا جَمَعْتَ شَمْلَهُمْ۔ وَاَغْنَيْتَ فَقِيْرَهُمْ۔ وَجَبَرْتَ كَسِيْرَهُمْ فَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ سلام ہے تم پر اے امیر المومنین۔ سلام ہے تم پر اے غالب کرنیوالے اسلام کے۔ سلام ہے تم پر اے توڑنے والے بتوں کے۔ جزا دے تمکو اللہ ہم لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے سبب سے افضل جزا۔ اور راضی ہو اس شخص سے جس نے تم کو خلیفہ کیا یعنی ابوبکر نے بیشک لحاظ کیا اس نے اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ پر زندگی کی حالت اور موت کی حالت میں اور غمخواری اور سرپرستی کی تم نے یتیموں کے اور صلہ رحم کیا تم نے یعنی اقربا سے موافقت اور سلوک کیا تم نے۔ اور قوت پکڑی تم سے اسلام نے۔ اور تھے تم مسلمانوں کے امام پسندیدہ۔ ہدایت کرنیوالے۔ اور ہدایت پائے ہوئے۔ جمع کیا تم نے مسلمانوں کی جماعت کو۔ اور غنی کیا تم نے انکے فقیر کو۔ اور درست کر دیا تم نے انکے شکستہ حالون کے حال کو۔ پھر سلام ہے تم پر اور اللہ کی رحمت۔ اور انکی برکتیں۔ پھر جسطرف سے ہٹ آیا تھا اُسی طرف آدھ ہاتھ پھر جاوے

موقع ۹ اب واپس بائین طرف تھوڑا ہٹ کر کھڑا ہو ۹ موقع

۲۰۷۔ طریق فاتحہ حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر رضی اللہ عنہما

۱۔ اس مقام پر دونوں حضرات کے چہرے کا مقابل ہے۔ چاہیئے کہ اس طرح پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَرَفِيْقَيْهِ وَوَزِيْرَيْهِ۔ وَمُشِيْرَيْهِ۔ وَالْمُعَاوِنَيْنِ لَهٗ عَلَى الْقِيَامِ فِي الدِّيْنِ۔ وَالْقَائِمَيْنِ بَعْدَهٗ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ۔ جَزَاكُمَا اللهُ اَحْسَنَ جَزَاءٍ جِئْنَاكُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ لِيَشْفَعَ لَنَا۔ وَيَسْاَلُ رَبَّنَا۔ اَنْ يَّتَقَبَّلَ سَعْيَنَا۔ وَيُحْيِيَنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ۔ وَيُمِيْتَنَا عَلَيْهَا۔ وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ۔ سلام تم دونوں پر۔ اے دونوں ساتھ سونے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اور دونوں رفیق انکے اور دونوں وزیر انکے۔ اور دونوں مشورہ کار انکے۔ اور دونوں مددگار انکے دین کے اور انکے بعد مسلمانوں کے کام کے۔ بہتری میں دونوں قائم رہنے والے۔ تم دونوں کو اللہ جزا دے نیک جزا۔ ہم۔ تم دونوں کے پاس آئے ہیں۔ تم دونوں کے ساتھ ہم وسیلہ پکڑتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تاکہ وہ شفاعت کریں ہماری۔ اور سوال کریں ہمارے رب سے کہ قبول کرے ہماری کوشش۔ اور زندہ رکھے ہم کو انکے دین پر۔ اور مارے ہم کو اسی پر اور اُٹھاوے ہم کو اُنکے گروہ میں۔ بعد اسکے دعا کرے اپنے واسطے۔ اور اپنے باپ کے واسطے۔ اور جس نے اسکو دعا کرنیکی واسطے وصیت کیا ہو اسکے واسطے۔ اور سب مسلمانوں کے واسطے۔ بعد اسکے کھڑا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے کے پاس جس طرح پہلے کھڑا ہوا تھا۔

۶/۱۰

۱- اب اس موقع پر مسلمانوں کے واسطے اور اپنے والدین کے واسطے دعا کرے۔

موقع ۱۰ اب پھر روبرو سید الانس والجان کے آئے موقع ۱۰

(یعنی موقع ۲ پر واپس آئے)

۲۰۸- اب دوبارہ پہلے ہی موقع پر آکر زیارت کرے۔

۱- پھر چہرہ مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے اور یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ. وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ. فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ. وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا. وَقَدْ جِئْنَاكَ سَامِعِيْنَ قَوْلَكَ طَائِعِيْنَ اَمْرَكَ مُسْتَشْفِعِيْنَ بِنَبِيِّكَ اِلَيْكَ. اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا. وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ. وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا. رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ. رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ یا اللہ بیشک تونے کہا اور کہنا تیرا حق ہے۔ اور ان لوگوں نے جس وقت اپنا برا کیا تھا۔ اگر آتے تیرے پاس۔ پھر اللہ سے بخشواتے۔ اور بخشواتا انکو رسول۔ تو اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان۔ اور بیشک ہم آئے تیرے پاس یا اللہ۔ رب ہمارے بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو۔ جو آگے پہنچے ہم سے ایمان میں۔ اور نہ رکھ ہمارے دل میں برا ایمان والوں کا۔ اے رب ہمارے تو ہی ہے نرمی والا مہربان۔ اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی۔ اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔ پاک ذات ہے تیرے رب کی۔ وہ عزت کا صاحب پاک ہے ان باتوں سے جو کرتے ہیں۔ اور سلام ہے رسولوں پر۔ اور سب خوبی اللہ کو ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔

۱- اس دعا کے بعد اگر چاہے تو یہ دعا پڑھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مِنَّةَ اللّٰهِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا طٰهٰ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا يٰسِيْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ وَذُرِّيَّتِكَ الطَّيِّبِيْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْنَ. وَعَلَى التَّابِعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ. اَللّٰهُمَّ اَعْطِهٖ نِهَايَةَ مَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّسْاَلَهُ السَّائِلُوْنَ. وَغَايَةَ مَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّأْمَلَهُ الْاٰمِلُوْنَ. اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَاَنْتَ اَصْدَقُ الْقَائِلِيْنَ. وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا. يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ. يَا شَفِيْعَ اللّٰهِ. يَا نَبِيَّ اللّٰهِ. يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَدْ اَتَيْنَاكَ ظَالِمِيْنَ لِاَنْفُسِنَا. مُسْتَغْفِرِيْنَ مِنْ ذُنُوْبِنَا. فَاسْتَغْفِرْ اَنْتَ. وَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ لِيَجِدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا. وَاسْئَلُهُ اَنْ يَّمُنَّ عَلَيْنَا بِسَائِرِ مَطْلُوْبَاتِنَا. وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَةِ عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اُشْهِدُكَ وَاُشْهِدُ رَسُوْلَكَ. وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ صَاحِبَيْ رَسُوْلِكَ. وَاُشْهِدُ الْمَلٰئِكَةَ النَّازِلِيْنَ عَلٰى هٰذِهِ الرَّوْضَةِ الْكَرِيْمَةِ. الْعَاكِفِيْنَ عَلَيْهَا. وَالْقَائِمِيْنَ عَلٰى هٰذِهِ الْبُقْعَةِ الْعَظِيْمَةِ. بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ. وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ. وَاَشْهَدُ اَنَّ مَا جَآءَ مِنْ عِنْدِكَ اِلٰى رَسُوْلِكَ مِنْ اَمْرٍ وَّنَهْيٍ فَهُوَ حَقٌّ. لَا كِذْبَ فِيْهِ. وَاِنِّيْ مُقِرٌّ لَكَ بِجِنَايَتِيْ. وَمُعْتَرِفٌ بِخَطِيْئَتِيْ وَمَعْصِيَتِيْ مِنَ الْكَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ. فَاغْفِرْ لِيْ جَمِيْعَهَا. وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ. وَامْنُنْ عَلَيَّ بِالَّذِيْ مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَائِكَ بِتَوْفِيْقِ الطَّاعَةِ. فَاِنَّكَ الْمَنَّانُ. ذُو الْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ. الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ بِاَهْلِ الْاِيْمَانِ. رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ سلام ہو آپ پر اے خاتم النبیین۔ اے بخشوانے والے گناہگاروں کے۔ سلام ہو آپ پر اے پیشوا پرہیزگاروں کے۔ سلام ہو آپ پر اے رسول رب العالمین کے۔ سلام ہو آپ پر اے احسان اللہ کے اوپر مسلمانوں کے۔ سلام ہو آپ پر اے طٰہٰ۔ سلام ہو آپ پر اے یٰسین۔ سلام ہو آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر اور اولاد پاک پر آپ کی۔ سلام ہو آپ پر اور آپ کی ازواج طاہرات پر جو مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ سلام ہو آپ پر اور آپ کے جملہ اصحاب پر اور تابعین پر قیامت تک۔ اے اللہ عطا کر مجھکو نہایت درجہ کی بہتری جو مانگنے والوں کو چاہیے۔ اور نہایت درجہ کی آرزو جو آرزو کرنے والوں کو چاہیے۔ اے اللہ تو نے یہ فرمایا ہے حالانکہ تو سب کہنے والوں سے سچا ہے۔ اور گر ظلم کر نیوالے اپنی جانوں پر تیرے پاس آوین اور گناہ بخشوانا

تیرا فرمانا قبول کر کے تیرا حکم شفاعت کرانے کو تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے

چاہیں اللہ سے ۔ اور استغفار کرے ان کی طرف سے رسول ۔ تو بیشک پاویگے اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا رحیم ۔ اے حبیب اللہ کے ۔ اے شفیع اللہ کے اے نبی اللہ کے ۔ اے رسول اللہ کے ۔ ہم آپکے پاس آئے ظلم کرنیوالے اپنی جانوں پر ۔ مغفرت مانگنے والے اپنے گناہوں سے ۔ پس بخشوائیں آپ گناہ ہمارے اپنے رب سے ۔ اور شفاعت کریں آپ ہماری پس پائینگے آپ اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا اور رحیم ۔ آپ دعا کریں اللہ سے کہ وہ عنایت کریں ہم کو سب مطالب ہمارے ۔ اور اٹھائے ہم کو نیکبخت بندوں کے زمرہ سے ۔ اے اللہ گواہ کرتا ہوں میں تجھکو ۔ اور گواہ کرتا ہوں میں تیرے رسول کو ۔ اور گواہ کرتا ہوں میں حضرت ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) ہر دو یار دو رسول تیرے کو ۔ اور گواہ کرتا ہوں میں فرشتوں اترنے والوں کو اس روضہ بزرگ پر ۔ اور معتکفین کو اور قیام کرنے والوں کو اس روضہ بزرگ میں ۔ یہ کہ نہیں کوئی معبود برحق مگر تو اکیلا ۔ نہیں کوئی ساتھی تیرا ۔ اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ تیرے اور رسول تیرے ہیں ۔ اور گواہی دیتا ہوں میں جو کچھ تیرے پاس سے آیا ہے تیرے رسول پاس امر نہی سے وہ حق ہے اور اس میں ذرا بھی جھوٹ نہیں ہے ۔ اور میں ہوں اقرار کرنے والا اپنے گناہوں کا اور پشیمانی ظاہر کرنے والا ۔ اپنی خطاؤں اور گناہوں پر وہ کبیرہ ہوں یا صغیرہ ۔ پس اے اللہ بخشدے وہ کل گناہ میرے ۔ اور میرے ماں باپوں کو اور مسلمانوں کو ۔ اور احسان کر مجھپر ۔ ایسا احسان جو تونے اپنے ولیوں پر کیا ۔ کیونکہ تو ہے بہت احسان کرنے والا ۔ صاحب فضل اور احسان کا اور بہت رحم کرنے والا مسلمانوں پر اے اللہ دے تو دنیا اور آخرت میں نیکی ۔ اور بچا تو ہم کو عذاب دوزخ سے ۔ پاک ہے اللہ عزت والا اس چیز سے کہ جس چیز کی وہ تہمت لگاتے ہیں اور سلام پہونچے ہمارا اوپر رسولوں کے اور حمد واسطے اللہ کے ہے ۔ جو رب العالمین ہے ۔

ب ۔ بعض علماء لکھتے ہیں کہ اب دوبارہ قبر شریف کے روبرو آنا صحابہ سے منقول نہیں ہے ۔

۲۰۹ ۔ زیارت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

ا ۔ بعدازاں فاطمۃ الزہراء کی زیارت کے واسطے حجرہ شریف کی طرف متوجہ ہوکر کہے ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِضْعَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَةَ النِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا حَبِيْبَ حَبِيْبِ اللّٰهِ جَزَاكِ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ خَيْرَ الْجَزَاءِ وَرَضِيَ عَنْكِ اَحْسَنَ الرِّضَاءِ جِئْنَاكِ زَائِرِيْنَ مُسْتَشْفِعِيْنَ بِكِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْفَعِيْ لَنَا عِنْدَهٗ لِيَشْفَعَ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا الْعَظِيْمِ فَيُمِيْتَنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَيَجْعَلَنَا مِنْ اُمَّتِهٖ وَيَسْقِيْنَا مِنْ حَوْضِهِ الْكَرِيْمِ مَشْرَبًا رَوِيًّا سَائِغًا هَنِيْئًا لَا نَظْمَاُ بَعْدَهٗ اَبَدًا اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ

سلام ہے اوپر تمہارے اے صاحبزادی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سلام اوپر تمہارے اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جزو ۔ سلام اوپر تمہارے اے فاطمۃ الزہراء ۔ سلام اوپر تمہارے اے جنت کی عورتوں کی سردار ۔ سلام اوپر تمہارے اے اللہ کی حبیب کی حبیب ۔ اللہ تعالیٰ آپکو اور آپکی اہل کو اسلام میں سب سے بہتر جزا دے ۔ اور راضی ہو آپ سے بہت رضامندی کہ ہم آپکے پاس بغرض زیارت حاضر ہوئے تھے اور طلب شفاعت کیواسطے آپکے ذریعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پس شفاعت کرے ہمارے واسطے انکے پاس کہ وہ اپنے رب سے شفاعت کریں ۔ کہ وہ آپکو انکے مذہب پر ۔۔۔ [illegible]

ا ۔ صرف چند ہی فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی زیارت اس موقع پر وہاں ہی سے کیجائے ۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری میں بھی اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے ۔

ب ۔ حضرت فاطمۃ الزہراء کی قبر اطہر کے متعلق تین روایتیں ہیں ۔ ایک کے بموجب قبر شریف مسجد نبوی میں واقع ہے جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے دوسری روایت کے بموجب آپکی قبر مطہر حضرت عباس بن عبدالمطلب عم نبی العرب والعجم کے مشہد میں واقع ہے ۔ تیسری روایت کے بموجب بیت الحزن میں واقع ہے یعنی اس مسجد میں جو دروازہ بقیع کے قریب ہے ۔

موقع ۱۱ اس کے بعد اسطوانہ ابی البابہ پر آئے ۱۱ موقع

۲۱۰ ۔ اسطوانہ ابی البابہ پر کیا کرے ۔

ا ۔ اسطوانہ ابی البابہ پر آکر دو رکعت نماز پڑھے ۔ اور توبہ استغفار پڑھے ۔

۱ ۔ یہ اسطوانہ اس نام سے اسوجہ سے مشہور ہے ۔ کہ ابو البابہ ایک بڑے درجے کے صحابی انصاری تھے ۔ جس زمانہ میں کہ آپ یہود کے قبیلہ بنی قریظہ

سے متعلق تھے تو آپ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں بے ادبی ہوئی تھی کہ جس کی پاداش میں آپ نے اپنے تئیں بڑی بھاری لوہے کی زنجیر کیساتھ اس ستون سے باندھ دیا تھا۔ اور یہ قسم کھائی تھی۔ کہ اپنے تئیں کبھی نہ کھولونگا جبتک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے۔ اور کچھ نہ کھاؤنگا نہ پیونگا۔ چاہے مرجاؤں۔ دس روز تک اسی طرح بندھے رہے۔ ہاں انکی لڑکی ان کو قضاء حاجت یا نماز کے واسطے کھول دیتی تھی۔ آخر کار یہ ہوا کہ بھوک اور پیاس کی شدت سے سماعت میں فرق آگیا۔ اور قریب تھا کہ آنکھیں بھی جاتی رہیں۔ تو یہ آیت کریمہ انکی قبول توبہ کے متعلق حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں نازل ہوئی۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ۔ الخ۔ پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیوقت آپکو آکر کھول دیا۔

ب۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نماز نفل اسی ستون کے پاس پڑھتے تھے۔ اور بعد نماز صبح کے اسی جگہ رونق افروز ہوتے تھے۔ اور آپ کے روبرو ضعفاء اور مساکین اور اصحاب صفہ وغیرہ بھی بیٹھتے تھے۔ اور جو کچھ رات کو قرآن شریف نازل ہوتا تھا آپ ان کے روبرو پڑھتے تھے۔ اور لوگ یہ پڑھتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ اَرْسَلْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ۔ رَاحِمَ الْفُقَرَاءِ مُعِیْنَ الضُّعَفَاءِ وَالْمَسَاکِیْنِ۔

موقع ۱۲ اب روضہ میں آئے موقع ۱۲

۲۱۱ - روضہ میں آکر دو رکعت نماز پڑھے

ا۔ روضہ میں آکر دو رکعت نماز پڑھے اور دعا مانگے اور تسبیح اور ثناء اور استغفار پڑھے۔ فتاوی عالمگیری

ا۔ روضہ کا حال فقرہ ۲۰۲ میں دیکھو۔ یہ وہ ایک مربع جگہ ہے جہاں پنجوقتہ نماز جماعت کے وقت امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے۔

ب۔ روضہ ایک مستطیل جگہ ہے جو ایک طرف تو حجرہ شریف سے منبر اطہر تک ہے اور دوسری طرف مسجد شریف کی دیوار سے ستون علی تک ہے۔

ج۔ بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے روضہ اطہر پر اترتے ہیں اور شام تک درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد واپس چلے جاتے ہیں اور نئے ستر ہزار اور آجاتے ہیں اور اسی طرح صبح تک درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔

موقع ۱۳ اب منبر کے پاس آئے موقع ۱۳

۲۱۲ - منبر کے پاس آکر درود شریف اور دعا پڑھے

ا۔ جب منبر کے پاس آئے تو اپنا ہاتھ منبر کے ستون پر رکھے اور درود شریف پڑھے اور دعا مانگے۔ فتاوی عالمگیری

ا۔ چاہیئے کہ اپنا ہاتھ منبر کے لٹو پر رکھے جس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک خطبہ پڑھتے ہوئے رکھا کرتے تھے تاکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت حاصل ہو۔ عالمگیری

ب۔ اس موقع پر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرَحْمَتِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَغَضَبِکَ۔ (اے اللہ پناہ مانگتا ہوں میں تیری رحمت کے ذریعہ تیری ناخوشی اور تیرے غصہ سے)

ج۔ صحیح مسلم اور سنن نسائی میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھی۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ (یعنی اللہ کی قدر کافروں نے نہیں جانی جتنی قدر کہ ہونی چاہیئے) اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اپنی بڑائی اس طرح بیان کرتا ہے کہ اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالُ۔ یعنی میں جبار ہوں میں جبار ہوں۔ میں بڑا ہوں بہت بلندی والا۔ اس کلام کو سنکر منبر بہت تھرتھرایا اور لوگوں کو خیال ہوا کہ آپ کہیں منبر پر سے

گر نہ پڑیں - د - یہ خیال دل میں لانا چاہئے کہ آپ منبر اطہر پر رونق افروز ہیں اور خطبہ پڑھکر مہاجرین و انصار کو احکام الٰہی بیان فرما رہے ہیں۔

د - حدیث میں آیا ہے مِنْبَرِیْ عَلٰی تُرْعَةٍ مِّنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ - منبر میرا اوپر ایک سیڑھی کے ہے جنت کی سیڑھیوں میں سے - (ترعہ کے معنی دروازہ یا سیڑھی یا باغ کے بھی ہیں)

موقع ۱۴ اب ستون حنّانہ کے پاس آئیے موقع ۱۴

۲۱۳ - ستون حنّانہ کے پاس آکر دعا مانگے

ا - اس کے بعد جب ستون حنّانہ یا مُخَلّق کے قریب آئے تو وہاں دعا مانگے - (اس جگہ کیواسطے کوئی دعا مخصوص نہیں ہے)

ا - جس مقام پر اب ستون مخلق ہے وہاں پہلے ستون حنّانہ تھا - اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کے قریب خطبہ پڑھا کرتے تھے جب منبر تیار ہوا اور آپ منبر پر خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو ستون حنّانہ فراق مصطفوی میں رو یا - تو آپ نے منبر پر سے اتر کر اسکی تشفی کی غرضکہ پھر وہ اسی جگہ دفن کر دیا گیا - اور بعض کے نزدیک اسکی کنگھیاں بنوائی گئیں اور بطور تبرک تقسیم کی گئیں -

ب - ستون مخلق اسواسطے نام رکھا گیا کہ خلوق جو ایکقسم کی خوشبو ہے ایک مرتبہ اسکو ملی گئی تھی - یہ ستون محراب نبوی کے قریب ہے - اور دائیں طرف ہے -

موقع ۱۵ اب مسجد نبوی سے باہر اپنی قیامگاہ پر آئیے موقع ۱۵

۲۱۴ - اقامت مدینہ طیبہ و رجوع بوطن

(اقیامت مدینہ طیبہ بسید الانام و رجوع بوطن بالخیر والسلام)

ا - ایام قیام مدینہ شریف میں امور ذیل مد نظر رکھے -

(۱) درود شریف کثرت سے پڑھا کرے - عالمگیری - (۲) سب نمازیں روزانہ حتی المقدور مسجد شریف میں پڑھے - (افضل جگہ نماز نفل پڑھنے کے واسطے محراب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم) (۳) اکثر شب بیداری بھی کرے - اور کلام مجید بھی مسجد نبوی میں پڑھے - (۴) مسجد نبوی میں اکثر اعتکاف کرے (۵) ہر ستون کے پیچھے اگر ممکن ہو تو دو رکعت نماز پڑھے - (۶) حجرہ اطہر منور معطر و معنبر پر اکثر نگاہ کرے کیونکہ اہل حدیث کے نزدیک روضہ حبیب کبریا پر نظر ڈالنا استحبابا حکم نظر کرنے کعبہ شریف کا ہے - (۷) دنیوی بات مسجد شریف میں ہرگز نہ کرے (۸) ہفتہ کے روز مسجد قبا میں آئے - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح وارد ہے - اور وہاں فاتحہ پڑھے اور دعا مانگے - (۹) شہداء احد کی زیارت پنجشنبہ کو کرے کہ مستحب ہے - عالمگیری

۲ - مدینہ شریف سے رخصت ہو تو دو رکعت مسجد نبوی میں پڑھکر رخصت ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آئے اور سلام کا اعادہ کرے - عالمگیری

(۱) اپنے والدین اور اقربا اور دوستوں کے واسطے دعا مانگے اور خدا تعالیٰ سے سلامتی سے واپس وطن پہنچنے کے واسطے دعا کرے (۲) دروازہ سے باہر الٹے پاؤں ہٹ کر آئے اور وہاں سے جدائی پر تاسف کرے - (۳) مسجد کے نگہبانوں کو اور فقراء کو کچھ دے - (۴) شہر سے کھجوریں وغیرہ تبرکا لے -

۳ - اگر اب مدینہ شریف سے مکہ شریف واپس آئے اور وہاں سے رخصت ہو تو اسطرح عمل کرے جسطرح ہمنے فقرہ ۱۲۶ میں لکھا ہے اور چاہئے کہ رخصت ہونے سے پہلے ایک نفل طواف کرے - (۱) وطن میں واپس آئے تو پہلے کسی مسجد میں دو رکعت نفل پڑھے - پھر گھر میں جائے -

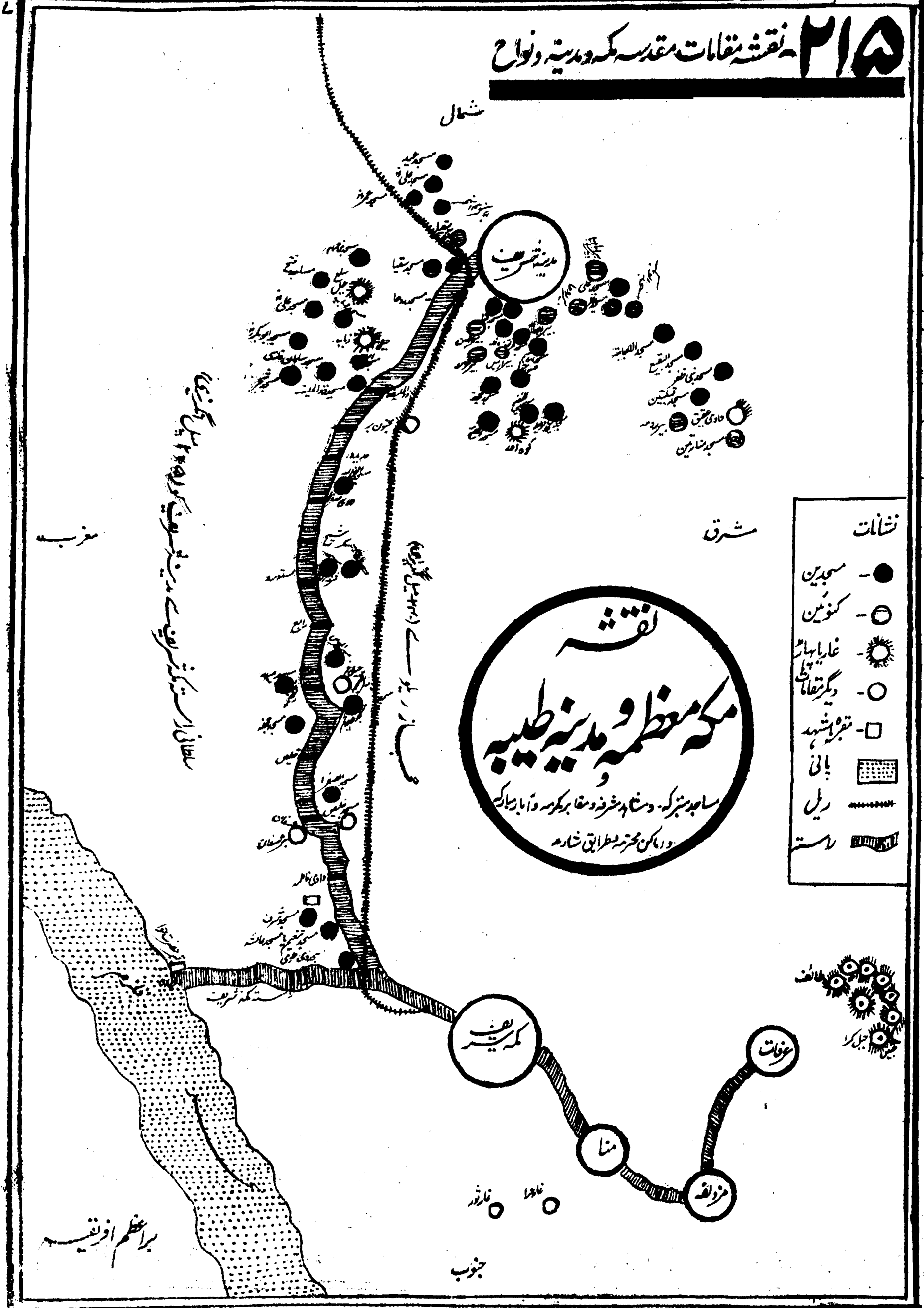
دعاء خاتمہ - اَللّٰهُمَّ وَفِّقْ لَنَا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَيَسِّرْهُمَا لِيْ وَزِيَارَةَ قَبْرِ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَمَوْلَانَا - خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ - سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ - قُدْوَةِ الْعَابِدِيْنَ - مَوْلَى الْعَالَمِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَحْفَادِهٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِهٖ - وَفُقَهَاءِ اُمَّتِهٖ - وَشُهَدَاءِ اُمَّتِهٖ - وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ - وَعَلٰى جَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا -

{ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الْحَجَّ بِبَيْتِكَ الْمُنِيْفِ وَزِيَارَةَ قَبْرِ نَبِيِّكَ الشَّرِيْفِ - وَاخْتِمْ لَنَا بِالْاِيْمَانِ بِجَاهِ نَبِيِّكَ - وَرَسُوْلِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ - اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ - }

کتاب الحج والزیارت

باب ہفتم

اماکنِ محترمہ مکہ و مدینہ و نواح


۲۱۵ نقشہ مقامات مقدسہ مکہ و مدینہ و نواح
شمال
مدینہ شریف
مشرق
مغرب
نشانات
مسجدین
کنوئیں
غار یا پہاڑ
دیگر مقامات
مقبرہ یا شہید
پانی
ریل
راستہ
نقشہ
مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ
مساجد متبرکہ ومشاہد مشرفہ ومقابر مکرمہ وآثار مبارکہ
و اماکن محترمہ مع طرق شارعہ
طائف
مکہ شریف
عرفات
منا
مزدلفہ
بحر اعظم افریقہ
جنوب

باب ۷ فصل اوّل - راستہ کے پڑاؤ اور کنوئیں اور مسجدیں وغیرہ

(راستوں کا نقشہ فقرہ ۲۱۵ کے نقشہ میں ملیگا یا نقشہ مکان میں)

جو سڑک جدہ سے مکہ کو جاتی ہے خوب فراخ ہے اور اکثر سرکاری موٹرین اس پر چلتی ہیں۔ سڑک کے گرد چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں ہیں۔ سایہ دار درخت شاذونادر ہی ملتا ہے۔ پانی راستہ میں بالکل نہیں ملتا۔ ہان پڑاؤ پر ملجاتا ہے۔

۲۱۶ - جدہ سے مکہ تک

خاص جدہ میں اور جدہ سے مکہ تک جتنے پڑاؤ و قہوہ خانہ آئینگے ہم انکا مختصر بیان لکھدیتے ہیں۔ جدہ سے مکہ معظمہ دو منزل ہے یعنی بفاصلہ ۲۸ کوس۔ پہلی منزل اکثر بحیرہ یا حدہ پر ہوتی ہے۔ دوسری خاص مکہ معظمہ۔

۱- **جدہ** - ایک مختصر سا شہر ہے۔ اسکے چارون طرف فصیل ہے۔ بازار بہت خوبصورت ہین۔ اور نہایت صاف۔

قبر حضرت حوا رضی اللہ عنہا شہر کے شمال مین قبرستان ہے جو چاردیواری سے گھرا ہوا ہے اسکے بیچ مین حضرت حوا کی قبر ہے جس کے چارطرف ایک دیوار بنی ہوئی ہے اور سرہانے یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔

هُوَ الْخَلَّاقُ الْبَاقِي

هٰذَا الْقَبْرُ لِاُمِّنَا الْجَمِيعِ حَضْرَتُ سَيِّدَتُنَا حَوَّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

سنہ الف وثلثمائۃ عبدالحمید خان

قبر کے پائینتی ایک سبز رنگ کا پتھر گڑھا ہوا ہے جس پر کسی ایسی طرز پر عبارت کندہ ہے کہ پڑھی نہیں جاتی۔

سلطانی قلعہ۔ قبرستان کے مغرب میں ایک قلعہ ہے جس کو سلطانی قلعہ کہتے ہین۔

۲- **بحیرہ یا حدہ** - جدہ کے بعد یہی بڑا پڑاؤ ہے جہاں عام طور پر لوگ قیام کرتے ہین۔ اب اسکے بعد دوسرا پڑاؤ مکہ ہے۔ یہان تقریباً بیس گھر کی آبادی ہے۔ کنوئین بھی ہین مگر انمین سے اکثر کا پانی کھاری ہے۔ یہان کچھ دوکانین بھی ہین۔ اشیاء خوردنی ملجاتی ہے۔

۳- **قہوہ خانہ و کنوئین** - راستہ مین بارہ قہوہ خانہ اور متعدد کنوئین آتے ہین۔ اور بہت سے اُنمین سے برباد ہوگئے ہین۔ اور بعض ایسے چھوٹے ہین کہ وہ کسی شمار مین نہیں۔ انمین سے چند یہ ہین۔ قہوہ خانہ۔ مرعانہ۔ باجاہ۔ العصرین۔ جدہ اور بحیرہ کے درمیان مین۔ اور قہوہ خانہ شمسہ بحیرہ اور مکہ کے درمیان۔

۴- **نخلستان** - مکہ معظمہ کے قریب کئی نخلستان آتے ہین جن مین سے مسافرون کو گذرنا پڑتا ہے۔

۲۱۷ - مکہ سے مدینہ تک

مکہ سے مدینہ تک گیارہ پڑاؤ ہین جنکا حال علی الترتیب ذیل مین درج ہے۔ یہ پڑاؤ سلطانی راستہ پر ہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین یہ راستہ نہ تھا بلکہ پہاڑون مین سے ہوتا ہوا آتا تھا۔ اور اسی وجہ سے اکثر مساجد آثار سرراہ نہیں ہین۔

۱- **وادی فاطمہ** - یہ منزل مکہ شریف سے ۱۰ کوس ہے جہان قافلہ ٹھیرتا ہے وہ ایک میدان ہے۔ گانون وغیرہ کوئی قریب نہیں۔ ہان قریب ایک باغ ہے جس مین کھجورون کے درخت ہین اور اس مین نہر بھی جاری ہے۔

۲- **وادی عسفان** - یہ جگہ بھی ایک ریگستانی میدان ہے مگر چارون طرف پہاڑون سے گھرا ہوا ہے۔ یہان بھی کوئی گانون قریب نہیں ہے ہان کچھ بدون کے گھر مین جہان

کچھ کھانے کا سامان ملسکتا ہے پانی کی بہت تنگی ہے اگرچہ دو کنوین قریب ہین ۔ گذشتہ مقام سے یہ مقام اٹھارہ کوس ہے ۔

۳ ۔ **خُلیص** ۔ اس جگہ کچھ بدون کے گھر ہین اور نہر بھی ہے اور کھجور کے درخت بھی ۔ اور ایک مسجد کا نشان باقی ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین موجود تھی ۔

۴ ۔ **بیر قضیمہ** ۔ یہ مقام ایک کنوین کی وجہ سے جو قریب ہے بیر قضیمہ کہلاتا ہے ۔ یہ بھی ایک میدانی جگہ ہے یہان بھی وادی عسفان کی طرح کھانے کا سامان ملسکتا ہے اگرچہ کنوین متعدد ہین مگر پانی کھاری ہے اور مقدار مین بہت تھوڑا کہ قافلہ والون کو بشکل سے کافی ہوتا ہے ۔

۵ ۔ **رابغ** ۔ ایک گانون ہے کسیوقت یہ بندرگاہ ہوگا ۔ اس مین بازار بھی ہے ۔ جس مین ہر قسم کی چیز ملجاتی ہے ۔ مگر مکانات کچے بنے ہوئے ہین ۔ اور ایک بادشاہی قلعہ بھی ہے جس کی فصیل تو پتھر کی ہے مگر اندرونی عمارتین کچی ہین ۔ زراعت یہان خوب ہوتی ہے ۔ باغات ہین جس مین کھجورین بکثرت ہین ۔ یہان تربوز بہت بڑا ہوتا ہے کنوین بھی ہین ۔ مگر پانی وہان قیمتاً دیتے ہین ۔ اور اگر قافلہ مین منگواؤ تو زیادہ قیمت لیتے ہین ۔ رابغ کے بیچ مین سے سڑک جاتی ہے جس کے دونون طرف کچھ فاصلہ تک باغات ہین ۔ رابغ کے آگے سے دو راستہ مدینہ شریف کو جاتے ہین ۔

۶ ۔ **مستورہ** ۔ اس کنوین کا پانی کھاری ہے یہ جگہ ایک میدان ہے جس کے مشرق کی طرف تھوڑی دور پر پہاڑ نظر آتے ہین یہان پانی کی سخت قلت ہے نہ یہان کھانے پینے کا سامان کچھ نہین ملسکتا اور پانی بہت مہنگا ملتا ہے ۔

۷ ۔ **بیر شیخ** ۔ یہ بھی ایک ریگستان ہے کہ دو طرفہ پہاڑ ہین ۔ پانی کے دو کنوین یہان ہین مگر وہ قافلہ کو تو کافی نہین ہوسکتے ۔

۸ ۔ **وادی صفرا** ۔ یہ ایک گانون ہے خاصہ بڑا ۔ یہان نہر جاری ہے اور کھجور کے درخت بھی ہین ۔ یہ منزل گذشتہ منزلون سے بہ لحاظ شادابی کے بہتر جگہ ہے ۔

۹ ۔ **حدیث** ۔ یہان پانی کی قلت ہے ۔ ہان پانی ملجاتا ہے جو قریب کے پہاڑ سے لایا جاتا ہے ۔

۱۰ ۔ **مجنون بیر** ۔ یہان پانی کا نام نہین ۔

۱۱ ۔ **ذوالحلیفہ** ۔ اس کو بیر علی بھی کہتے ہین ۔ بلکہ اس زمانہ مین تو بیر علی ہی کہلاتا ہے ۔ یہان سے مدینہ طیبہ تین کوس ہے ۔ اور یہ وہ مبارک جگہ ہے جہان رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم نے حج کا احرام باندھا تھا یہان ایک مسجد ہے جس مین احرام باندھا جاتا ہے ۔

(رابغ سے آگے چھوٹے راستہ کے پڑاؤ حسب ذیل ہین)

۶ ۔ **بیر حسانی** ۔ یہ بھی وہی ریگستان پہاڑون سے گھرا ہوا ہے ۔ ہان یہان کچھ مکان بدون کے ہین جہان سے کوئی کھانے پینے کی چیز مل سکتی ہے ۔

۷ ۔ **بیر الاشہب** ۔ پانی یہان بھی کم ہے اور قیمت ہی سے دستیاب ہوسکتا ہے ۔

۸ ۔ **بیر الاشہب** ۔ یہ بھی وہی ریتیلا میدان ہے ۔ یہان پانی کے واسطے صرف ایک کنوان ہے اُس مین سے بھی قیمت خرچ کرنے پر پانی ملتا ہے ۔

۹ ۔ **نقطع الغائر** ۔ ایک گھاٹی ہے جس کی زمین سنگین ہے ۔ کنوان ہے مگر پانی قیمتاً ہی ملتا ہے ۔

۱۰ ۔ **بیر ماشی** ۔ یہ بھی ایک میدان ہے اور پہاڑون سے گھرا ہوا ۔ ہان کچھ کھجورون کے درخت ہین ۔

راستہ کی مسجدین

(وہ مساجد جو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے راستہ مین ہین)

۱ ۔ **مسجد ذوالحلیفہ** ۔ اس کو مسجد الشجرہ بھی کہتے ہین اہل مدینہ کا میقات یہی ہے (دیکھو فقرہ ۲) مدینہ سے ۳ کوس ہے ۔

۲ ۔ **مسجد معرس** ۔ یہ مدینہ سے ۶ میل ہے وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہان اخیر شب مین آرام فرمایا تھا اور نماز پڑھی تھی ۔

۳ ۔ **مسجد عرق الظبیہ** ۔ جو روحاء سے دو میل آگے ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان نماز پڑھی ہے علاوہ آپ کے وہان ۷۰ پیغمبرون نے نماز پڑھی ہے ۔

۴ ۔ **مسجد شرف الروحاء** ۔ مدینہ شریف سے ۳۰ ۔ یا ۴۰ میل پر واقع ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان نماز پڑھی تھی ۔ قبر مضر بن نزار کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد مین سے تھے اسکے قریب واقع ہے ۔

۵ ۔ **مسجد الغزالہ** ۔ کہ روحاء کے وادی مین پہاڑ کے کنارے پر واقع ہے یہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے یہان ایک درخت تھا کہ جب عبداللہ بن عمر وہان اترتے تھے تو آب وضو کا بقیہ اس مین ڈالا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ سید الانبیاء نے ایسا ہی کیا ہے مسجد الغزالہ اور اسکا فاصلہ تین میل کا ہے ۔''

۶- مسجد الصفرا - مدینہ سے تین روز کے راستہ پر ہے۔ مدینہ سے جانیوالون کے واسطے یہ چوتھی منزل ہے اور یہان خاصی اچھی آبادی ہے + یہ بات مشہور ہے کہ ابوذر غفاری کی قبر اسمقام پر ہے۔ یہ غلط ہے یہان جو قبر ہے وہ ابو عبیدہ کی ہے جیسا کہ امام نووی نے تہذیب الایمان مین لکھا ہے۔

۷- مسجد البدر- یہ جگہ میدان کارزار رہی ہے اور بدر کی لڑائی مشہور ہے۔ اس زمانہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خرمہ کی ٹہنیون کا ایک سائبان بنایا گیا تھا + شہدار بدر کی زیارت ضرور کرنی چاہیے اور اس طریق پر کرے جیسا کہ فقرہ (۲۳۵) مین مذکور ہے۔

۸- مسجد جحفہ-
۹- مسجد جحفہ دیگر- } یہ دونون قریب قریب واقع ہین۔

۱۰- مسجد غدیر خم- یہ ایک بڑی قابل تعظیم جگہ ہے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ادائے نماز ظہر خطبہ پڑھا اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔

۱۱- مسجد الخلیص- اسی نام کے ایک پہاڑ پر واقع ہے جو مکہ شریف سے تین روز کے راستہ پر ہے۔

۱۲- مسجد القبت- مسجد خلیص سے تین میل شمال کی طرف واقع ہے۔

۱۳- مسجد مر الظہران- یہ وادی فاطمہ سے مشرق کیطرف واقع ہے۔

۱۴- مسجد السرف- وادی فاطمہ سے تین میل شمال کو ہے۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہان ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اور اس مطہرہ کا مزار بھی اسی جگہ پر واقع ہے۔

۱۵- مسجد تنعیم- یہان عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے اسکو مسجد عائشہ بھی کہتے ہین (دیکھو فقرہ ۲۸)(۲۳۹)

۱۶- مسجد ذی طوی- یہ چاہ طوی کے قریب واقع ہے۔ یہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تشریف لاتے وقت رات کو قیام فرمایا تھا اور دوسرے روز مکہ مین داخل ہوئے۔

۲۱۹- راستہ کے کنوین

(وہ کنوین جو مکہ اور مدینہ شریف کے راستہ مین ہین)

(۱) بیر خلیص	(۲) بیر قیضمہ	(۳) بیر ستورہ	(۴) بیر شیخ	(۵) بیر غار
(۶) بیر روحا	(۷) بیر حسانی	(۸) بیر الاشہب	(۹) بیر الاشہب	(۱۰) بیر ماشی

باب ۷ فصل دوم - عرفات ونواح باب ۷

(دیکھو نقشہ عرفات فقرہ ۷۵)

۲۲۰- اندرون حدود عرفات

موقف اعظم- (یعنی موقف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم) - یہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی قصواء پر سوار وقوف فرمایا کرتے تھے۔ اس جگہ اب احاطہ بطور مسجد کے بنایا گیا ہے۔ اور وہان سیڑھیان لگی ہوئی ہین۔ مگر اونٹنی خوب چڑھ سکتی ہے۔ اور امام وہان ہی اونٹنی پر کھڑا ہوتا ہے

۲- موقف- (یا میدان عرفات) یہ وہ جگہ ہے جہان حج کا سب سے بڑا رکن ادا کیا جاتا ہے یعنی یہی میدان ہے جس مین نوین تاریخ یعنی عرفہ کے روز ظہر سے عصر تک کل حجاج بڑے عجز وزاری سے دعا کرتے ہین۔ اس دعا کا وقت عام طور پر نماز ظہر کے بعد شروع ہوکر نماز مغرب کے وقت ختم ہوجاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی محرم اسوقت کے بعد نماز صبح سے پہلے پہلے بھی اکیلا ہی وہان پہنچکر دعا مانگ لے تو اسکا حج صحیح ہے۔

۳- مسجد نمرہ- (یا مسجد ابراہیم) یہ مسجد عرفات مین موقف کے حدود سے باہر ہے۔ اس مسجد مین ۹- ذی الحجہ کو یعنی خاص حج کے دن ظہر اور عصر کی نماز

ظہر کے وقت مین ملا کر جماعت سے پڑھی جاتی ہے مگر پہلے خطبہ ہوتا ہے جیساکہ نماز جمعہ مین دستور ہے اور امام حنفی ہوتا ہے - یہ مسجد ۱۴۳ گز لمبی اور ۵۳ گز چوڑی ہے - مسجد نمرہ اسوجہ سے کہلاتی ہے کہ نمرہ پہاڑ پر واقع ہے -

۴- جبل رحمت - میدان عرفات مین یہ ایک بلند پہاڑ ہے اس پر سفید برجی بنی ہوئی ہے جو دور سے نظر آتی ہے -

۵- نہر عرفات - یہ نہر نہر زوبیدہ کی ایک شاخ ہے میدان عرفات مین واقع ہے -

۶- درخت بیری - یہ درخت موقف اعظم سے کچھ تھوڑے ہی فاصلہ پر ہے درخت تو وہان نہین ہے لیکن دعا ابھی قبول ہوتی ہے - دیکھو نقشہ فقرہ ۵ -

۷- وادی عرنہ - یہ ایک نشیب جگہ جو مسجد نمرہ کے پہلو مین واقع ہے مگر حرم کے حدود کے اگر مسجد کے صحن کی دیوار گرے تو اس وادی مین گرے -



فصل سوم - مزدلفہ و نواح



(دیکھو نقشہ فقرہ ۸۴)

۲۲۱- اندرون حدود مزدلفہ

۱- مزدلفہ - مشتق ہے ازدلاف سے جس کے معنی "قریب ہونا" کے ہین - یہان حضرت آدم و حوا ملے تھے اسواسطے اس مقام کا نام مزدلفہ [illegible] عرفات سے تین کوس پر ہے اور یہان نہر جاری ہے -

۲- جبل قزح - یہ مزدلفہ مین ایک مقام ہے جہان زمانہ جاہلیت مین آگ جلا کرتی تھی (دیکھو نقشہ فقرہ ۸۴) بعض کتابون مین جبل قزح کو مشعر الحرام [illegible] مگر دراصل مشعر الحرام مزدلفہ کو کہتے ہین - (دیکھو فقرہ ۲ و ۹۰)

۲۲۲ بیرون حدود مزدلفہ

۳- وادی محسر - ایک نشیب جگہ ہے جہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو دیکھا تھا کہ آہ و زاری کر رہا تھا - کیونکہ آپکی دعا جو [illegible] کی تھی بارگاہ عزوجل مین مقبول ہوئی تھی اور اسکی منظوری کا حکم مزدلفہ مین پہنچا تھا جبکہ آپ مناسک حج کی ادا [illegible] لائے تھے - یہ وادی مزدلفہ جاتے ہوئے راستہ مین پڑتی ہے جس مین سے ہوکر حجاج کو گذرنا پڑتا ہے - اسکی لمبائی [illegible] حجاج کو اپنی رفتار سے تیز چلنے کا حکم ہے - (دیکھو نقشہ نقرہ ۸۴)



فصل چہارم - منا و نواح



(دیکھو نقشہ منا فقرہ ۹۳)

۲۲۳ اندرون حدود منا

۱- منا - مکہ شریف سے مغرب کیطرف تین کوس کے فاصلہ پر ہے - وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا چھوڑ کر جانے لگے تو بولے تمن (یعنی تیری کیا آرزو ہے) اگر کچھ خواہش ہو تو بتا و کہ پروردگار عالم کے روبرو عرض کرون) - حضرت آدم علیہ السلام

نے کہا تھا تمنی الجنۃ یعنی آرزو ہے تو یہی ہے کہ مجھے جنت مین بلا لیا جائے۔ تو چونکہ یہ تمنا اس مقام پر واقع ہوئی تھی اسواسطے اس مقام کو منا منا کہنے لگے بعض کے نزدیک منا کے لغوی معنی اندازہ کرنیکے ہین۔ تو چونکہ یہان قربانی کرنے کا اندازہ کیا جاتا ہے تو اس مقام کو منا کہتے ہین۔ یہان مکانات اور دوکانین بنی ہوئی ہین۔ اور حج کے موسم مین بازار وغیرہ آراستہ کئے جاتے ہین۔

۱۔ مسجد خیف ۔ (جس کو بعض لوگون نے غلطی سے مسجد ضیف لکھا ہے) منا کے کنارے پر واقع ہے۔ اور چونکہ خیف یعنی کنارہ کے ہین۔ لہذا یہ مسجد اس نام سے موسوم ہوئی۔ اس مسجد مین بیشمار پیغمبرون نے نماز پڑھی ہے۔ انکی تعداد ستر بتائی جاتی ہے۔ اور کہتے ہین کہ سب یہان ہی مدفون ہین مسجد کا طول دو سو گز لمبی اور سو گز چوڑی ہے دروازہ پر ایک مینار ہے جس پر اذان دی جاتی ہے۔

۳۔ مسجد الکبش ۔ یہان حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی کی تھی کبش کے معنی مینڈھے کے ہین۔ تو چونکہ آپ نے وہان مینڈھا ذبح کیا تھا لہذا وہ جگہ مسجد الکبش کے نام سے نامزد ہوئی۔

۴۔ مسجد منحر النبی ۔ یہان اِنَّا اَعْطَیْنٰا نازل ہوئی تھی۔ (دیکھو اسی باب کی فصل)

۵۔ جمرات ۔ جمرہ کی جمع ہے یہ تین جگہ ہین جس مین سے پہلا جمرہ اولیٰ جو مسجد خیف کے متصل ور منا سے نزدیک اور مکہ سے دور ہے۔ دوسرا جمرہ وسطیٰ جو جمرہ اولیٰ کے متصل ہے تیسرا جمرہ عقبہ جس کو جمرہ قصوہ بھی کہتے ہین۔ اور جمرہ دنیا بھی کہتے ہین وہ مکہ سے قریب اور منا سے دور ہے۔ اور ان جمرات کو اسواسطے کنکر مارے جاتے ہین جس کو رمی کرنا کہتے ہین۔

۔ غار مرسلات ۔ قریب مسجد خیف کے ہے بروایت حضرت عبد اللہ بن مسعود کے سورہ مرسلات وہین نازل ہوئی زیارت کرنا ضروری ہے اور جو کچھ بندہ دعا مانگے قبول ہوتی ہے۔

۱۱۔ مذبح ۔ یہ مذبح مسجد الکبش مین کہ جائے ذبح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہے۔

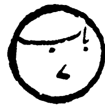
۲۲۴ ۔ بیرون حدود منا

۷۔ جبل ثبیر ۔ منا سے مزدلفہ جاتے وقت بائین ہاتھ کو پڑتا ہے۔

۸۔ مسجد عقبیٰ ۔ (قریب منا) معروف بہ مسجد البیعۃ جو قریب منا کے ہے کہ مکہ سے منا جاتے وقت دائین ہاتھ کو آتی ہے۔

۹۔ مسجد بیت العقبیٰ ۔ یہان پر انصار نے بیعت قبول کی تھی۔

۱۰۔ وادی محصب ۔ ایک گھاٹی ہے مکہ اور منا کے درمیان (دیکھو نقشہ منا و جمرات فقرہ ۔ ۹۳) محصب اسوجہ سے نام رکھا گیا ہے کہ وہان کی زمین کنکر ملی ہے اور کنکریان بکثرت ہین حصبا بالفتح (کنکر کو کہتے ہین۔ پس محصب کے معنی وہ جگہ جہان کنکریان ہون۔ حج کے بعد مکہ واپس جاتے ہوئے محصب پر ٹھہرنا مسنون ہے۔ (دیکھو فقرہ ۔ ۱۱۹) ۔ یہ جگہ دو پہاڑون کے بیچ مین واقع ہے ایک طرف کے پہاڑ کے قریب مکہ کا قبرستان ہے جو محصب سے متعلق نہین ہے



فصل پنجم ۔ مسجد حرام و عمارات اندرونی

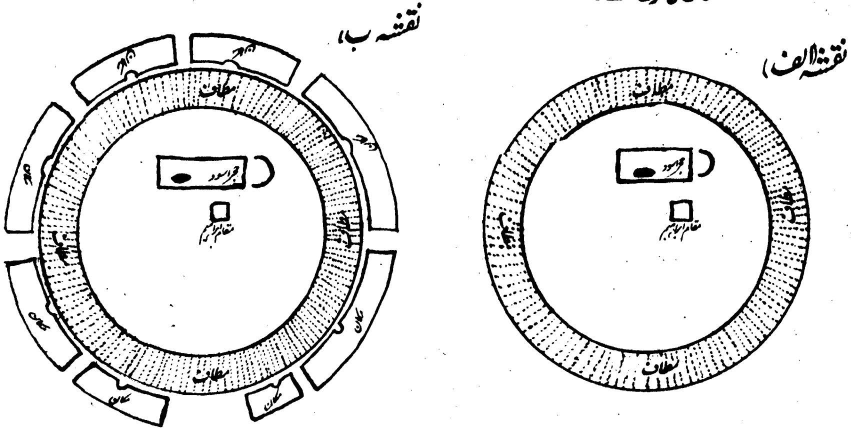


(دیکھو نقشہ فقرہ ۴۶)

۲۲۵ ۔ مسجد حرام ازمنہ مختلفہ مین (مع نقشہ)

۱۔ مسجد حرام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مین ۔ صرف اسیقدر تھی کہ خانہ کعبہ کا کمرہ تھا اور حطیم تھا اور اس کے گرد مطاف اور وہ پتھر جس کو مقام ابراہیم کہتے ہین خانہ کعبہ کے قریب لگا ہوا تھا (دیکھو نقشہ الف)

۲- مسجد حرام قصی بن کلاب کے زمانہ مین - اتنی تھی جتنی کہ نقشہ (ب) سے ظاہر ہے اور مطاف کے گرد لوگون کے گھر بنے ہوئے تھے اور گھرون کے دروازہ مطاف کی طرف تھے -



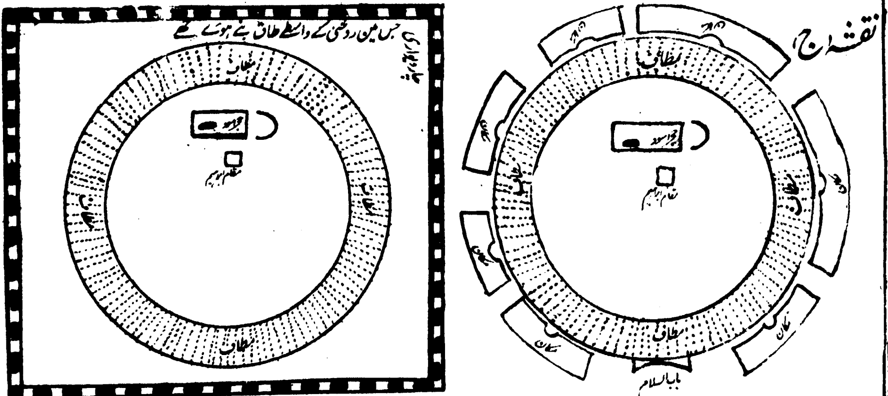
۳- مسجد حرام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ اول کے زمانہ مین - بالکل ایسی تھی جیسا کہ نقشہ - ج - سے ظاہر ہے۔

۴- مسجد حرام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین - آپ نے مطاف کے گرد مکانات خرید کر مسجد حرام کو بڑھایا اور گرد ایک چار دیواری بنوادی جو آدمی کے قد کے برابر اونچی تھی اور اس مین بیشمار طاق تھے جن مین چراغ رکھے جاتے تھے - (جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے) اور مقام ابراہیم کو موجودہ جگہ پر قائم کیا - یہ واقعہ ۱۴ھ مین ہوا۔

۵- مسجد حرام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و عبد الملک بن مروان کے زمانہ مین - ان کے زمانہ مین جو تبدیلی واقع ہوئی وہ صرف یہ تھی کہ گرد کے اور مکانات توڑ کر مسجد حرام وسیع کی گئی -

۶- مسجد حرام ابو جعفر منصور وغیرہ کے زمانہ مین - ابو جعفر منصور نے ایک مرتبہ ۱۶۰ھ ہجری مین اور دوسری مرتبہ ۱۶۵ھ مین بہت روپیہ خرچ کر کے اس کی تعمیر کرائی چنانچہ بعض موقع ایک گز زمین کے پچیس دینار دئے -

نقشہ (د)

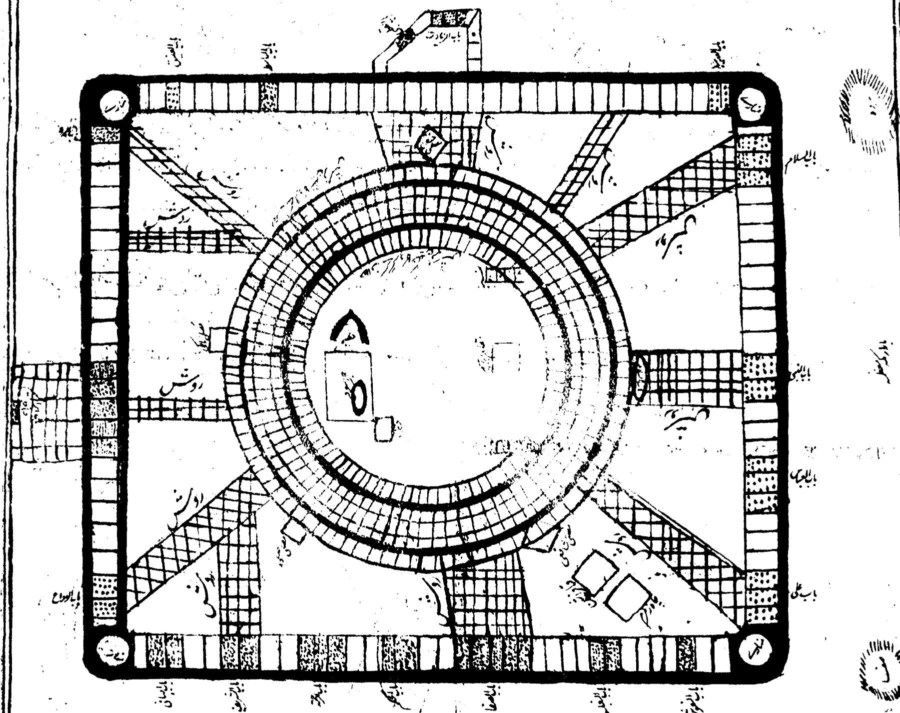


۷- مسجد حرام معتضد عباسی کے زمانہ سے اب تک - اس کے بعد معتضد عباسی نے دار الندوہ کی طرف کچھ عمارت بڑھائی اور اس زیادتی کا نام باب الزیادہ

رکھا اور کچھ عمارت کعبہ شریف کے پچھلی طرف بھی بڑھائی جس کو باب ابراہیم کہتے ہین۔ اس کے بعد سلیمان خان بادشاہ روم نے اس مسجد کی ازسرنو تعمیر کی۔ جو تعمیر کہ اس کے بیٹے سلطان مراد خان کے وقت مین ۹۸۳ھ ہجری مین اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد عمارت مین کوئی بڑی تبدیلی نہین ہوئی +

۲۲۶ مسجد حرام موجودہ زمانہ مین

۱۔ مسجد حرام۔ اس کا طول باب السلام سے باب العمرۃ تک ۴۰۴ گز ہے اور عرض باب الصفا سے باب الزیادۃ تک ۳۰۴ گز ہے۔ چارون طرف دالان ہین۔ بعض طرف تین گہرا ہین اور بعض طرف زیادہ مگر تین گہرے سے کم نہین ہین۔ ان تمام دالانون کے ستون تعداد مین ۵۵۵ ہین جیسا کہ حیات القلوب مین لکھا ہے۔ اُن مین سے جو سنگ مرمر کے ہین وہ تعداد مین ۲۹۳ ہین اور یہ مدور ہین اور جو سنگ شمسیہ کے ہین وہ ۲۴۴ ہین اور یہ ہشت پہلو ہین۔ اور باقی سنگ صفوان کے ہین جو ایک قسم کا سخت پتھر ہے + مسجد کے شمالی طرف محکمہ قاضی اور مدرسہ سلیمانی مسجد سے ملے ہوئے ہین۔ اور مشرق کیطرف مدرسہ سلطانی۔ اور مغرب کیطرف مدرسہ داؤدیہ ہین۔ ان سب مین جانیکا راستہ مسجد مین سے ہے۔



باب امہانی کیطرف بجلی کا انجن لگا ہوا ہے جس سے تمام حرم شریف مین بجلی کی روشنی ہوتی ہے۔ حرم شریف مین مطاف پر بیشمار بجلی کی کپیان لگی ہوتی ہین۔ دور دالانون پر ستون لگے ہوئے ہین جن مین بجلی کی کپیان لٹکی ہوئی ہین۔ (دیکھو نقشہ فقرہ

سب گنبد مسجد حرام کے ۱۵۲ ہین جن مین سے شمال کیطرف ۴۱ ہین (سات سنگ مرمر کے باقی سنگ شمسی کے)۔ مشرق کیطرف ۳۵ (ان مین صرف ایک سنگ مرمر کا ہے باقی سب سنگ شمسی کے)۔ جنوب کیطرف ۳۵ (۳ سنگ مرمر کے اور باقی سنگ شمسی کے) مغرب کیطرف ۴۰ (پانچ سنگ مرمر

سنگ مرمر کے ہین باقی سنگ شمسی)۔ ان کے علاوہ باب الندوہ پر ۱۹۱ اور باب الزیادت پر ۴۶ کنگرے لگے ہوئے ہین۔

۳۔ دروازے ۔ مسجد حرام کے دروازہ ۱۷ ہین۔ باب السلام (یا باب بنی شیبہ)۔ باب النبی۔ (یا باب الجنائز)۔ باب العباس۔ باب علی۔ باب النعوش۔ باب البغلہ۔ باب الصفا۔ (یا باب بنی غنام)۔ باب الحاکم۔ باب الرحمت۔ (یا باب المجاہد)۔ باب الشریف۔ باب اُمِّ ہانی۔ باب الوداع۔ (یا باب الحزورہ) باب ابراہیم۔ باب العمرہ۔ (یا باب بنی سہم) باب العتیق۔ (یا باب عمرو بن العاص یا باب سدہ)۔ باب الباسطیہ۔ (یا باب العجلہ) باب القطبیہ۔ باب الزیادت۔ باب الدریبہ۔ (یا باب المدینہ)

۱۔ باب السلام قدیم ۔ یہ دروازہ قریب ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین مسجد حرم کا دروازہ تھا۔ گویا مسجد حرام اس وقت مطاف کے بیرونی حدود تک تھی۔

۴۔ منارے ۔ چھہ منارے اسوقت موجود ہین۔ منارہ باب السلام۔ یہ پینسٹھ گز اونچا ہے اسکو سلطان سلیم خان نے سنہ نوسو اکیس ہجری میں از سر نو تعمیر کرایا تھا۔ دوم منارہ باب علی۔ یہ چوّن گز اونچا ہے۔ سوم منارہ باب الوداع۔ یہ پچاس گز اونچا ہے۔ یہ دو منزلہ ہے۔ چہارم باب العمرہ کا منارہ۔ یہ سٹرسٹھ گز بلند ہے اسکے بھی دو درجہ ہین پنجم منارہ باب الزیارت۔ یہ اسّی گز اونچا ہے۔ اسکے تین درجہ ہین ششم منارہ باب الدریبہ۔ یہ پینسٹھ گز اونچا ہے۔

۵۔ گنبد ۔ مسجد حرام کے چارون طرف کے دالانون پر جو گنبد اور برج ہین وہ تعداد مین ایک سو باون ہین۔ چھتپر ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے کڑاہیان اُلٹی ہوئی۔ (دیکھو نقشہ مسجد حرام فقرہ (۴۶)

۶۔ صحن ۔ مسجد حرام کا طول مشرق سے مغرب تک چارسو سات گز اور عرض شمال سے جنوب تک تین سو چار گز ہے۔ صحن چارطرف کے دالانون سے ڈیڑھ بالشت نیچا ہے۔

۷۔ روشین ۔ وہ راستہ ہین جو مسجد حرام کے دروازون سے مطاف تک پہنچتے ہین۔ یہ تعداد مین دس ہین اور اُن پر تھپر کا فرش لگا ہوا ہے۔ ہر ایک کی چوڑائی دو گز بارہ انگل ہے۔

۸۔ مطاف ۔ ایک گول راستہ ہے۔ جو خانہ کعبہ اور اس کے صحن کے گرد بنایا ہوا ہے۔ اس راستہ پر اس طرح چکر لگانے کو کہ خانہ کعبہ بائین ہاتھ پر رہے طواف کہتے ہین۔ یہ مطاف کا دائرہ سلطان سلیم خان نے سنہ ۹۶۱ ہجری مین تعمیر کرایا۔ اس کا فرش سنگ مرمر کا ہے۔ یہ دائرہ کچھ بیضوی شکل کا ہے۔ جس کی لمبائی جنوب سے شمال تک اٹھانوے گز ۲ بالشت ۷ انگل ہے۔ اور چوڑائی کچھ کم ہے۔ یہ مطاف گرد کے فرش سے نصف بالشت کے قریب نیچا ہے۔ مطاف کے گرد ۳۲ ستون لگے ہوئے ہین جن مین سے ہر ایک دس قدم کے فاصلہ سے ہے۔ ہر دو کے بیچ مین سات سات بجلی کی کپیان لگی ہوئی ہین جن مین روزانہ روشنی ہوتی ہے اور مطاف خوب جگمگ کرتا ہے۔ مطاف کے دونون طرف گرداگرد تین تین گز کے فاصلہ تک تھپر ہی کا فرش ہے۔

۹۔ حفرہ ۔ اس کو مقام جبرئیل اور معجنہ بھی کہتے ہین۔ یہ خانہ کعبہ کے دروازہ کے بائین طرف واقع ہے۔ اس کو مقام جبرئیل اسوجہ سے کہتے ہین کہ یہان حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانچ نمازین پڑھکر نمازون کے اوقات بتائے۔ معجنہ اسوجہ سے کہلاتا ہے کہ یہان حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ شریف کے وقت گارا بنایا تھا۔ یہ جگہ ایک حوض کے طرز پر ہے اس مین تین مصلے سنگ مرمر کے بچھے ہوئے ہین۔ یہ ۱۸ انگل تو گہرا ہے اور ۳ گز ۸ انگل لمبا اور ۲ گز ۱۵ انگل چوڑا ہے۔

۲۲۷۔ خانہ کعبہ و حطیم و میزاب وغیرہ

۱۔ خانہ کعبہ ۔ (دیکھو نقشہ فقرہ ۴۹) اس کا طول مشرق سے مغرب تک پچیس گز ہے۔ اور عرض بیس گز اور اونچائی ۲۷ گز ہے۔ اور دیوارون کا آثار ۲ گز ہے۔ اسکی چھت دوہری ہے یعنی بیچ مین دو چھتی ہے۔ اور یہ چھت تین ستونون پر قائم ہے اور یہ ساگون کی لکڑی کے ہین۔ اور اُن پر چاندی منڈھی ہوئی ہے۔ اور ہر ایک کے گرد بہت سے سنہری اور سنہری خوبصورت فانوس لگے ہوئے ہین۔ دیوارون اور چھتون پر

سرخ ریشمین پردے اور چھت گیری لگی ہوئی ہے۔ شمالی جانب اوپرکیطرف ایک چھوٹی سی کھڑکی جس مین خانہ کعبہ کو غلاف اوڑھانے کے واسطے چھت پر جاتے ہین۔ خانہ کعبہ مین مصلی نبوی کے متعلق دیکھو فقرہ ۔ ۶۵۔ حجر اسود دروازہ کے قریب رکھا ہوا ہے۔ کعبہ شریف پر ہر سال سیاہ رنگ کا غلاف چڑھایا جاتا ہے۔ جس پر تین طرف سنہری اور روپہلی کلابتون سے آیات قرآنی بنی ہوئی ہوتی ہین۔ اور [illegible] سلطان روم کا نسب نامہ وغیرہ لکھا ہوتا ہے۔

۲ ـ دروازہ خانہ کعبہ ۔ خانہ کعبہ کی عمارت مین چار گز تین انگل [illegible] بلندی پر ہے۔ اور حجر اسود کو بوسہ دینے کیواسطے اس دروازہ کے آگے زینہ لگایا جاتا ہے جس کا ہم نے نقرہ ۴۹ مین ذکر کیا ہے۔ اس دروازہ کی چوکھٹ ساگون کی ہے چوکھٹ اور دروازون کے کواڑون پر چاندی کے پترے لگے ہوئے ہین۔ دروازہ چھہ گز دس انگل لمبا اور چوڑا چار گز ہے۔

۳ ـ حجر اسود ۔ حجر اسود ایک پتھر ہے۔ جو کچھہ بیضوی شکل کا ہے اور اس کے گرد چاندی کا حلقہ لگا ہوا ہے۔ پتھر کا طول ایک بالشت چار انگل ہے اور وہ کعبہ شریف کے بائین ہاتھہ کی طرف دروازہ مین ۲ گز سولہ انگل کی اونچائی پر نصب کیا ہوا ہے۔

۴ ـ رکن یمانی ۔ رکن شامی ۔ رکن عراقی ۔ رکن حجر اسود ۔ ان کا موقع نقشہ نقرہ ۴۹ سے معلوم ہوگا۔ بعض لوگ رکن شامی کو رکن عراقی اور رکن عراقی کو رکن شامی کہتے ہین مگر زیادہ مستند وہی ہے جو ہم نے نقشہ مین دکھایا ہے + رکن شامی بمعنی ستون ہین لہذا خانہ کعبہ کا جو کونہ عراق کی جانب ہے وہ ضرور رکن عراقی ہونا چاہیئے۔ اور اسی طرح رکن شامی اور رکن یمانی و رکن حجر اسود کی وجہ تسمیہ ہے۔

۵ ـ ملتزم ۔ یہ وہ چھوٹی سی جگہ ہے جو خانہ کعبہ کے دروازہ اور حجر اسود کے درمیان مین ہے۔ دیکھو فقرہ ۱۲۵)

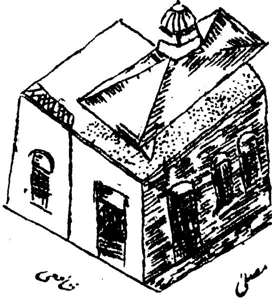
۶ ـ حطیم ۔ یہ نصف دائرہ کی شکل کی ایک دیوار ہے جو کعبہ شریف کے مغرب کی طرف واقع ہے اسکو حجر یا حطیرہ بھی کہتے ہین + اسکی شکل اور پیمایش فقرہ ۔ (۴۹) مین دی گئی ہے یہ دیوار سنگ مرمر کی ہے۔ اسکے اندر کے فرش مین رنگ برنگ کے پتھر لگے ہوئے ہین + اس مین اور خانہ کعبہ کی دیوار مین تین گز کا فاصلہ ہے یعنی اسکے اندر جانے کا راستہ تین گز چوڑا ہے + الحقوق والفرائض مین مولوی نذیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہین کہ اس دیوار کا اندرونی محیط ۲۸۔ گز اور بیرونی سوا چالیس گز ہے + حطیم کے اندر خانہ کعبہ کی چھت کا پرنالہ (جس کو میزاب کہتے ہین) گرتا ہے قریش نے جب خانہ کعبہ بنایا تو ان کو اسقدر مال حلال نہ ملا کہ خانہ کعبہ اسقدر بڑا بناتے کہ حطیم بھی اس مین داخل کر لیتے۔ لہذا یہ جگہ کعبہ شریف سے باہر رہی اور اسیواسطے اس جگہ کو حطیم یعنی ٹوٹا ہوا کہتے ہین + روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نذر مانی تھی کہ اگر مکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فتح ہوگا تو مین حطیم مین دو رکعت نماز پڑھونگی۔ تو جب فتح ہوا مکہ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھہ پکڑا اور ان کو حطیم مین کر دیا اور فرمایا کہ پڑھو اس جگہ کہ حطیم خانہ کعبہ سے ہے اور تیری قوم نے جب نہ ملا ان کو خرچ تو اسکو خانہ کعبہ سے باہر کر دیا تو اگر نہ قریب ہوتا زمانہ جاہلیت کا تو البتہ مین توڑتا خانہ کعبہ کو اور از سر نو بناتا اسکو بالکل اسیطرح جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا اور حطیم کو اس مین داخل کرتا اور اس مین دو دروازہ بناتا ایک سامنے کے رخ دوسرا پیچھے۔ اور اگر مین زندہ رہا سال آیندہ تک تو ایسا کرونگا۔ یہی بیان ابو داؤد اور مسلم اور ترمذی مین پایا جاتا ہے۔ غرض کہ نہ زندہ رہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سال آیندہ ۔ اسواسطے خانہ کعبہ اسی طریق پر رہا۔ اور خلفاء راشدین کو بھی فرصت نہ ملی کہ اسکی تعمیر کیطرف توجہ کرتے۔ ہان جب حضرت عبداللہ بن زبیر کا زمانہ ہوا تو انہون نے اس پر عمل کیا اور خانہ کعبہ کو توڑ کر حطیم کو اس مین ملا دیا۔ اس کے بعد حجاج ظالم نے خانہ کعبہ کو حضرت عبداللہ بن زبیر کے طریق پر رکھنا اچھا نہ خیال کیا اور توڑ تاڑ کر اسی پہلے طریق پر کر دیا جیساکہ زمانہ جاہلیت مین تھا۔ اسیوجہ سے حطیم خانہ کعبہ کا حصہ خیال کیا جاتا ہے اور طواف کرنے مین اسکو بیچ مین لے لیتے ہین اور اسکو چھوڑ کر طواف کرنا درست نہین خیال کرتے دیکھو فقرہ ۔ ۵۱ + مگر یاد رہے کہ اگرچہ حطیم خانہ کعبہ کا ایک ٹکڑا ہے تاہم جیساکہ ہم نے کتاب الصلوۃ مین ذکر کیا ہے اگر کوئی شخص صرف حطیم کیطرف متوجہ ہوکر نماز پڑھے تو جائز نہین ہوگی کیونکہ خانہ کعبہ کیطرف متوجہ ہوکر نماز پڑھنا قرآن شریف سے ثابت ہے۔ اور شرح وقایہ مین اس کے متعلق پوری بحث ہے جس کا ذکر ہم نے کتاب الصلوۃ مین کیا ہے۔

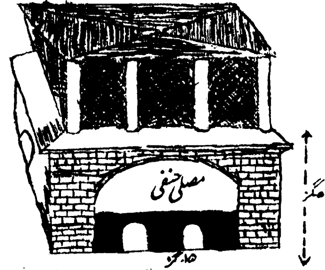
۷ ـ میزاب ۔ یہ کعبہ شریف کی چھت کا پرنالہ ہے۔ (دیکھو فقرہ ۴۹) یہ خالص سونے کا بنا ہوا ہے اس پرنالہ کا پانی حطیم مین گرتا ہے۔

٢٢٨ - مصلی حنفی - مصلی شافعی - مصلی مالکی - مصلی حنبلی

١- مصلی حنفی - یہ ایک مکان ہے دو منزلہ جو حطیم کی طرف مطاف کی حدود سے باہر روش پر واقع ہے اوپر کی منزل مکبرون کے واسطے ہے اور اُس پر چڑھنے کے واسطے لکڑی کی ایک سیڑھی مغرب کی طرف لگی ہوئی ہے۔

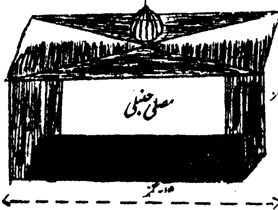
٢- مصلی شافعی - یہ مصلی پائیں زمزم کی جانب واقع ہے اور کعبہ شریف کی دیوار سے ٤٠ گز کے فاصلہ پر ہے اسکا نقشہ مقابل دیا گیا نقشہ ٣٦ مین مقام (ب) پر واقع ہے

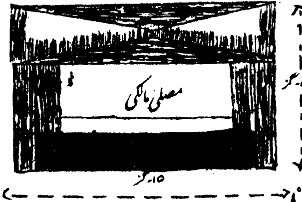




٣- مصلی مالکی - خانہ کعبہ کی دیوار سے ٦٥ گز کے فاصلہ پر پچھلی جانب واقع ہے اور مطاف کی حدود سے باہر سنگین فرش کے کنارہ پر ہے۔

٤- مصلی حنبلی - مقابل حجر اسود کے دیوار کعبہ شریف سے ٤٨ گز ہے





٢٢٩ - مقام ابراہیم و چاہ زمزم و قبۂ فراشین و منبر زینہ

١- مقام ابراہیم - (دیکھو نقشہ فقرہ ٥٢) ایک پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدمون کا نشان ہے۔ جس جگہ یہ پتھر رکھا گیا ہے اس جگہ کو مجازاً مقام ابراہیم کہتے ہین۔ یہ جگہ کعبہ شریف کی دیوار سے بفاصلہ ٢٢ گز واقع ہے اور اگر حجر اسود سے پیمایش کی جائے تو یہ فاصلہ ٢٧ گز ہے۔ یہ عمارت بشکل مستطیل ہے اور حدود مطاف کے اندر واقع ہے۔ یہ پتھر ١٨ انگل لمبا اور اسیقدر چوڑا ہے مگر کہیں انگل موٹا ہے۔ اسکے اوپر غلاف چڑھا رہتا ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ قتادہ سے روایت ہے کہ لوگون نے زمانہ اسلام مین پہلے اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤن کی دو ایڑیون اور انگلیون کا نشان دیکھا تھا مگر مدت سے لوگون کا ہاتھ لگتے لگتے وہ نشان مٹ گیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ کی دیوار تعمیر کرتے کرتے پاڑ لگانے کی ضرورت ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اُن کو یہ پتھر پہاڑ ابو قبیس سے لاکر دیا۔ چنانچہ جتنی دیوار بلند ہوتی جاتی تھی پتھر بھی اُن کو اسیقدر اونچا کرتا جاتا تھا۔ ابن ابی شیبہ عبداللہ بن زبیر سے نقل کرتے ہین کہ آپ نے لوگون کو مقام ابراہیم کے پتھر کو چھوتے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالی نے تم کو اس پتھر کے چھونے کا حکم نہین دیا بلکہ حکم یہ دیا ہے کہ اس کے پاس نماز پڑھو۔ سنن بیہقی مین ہے کہ یہ پتھر رسول اللہ صلی اللہ

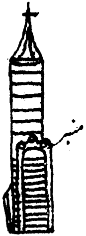
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور خلیفہ اول کے زمانہ میں خانہ کعبہ کے متصل لگا ہوا تھا (دیکھو نقشہ فقرہ (۵۲) مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کر کے اس کو اس جگہ لگایا جہاں کہ وہ اب ہے۔ مقام ابراہیم اور حجر اسود دونوں بہشتی تھے جنکو حضرت ادریس علیہ السلام نے طوفان نوح علیہ السلام کے خوف سے پہاڑ ابو قبیس میں چھپا دیا تھا مگر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف تعمیر کرنے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انکا پتہ بتایا۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں باقی رہی کوئی چیز جنت کی دنیا میں سوائے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے۔ اور جگہوں سے بہترین جگہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کعبہ اور مقام ابراہیم اور ملتزم ہے۔

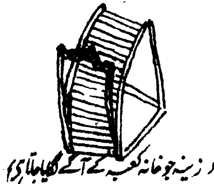
۲- **قبۃ الفراشین** - یہ عمارت چاہ زمزم کے پیچھے اس میں مسجد کے متعلق جانمازیں اور سامان رکھا جاتا ہے۔

۳- **چاہ زمزم** - اسکی وجہ تسمیہ اس طرح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی حضرت ہاجرہ کو معہ اپنے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ملک شام سے لاکر مکہ معظمہ میں چھوڑ کر چلے گئے اور ایک مشک پانی اور کچھ کھجوریں اُن کو دے گئے تھے۔ جب یہ پانی ختم ہوگیا تو حضرت ہاجرہ اپنے بچہ کے واسطے پانی کی تلاش میں صفا و مروہ کی دو پہاڑیوں پر جو قریب تھیں حالت اضطراب میں دوڑتی تھیں اور ان دونوں پہاڑیوں پر چڑھ کر خدا تعالیٰ سے دعا کرتی تھیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اسوقت پیاس کی وجہ سے بیتاب تھے اور جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے پاؤں زمین پر رگڑ رہے تھے جب حضرت ہاجرہ ساتویں چکر کے بعد مروہ پر پہنچیں اور وہاں خدائے تعالیٰ سے دعا مانگ رہی تھیں تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاؤں مارنے کی جگہ سے بحکم الٰہی ایک چشمہ نمودار ہوا اور اس میں سے خوب پانی جاری ہوا تو بی بی ہاجرہ نے مٹی ڈالکر روکنا چاہا اور یہ کہا زم زم (زم زم کے معنی سریانی زبان میں ٹھیر ٹھیر کے ہیں) لہذا اس چشمہ کا نام زمزم ہوگیا۔ (زمزم کے فضائل کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۲۳-۱۲۴)

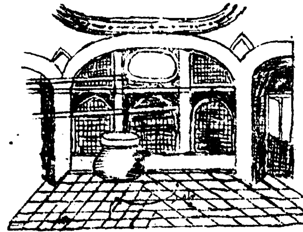
چاہ زمزم بالفعل ایک کنواں ہے (دیکھو نقشہ) جو خانہ کعبہ سے بفاصلہ ۲۳ گز بائیں طرف کو ہے یہ عمارت دو منزلہ ہے اس کے نیچے کی دیواریں سنگ اسود کی ہیں۔ اس درجہ کے دو حصے ہیں اگلے حصے میں کنواں ہے۔ اور پچھلے حصے میں آبدار خانہ اور وہاں ہی سے اوپر کے درجہ میں جانے کے واسطے سیڑھیاں چڑھتی ہیں۔ اس پچھلے درجہ کا دروازہ ایک پچھلی طرف بھی ہے + اوپر کے درجہ میں تین طرف تو سنگ اسود کی دیواریں ہیں۔ چوتھی طرف یعنی خانہ کعبہ کے مقابل کی طرف ایک چوبی برآمدہ بھی ہے۔ اس اوپر کے درجہ میں موذن رہتا ہے اور چھت میں ایسا انتظام ہے کہ اوپر کے درجہ میں سے بھی بذریعہ ڈول پانی لے سکتے ہیں۔

کنواں اندر اور باہر سے سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے منہ کا دور سوا بارہ گز کا ہے۔ یعنی منہ کی چوڑائی ۴ گز ہے۔ اور کنوئیں کی گہرائی ۴۷ گز ہے اور کنوئیں کا دہانہ زمین سے ۲½ گز اونچا ہے + پانی کی سطح سے دو گز نیچے ایک جالی لگا رکھی ہے کہ اگر کوئی چیز گرے تو وہ اوپر ہی سے نکال لی جائے۔ تہ تک نہ پہنچے۔ چار گھرنیاں اس کنوئیں کے چاروں طرف پانی کھینچنے کے واسطے لگی ہوئی ہیں۔





د زینہ جو خانہ کعبہ کے آگے لگایا جاتا ہے



۴- **منبر** - مقام ابراہیم کے قریب مطاف کے کنارہ پر ہے۔ اسکی سترہ سیڑھیاں ہیں سب سے اوپر کی سیڑھی مربع ہے جس کے چاروں کونوں پر چار ستون سنگ مرمر کے ہیں جن پر گنبد بنا ہوا ہے جس میں سنہری کام کیا ہوا ہے۔ اس گنبد پر کلس ہے + عیدین کو اور جمعہ کے روز اس منبر پر خطبہ ہوتا ہے اور منبر خوب سجایا جاتا ہے۔

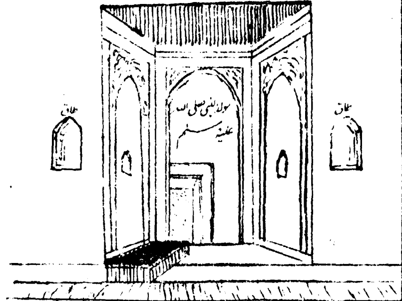
۵- **زینہ** - یہ زینہ کبھی کسی جگہ رکھ دیا جاتا ہے کبھی کسی جگہ مگر عموماً مطاف کے کنارہ پر رہتا ہے۔ جب ضرورت ہوتی ہے۔ تو خانہ کعبہ کے دروازہ کے آگے لگا دیا جاتا ہے۔ اس پر چاندی کے پترے لگے ہوئے ہیں اور یہ زینہ عالیجناب نواب کلب علیخان بہادر نواب رامپور نے ہدیۃً بھیجا تھا۔

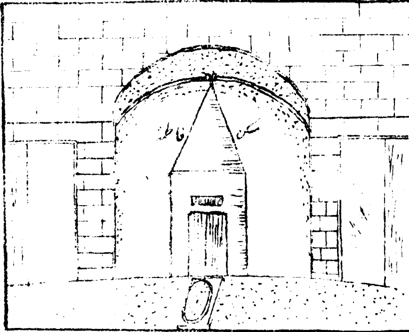
باب ۷ فصل ششم - اماکن محترمہ اندرون شہر مکہ و نواح

۲۳۰ - اندرون شہر مکہ -

۱- **دار خدیجۃ الکبریٰ** (یا بیت الکبریٰ ۱ دیکھو نقشہ)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت تک اسی مکان مین رہتے تھے اور آپکے وضو و عبادت کی جگہ بھی اس مین بنی ہوئی ہے + اس مکان کی فضیلت یہ ہے کہ یہ مسجد حرام سے دوسرے درجہ پر ہے۔ سطح زمین سے یہ مکان نیچا ہے۔ کئی سیڑھیاں اتر کر نیچے جانا پڑتا ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اس مکان مین پیدا ہوئی تھین۔ آپکی پیدائش کی جگہ پر ایک لکڑی کا قبہ بنا ہوا ہے اس پر غلاف چڑھا رہتا ہے ÷ اس مکان کو مسکن فاطمہ بھی کہتے ہین (اس جگہ وہ چکی بھی رکھی ہوئی ہے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چلایا کرتی تھین)

۲- **دار ابوبکر صدیق** (یا دوکان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)۔ یہ کوچہ حجر یعنی زقاق صواغین مین واقع ہے۔





۳- **مولد النبی** - یہ مکان مکلف پہاڑ ابوقبیس کے دامن مین ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی مکان مین پیدا ہوئے تھے۔

۴- **مولد حضرت علی کرم اللہ وجہہ**- یہ مقام کوچہ شعب بنی ہاشم مین واقع ہے۔

۵- **دار ارقم** - (یا دار خیزران یا مختبی) یہ ایک مسجد ہے صفا کے پاس + یہان حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے۔ اسکو مختبی اسوجہ سے کہتے ہین کہ ابتداء حال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان چھپکر رہے تھے اور مومنین سابقین کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھتے تھے۔ اور دار خیزران اسوجہ سے کہلاتا ہے کہ اسکو خیزران ہارون رشید کی ماں نے مول لے لیا تھا۔

۶- **صفا و مروہ** - یہ دو پہاڑیان ہین مسجد حرام کے سامنے باب النبی سے دائین بائین نقشہ صفا و مروہ کے واسطے دیکھو فقرہ ۵۹ صفا و مروہ کا کچھ حال مقدمہ مین ملیگا اور کچھ فقرہ ۲ مین ملے گا۔

۷- **جبل ابو قبیس** - اس پہاڑ پر شق القمر واقع ہوا ہے۔ اور یہان ایک مسجد ہے جس میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اوّل ہی اوّل اذان دی تھی۔ یہ مسجد مسجد حرام کے اندر سے نظر آتی ہے۔ اسکا نقشہ صفحہ آیندہ پر ہے۔

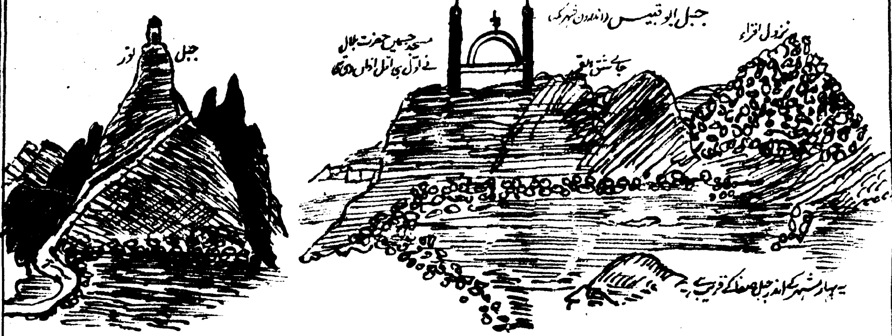
۸- **حجر متکلم** - یہ کوچہ حجر مین واقع ہے۔ حجر متکلم اسوجہ سے کہلاتا ہے کہ اس پتھر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپ سے کلام کیا تھا۔

۹- **حجر متکا** - یہ کوچہ حجر مین واقع ہے اس پر آپ کی کہنی مبارک کا نشان ہے۔

۱۰ **مزار حضرت عثمان ہارونی** - یہ مزار بھی شہر مکہ مین واقع ہے۔

۲۳۱ - بیرون شہر مکہ

۱- جبل ثور- مکہ شریف سے تین کوس سے زیادہ فاصلہ پر واقع ہے- یہ پہاڑ بہت بلند ہے اسکی چوٹی کے پاس غار ہے جس کے اندر جانے کا راستہ بہت تنگ ہے- اندر بہت مشکل سے صرف ایک بالشت چار انگل کا سوراخ ہے جس مین سے لوگ اندر جاتے ہین - اس تجویز سے اندر گھستے ہین کہ پہلے دونون ہاتھ پھیلا کر اندر کر دیتے ہین پھر اُن کے ذریعہ گھسٹ کر اندر چلے جاتے ہین



۲- جبل نور یا غار حرا- مکہ سے مشرق کیطرف تین کوس پر واقع ہے- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت سے پہلے اسی غار مین عبادت کیا کرتے تھے- اسی پہاڑ پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپکا سینہ مبارک چاک کیا تھا- اور اسی پہاڑ پر سورہ اقرأ نازل ہوئی تھی

۳- جنت المعلیٰ- جس کو مقبرہ معلی بھی کہتے ہین- اس کا حال (دیکھو فقرہ ۲۲۳) مین ملے گا-

۴- مسجد الرایہ- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان نماز پڑھی ہے- اور فتح مکہ کے دن وہان نیزہ گاڑا- یہ مسجد مکہ کی بلندی کیجانب جنت المعلی کی راہ مین ہے-

۵- مسجد جن- وہان جنون نے حضرت کے پاس حاضر ہو کر قرآن شریف سنایا ہے-



۶- مسجد تنعیم یا مسجد عائشہ- اسکو مسجد عائشہ بھی کہتے ہین تنعیم مین ہے- اب یہان سے عمرہ کا احرام باندھتے ہین- اسکو بعض دفعہ مسجد تنعیم بھی کہتے ہین-

۷- مسجد الشجرہ- مقابل مسجد جن کے ہے اسواسطے اس نام سے مشہور ہے- یہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کو طلب فرمایا- اور وہ حاضر ہوا-

۸- مسجد غنم- جس کے گرد و پیش بکریان بکتی تھین- ظاہر ہو یہی مسجد الاجابہ ہے- یہ وادی محصب کے پاس محلہ عابدہ مین وادی زرود مین واقع ہے-

۹- مسجد الزیاد- جہان بادشاہ تبع کے گھوڑے بندھتے تھے- مگر اب جیاد مکہ مین ایک محلہ کا نام ہے-

۱۰- مسجد ذی طوی- یہ تنعیم کی راہ مین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت حج و عمرہ مین یہان اترے تھے-

۱۱- حدود میقات- اس کا حال فقرہ - ۲۰- و ۲۸- و ۲۹ مین ملے گا-

۱۲ حدود حرم - اس کا حال فقرہ - ۴۱- و ۲۴- مین ملیگا- (دیکھو نقشہ حدود حرم فقرہ - ۲۹)

باب ۷ فصل ہفتم - مسجد نبوی و عمارات اندرونی

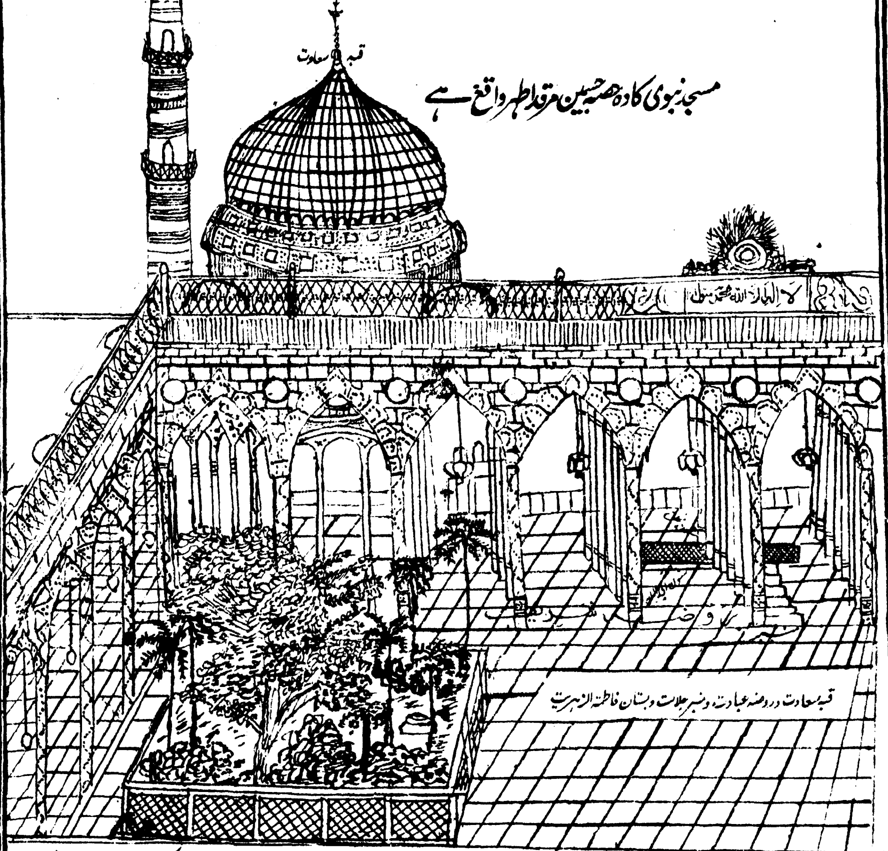
۲۳۲ - مسجد نبوی و روضہ مقدس وغیرہ

۱- **مسجد نبوی** - مسجد نبوی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد جو تغیر مسجد نبوی کی عمارت مین واقع ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین ہوا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس مین کوئی تغیر نہین کیا تھا۔ ہان جو ستون گر پڑے تھے ان کو آپ نے پھر دوبارہ کھڑا کرا دیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین چونکہ مسلمانون کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اور مسجد نبوی ان کی نماز کے واسطے کافی نہ ہوتی تھی تو آپ نے مسجد کو فراخ کیا۔ مگر یہ توسیع بھی پرانے زمانہ کے طریق پر کیگئی یعنی دیوارین کچی اینٹ کی تھین اور چھت اور ستون کھجور کی لکڑی کے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد کی توسیع مین مصروف ہوئے تو آپ نے مشرق کیطرف سے مسجد کو فراخ اسوجہ سے نہ کیا کہ آپ نے فرمایا کہ اس طرف حجرہ ازواج مطہرات کے ہین اور میری مجال نہین کہ ان کو منہدم کراؤن۔ غرض دوسری طرف مسجد کو وسیع کرنے مین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا گھر بیچ مین آیا تھا۔ تو انہون نے اصرار کیا کہ مین اپنا گھر نہ قیمتاً دیتا ہون اور نہ یون ہی گروانا چاہتا ہون۔ پس اس بات مین حضرت ابی بن کعب منصف ٹھیرائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام بیت المقدس تعمیر کرانے لگے تو بنی اسرائیل مین سے ایک شخص کا مکان بیچ مین آتا تھا۔ اور داؤد علیہ السلام نے قیمت پیش کی جب بھی وہ راضی نہ ہوا غرض انہون نے ارادہ کیا کہ اس کو کسی طرح حاصل کرنا چاہیئے۔ تو وحی آئی کہ تو آدمیون کا گھر غصب کرتا ہے ہم نے تو تجکو گھر بنانے کا حکم دیا ہے لہذا اس کی جزا یہ ہے کہ تم گھر بنانے سے منع کیے گئے۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس عمارت کو تمام کیا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حدیث کو سنکر اپنے ارادے سے باز رہے۔ مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خود ہی اپنا مکان اس کے بعد مسلمانون کو دیدیا۔ اور مسجد وسیع کی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک جانب ایک برآمدہ تعمیر کرایا جس کو صفہ کہتے تھے۔ کہ وہ مسجد سے علیحدہ رہے کہ لوگ وہان بیٹھکر آپس مین گفتگو کر سکین۔ یا بآواز بلند شعر وغیرہ پڑھ سکین جو مسجد مین منع تھے۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مسجد مین بہت تغیر و تبدل کیا۔ ستون پتھر کے لگائے اور دیوارین سنگین بنوا کر ان پر نقش بنوائے۔ اور آپ ذات خاص سے مسجد کی تعمیر مین مصروف رہتے تھے۔ اس کے بعد سلطان ولید بن عبد الملک بن مروان نے عمر بن عبد العزیز کو جو ان کی طرف سے مدینہ شریف کا گورنر تھا حکم دیا کہ مسجد کو بہت وسیع کر کے دوبارہ تعمیر کراؤ اور اس قدر وسعت دو کہ ازواج مطہرات کے حجرہ بھی اس مین شامل ہو جائین۔ چنانچہ جس روز ازواج مطہرات کے حجرے گرائے گئے تو مدینہ شریف مین کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جس مین آہ و زاری اور غم نہ کیا گیا ہو۔ غرض مسجد شریف کا طول دوسو گز اور عرض ۱۶۰ گز ہو گیا۔ اور بڑے بڑے استاد معمار اور سنگ تراش لگائے گئے۔ اور جو معمار اچھا نقش بناتا تھا اس کو علاوہ مزدوری کے سو تیس درم بطور انعام ملتے تھے یہ تعمیر تین سال مین ختم ہوئی ۸۸ھ ہجری مین شروع ہو کر ۹۱ھ ہجری مین ختم ہوئی۔ اور چارکونون پر چار مینار بھی اسی موقع پر بنے تھے۔ اس کے بعد اس عمارت مین صرف خلفاء عباسیہ مین سے مہدی نے دس ستون اور بڑھائے تھے۔ مگر نقش و نگار اسی قسم کے کرائے۔ اس کے بعد شاید مامون رشید نے اس مین کچھ بڑھایا تھا۔

۲- **حجرہ مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم** - جس مین آنحضرت۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبور مطہرہ ہین مسجد نبوی مین بائین طرف واقع ہے۔ اس کی چار دیواری سنگین ہے جس پر نقش و نگار ہین۔ اس کا کوئی دروازہ نہین۔ صرف ایک کھڑکی ہے جو چھت کے قریب لگی ہوئی ہے۔ اسکی چھت پر ایک سبز قبہ بنا ہوا ہے اور اسی وجہ سے یہ گنبد اخضر کہلاتا ہے۔ مسجد شریف کی چھت سے حجرہ شریف کی چھت بہت بلند ہے۔ حجرہ کی پیمائش یہ ہے۔ طول ۱۱ گز ۱۰ انگل۔ عرض ۱۰ گز ۶ انگل ہے۔ حجرہ شریف کے گرد ایک احاطہ بشکل مخمس بنا ہوا ہے۔ اس احاطہ اور حجرہ شریف کے درمیان کچھ فاصلہ ہے اور اس احاطہ کے اوپر کے حصہ پر نہایت خوشنما صندل کی لکڑی کی جالی لگی ہوئی ہے اور یہ جالی اوپر چھت سے جا ملی ہے

اس احاطہ پر غلاف چڑھا رہتا ہے اس احاطہ کے چار طرف اور احاطہ ہے جو تانبے کی جالی کا بنا ہوا ہے اس مین چار دروازہ لگے ہوئے ہین۔

۳۔ اُسطوانہ۔ یون تو مسجد کے جتنے ستون ہین سب متبرک ہین۔ کیونکہ جماعت ہو چکنے کے بعد صحابہ کرام ایک ایک ستون کے پیچھے باقی نماز پڑھا کرتے تھے لیکن اُنہین سے آٹھ ستون نہایت مشہور ہین پہلا اسطوانہ مخلقہ یہ اسطوانہ محراب نبوی کے متصل واقع ہے اسکا حال فقرہ ۲۱۳ مین ملیگا۔ دوسرا اسطوانہ



عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (یا اسطوانہ القرعہ یا اسطوانۃ المہاجرین)۔ مہاجرین جلیل القدر جیسے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اس ستون کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اسواسطے اسکو اسطوانہ مہاجرین بھی کہتے ہین۔ طبرانی کی روایت مین ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مسجد مین ایک جگہ ہے اس ستون کے آگے۔ کہ اگر لوگوں کو مرتبہ اس کا معلوم ہو۔ تو بغیر قرعہ ڈالے اس جگہ نماز میسر نہ ہو۔ اسوجہ سے اسکو اسطوانہ قرعہ کہتے ہین ٭ تیسرا۔ اسطوانہ ابی البابہ (یا اسطوانہ توبہ) یہ حجرہ اقدس سے دوسرا۔ اور قبر شریف سے چوتھا ہے۔ اسکا حال فقرہ ۲۱۰ مین دیکھو ٭ چوتھا اسطوانہ سریر کہ اسطوانہ توبہ کے قریب ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حالت اعتکاف مین ایک پلنگ پر بیٹھا کرتے تھے ٭ پانچوان اسطوانہ محرس (یا اسطوانہ علی ابن ابی طالب) یہان حضرت علی رضی اللہ عنہ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کے واسطے بیٹھے رہا کرتے تھے ٭ چھٹا اسطوانۃ الوفود۔ یہ وہ جگہ ہے جہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلوں کو شریعت کی تعلیم دیا کرتے تھے ٭ ساتوان اسطوانہ مربعۃ القبر (یا مقام جبرئیل) ٭ آٹھوان اسطوانہ تہجد۔ یہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد ادا فرمایا کرتے تھے

باب ۷ فصل ہشتم۔ مشاہد و مقابر مکہ و مدینہ باب ۷

۲۳۳ جنت البقیع۔

ا۔ جنت البقیع ایک قبرستان ہے جو مدینہ طیبہ کے مشرق کی طرف بیرون شہر واقع ہے۔

ا۔ حضرت مصعب بن زبیر سے روایت ہے کہ وہ بقیع کی راہ مدینہ آرہے تھے۔ اور ان کے ہمراہ ایک اہل کتاب تھا جس وقت بقیع کے پاس سے گذرے۔ اس نے کہا وہی ہے یہی ہے۔ حضرت مصعب نے اسکا مطلب دریافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ اس مقبرے کا ذکر ہم نے توریت میں پڑھا ہے۔ کہ ایک قبرستان کھجور کے درختون سے گھرا ہوا ہوگا۔ ستر ہزار آدمی اسمین سے اٹھینگے۔ مانند چودھوین رات کے چاند کے۔

ب۔ صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے جب آخر رات ہوئی تو آپ جنت البقیع تشریف لے گئے۔ اور اہل بقیع پر سلام کیا اور ان کے واسطے مغفرت کی دعا کی۔ اور فرمایا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ اَتَاکُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ۔

ج۔ حدیث شریف مین ہے کہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف سے اٹھینگے پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر اہل بقیع۔ پھر اہل مکہ۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ دو مقبرہ ایسے ہین جنکی روشنی آسمان مین ایسی ہے جیسے چاند سورج کی زمین پر ہے۔ ان مین سے ایک مقبرہ بقیع ہے اور دوسرا عسقلان۔

حضرت کعب احبار سے روایت ہے۔ کہ توریت مین وارد ہوا ہے کہ مقبرہ بقیع پر فرشتے مقرر ہین جب قبرستان قبرون سے خوب بھر جاتا ہے تو وہ اسکو الٹ کر جنت مین خالی کر دیتے ہین مقبرہ بنی سلمہ کی بابت بھی ایسی روایات آتی ہین جو منزل بنی حرام مین مدینہ طیبہ کے مغرب کی طرف پہاڑ سلع کے نیچے واقع ہے۔ لیکن اب اسمین دفن کرنا موقوف ہوگیا ہے۔

د۔ حضرت ابو موہب روایت کرتے ہین کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو آدھی رات کو جگایا اور فرمایا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ مین اسوقت مقبرہ بقیع پر جاؤن اور اہل بقیع کے واسطے خدا تعالی سے مغفرت مانگون۔ تو مین آپکے ساتھ ہولیا اور ہم بقیع پر آئے۔ بعد دعا فرمانے کے آپنے مجھ سے فرمایا کہ اے ابا موہب اسوقت میرے پاس دنیا کے خزانون کی کنجیان لائی گئی ہین اور ارشاد ہوا ہے کہ یا تو دنیا مین رہنا اختیار کر یا اشتیاق ملاقات پروردگار عالم کے واسطے تیار ہوجا۔ پھر آپنے فرمایا کہ کنجیان مین نے واپس کر دی ہین۔ مین ملاقات رب العلمین کی چاہتا ہون۔ مگر ابو موہب کہتے ہین کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے کنجیان دنیا کے خزانون کی لے لی ہوتین۔ آپنے فرمایا۔ لَا وَاللّٰہِ اسکے بعد آپ وہان سے واپس چلے۔ بس فوراً سر مین درد شروع ہوا۔ وہی درد سر تھا جس مین آپنے انتقال فرمایا۔

۲۔ دعا جنت البقیع مین پڑھنے کی۔ مستحب ہے کہ ایام قیام مدینہ شریف مین ہر روز بعد زیارت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع کی زیارت کرے اور پہلے دروازہ مین داخل ہو کر سلام کرے اور سلام کے وقت تمام آل و اصحاب اور مسلمانون کی نیت کرے اور پھر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ الْبَقِیْعِ الْغَرْقَدِ۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَھُمْ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَھُمْ۔ پھر گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اب ہر قبرہ کے روبرو تھوڑی دیر ٹھیرتا جائے اور پڑھتا جائے۔ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص قبرستان مین گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور اسکا ثواب اہل مقبرہ کو بخشے تو خدا تعالی اس شخص کو بقدر ہر میت کے جو اس مین مدفون ہین ثواب دیگا۔

۲۳۴ جنت البقیع مع قبہ جات

مقابل میں جنت البقیع کا اصلی نقشہ ہے اور نیچے کل قبہ جات کے تعویذ علیحدہ بنائے ہیں۔ جنت البقیع میں سے گذر کر مسجد ذوقبلتین کو راستہ جاتا ہے۔

جنت البقیع کا اصلی نقشہ

جنت البقیع کا تعویذی نقشہ

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹

۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵

شہر مدینہ

قبہ جات ۔ بہت سی کتابوں میں لکھا ہے کہ جنت البقیع میں جو اصحاب جنت آب حضرت کے عہد مبارک میں اور بعد میں دفن ہوئے ہیں بہت سارے ہیں لیکن قاضی عیاض امام مالک سے نقل کرتے ہیں کہ انکی تعداد دس ہزار ہے۔ لیکن سادات واہل بیت وعلماء وتابعین وغیرہ جو اسمیں مدفون ہیں ان کا کچھ شمار نہیں ہے چونکہ پہلے زمانہ میں قبروں کے بنانے اور اُن پر نام کندہ کرنے کا دستور نہ تھا تو وہاں بیشمار قبریں منہدم ہیں جنکا نام ونشان بھی نہیں ہے جو قبہ جات زمانہ حال میں موجود ہیں وہ یہ ہیں ۔

قبہ ۔ ۱ ۔ ۱ ۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ چچا حضرت کے ۔
۲ ۔ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما ۔
۳ ۔ حضرت امام زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہما ۔
۴ ۔ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ۔
۵ ۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ۔
۶ ۔ حضرت جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا (بیک روایت)
۷ ۔ سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام [۱]
۸ ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ (بیک روایت)

قبہ ۔ ۲ ۔ ۱ ۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ۔

قبہ ۔ ۳ ۔ ۱ ۔ حضرت ابراہیم بن [illegible]
۲ ۔ عثمان بن مظعون ۔
۳ ۔ عبد الرحمٰن بن عوف ۔
۴ ۔ سعد بن ابی وقاص ۔

قبہ ۔ ۴ ۔ جملہ ازواج مطہرات سوائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ [۲] و حضرت میمونہ
قبہ ۔ ۵ ۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں سوائے حضرت فاطمہ
قبہ ۔ ۶ ۔ حضرت عقیل بن ابی طالب برادر حضرت علی رضی اللہ عنہ
قبہ ۔ ۷ ۔ نافع جو مولیٰ تھے عبد اللہ بن عمر کے ۔
قبہ ۔ ۸ ۔ ۱ ۔ حضرت امام مالک ۔
۲ ۔ حضرت امام سمہودی کی قبر اس قبہ کے نزدیک ہے ۔
قبہ ۔ ۹ ۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ۔
قبہ ۔ ۱۰ ۔ ۱ ۔ حضرت فاطمہ بنت اسد حضرت علی رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ ۔
قبہ ۔ ۱۱ ۔ ۱ ۔ حضرت ابو سعید خدری ۔
قبہ ۔ ۱۲ ۔ ۱ ۔ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں ۔
قبہ ۔ ۱۳ ۔ ۱ ۔ حضرت اسمٰعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ۔
قبہ ۔ ۱۴ ۔ ۱ ۔ حضرت مالک بن سنان جو والد ماجد حضرت ابو سعید خدری کے تھے ۔
قبہ ۔ ۱۵ ۔ النفس زکیہ حضرت مہدی پوتے حسن مثنیٰ کا جو ابو جعفر منصور کے وقت میں شہید ہوئے ۔

[۱] خلاصۃ الوفا میں امام سمہودی تحریر فرماتے ہیں کہ جسم مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا کربلا میں ہے [illegible] جنت البقیع میں ۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ [illegible] القلوب میں اسکی تائید کرتے ہیں ۔ لہذا جو لوگ کہتے ہیں ۔ سر مبارک کربلا میں بھیجا گیا دفن کر دیا گیا ۔ غلط ہے ۔ [۲] حضرت خدیجہ [illegible] جنت المعلیٰ میں مدفون ہیں اور حضرت میمونہ سرف میں مدفون ہیں ۔

۲۳۵ شہدار احد و بدر

۱۔ شہدار احد و بدر کے مقابر مدینہ شریف سے دو میل کے فاصلہ پر جنوب کی طرف واقع ہین۔

ا۔ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ سید الشہدار رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کی پاس جاکر کھڑے ہوئے اور دیکھا کہ آپ کے کان اور ناک وغیرہ ملعونون نے کاٹ لئے ہین (معاذ اللہ منہا) اور شکم اطہر واقدس کے کئی ٹکڑے کردئے ہین تو آپنے وہان چند کلمات افسوس کے فرمائے اور فرمایا کہ مجھکو ایسی مصیبت کبھی نہین پہنچیگی۔ اور ایسی غصہ کی جگہ مین کبھی نہین کھڑا ہونگا۔ آپنے اتنا کہا ہی تھا کہ وحی آئی مَكْتُوبٌ فِي أَهْلِ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ حَمْزَةُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَسَدُ اللّٰهِ وَأَسَدُ رَسُولِهٖ۔ آپنے شہدار احد کو بے غسل وکفن خون آلودہ کپڑدان مین اسطرح دفن کیا کہ ایک ایک قبر مین دو دو شخص۔

ب۔ شہدار احد کا یہ درجہ ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انکو اپنے روبرو بلاکر ان سے کلام کیا خصوصاً عبداللہ وال جابر سے بالمشافہ کلام کیا اور پوچھا کہ اگر تم کو کسی چیز کی خواہش ہو تو بیان کرد۔ تو انہون نے عرض کیا کہ اے رب العالمین ہمین بہشت مین سب کچھ مل رہا ہے۔ مگر خواہش ہے تو یہی ہے کہ ہم پھر دنیا مین بھیجے جائین اور تیرے لئے پھر شہید ہوں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا مین اب جانا نہین ہوسکتا ہان تمہارا حال تمہارے بھائیون کو پہنچا دیا جائیگا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا۔

ج۔ شہدار احد بقول صحیح تعداد مین ستر ہین اُن مین سید الشہدار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہین۔ اخبار صحیح مین وارد ہوا کہ شہدار احد کی قبرین چالیس برس بعد کھولنے کا اتفاق ہوا تو اُن کو ویسا کا ویسا ہی قبرون مین لیٹا ہوا پایا۔ اور انکے ہاتھ زخمون پر رکھے ہوئے تھے۔ جب کسی کا ہاتھ زخم سے اُٹھایا تو تازہ خون اس زخم سے اس طرح جاری ہوا جیسے زندہ آدمی کے بدن سے جاری ہوتا ہے۔

د۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شب برات مین شہدار احد کے واسطے استغفار پڑھی تھی۔ لہذا شب برات کو مردون کے لئے اور شہدار احد اور اہل بقیع کے لئے استغفار پڑھنا اور انکو ثواب پہنچانا مطابق سنت کے ہے۔

س۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم شہدار احد کی قبرون پر آتے اور فرماتے تھے۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔

س۔ شہدار احد کی قبرین ایک احاطہ مین واقع ہین جو حضرت حمزہ سید الشہدار کے مشہد کے مغرب مین واقع ہے۔ یہ مقام مدینہ شریف سے تین کوس ہے۔

ط۔ شہدار احد کی زیارت جمعرات کو علمار مستحب بتاتے ہین۔ اور وقت زیارت یہ پڑھنا چاہیے۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔ اور آیت الکرسی اور قل ہو اللہ احد پڑھے۔

۲۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفار راشدین اہل بدر کی بہت توقیر و اکرام کیا کرتے تھے۔

ا۔ اہل بدر تین سو تیرہ آدمی ہین۔ جن مین سے ستر مہاجرین ہین اور تین سو چھتیس انصار ہین۔

ب۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عمر (رضی اللہ عنہ) تم نہین جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف ایک خاص توجہ کی اور فرمایا۔ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔ (جو تمہارے جی مین آئے کرو مین نے تمکو بخشدیا)

ج۔ علمار لکھتے ہین کہ اہل بدر کی فضیلت اسوجہ سے ہے کہ انہون نے دین متین کی تائید ایسے وقت کی کہ جس سے دین کی جڑ قائم ہوگئی گویا تائید دین متین افضل عبادات ہے۔

د۔ صحیح بخاری مین آیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ جس طرح آپکے اصحاب مین اہل بدر عالی مرتبہ ہین بمقابلہ اور اصحاب کے اسیطرح جو فرشتے کہ جنگ بدر مین موجود تھے واشرف و اعلیٰ ہین بمقابلہ اور فرشتون کے۔

س۔ بدر کے میدان کارزار کے موقع کے واسطے دیکھو نقشہ کلان خانہ — ۱۳

۲۳۶ قبرستان جنت المعلی

۱۔ قبرستان جنت المعلیٰ۔ مکہ شریف مین واقع ہے۔

۲۔ اس قبرستان مین حسب ذیل مدفونین علاوہ انکے ہین جنکے قبہ جات نام بنام لکھے جاتے ہین۔ ۱۔ سیدنا عبدالرحمن بن ابابکر۔ ۲۔ سیدنا عتاب ابو اسید ۳۔ سیدنا طاؤس۔ ۴۔ سیدنا عبداللہ بن عمر۔ ۵۔ سیدنا ابو محذورہ۔ ۶۔ سیدنا حبیب بن عدی۔ ۷۔ سیدنا عبداللہ بن کریز۔ ۸۔ سیدنا سہل بن حنیف ۹۔ سیدنا عثمان والد سیدنا حضرت ابابکر صدیق۔ ۱۰۔ سیدنا عبدالقاسم بن سلام۔ ۱۱۔ سیدنا عطا بن رباح۔ ۱۲۔ سیدنا سفیان بن عینیہ۔ ۱۳۔ سیدۃ اسماء بنت ابی بکر۔ ۱۴۔ سیدنا امام عبداللہ بن اسعد الیافعی۔ ۱۵۔ سیدنا امام قشیری۔ وغیرہ وغیرہ یہ دروازہ کے باہر مزار حضرت ملا علی قاری۔ مزار سید قدر فامی اور ابو البرکات نسفی حنفی۔ اور خواجہ ابو عثمان ہارونی ہین

قبہ ۔ ۱ ۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ ۔ یہان یہ کتبہ لگا ہوا ہے ۔ ھذا قبر افضل النساء سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ

قبہ ۔ ۲ ۔ حضرت سیدتنا امنۃ الزہریۃ ۔ یہان یہ کتبہ لگا ہوا ہے ۔ ھذا قبر ام خیر البریۃ سیدتنا امنۃ الزھریۃ ۔

قبہ ۔ ۳ ۔ اجداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ یہان یہ کتبہ لگا ہوا ہے ۔ فی ھذا القبۃ الشریفۃ اجداد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ مولانا عبد المطلب بن ہاشم علیہ السلام ۔ قبر الثانی مولانا عبد مناف بن قصی

قبہ ۔ ۴ ۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ یہان یہ کتبہ لگا ہوا ہے ۔ ھذا الضریح الصحابی الجلیل الامین فی التصدیق صدیق رضی اللہ عنہما سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر

قبہ ۔ ۵ ۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ۔

قبہ ۔ ۶ ۔ قاسم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

۲۳۷ ۔ بعض دیگر مقابر

۱ ۔ درگاہ حضرت میمونہؓ ۔ دیکھو نقشہ کلان (خانہ ۱۷)

۲ ۔ مقبرہ ابو عبیدہ ۔ جو مسجد صفرا کے قریب ہے ۔ (دیکھو نقشہ خانہ ۱۳)

۳ ۔ مقبرہ مضر بن نزار ۔ دیکھو نقشہ کلان (خانہ ۱۱)

۴ ۔ مشہد حضرت عقیل ۔ دیکھو نقشہ کلان (خانہ ۱۳)

۵ ۔ مقبرہ حضرت حوا ۔ یہ جدہ مین ہے دیکھو نقشہ کلان خانہ ۔ ۲۲ نیز دیکھو فقرہ ۲۱۶

۶ ۔ مقبرہ حضرت ہارون ۔ کوہ احد پر ہے دیکھو نقشہ کلان (خانہ ۱۰)

۷ ۔ مقبرہ حضرت حمزہ ۔ و عبداللہ بن جحش و سعد بن عمرو شماس بن عثمان ۔ یہ سب شہداء بھی ایک ہی مقبرہ مین مدفون ہین ۔ دیکھو نقشہ کلان (خانہ ۱۰)

۸ ۔ مزار حضرت مالک بن سنان انصاری علمدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۔ دیکھو نقشہ کلان (خانہ ۹)

۹ ۔ مزار حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب والد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۔

(۱) ان کے علاوہ محمد بن سابط سے روایت ہے کہ مقام ابراہیم اور حجر اسود اور رکن یمانی اور چاہ زمزم کے درمیان ایک کم سو نبیون کی قبرین ہیں ۔ اور کعبہ شریف کے گرد تین سو نبیوں کی ۔

۲۳۸ - بعض آیات وادعیہ قبرستان میں پڑھنے کی اور اُن کا ثواب

ا- کوئی شخص اپنے نیک عمل کا ثواب دوسرے شخص کو خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ بخشدے تو جائز ہے -

ا- اس کے متعلق ہم مجملاً فقرہ ۱۲۷ مین ذکر کر آئے ہین - یہان تفصیلاً ذکر کیا جاتا ہے - نماز یا روزہ یا حج یا عمرہ یا طواف خانہ کعبہ یا اذکار یا زیارت قبور انبیا یا شہدا یا اولیا وغیرہ یا تکفین موتیٰ وغیرہ نیک کامون کا ثواب اگر کوئی شخص کسی زندہ یا مردہ کو بخشے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے منظور فرمالیتا ہے - چاہے وہ نیک کام شخص اس غیر شخص کے نام پر کرے اور چاہے وہ نیک کام خود کر چکے تو اس کے بعد اس کا ثواب غیر کو پہنچادے - اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہے بالاتفاق - از درمختار وفتاوی عالمگیری وبحر الرائق وشرح متوسط وزاد الآخرۃ -

ب - مختصر الفتاوی مین اس طرح لکھا ہے - وفرقے نیست درمیان این کہ بوقت عمل نیت ثواب این چیزہا برائے نفس خود نمایند وبعد ازان ثواب آن را بدیگرے بخشند وہ باشد یا زندہ - ومنکر آن از اہل سنت نیست -

ج - طحطاوی اور شرح متوسط مین اس بارے مین یہ احادیث لکھی ہین -

(۱) وہ حدیث جو ہم نے فقرہ ۱۲۷ مین لکھی ہے -

(۲) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَرَّ عَلٰى مَقَابِرَ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اِحْدٰى عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهَا لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ - رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ -

(۳) - وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا وَنَدْعُوْلَهُمْ فَهَلْ يَصِلُ ذٰلِكَ اِلَيْهِمْ قَالَ نَعَمْ فَيَصِلُ وَيَفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ اِذَا اُهْدِيَ اِلَيْهِ رواہ ابو حفص العکبری -

(۴) وعن معقل بن يسار انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقرؤا على موتاكم سورة يٰسٓ رواہ ابوداود

(۵) - وروى عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه قال يموت الرجل ويدع ولده فترفع له درجة فيقول ما هذا يا رب فيقول الله سبحانه وتعالى استغفار ولدك ولهذا قال الله تعالى استغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات

ترجمہ - (۲) جو شخص قبرستان مین جائے اور قل ہو اللہ احد گیارہ مرتبہ پڑھے اور اسکا ثواب مردون کو بخشے تو اسکو مُردون کی تعداد کے موافق اجر ملیگا - (۳) انس نے دریافت کیا کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم خیرات کرتے ہین اپنے مردون کیواسطے اور ان کیواسطے دعا کرتے ہین کیا انکو یہ پہنچ جاتے ہین آپ نے فرمایا ہان پہنچ جاتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہین اسی طرح جیسا کہ خوش ہوتا ہے تم مین سے کوئی جبکہ اسکے پاس کھانے کا ہدیہ بھیجا جائے - (۴) پڑھو اپنے مردون پر سورہ یسین - (۵) اگر کوئی شخص مر جائے اور اسکا بیٹا اس کیواسطے استغفار اور دعا کرے تو مردہ کا درجہ بڑھایا جاتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے دریافت کرتا ہے اے رب اسکی کیا وجہ کہ میرا درجہ بڑھایا گیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تیرے بیٹے کا استغفار کا نتیجہ ہے جو اس نے تیرے واسطے کی ہے - اور اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنی گناہون کیواسطے توبہ کر اور مسلمان مرد اور عورتون کے گناہون کے واسطے

د - صاحب معالم تنزیل - اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ هٰذَا اَيْضًا فِيْ صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذَا مَنْسُوْخُ الْحُكْمِ فِيْ هٰذِهِ الشَّرِيْعَةِ بِقَوْلِهٖ - اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ فادخل الابناء الجنة بصلاح الاباء. (دیکھو فقرہ ۱۲۷) - شیخ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین تحریر فرماتے ہین - واز جملہ خصائص این امت است کہ مر انسان راست چیزیکہ سعی کردند ایشان بذات خود وآنچہ سعی کردہ شود برائے ایشان - ونبود مر کسانے راکہ پیش از ایشان بودند مگر چیزیکہ سعی میکردند بذات خود - این چنین است از عکرمہ - وقطبی گفتہ کہ احادیث بسیار دلالت میکند براین قول کہ مومن میرسد بوے ثواب اعمال صالحہ از غیر وے - ودر صحیح آمدہ ہر کہ مرد وماند بر ذمہ وے روزہ - روزہ دارد از وے ولی وے - وفرمود صلی اللہ علیہ وسلم برائے کسیکہ حج میکرد از غیر خود - حج بگذار نخست از خود پس ازان بگذار از وے - واز عائشہ صدیقہؓ آمدہ کہ اعتکاف کرد از برادر خود عبد الرحمن -

۲- قبرستان مین پڑھنے کے واسطے یہ دعا سب سے بہتر ہے

ابن ابی شیبہ حضرت امام حسن بصری سے روایت کرتے ہین کہ جو شخص قبرستان مین یہ دعا پڑھے - اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الْاَجْسَادِ الْبَالِيَةِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَةِ الَّتِيْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا وَهِيَ بِكَ مُؤْمِنَةٌ اَدْخِلْ عَلَيْهَا رَوْحًا مِنْكَ وَسَلَامًا مِنِّيْ - تو اس کا اتنا ثواب ہے کہ پڑھنے والے کے واسطے ہر مسلمان جو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے مرا ہے اسکے واسطے خدا تعالیٰ سے استغفار چاہتا ہے ابن ابی الدنیا کی روایت مین اس طرح ہے کہ اس کے واسطے لکھی جاتی ہین نیکیان تا قیامت -

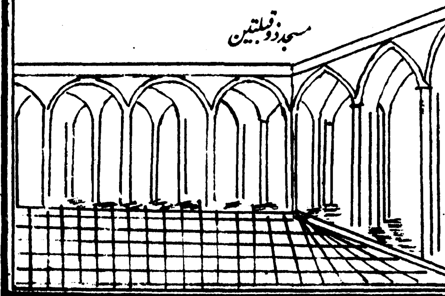
---

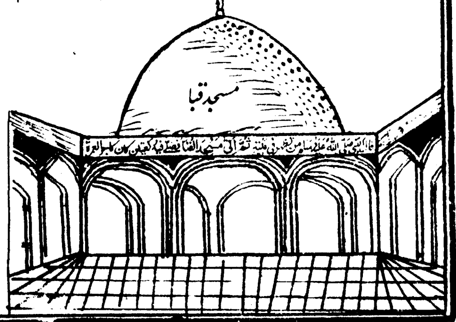
[۱] - اے رب ان اجسام اور ہڈیون کے جو گل گئی ہین اور دنیا سے چلی گئی ہین درحالیکہ وہ تیرے اوپر ایمان لانیوالی تھیں - اپنی مہربانی سے انمین روح ڈال اور میرا اسلام پہنچا -

باب فصل نہم - جملہ مساجد و آبار باب

۲۳۹ - مکہ شریف مدینہ شریف کی مسجدین

ا - مسجد قبا - یہ مسجد محلہ قبا مین واقع ہے۔ پہلی مسجد ہے جو زمانۂ اسلام مین بنائی گئی - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سی ہجرت کرکے مدینہ مین تشریف لائے اور قبیلہ بنی عوف مین اقامت فرمائی تو آپ نے معہ صحابہ کرام اپنے دست مبارک سے اس مسجد کو بنایا۔ چنانچہ اکثر مفسرین لکھتے ہین کہ۔ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ط (البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد اوّل دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی - البتہ حق ہے کہ تم اس مین جاکر کھڑے ہو) اسی مسجد کی شان مین آیا ہے۔ اس مسجد مین ایک مکان ہے۔ جو مسجد کے قبلے کی طرف واقع ہے یہ سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ کا گھر ہے۔ اور مسجد قبا کے غربی جانب قبلے کی طرف بھی ایک عمارت ہے جس کو مسجد علی کہتے ہین اور امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ شاید یہ عمارت سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ کا گھر ہے۔ اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھر مین آرام فرمایا تھا اور نماز ادا فرمائی تھی ۔ مسجد قبا کی دو رکعت نماز کی فضیلت ایک عمرہ کے برابر فرمائی ہے۔ ابن ماجہ مین اس طرح آیا ہے۔ قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم من تطهر فى بيته ثمّ اتى مسجد قبا فصلّى فيه صلوة كان له كاجر عمرة اور یہ بھی حدیث شریف مین ہے کہ جس نے چارون مسجدون مین یعنی مسجد الحرام - مسجد انصار - مسجد نبوی - اور مسجد قبا - مین نماز پڑھی۔ اس کے گناہ بخشے گئے۔ اس مسجد کا طول و عرض ۶۶ گز ہے۔ کچھ تھوڑی سی ایزادی عمارت مسجد مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کی تھی بیر اریس مسجد قبا کے قریب ہے ؛ یہ مسجد ۴۰ گز لمبی اور ۴۰ گز چوڑی ہے - اور سامنے کے رخ ۴ محراب ہین اور پہلوؤن مین دو طرفہ چار چار محراب ہین ہر ایک پانچ گز چوڑی ہے۔ ایک بڑا منبر ہے اور ایک بڑی - محراب پر یہ حدیث کندہ ہے قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَطَهَّرَ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ اَتٰى مَسْجِدَ الْقُبَاءِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَاَجْرِ الْعُمْرَةِ ؛ ایک چھوٹی سی محراب داہنے ہاتھ کیطرف اور اس پر لکھا ہوا ہے۔ هٰذَا الْمِحْرَابُ طَاقَةٌ لِكَشْفِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مسجد کے صحن مین ایک جگہ ہے جہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھا کرتی تھی - اس جگہ کو صفہ کہتے ہین - اور یہان یہ عبارت کندہ ہے - هٰذَا مَحَلُّ بَرْكِ النَّاقَةِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ - مسجد کے باہر ذرا فاصلہ سے مقام حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما بنے ہوئے ہین جن پر عربی عبارت کندہ ہے ؛ یہان ایک کنوان ہے جس کو بیر خاتم کہتے ہین - اس مین آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری مبارک گر گئی تھی ؛ مسجد کے غربی طرف باغ فدک ہے - اور اسمین ایک کنوان ہے جس مین سے ایک طرف سے پانی لو تو کھاری اور دوسری طرف سے لو تو میٹھا ہے ؛ اس مسجد کی مرمت جو آخر مرتبہ ہوئی وہ سلطان محمود خان نے کرائی تھی جیسا کہ ایک فقرہ سے جو مسجد کے دروازہ پر کندہ ہے ظاہر ہے - وہ یہ ہے امام المسلمین شاہ جہان محمود خان





۲۔ مسجد جمعہ ۔ (یا مسجد الوادی ۔ مسجد العاتکہ) مسجد قبا سے شامی طرف کو ہے۔ مدینہ کی طرف آتے وقت بائیں طرف پڑتی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ تشریف لانے پر پہلے جمعہ کی نماز یہاں ہی ادا فرمائی تھی۔

۳۔ مسجد الفضیخ ۔ (یا مسجد شمس) مسجد قبا سے مشرق کی طرف ایک احاطے میں واقع ہے۔ جب بنی نضیر پر چڑھائی ہوئی تھی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسجگہہ نماز ادا فرمائی تھی۔ اسکی وجہ تسمیہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ نضیر ابوب اور دیگر انصار اس جگہ جمع ہو کر فضیخ (جو ایک قسم کی شراب ہی) پیا کرتے تھے۔ جسوقت آیت مذمت شراب میں نازل ہوئی۔ تو انہوں نے اس ہی وقت مشکوں کے منہ کھولکر تمام فضیخ اس ہی جگہ بہادیا مسجد کا یہ نام اس واقعہ کی یادگار ہے

۴۔ مسجد بنی قریظہ ۔ مسجد شمس سے مشرق کی طرف ہے۔ اسکی لمبائی چوڑائی ۴۳ گز۔ و ۴۳ گز ہے۔

۵۔ مسجد ابراہیم ۔۔ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ مسجد بنی قریظہ سے شمال کی طرف ہے۔ یہ سیدنا ابراہیم پسر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش ہے۔ قبلہ سے جانب شام گیارہ گز اور مشرق سے مغرب ۱۴ گز۔ یہ مسجد بغیر چھت کی ہے۔

۶۔ مسجد بنی ظفر ۔ بقیع سے مشرق کی طرف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں بھی نماز ادا فرمائی ہے۔ اس جگہ ایک پتھر ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاری سے قرآن شریف پڑھوایا تھا۔ اور وہاں ایک پتھر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہنی کا نشان ہے۔ اور ایک پتھر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کے سم کا نشان ہے اس ہی وجہ سے اسکو مسجد البغلہ بھی کہتے ہیں۔

۷۔ مسجد مستارہین ۔ (یا مسجد بغلہ۔ مسجد سفرۃ النبی)

۸۔ مسجد الاجابتہ ۔ یہاں حضرت کی دو دعائیں مقبول ہوئیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ میری امت قحط سے نہ مرے اور دوسری یہ کہ امت غرق ہونے کے عذاب سے محفوظ رہے۔ یہ مسجد البقیع سے شمال کی طرف ذرا بلندی پر واقع ہے۔

۹۔ مسجد طریق الرافلہ ۔ حضرت حمزہ کے مشہد مقدس کو جاتے ہوئے جانب مشرق پڑتی ہے۔ مسجد ابوذر غفاری کے نام سے موسوم ہے بیہقی شعب الایمان میں عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں مسجد نبوی میں تھا۔ ناگاہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے دیکھا میں بھی پیچھے روانہ ہوا آپ ایک باغ میں داخل ہوئے۔ اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور سجدہ میں گئے۔ اتنی دیر تک سجدہ میں رہے کہ میں ڈر کر رونے لگا تب آپنے سجدہ سے سر اُٹھا کر فرمایا۔ کہ کیوں روتا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کے اتنی دیر سجدہ کرنے سے مجھکو خوف ہوگیا۔ اسلئے رونے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت جبرئیل امین بارگاہ ایزدی سے یہ پیغام میرے پاس لایا تھا۔ کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ای حبیب جو شخص آپ پر تحفہ درود کا بھیجے گا میں اسپر بھیجوں گا۔ اور جو آپ پر سلام بھیجے گا۔ میں اُسپر بھیجونگا۔ پس اسپر میں اپنے پروردگار کا شکر ادا کر رہا تھا۔ بیہقی حاکم روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت صحیح ہے۔ طول عرض اس مسجد کا آٹھ گز ہے

۱۰۔ مسجد الفتح ۔ (یا مسجد الاحزاب یا مسجد اولیٰ) یہ مسجد جبل سلع کے ایک حصے پر واقع ہے۔ امام احمد حنبل نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں تین روز یعنی پیر منگل۔ بدھ۔ کو دعا کی۔ اور آخر دن بارگاہ الٰہی سے قبولیت دعا کی بشارت پائی۔ اس دن اثر سرور کا آپ کے چہرے سے عیاں تھا۔

۱۱۔ مسجد سلمان فارسی ۔ (یا مسجد ابوبکر یا مسجد علی رضی اللہ عنہما) یہ مسجد بین جبل سلع سے مغرب کی طرف مقام جنگ احزاب میں واقع ہیں بنا ان مسجدوں کی عمر ابن عبدالعزیز سے ہے۔ اور بعد منہدم ہونے پہلی عمارات کے سیف الدین حسین اور زین الدین ضیغم مضوری نے انکو تعمیر کیا۔

۱۲۔ مسجد بنی حرام ۔ مدینہ سے مسجد الفتح کو جاتے ہوئے سلع کی گھاٹی میں داہنی طرف کو آتی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز ادا فرمائی ہے۔ اسکے قریب ایک غار ہے۔ غزوۂ خندق کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غار میں اقامت فرمائی تھی۔ بعض اوقات آپ اس غار میں شب باش ہوا کرتے تھے۔ طبرانی ابوقتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاذ بن جبل نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ اس غار میں سر بسجدہ ہیں۔ حضرت معاذ قریب آئے لیکن آپ نے اتنے عرصہ تک سجدہ کو جاری رکھا۔ کہ حضرت معاذ گھبرا گئے۔ کہ کیا بات ہوئی ناگہاں آپ نے سجدہ سے سر اُٹھایا۔ اور فرمایا کہ جبرئیل امین میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کو معلوم ہے کہ میں تمہاری امت کے ساتھہ کیا معاملہ کروں گا۔ میں نے جواب دیا کہ خدا خوب جانتا ہے۔ اسکے بعد دوبارہ جبرئیل آئے اور کہا۔ کہ خدائے پاک فرماتا ہے۔ کہ اے حبیب دل خوش رکھہ

تیری امت سے ہرگز دہ سلوک نہ کرونگا جس سے تجھکو رنج ہو۔ پس مین نے سجدہ شکر کیا۔

۱۳۔ مسجد ذو قبلتین ۔ اس مین ایک محراب بیت المقدس کی طرف ہے۔ اور دوسری کعبہ کی جانب ہے۔ مسجد فتح سے آدھے کوس مغرب کی جانب واقع ہے محمد بن اخنس سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز ادا فرمارہے تھے۔ دو رکعتین پڑھی تھین کہ وحی تحویل قبلہ کے متعلق نازل ہوئی۔ پس باقی دو رکعتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف منہ کرکے ادا فرمائین۔ اس ہی وجہ سے اس کا نام مسجد القبلتین کہتے ہین۔ شیخ مجد الدین فیروزآبادی لکھتے ہین۔ کہ تحویل قبلہ کا واقعہ مسجد قبا مین ہوا تھا۔ اور صحیح مسلم اور صحیح بخاری مین ایسا ہی وارد ہوا ہے لیکن بہت علماء مسجد قبلتین ہی کو تحویل قبلہ کا مقام خیال کرتے ہین

۱۴۔ مسجد سقیا ۔ مدینہ طیبہ کی نواح مین سفر کرنیوالون کو خصوصا جو مکہ سے مدینہ کو جارہے ہون سب مین پہلے ملتی ہے۔ مسجد بہت چھوٹی ہے۔ صرف ۸ گز کا طول وعرض رکھتی ہے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد مین بھی نماز ادا فرمائی ہے۔ اور اہل مدینہ کے واسطے برکت کی دعا فرمائی ہے اسکے قریب ایک کنوان ہے۔ جو سقیا کے نام سے مشہور ہے

۱۵۔ مسجد رایہ ۔ مدینہ شریف کے باہر ایک پہاڑی پر جسکا نام (ذباب ہے) واقع ہے۔ جو لوگ مدینہ شریف سے شام کی طرف جاتے ہین۔ انکو داہنی طرف پڑتی ہے۔ اور جبل سلع سے مشرق کی طرف ہے۔ اس مسجد پر سے قبہ شریف حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھائی دیتا ہے۔

۱۶۔ مسجد الفسح ۔ احد کو جاتے ہوئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار سے مشرق کی طرف پڑتی ہے۔ مطری کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ نے نماز ظہر وعصر بعد فراغت جنگ احد کے وہین ادا فرمائی تھی۔ آیت کریمہ یا ایہا الذین آمنوا الخ وہاں ہی نازل ہوئی تھی۔

۱۷۔ مسجد عینین ۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مشہد مقدس سے قبلہ کی جانب ہے۔ اس پہاڑ کو جبل الرماۃ بھی کہتے ہین۔ کیونکہ لشکر اسلام کے تیرانداز احد کے دن اس پہاڑ پر کھڑے ہوئے تھے۔ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے زخم بھی وہین آیا تھا۔

۱۸۔ مسجد وادی (یا مسجد عسکر) جبل عینین کے شامی کنارے پر واقع ہے مطری سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ یہین شہید ہوئے تھے۔

۱۹۔ مسجد ابی بن کعب ۔ یہ مسجد بقیع مین ہے۔

۲۰۔ مسجد عید ۔ دروازہ شہر کے باہر مغرب کی طرف ہے۔ اس ہی مقام پر مساجد حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی مشہور ہین ۔ پس چاہئے کہ ہر ایک مسجد مین نماز پڑھے

۲۱۔ مسجد فاطمہ (یا بیت الحزن) یہ بقیع مین ہے۔ اسکو بیت الحزن اس وجہ سے کہتے ہین۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان رویا کرتی تھین۔ یہ جگہ قبہ اہلبیت سے جنوب کی طرف مشرق کو جھکا ہوا ہے۔

۲۲۔ مسجد طریق السافلہ ۔ (یا مسجد ابی ذر غفاری)۔

۲۳۔ مسجد جن ۔ اس کے حال کے واسطے دیکھو فقرہ۔ ۲۳۱

۲۴۔ مسجد تنعیم ۔ (یا عائشہ)۔ دیکھو فقرہ ۔ ۳۱

۲۵۔ مسجد الشجرہ ۔ اس کے واسطے دیکھو فقرہ۔ ۲۳۱

۲۶۔ مسجد الرایہ ۔ اس کے واسطے دیکھو فقرہ۔ ۲۳۱

۲۴۰ ۔ مکہ شریف و مدینہ شریف کے کنوین

۱۔ **بیر اریس** ۔ (بروزن جلیس) ایک یہودی کے نام پر ہے۔ جس کا نام اریس تھا مسجد قبا کے پاس مغرب کی جانب ہے۔ پانی نہایت شیرین اور لطیف ہے بہت سی روایتون مین آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہن مبارک کا لعاب اس مین ڈالا تھا۔ اور اس ہی وجہ سے اس کا پانی اسقدر شیرین ہے۔ بیہقی مین آیا ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب قبا مین آئے تو اس کنوین کو تلاش کرکے اسپر پہنچے اور یہ حدیث بیان فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کنوین پر تشریف لائے۔ اور ایک ڈول پانی کا بھروا کر اسمین سے نوش فرمایا۔ اور باقی بچا ہوا پانی واپس کنوئین مین ڈالدیا۔ اسکے بعد پھر اسی کنوئین پر

وضو کیا اور نماز پڑھی بعض اس حکایت کو بئر بیس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جو کچھ بیر اریس کی بابت صحیحین میں آیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ میں ایک روز وضو کر کے گھر سے روانہ ہوا اس قصد سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں اور ان ہی کی خدمت میں رہوں مسجد نبوی شریف میں پہنچکر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا کی طرف تشریف لیگئے ہیں۔ میں بھی وہیں گیا۔ تو معلوم ہوا کہ آپ بیر اریس پر تشریف فرما ہیں میں حضور کی خدمت میں بیر اریس پر حاضر ہوا۔ ورکنوئیں کے گرد جو احاطہ تھا اسکے دروازہ پر بیٹھ گیا یہانتک کہ آپ وضو وغیرہ کرکے فارغ ہوئے۔ پھر میں احاطے کے اندر گیا۔ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں پر تشریف رکھتے ہیں۔ اور پنڈلیاں کھولے ہوئے پائے مبارک پانی میں لٹکا رکھے ہیں۔ میں نے سلام کیا اور واپس دروازے پر آکر بیٹھ گیا۔ اور اپنے دل میں خیال کیا کہ آج سرور انبیاء کی دربانی کا فخر حاصل کرونگا۔ کچھ دیر بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دریافت کیا کہ کون ہے۔ آپ نے اپنا نام بتایا۔ میں نے اندر جاکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے ہیں۔ اور حاضر خدمت ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا آنے دو۔ اور میری طرف سے اُن کو جنت کی بشارت دو۔ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اُن کو جنت کی بشارت دی۔ اور وہ اندر تشریف لے گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب بیٹھ گئے۔ اور بطریق متابعت انہوں نے بھی پاؤں کنوئیں میں لٹکائے۔ میں پھر اپنی دربانی کی جگہ پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے ان سے بھی پوچھا کون ہے۔ آپ نے اپنا نام بتایا۔ میں نے کہا ذرا ٹھہریئے۔ میں خبر کردوں چنانچہ میں نے اندر جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں اور اندر آنیکی اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا آنے دو۔ اور انکو میری طرف سے جنت کی بشارت دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر آئے اور آپکے بائیں جانب کنوئیں پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اس ہی طرح جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی واپس آکر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ اور اپنے بھائی کا انتظار کرنے لگا جس کو میں گھر چھوڑ آیا تھا۔ اور دل میں خیال کیا کہ کاش وہ بھی آجائے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے مشرف ہو۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اُن کے آنے کی خبر بھی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کی۔ آپ نے فرمایا۔ آنے دو۔ اور اُنکو بھی جنت کی بشارت دو۔ میں نے واپس آکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا۔ وہ اندر گئے۔ اور چونکہ جدھر آنحضرت اور دونوں صحابہ رضوان اللہ علیہم بیٹھے تھے اُدھر جگہ نہ تھی۔ اسلیے انکے مقابل بیٹھ گئے اور صحیح بخاری میں آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر جو بعد میں یکے بعد دیگرے خلفاء کے پاس رہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اُنکے ہاتھ سے اتفاقیہ گر کر اس ہی کنوئیں میں گر پڑی تھی۔ اور باوجود سخت تلاش کے نہیں ملی تھی۔ اور صحیح مسلم میں ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ مہر معیقب کے ہاتھ سے کنوئیں میں گری تھی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خادم تھے۔ اور یہ واقعہ اُنکی خلافت کے چھٹے سال ہوا تھا۔ اور اس روز سے اُنکی خلافت میں جھگڑے فساد وغیرہ پیدا ہوئے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ وہ اور کنواں تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ یہ کنواں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کے مال سے بنایا تھا۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف نے جو چالیس ہزار دینار دئے تھے۔ اس میں سے بھی اس پر روپیہ خرچ ہوا تھا۔

۲- **بیر غرس**- شیخ مجدالدین فرماتے ہیں کہ بیر غرس (غین زبر سے) یعنی۔ درخت لگانے کے ہیں اور بعض ر کی تحریک سے شجر کے وزن پر لکھتے ہیں۔ یہ کنواں مسجد قبا کے شمال مشرق میں تقریبًا نصف میل کے فاصلہ پر اور غرس نام ایک موضع ہے جو کہ اسکے قریب ہے۔ یہ بڑا سا کنواں ہے۔ اور پانی بہت ہے یعنی دہ دردہ سے بھی زیادہ ہے۔ اور اس میں ایک درجہ ہے۔ جس کے راستہ سے کنوئیں میں چلے آتے ہیں ۸۹۲ھ میں تعمیر ہوا تھا۔ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو فرمایا۔ اور باقی پانی کو کنوئیں میں ڈالدیا۔ ابراہیم بن اسمٰعیل بن مجمع سے روایت ہے کہ ایکدن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آجکی رات دیکھا کہ بہشت کے کنوؤں میں سے ایک کنوئیں پر میں نے صبح کی ہے۔ اور آپنے بیر غرس پر صبح کی تھی۔ پھر آپنے وضو کیا اور آب دہن مبارک اُس میں ڈالا۔ اور کچھ شہد جو آپ کے پاس کہیں سے بطور تحفہ آیا تھا۔ وہ بھی آپنے اس ہی کنوئیں میں ڈالدیا۔

۳- **بیر بضاعہ**- درگاہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو جاتے ہوئے شامی دروازہ کے باہر داہنی طرف باغ جمل اللیل میں ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس کنوئیں پر تشریف لائے اور پانی مانگا اور وضو کیا۔ اور باقی پانی اور آب دہن مبارک اسی کنوئیں میں ڈالدیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب کوئی شخص بیمار ہوتا تھا۔ تو اسکو اس کنوئیں کے پانی سے غسل دیتے تھے۔ تو اسکی برکت سے اسکو شفا کامل حاصل ہوتی تھی حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ جو شخص بیمار ہوتا تھا تو ہم تین روز اسکو اس کنوئیں کے پانی سے غسل دیتے تھے۔ وہ صحت پاتا تھا۔

۴- **بیر بصہ**- مدینہ طیبہ سے قبا کو جاتے ہوئے۔ بائیں طرف جنت البقیع سے آگے ایک [illegible] حضرت ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ ایک دن رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین رونق افروز ہوئے۔ اور فرمایا کہ تیرے پاس کوئی سرمونے کی چیز ہے۔ مین نے عرض کیا کہ ہان ہے۔ چنانچہ مین وہ چیز لیکر آپ کے ساتھ بیر بضہ پر گیا۔ آپ نے سر مبارک دھویا۔ اور غسالہ کو کنوئین مین ڈالدیا۔ اس کنوئین کا پانی اونچا تھا۔

۵۔ **بیر حا** ۔ مسجد نبوی کے سامنے دیوار شہر سے باہر ابو طلحہ کے باغ مین ہے اکثر اوقات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اسجگہ رونق افروز ہوتے تھے اور جنون کے سایہ مین بیٹھکر اسکا پانی پیتے تھے۔ اسکا پانی نہایت شیرین اور لطیف ہے۔ اور یہ مقام نہایت دلچسپ ہے۔

۶۔ **بیر عہن** ۔ مسجد شمس سے آگے تھوڑی دور پر مسجد قبا سے مشرق کی طرف ایک باغ کے اندر ہے۔ یہ مقام نہایت پاکیزہ اور لطیف ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لے گئے۔ اور آپنے وہان وضو کیا۔ اور نماز پڑھی۔

۷۔ **بیر رومہ** ۔ مدینہ طیبہ سے تین کوس پر مشرق کی جانب وادی عقیق مین مسجد قبلتین سے آگے ہے۔ یہ کنوان بھی بڑا ہے۔ پانی نہایت لطیف اور شیرین ہے اہل حدیث لکھتے مین کہ مدینہ طیبہ مین اس کنوئین کا پانی نہایت شیرین تھا اور کنوؤن کا پانی کھاری تھا۔ اسکا مالک ایک یہودی تھا۔ وہ پانی بیچا کرتا تھا۔ اس سبب سے مسلمانون کو پانی کی تکلیف تھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ خرید کر مسلمانون کا ڈول اسمین جاری کر دے اس کے لیے جنت ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کنوئین کو اپنے خالص مال سے خریدا اور وقف کر دیا حسب وعدہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مستحق جنت ہوئے۔ رب العالمین۔ ایک روایت مین یہ بھی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نصف کنوان بارہ ہزار درہم مین خریدا تھا۔ اور وقف کردیا اسکا طریق یہ تھا کہ ایک روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی باری ہوتی تھی۔ اور ایک دن اس یہودی کی۔ تو یہودی پانی قیمت پر دیتا تھا۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسلمانون کو مفت دیتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اسکی باری کے دن کوئی پانی نہین بھرتا۔ بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باری کے دن مسلمان دوسرے دن کی باری کا پانی بھی بھر رکھتے۔ ناچار ہو کر اس نے باقی نصف بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچدیا۔ اور آپ نے کل مسلمانون کے واسطے وقف کر دیا۔

تمّت

مضامین کتاب بہ ترتیب حروف تہجی

ا

ب

پ

فتاوی عثمانی - کتاب المیراث مین سے ذوی الارحام درجہ اول کا نمونہ

نقشہ ذوی الارحام درجہ اول معہ عصبات درجہ اول

م

ذوی الارحام درجہ اول

عصبات درجہ اول

بیٹی ۲ — ۱

۳ — ۴ — پوتی ۵ — ۶

۱۴ — ۱۳ — ۱۲ — ۱۱ — ۱۰ — ۹ — پڑپوتی ۸ — ۷

۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰

پہلا درجہ — دوسرا درجہ — تیسرا درجہ — چوتھا درجہ

نوٹ - اصل کتاب مین نقشہ جات پورے سولہ صفحون پر ہین چنانچہ یہ نقشہ اصل مین موجودہ نقشہ سے دگنا ہے ۔ لکیر دار دائرے سے مرد مراد ہے اور خالی دائرہ سے عورت - ذوی الفروض سفید حروف مین ہین - اور ذوی الارحام باریک لکیر کے حلقہ مین بند ہین - اور عصبات نقطہ دار لکیر سے ظاہر کئے گئے ہین [illegible]

زیر طبع

فتاویٰ عثمانی - کتاب المیراث

ذیل میں جو نقشہ بطور نمونہ کتاب المیراث کا دیا گیا ہے۔ اس سے ناظرین کتاب ہذا کی خوبی کا کسقدر اندازہ لگا سکینگے۔ مختصر طور پر اس کا کچھ حال بھی ہدیہ ناظرین ہے تا کہ کتاب کے متعلق [illegible]
اس کتاب کی خوبی اس چھوٹے سے نقشہ اور مختصر الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ یہ کتاب سراجی شریفیہ۔ در مختار۔ کنز۔ عینی شرح کنز۔ فتاویٰ عالمگیری۔ رد المحتار علی الدر المختار وغیرہ [illegible]
کہ ذوالعن کے متعلق جو مسئلہ معلوم کرنا ہو فوراً معلوم ہو سکتا ہے کل کتاب کا متن مصنف کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ اور جو سندات نیچے بالکل لکھی گئی ہیں وہ ان عربی کتب کا نقل اور با محاورہ ترجمہ ہے [illegible]
یہ ضرورت بھی محسوس ہوگی کہ سندات کو اصل عربی سے مطابق کیجئے۔ اسواسطے ہم نے حوالہ کے مقابل اصل کتاب کے صفحے بھی دیدیئے ہیں۔ اگرچہ یہ کتابیں کسی خاص مطبع کی ہیں جنکا نام [illegible]
کی ہوں تو ان کے صفحوں میں بھی زیادہ فرق نہیں ہوگا۔ اور زیادہ سہولت کیواسطے عربی عبارت کا تشریح اور ترجمہ بھی دیدیا ہے تاکہ دوسری مطبع کی کتابوں میں تلاش میں دقت نہ ہو۔ اس [illegible]
گئی ہے تاکہ مسائل کے معلوم کرنے میں بہت سہولت ہو جائے۔ نمونہ کا نقشہ صفحہ ۔۔۔ پر درج ہے۔ اس کتاب کے ادق مسائل بھی بذریعہ نقشہ حل کئے گئے ہیں اور تمام نقشہ [illegible]
ساتھ ایک بہت بڑا نقشہ ہے جس میں میت کے جملہ رشتہ دار یعنی ذوی الفروض و عصبات و ذوی الارحام بطور نسب نامہ دکھائے گئے ہیں۔ اور مختلف رنگوں کی وجہ سے ہر قسم کے رشتہ [illegible]
[illegible] سے چھپ گیا ہے

۱۱۸- استقرار حق و تقسیم میراث

(اس کے نقشہ کیواسطے صفحہ گذشتہ دیکھو)

۱- جبکہ سب حقدار ایک درجہ میں ہوں (مثلاً پہلے یا دوسرے یا تیسرے وغیرہ میں)

اسکی تین صورتیں ہیں ۱- یا تو سب وارث کی اولاد ہونگے۔ ۲- یا سب غیر وارث کی۔ ۳- یا ملے جلے ہونگے۔
صورت اول و دوم میں سب کو ورثہ ملیگا۔ لیکن صورت سوم میں صرف وارث کی اولاد کو ملیگا اور باقی محروم رہیں گے۔

مثال۔ صورت اول کی یہ ہے کہ اگر ۹ و ۱۰ موجود ہوں یا ۳ و ۴ موجود ہوں تو دونوں کو ورثہ ملیگا۔ مثال صورت دوم کی یہ ہے کہ اگر ۱۱ + ۱۲ + ۱۳ + ۱۴ موجود ہوں تو چاروں کو حصہ ملیگا۔

مثال۔ صورت سوم کی یہ ہے کہ اگر ۹ + ۱۰ + ۱۱ + ۱۲ + ۱۳ + ۱۴ موجود ہوں تو صرف ۹ و ۱۰ کو حصہ ملیگا اور باقی سب محروم رہیں گے۔

۲- جبکہ سب حقدار ایک درجہ میں نہ ہوں (بلکہ کوئی اوپر کے اور کوئی نیچے کے درجہ میں ہو)

اس کی صورت یہی کہ اوپر کے درجہ والوں کے مقابلہ میں نیچے کے درجہ والے محروم ہونگے۔ اب جبکہ سب ایک درجہ میں ہوں تو قاعدہ ۱ کے بموجب حق وراثت معلوم کرو۔

مثال۔ ۳ + ۴ + ۹ + ۱۰ موجود ہیں تو صرف ۳ و ۴ کو ورثہ ملیگا اور ۹ و ۱۰ محروم ہونگے۔

تشریح۔ امام ابوحنیفہ و صاحبین و زفر و عیسیٰ بن ابان اسی امر پر متفق ہیں اور یہی اجماعی مسئلہ ہے اور فیصلہ جات اسی پر ہوتے ہیں کہ قریب کے درجہ والوں کے مقابلہ میں بعید کے درجہ والے محروم رہتے ہیں کیونکہ ذوی الارحام کی توریث عصبات کی توریث کے طریق پر ہے اور عصبات میں اسی قاعدہ پر عمل ہوتا ہے جو لوگ اس قاعدہ کے پابند ہیں وہ اہل قرابت کہلاتے ہیں [illegible]

۳- تقسیم کے دو طریقے ہیں۔

۱- جبکہ اصول متفق ہوں تو بطریق ابدان تقسیم کیجائے (نزد ابو یوسفؒ و امام محمدؒ)

۲- جبکہ اصول متفق نہ ہوں تو { یا بطریق ابدان تقسیم کیجائے (نزد ابو یوسفؒ)
{ یا بطریق اصول (نزد امام محمدؒ) فتویٰ اسی پر ہے

تشریح۔ اس تقسیم میں ابتدائی درجہ والے اصول میں ہی عدد میں ہوں تو سب کو حصہ برابر ملیگا اور اگر مرد و عورت مخلوط ہوں تو مرد کو عورت کے دوگنا ملیگا۔ فائدہ اصول متفق و مختلف تقسیم بطریق اصول و بطریق ابدان کی تشریح نقشہ آئندہ میں کی گئی ہے۔

سندات (۱) قریب کو بعید پر ترجیح ہے۔ اَوْلٰهُمْ بِالْمِيْرَاثِ اَقْرَبُهُمْ اِلَى الْمَيِّتِ۔ میراث لینے میں ترجیح اسکو ہے جو زیادہ قریب ہو میت سے جیسے بیٹی کی بیٹی اولیٰ ہے پوتے کی بیٹی کی بیٹی سے۔ سراجیہ اسلام [illegible] ...... بنت ابن
پہلا ایک واسطہ سے میت سے متعلق ہے اور دوسرا دو واسطوں سے۔ شریفیہ ۱۱۴ سراجیہ ...... واسطتین) (دو سندیں بطور نمونہ لکھی گئی ہیں ورنہ اس دفعہ کی ذیل میں ۲۲ سندیں ہیں)
[۲] قریب ہونا دو طریق پر ہوتا ہے۔ اول حقیقی عصوبت میں قریب ہونا کبھی تو درجہ کی رو سے ہوتا ہے اور کبھی قوت سبب سے۔ جیسا کہ بیٹا باپ پر ترجیح دیا گیا ہے (دیکھو دفعہ ۶۹) اسیطرح جس میں معنی عصوبت کے پائے جائیں گے (یعنی ذوی الارحام) ان میں تقدیم پہلے قوت درجہ کے اعتبار سے ثابت ہوگی ویسے ہی قوت سبب کے اعتبار سے ثابت ہوگی۔ پس صورت مذکورہ میں اسکی مثال منقول منقول ہیں۔ کل مال بیٹی کی بیٹی کو ملیگا۔ شریفیہ ۱۴۳ (ذی العصوبة الحقيقة ...... بنت البنت)

اطلاع ضروری۔ کتاب المیراث اسقدر سہل التفہیم کرنے سے میری یہ غرض ہے کہ علاوہ وکلاء کے طلباء اور ہر شخص پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل بغیر مدد استاد کے سمجھ سکے چنانچہ اکثر پیچیدہ مسائل مثلاً مسئلہ تشبیب وغیرہ بڑے بڑے نقشوں کے ذریعہ بہت مختصر عبارت میں بیان کر دیئے ہیں۔ دفعہ ۱۰۸ کی نقل جو اوپر دی گئی ہے وہ بھی بہت اختصار کر کے [illegible] کتاب میں تقسیم بطریق اصول و تقسیم بطریق ابدان کو علیحدہ دفعہ کے نیچے بذریعہ نقشوں کے خوب بتایا گیا ہے۔ مگر یہاں بوجہ عدم گنجائش چھوڑ دیا۔ [illegible] دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

فتاویٰ عثمانی کتاب الصوم جو ابھی طبع ہو رہی ہے [illegible] ہے۔ [illegible]

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس [illegible]

۲۔ [illegible] جامعہ عثمانیہ [illegible] کتابیں [illegible]

۳۔ اراکین دارالترجمہ [illegible] کتابیں [illegible]

۴۔ [illegible] کتابیں [illegible]

۵۔ طلبہ پانچ کتابیں [illegible]

۶۔ [illegible] کتابیں [illegible] لازم ہے۔

۷۔ [illegible] کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو [illegible]

۸۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان [illegible]

۹۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں [illegible]

[illegible] کمیٹی
فقط